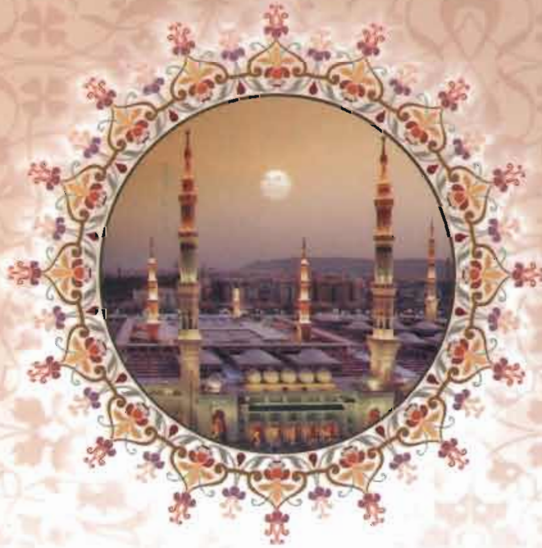
مُوطّأ امام مالکؒ

رِوَايَةُ ابنِ القَاسِمِ

ترجمہ، تحقیق وحواشی
حافظ زبیر علی زئی



مکتبہ اسلامیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الاتحاف الباسم

في تحقيق، تخريج وشرح

موطأ إمام مالك: رواية ابن القاسم

[مُلَخَّصُ القابِسي]

تصنيف
حافظ زبير عليزئي

مكتبة الحديث
حضرو، اٹک، الباكستان

RMPInternational.TK

شرح موطأ إمام مالك

کتاب ---------------- مُوطّأ امام مالک : روایۃ ابن القاسم

ترجمہ تحقیق وشرح (الاتحاف الباسم) ------ حافظ زبیر علی زئی

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

کمپوزر ---------------- محمد قاسم برہ زئی

کمپوزنگ ---------------- مکتبۃ الحدیث

اشاعت اول ---------------- جنوری ۲۰۰۹ء

قیمت ----------------



مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ، لاہور - پاکستان فون: 042-7244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد - پاکستان فون: 041-2631204

فہرست موطأ امام مالک

صفحہ نمبر

ایمان وعقائد کے مسائل

رقم الحدیث

طہارت کے مسائل

قضائے حاجت کا بیان

غسل کا بیان

مسواک کا بیان

وضو کا بیان

نماز کے مسائل

اذان کا بیان

اوقاتِ نماز کا بیان

امامت کا بیان

باجماعت نماز کا بیان

طریقہ نماز کا بیان

سترے کا بیان

سجدۂ تلاوت وسہو کا بیان

نماز میں قراءت کا بیان

نوافل وسنن کا بیان

خوف وسفر کی نماز کا بیان

نمازِ استسقاء کا بیان

سورج گرہن والی نماز کا بیان

نماز کے متفرق مسائل

جمعہ کے مسائل

جنازے کے مسائل

روزوں کے مسائل

اعتکاف کا بیان

زکوۃ کے مسائل

صدقات کا بیان

خمس کا بیان

حج کے مسائل

عیدین وقربانی کے مسائل

نکاح کے مسائل

ولیمے کا بیان

طلاق کے مسائل

رضاعت کے مسائل

عدت کے مسائل

وراثت کے مسائل

کھانے اور مشروبات سے متعلق مسائل

لباس سے متعلق مسائل

طب وعیادت کے مسائل

دعا و اذکار کا بیان

اخلاق وآداب سے متعلق مسائل

سفر کے مسائل

خرید وفروخت کے مسائل

سود کا بیان

غلام آزاد کرنے کا بیان

گواہی دینے کا بیان

قرض کا بیان

گمشدہ اشیاء کے مسائل

دیت، قصاص اور حد کے مسائل

قسم کا بیان

فتنہ وآزمائش سے متعلق مسائل

جہاد سے متعلق مسائل

قرآن وتفسیر کا بیان

حلال و جائز امور کا بیان

حرام و ناجائز امور کا بیان

زہد سے متعلق مسائل

صبر وشکر کا بیان

خوابوں کی تعبیر کے مسائل

فضائل وسیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مناقبِ صحابہ وصحابیات رضي الله عنهم أجمعين

مکہ و مدینہ کے فضائل و مسائل

چند متفرق مسائل

حرفِ اول

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

دنیائے جہاں میں صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کی تمام تر تعلیمات قرآن وحدیث کی صورت میں صحیح وسالم اور محفوظ ہیں۔ یہ شرف بھی اسلام کے حصے میں آیا ہے کہ اس کے تحفظ کی ضمانت خود رب العالمین نے دے رکھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ بے شک ہم نے ہی ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر:۹)

قرآن وحدیث باہم مترادف ہیں۔ کتاب وسنت میں کتنے ہی ایسے مقامات ہیں جہاں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔
(دیکھئے الطور:۳۴، الزمر:۲۳، النجم:۵۹، النساء:۷۸)

اور حدیث کو کتاب اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۶۶۶۳، ۶۶۶۴، سنن ابی داود:۴۶۰۴، وسندہ صحیح)

یہ بات قرآن مجید کے اسلوب سے بھی واضح ہوتی ہے۔ مثلاً، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾

اور جو کچھ رسول تمھیں دے تو تم اسے لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو تم رک جاؤ۔ (الحشر:۷)

نیز فرمایا: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی تو تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء:۸۰)

شریعتِ اسلامیہ چونکہ روزِ آخرت تک کے تمام ادوار ومراحل کو محیط ہے لہٰذا اسے اس جامع انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ کسی دور میں بھی کوئی نام نہاد اسکالر، دانشور، مفکر، مدبر یا متجدد احادیث سے منحرف ہو کر عقلی وذہنی اختراعات یا اپنے ذاتی فہم کو دین کا جزوِ لازم قرار نہ دے سکے۔

اس سے انکار کی مجال نہیں کہ مختلف قرون میں مختلف انداز سے کئی قسم کے فتنوں نے جنم لیا ہے لیکن یہ بھی ایک لاریب حقیقت ہے کہ ایسے لوگوں کا وجود عارضی ہوا کرتا ہے، ان کے نام ونشان تک مٹ جایا کرتے ہیں اور اس کے برعکس احادیث کی خدمت میں لیل ونہار گزارنے والے محدثینِ عظام، ائمۂ دین اور ان کے جانشین علمائے کرام آج بھی عالمِ اُفق پر نمایاں ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

انھیں محدثین میں سے ایک امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ تھے، جنھوں نے ہر قسم کی آزمائش کو بالائے طاق رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یکجا کر کے ''الموطأ'' کے نام سے لوگوں میں روشناس کرایا۔

مدتیں بیت گئیں، فتنوں کے بڑے بڑے سرخیل مٹی ہو گئے، ان کا نام لیوا کوئی نہیں رہا لیکن امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ''الموطأ'' کی پذیرائی میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کی عربی میں شروحات وتعلیقات کی صورت میں بہت

خدمت کی گئی ہے۔اس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ''الموطأ'' کو اُردو کے قالب میں ڈھال کر اس نہج سے کام کیا جائے کہ ہر قسم کی تشنگی دور ہو جائے لہٰذا فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اس کمی کا ادراک کرتے ہوئے تھوڑے سے عرصے کی شب و روز محنت سے ''الاتحاف الباسم'' کی شکل میں انتہائی اہم کام سرانجام دیا ہے۔

یوں تو استاذِ محترم حفظہ اللہ کی اب تک پچاس (۵۰) سے زائد علمی، تحقیقی، تنقیدی اور اصلاحی کتابیں منظر عام پر آکر اپنی علمیت و نافعیت کا لوہا منوا چکی ہیں لیکن زیرِ نظر کتاب ''الاتحاف الباسم'' کئی لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل ہے، جس کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

☆ موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم/ملخص القابسی) کے نایاب نسخے کا انتخاب جو محدثین کے ہاں معتبر اور صحیح ترین نسخہ ہے۔

☆ کئی موضوعات پر محیط اور دلائل سے بھرپور ''مقدمہ'' شارح کے قلم سے

☆ عربی ایک فصیح و بلیغ زبان ہے جس کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، پھر بھی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ آسان فہم انداز میں ہو اور یہ کافی حد تک کامیاب سعی ہے۔ وللہ الحمد

☆ صحت و سقم کے اعتبار سے ہر حدیث پر واضح حکم ہے۔

☆ مختصر مگر جامع و نافع تخریج کا اہتمام۔

☆ تفقہ کے نام سے بہترین شرح جسے احادیث، آثار اور سلف صالحین کے اقوال سے مزین کیا گیا ہے۔

☆ کتاب کے شروع میں فقہی ترتیب کے مطابق جامع فہرست نیز آخر میں اطراف و رواۃ کی فہارس بھی شامل ہیں۔

☆ یہ بات یقیناً دلی اطمینان کا باعث ہوگی کہ اس کتاب کی نظر ثانی و مراجعت استاذ الاساتذہ فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے بھی فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

یہ کتاب اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ طلبا و علماء بلکہ اُردو خواں طبقے کے ہر باذوق فرد کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے کماحقہ فائدہ حاصل کرنے کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کر کے عنداللہ سُرخرو ہوں۔

آخر میں عرض ہے کہ ہر قسم کی احتیاطی تدابیر کے باوجود غلطی کا احتمال بہر صورت رہتا ہے لہٰذا دورانِ مطالعہ میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔ حرفِ آخر کے طور پر اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ اے اللہ! میرے استاذ محترم فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرما، تا کہ علم و عمل اور تحقیق و اصلاح کے یہ روشن چراغ جلتے رہیں اور تلاشِ حق کے راہی راہ پاتے رہیں۔ یاالٰہی! اس کتاب کو ان کے لئے توشۂ آخرت و ذریعۂ نجات بنا۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

مدرسہ اہل الحدیث حضرو ضلع اٹک

(۹/۸/۲۰۰۸ء)

تقدیم

الحمد للّٰه رب العالمين والعاقبة للمتقين وأزكى الصلوات وأتم التسليمات على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى اٰله الطيبين الطاهرين وأزواجه أمهات المؤمنين و أصحابه أجمعين ومن اهتدى بهديه واستن بسنته إلى يوم الدين ، أما بعد:

انسان کی دنیا و آخرت میں فلاح اور سعادت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت کی اتباع سے وابستہ اور اسی پر منحصر ہے۔

خالق و مدبر کائنات نے انسانِ اول سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی ان پر یہ حقیقت واضح کر دی تھی:

﴿ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

ہم نے حکم دیا تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ جب تمھارے پاس میری طرف سے (نازل کردہ) ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا) جنھوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو وہ آگ میں جانے والے ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (البقرۃ:۳۸، ۳۹)

اللہ تعالیٰ نے ہدایت نازل کرنے کے متعلق اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ﴾ اور اللہ سے زیادہ کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ (التوبۃ:۱۱۱)

چنانچہ اس نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کتابیں نازل فرمائیں اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾

سب رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر مبعوث فرمایا) تا کہ ان رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے کوئی حجت اور عذر نہ رہے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔ (النساء:۱۶۵)

ہر نبی اور رسول اپنی امت کے لئے واجب الاتباع کا نمونہ تھا۔ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ﴾

ہم نے جو بھی رسول مبعوث کیا تو اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (النساء:۶۴)

لہٰذا ہر رسول نے یہی پیغام دیا:

﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (نوح:۳)

کیونکہ ان پر ایمان اور ان کی اتباع کرتے ہوئے اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح، نجات کی ضامن، اور ان کے حکم سے سرتابی موجبِ ہلاکت و شقاوت تھی۔ ﴿ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾ ہم نے جو رسول بھیجے تو اسی لئے کہ نیک کردار لوگوں کو خوشخبری دینے والے اور بدکرداروں کے لئے ڈرانے والے ہوں پھر جو لوگ ان کی بات مان لیں اور اپنے عقیدہ و عمل کی

اصلاح کرلیں تو انھیں کوئی خوف ہوگا نہ رنج اور جو ہماری آیات کو جھٹلائیں گے تو وہ اپنی نافرمانیوں کی پاداش میں سزا بھگت کر رہیں گے۔ (الانعام: ۴۸، ۴۹)

یہ سلسلۂ نبوت و رسالت سیدنا آدم و سیدنا نوح علیہما السلام سے شروع ہوا اور انسانی معاشرہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ارتقاء کی منزلیں طے کرتا ہوا خاتم النبیین اور سید الاولین والآخرین سیدنا محمد ﷺ پر تمام ہوا اور کمال کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا۔

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ﴾

آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔ (المائدۃ: ۳)

تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام انسانیت کے مرشد اور محسن ہیں اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ مرشد اعظم اور محسن اعظم ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی کتاب و شریعت واضح ترین بھی ہے اور کامل ترین بھی اور آپ کی نبوت و رسالت کا زمانہ بھی قیامت تک وسیع ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت تمام جہانوں کے لئے رحمت اور قیامت تک کے اہلِ ایمان کے لئے سراسر احسان ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انھی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور اللہ کی کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) کی تعلیم دیتا ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ (آل عمران: ۱۶۴)

یہ احسان جہاں عرب پر ہے، غیر عرب پر بھی ہے اور جہاں عہد نبوت میں آپ ﷺ کی صحبت اور مجلس سے اکتساب نورِ ایمان اور رشد و ہدایت کرنے والوں پر ہے، بعد میں آنے والوں پر بھی ہے جو آپ ﷺ پر ایمان کا دم بھرتے اور اپنی جانوں سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙO وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾ وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں انھی میں سے (سیدنا محمد ﷺ کو) رسول مبعوث کیا۔ جو ان کے سامنے اس کی آیات تلاوت کرتے اور کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) کی تعلیم دیتے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے اور ان میں سے اور لوگ بھی ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ غالب، حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔ (الجمعۃ: ۲-۴)

دینِ کامل اور رسالت خالدہ اور رہتی دنیا تک کے لوگوں پر اتمام حجت کا تقاضا تھا کہ دین کے اصول و فروع نہ صرف تمام اقوام تک پہنچیں بلکہ قابلِ اعتماد ذریعہ سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾

بے شک ہم نے ہی ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر: ۹)

اور معلوم ہے کہ کتاب کے ساتھ ساتھ تو حکمت یعنی قرآن کا بیان بھی نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا۔

﴿ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تمھیں وہ کچھ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (النساء:۱۱۳)

اسی بشارت کا نتیجہ ہے کہ امتِ محمدیہ (علیٰ سیدھا الصلوٰۃ والسلام) کے حافظوں میں کتاب اللہ اور حکمت (سنت رسول اللہ) بلاکم وکاست موجود ہیں اور رہیں گے۔ إلٰی أن یرث اللّٰہ الأرض و من علیھا . اور ہر قوم اور قبیلہ تک پہنچانے کا تکوینی انتظام بھی معجزانہ شان کے ساتھ کیا۔ اور دینِ حق کا یہ اعجاز منتخب روزگار جلیل القدر افراد کے ہاتھوں انجام پایا جن میں سے ہر ایک عظمت کا مینار ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج ﴾

پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا۔ (فاطر:۳۲)

نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((نضر اللّٰہ امرأً سمع منا حدیثًا فحفظه حتی یبلّغه ...)) إلخ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہماری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا حتیٰ کہ اسے آگے پہنچا دیا... الخ

(سنن ابی داود: ۳۶۶۰ وسندہ صحیح)

انھی منتخب روزگار بندوں میں ایک درخشندہ نام اور عدالت، صداقت اور شجاعت میں یگانۂ روزگار شخصیت اور تر و تازہ چہروں میں سے ایک چہرہ امام دار الہجرۃ فی زمانہ، فقیہ الامۃ، شیخ الاسلام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک الاصبحی المدنی رحمہ اللہ کا ہے، جن کا مقام و مرتبہ جاننے کے لئے اُن کے تلمیذ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول کافی ہے:

''إذا جاء الأثر فمالك النجم'' جب حدیث کا ذکر ہو تو مالک رحمہ اللہ دمکتا ہوا ستارہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۲۰۶/۸ وسندہ صحیح)

کسی نے سچ ہی تو کہا ہے: یأبی الجوابَ فلا یراجع ھیبة والسائلون نواکس الأذقان

أدب الوقار و عز سلطان التقی فھو المطاع ولیس ذابسلطان

وہ جب کسی سوال کا جواب نہ دینا چاہیں تو کسی کو ان سے دوبارہ سوال کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور سائل سر جھکائے باادب بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی مجلس میں ادب، وقار اور اقلیم تقویٰ کے سلطان کی ہیبت ہے۔ پس انھی کا حکم چلتا ہے اگرچہ ان کی حکومت نہیں ہے۔

تالیف مؤلف کی شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے اس لئے امام مالک کی شخصیت کے جلال و جمال اور جامعیت کی جھلک موطأ میں واضح نظر آتی ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''إنّ للموطأ لوقعًا فی النفوس و مھابة فی القلوب لایوازنھا شيء .'' بلاشبہ امام مالک رحمہ اللہ کی تالیف موطأ کا لوگوں کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ اور دلوں میں اس کی ہیبت اور توقیر ہے جس کا موازنہ کسی سے نہیں کیا جا سکتا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲۰۳/۱۸، ترجمہ ابن حزم الاندلسی)

موطأ امام مالک کی خصوصیات

① یہ واحد متداول تالیف ہے جس کے مؤلف اتباع تابعین میں سے ہیں اور یہ دلیل قاطع اور برھان ناصع ہے کہ اس زمانہ تک علم حدیث تدوین کے مرحلہ سے گزر کر تبویب و استخراج کے مرحلہ میں داخل ہو چکا تھا اور یہ شمس بازغہ ان شپرہ چشموں کی بصیرت کی قلعی کھول رہا ہے جو ہنوز طنبورہ سرائی کر رہے ہیں کہ حدیث کی تدوین تیسری صدی میں عمل میں آئی۔

② صرف صحیح احادیث پر مشتمل یہ اولین مجموعہ ہے اور امام مالک کا علو اسناد اس پر مستزاد ہے۔

اس کی متعدد سندوں کو اصح الاسانید کہا گیا ہے۔

④ فقہ الحدیث کی ترویج کے لئے محدثین کی کاوشوں میں اسے سنگ بنیاد اور اس سفر سعادت میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اس عمل کو اوج کمال تک پہنچایا تاہم الفضل للمتقدم کے مصداق موطأ امام مالک کو شرف اولیت اور شرف اقدمیت حاصل ہے، جس میں ان کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

انھی خصوصیات کی بنا پر موطأ امام مالک کو امت میں تلقی بالقبول حاصل رہا اور یہ عظیم الشان کتاب اپنے زمانۂ تالیف ہی سے مخدوم رہی حتیٰ کہ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ کتب حدیث میں سے جس قدر توجہ موطأ کی طرف دی گئی حدیث کی کسی اور کتاب کو نہیں دی گئی۔ (مدارک بحوالہ مقدمہ التعلیق المجد ص ۲۴)

اس سفر جلیل کی شرح، تلخیص اور تخریج کی مکمل فہرست ایک مستقل تصنیف کا موضوع ہے۔

ان میں سے چند ایک کا تذکرہ بھی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اس کے منصۂ شہود میں آنے کے بعد کوئی صدی ایسی نہیں گزری جب حاملین علم حدیث نے اس کی خدمت وتشریح کی ضرورت محسوس نہ کی ہو چنانچہ:

☆ عالم الاندلس، ابومروان عبدالملک بن حبیب القرطبی (المتوفی ۲۳۹ھ) نے اس کی شرح قلم بند کی۔

☆ الامام العلامہ المحدث الفقیہ ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی (المتوفی ۳۸۸ھ) نے موطأ کی تلخیص کی۔

☆ علامۃ المغرب حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن خلف القابسی (المتوفی ۴۰۳ھ) نے اس کی تلخیص کی (جس کا ترجمہ وتخریج زیر نظر ہے) یہ تلخیص محدثانہ انداز پر ہے اور ایسے طریقے پر ہے جو احادیث حفظ کرنے اور شمار کرنے میں بے حد ممد ومعاون ہے۔

☆ حافظ المغرب شیخ الاسلام ابوعمر یوسف بن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) نے موطأ کی شرح میں تین کتابیں تالیف کیں جن میں سے ہر ایک اپنی مثال آپ ہے: ① التقصی لمافی الموطأ من حدیث رسول اللہ ﷺ

② التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید۔ حافظ ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ نے اس کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ فقہ الحدیث کے متعلق اس سے بہتر تو کجا اس کی مثل بھی کوئی کتاب میرے علم میں نہیں۔

③ الاستذکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ الموطأ من معانی الرأی والآثار

کتاب کے نام سے ہی اس کی عظمت ووسعت کا اندازہ ہوتا ہے، کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔

☆ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد ابن الابی (المتوفی ۵۴۳ھ) نے القبس فی شرح موطأ مالک بن انس کے نام سے شرح تصنیف کی۔

☆ علامہ ابوبکر جلال الدین السیوطی (المتوفی ۸۷۸ھ) نے کشف المغطا کے نام سے مبسوط شرح تصنیف کی پھر اس کی تلخیص تنویر الحوالک فی شرح موطأ مالک کے عنوان سے لکھی اور موطأ کے رجال کے لئے مستقل کتاب اسعاف المبطا تالیف کی۔

☆ ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی موطأ کی شرح لکھی تاہم انھوں نے اس خدمت کے لئے موطا مالک بروایت محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی کا انتخاب کیا۔ ان کی یہ تالیف بقولِ عبدالحیٔ لکھنوی فوائد کثیرہ پر مشتمل ہونے کے باوجود مسامحات سے خالی نہیں ہے۔

☆ محمد بن عبدالباقی الزرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ) نے ایک متوسط شرح لکھی جو چار جلدوں میں مطبوع، متداول اور مقبول ہے۔

برصغیر میں موطأ امام مالک کی ترویج واشاعت

برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ تو خاصی قدیم ہے تاہم اولین محدثین کے عام نقوش مرورِ ایام نے مٹا دیئے۔

احیاءِ علوم حدیث کا دوسرا دور مغلیہ سلطنت میں شروع ہوا اس عہد میں اس عظیم کتاب کی جن شروح کا سراغ ملتا ہے:

۱: شیخ ابو یوسف یعقوب لاہوری (المتوفی ۱۰۹۸ھ) کی المصفیٰ فی شرح الموطأ

۲: شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) نے اس کی مختصر نہایت وقیع دو شرحیں قلم بند کیں۔

۳: شیخ سلام اللہ البخاری الدہلوی (المتوفی ۱۲۲۹ھ) کی المحلی شرح الموطأ

① المسوی: یہ عربی زبان میں ہے، اس میں شرح الغریب اور بیان مذاہب پر اکتفاء کیا ہے۔

② المصفی: فارسی زبان میں ہے، اس میں مجتہدانہ کلام کیا ہے۔

۴: عبدالحیٔ لکھنوی نے التعلیق الممجد کے نام سے موطا محمد بن الحسن الشیبانی کی مبسوط شرح لکھی جو ان کی تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل ہے۔

۵: مولانا محمد بشیر القنوجی نے بھی شرح لکھی جو مکمل نہ کر سکے۔

۶: عبدالوہاب علی جان نے عربی زبان میں موطأ کی شرح لکھی۔

موطأ کے اردو تراجم

خاتم النبیین ﷺ کا پیغام عام کرنے اور عوام الناس کے لئے فہم حدیث کو آسان تر کرنے کے لئے علماء نے کتبِ احادیث کے عجمی زبانوں میں ترجمے کئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ کی برکت سے اردو کا دامن بھی اس گوہر یکدانہ سے محروم نہیں رہا۔ چنانچہ اس باب میں ہمیں موطا مالک بروایت محمد بن حسن الشیبانی کا تذکرہ ملتا ہے جو الھد ادخوشامی کے قلم سے تھا اور ۱۸۹۰ء میں مطبع احمد لاہور میں اشاعت پذیر ہوا اور بعد ازاں ۱۹۲۰ء میں مطبع مصطفائی دہلی سے بھی طبع ہوا۔

موطأ مالک کی مشہور روایت (یحییٰ بن یحییٰ) کا اولین اردو ترجمہ وحید الزمان حیدر آبادی نے کیا جو مشہور اور بار بار مطبوع ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''الاتحاف الباسم'' بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک خوبصورت کڑی ہے اور موطأ امام مالک کی خدمات میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ مولانا زبیر علی زئی کی ژرف نگاہی نے موطأ امام مالک کے صحیح ترین نسخے کا انتخاب کیا جو امام مالک کے تلمیذِ خاص عبدالرحمٰن بن القاسم المصری کی تلخیص القابسی کی صورت میں موجود تھا۔

مولانا نے اس ملخص کا ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ فقہ الحدیث اور فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب موطأ امام مالک کے نسخہ (جس میں صرف مرفوع احادیث ہیں) بروایت عبدالرحمٰن بن القاسم المصری (ملخص القابسی) کے اردو ترجمہ، فقہ الحدیث اور فوائد پر مشتمل ہے۔

اس جلیل القدر کتاب کی یہ اشاعت یقیناً حافظ زبیر علی زئی صاحب وفقہ اللہ کی طرف سے طلابِ علمِ حدیث کے لئے گراں قدر تحفہ ہے، انھوں نے اس عظیم کتاب کی خدمت کر کے اس کی افادیت میں کئی چند اضافہ کر دیا ہے۔

- امام دار الہجرۃ حجۃ الاسلام مالک بن انس رحمہ اللہ کا مفصل ترجمہ وتعارف لکھا، جو بہت سے علمی فوائد پر مشتمل ہے۔
- موطأ کے اس نسخہ کے راویوں کا تعارف اور اس نسخے کی خصوصیات بیان کیں۔
- احادیث کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا تاکہ عام اردو خواں طبقہ بھی فہم حدیث سے بہرہ مند ہو سکے۔
- احادیث کی تخریج وتحقیق جو جناب مترجم وفقہ اللہ کی وسعتِ اطلاع اور متوازن الرائی ہونے کی دلیل ہے۔
- ان سب پر مستزاد یہ کہ تفقہ کے عنوان سے ان مسائل کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے جو اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں۔
- بعض ضمنی مباحث کے متعلق گرانقدر معلومات مہیا کر دی ہیں جو نہ صرف طلبۂ علم بلکہ علماء، مدرسین اور اصحابِ تحقیق کے لئے بھی مفید اور بصیرت افروز ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ العزیز

ان امتیازات اور اس کے علاوہ دیگر خوبیوں کی بنا پر کہ جو قاری کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گی۔ بجا طور پر امید کی جا سکتی ہے کہ یہ عظیم الشان کتاب ہر اسلامی لائبریری کی ضرورت اور موجب زینت ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز

اس کاوش پر جناب حافظ زبیر علی زئی صاحب وفقہ اللہ تمام منسوبین علمِ حدیث کی طرف سے دعا اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم القدر کتاب کے مؤلف الامام مالک رحمہ اللہ کو امت کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے کہ انھوں نے صحیح احادیث کی تجرید اور فقہ الحدیث کی تدوین کے قصر رفیع کی بنیاد رکھی اور اس کے جلیل القدر راوی عبدالرحمٰن بن القاسم، موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم) کی تلخیص کرنے والے امام ابو الحسن القابسی اور اس کے جملہ حاملین وناقلین کو جزائے خیر دے جو اس کے ہم تک پہنچنے بلکہ رہتی دنیا تک باقی رہنے کا ذریعہ اور واسطہ بنے۔ اس کے مترجم علام کی نشرِ سنت کے باب میں خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور انھیں فکر ثاقب اور رائے سدید سے مزید بہرہ مند فرمائے۔ [آمین ثم آمین]

وصلی اللہ علی نبینا محمد و اله و صحبته أجمعین و آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

خادم العلم والعلماء حافظ عبدالحمید ازہر، محمدی مسجد راولپنڈی (۶/رمضان ۱۴۲۹ھ بمطابق ۶/ستمبر ۲۰۰۸ء)

مقدمة الاتحاف الباسم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی رسوله الأمين، أما بعد:

اللہ تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے آخری رسول کو ختمِ نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا، جس نے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر جنت کے نوری راستے پر گامزن کر دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج﴾ اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ انھی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اُس کی آیات تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (آل عمران:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اس (کی اطاعت) سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم سن رہے ہو۔ (الانفال:۲۰)

نیز فرمایا: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط﴾ اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ (النور:۵۴)

جو لوگ نبی کریم ﷺ کے حکم (حدیث) کو رد کر دیتے ہیں، اُن کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ان لوگوں کو جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائیں یا دکھ دینے والا عذاب انھیں آ لے۔ (النور:۶۳)

نبی کریم ﷺ معیارِ حق ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ آپ کے رب کی قسم! یہ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ نے جو فیصلہ کیا اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور سرِ تسلیم خم نہ کر دیں۔ (النساء:۶۵)

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کرنا چاہئے اور جس سے منع فرمائیں اُس سے رک جانا چاہئے، آپ کی سنت کو اپناتے ہوئے عبادات، معاملات اور تمام دینی اُمور سرانجام دیئے جائیں۔

آپ ﷺ کے اقوال و افعال دو طرح سے اُمت تک پہنچے ہیں:

① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، انھوں نے براہِ راست یا دیگر صحابہ سے انھیں حاصل کیا ہے۔

② صحابۂ کرام کے بعد قیامت تک ساری اُمت کے پاس ثقہ وصدوق راویوں کی صحیح وحسن روایات کے ذریعے سے جنھیں احادیث کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ احادیث شرعی حجت ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

① بائبل میں لکھا ہوا ہے کہ ''میں اُنکے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اُسے حکم دُونگا وہی وہ اُن سے کہیگا۔'' (عہد نامہ قدیم ص۱۸۴، استثناء ۱۸:۱۸، نیز دیکھئے کلامِ مقدس ص۲۳۰)

اس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے مراد بنی اسماعیل ہیں جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بائبل میں لکھا ہوا ہے:

''اور ابرام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا اور ابرام نے اپنے اُس بیٹے کا نام جو ہاجرہ سے پیدا ہوا اسمٰعیل رکھا۔ اور جب ابرام سے ہاجرہ کے اسمٰعیل پیدا ہُوا تب ابرام چھیاسی برس کا تھا۔'' (عہد نامہ قدیم ص۱۶، پیدائش ۱۶:۱۶)

اس پیش گوئی میں جس آنے والے اسماعیلی نبی کا ذکر ہے، اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

نیز دیکھئے احمد دیدات کی کتاب ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائبل کیا کہتی ہے؟'' (ص۲ تا ۱۷)

یہ احمد دیدات کی ایک تقریر ہے جس کا ترجمہ کر کے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

② بائبل میں لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''اِسکے بعد مَیں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکا کچھ نہیں۔''

(عہد نامہ جدید ص۹۹، یوحنا ۱۴: ۳۰، کلامِ مقدس ص۱۴۱، ۱۴۲)

اس میں سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد آنے والے نبی کی پیش گوئی ہے۔

ان پڑھ حواری یوحنا کی طرف منسوب ''انجیل'' میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئیگا تو تُمکو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا وہی کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا۔''

(عہد نامہ جدید ص۱۰۱، یوحنا ۱۶: ۱۲، ۱۳، کلامِ مقدس ص۱۴۳)

اس عبارت میں بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبی کی پیش گوئی ہے جو آئندہ کی خبریں دے گا۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب ''Islam the First & Final Religion''

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴾

وہ لوگ جو رسول نبی اُمی کی اتباع کرتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (الاعراف: ۱۵۷)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾

اور میں اپنے بعد آنے والے رسول کی خوش خبری دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے۔ (الصف:٦)

تباہی، ہلاکت اور عذابِ الیم ہے ایسے لوگوں کے لئے جنھوں نے آخری رسول کے آجانے کے بعد ان کی مخالفت کی اور ہٹ دھرمی کے ساتھ کفر و شرک میں پھنسے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ! لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.)) اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میرے بارے میں اس امت میں سے جو بھی سن لے چاہے یہودی ہو یا نصرانی پھر جو دین میں لے کر آیا ہوں اُس پر ایمان نہ لائے تو وہ شخص دوزخی ہے۔ (صحیح مسلم:١٥٣، دارالسلام:٣٨٦)

نبی کریم ﷺ کے معجزے

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول نبی کریم ﷺ کو بے شمار معجزے دے کر بھیجا مثلاً:

① قرآن مجید

② مستقبل کے بارے میں سچی پیشین گوئیاں مثلاً حجاز سے ایک بڑی آگ کا نکلنا، سیدنا عمار بن یاسر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا شہید ہونا وغیرہ، تفصیل کے لئے دیکھئے امام بیہقی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب: دلائل النبوۃ (٣١٢/٦۔٥٥٢)

③ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا۔

④ آپ کے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا۔

⑤ آپ کی جدائی میں کھجور کے تنے کا رونا۔

⑥ آپ ﷺ کی ساری زندگی کا پاک و بے داغ ہونا جس کا اعتراف کفار بھی کرتے تھے۔

⑦ آپ ﷺ کا نبی اُمی (ان پڑھ) ہو کر ہر لحاظ سے مکمل اور جامع دینِ اسلام پیش کرنا۔

⑧ ہر دعا کی قبولیت کے ساتھ مستجاب الدعوات ہونا۔

⑨ قوت دلائل کے لحاظ سے تمام ادیان پر دینِ اسلام کا ہمیشہ غالب ہونا۔

⑩ بے زبان جانوروں کا آپ ﷺ سے کلام کرنا مثلاً سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا، جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو رونی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نبی ﷺ اس کے پاس آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔

پھر آپ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے آکر بتایا کہ یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ

ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((أفلا تتقی اللّٰه في هٰذه البهيمة التي ملكك اللّٰه إياها؟ فإنه شكا إليّ أنك تجيعه و تدئبه.))

کیا تُو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا تجھے اللہ نے مالک بنایا ہے؟ اس (اونٹ) نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اُسے بھوکا رکھتا ہے اور ہمیشہ کام لیتا ہے۔ (سنن ابی داود: ۲۵۴۹ وسندہ صحیح واصلہ فی صحیح مسلم: ۳۴۲)

ان کے علاوہ آپ ﷺ کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں مثلاً آپ کے باعث کھانے میں برکت ہونا وغیرہ۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾

محمد (ﷺ) تمھارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: ۴۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فإني آخر الأنبياء و إن مسجدي آخر المساجد.))

بے شک میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (نبی کے ہاتھوں سے بنی ہوئی) آخری مسجد ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۳۹۴، دارالسلام: ۳۳۷۶)

نیز آپ نے فرمایا:

((و أنا آخر الأنبياء و أنتم آخر الأمم .)) اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔

(السنۃ لابن ابی عاصم: ۳۹۱ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ح ۴۰۰، عمرو بن عبداللہ الحضرمی ثقہ وثقہ العجلی وابن حبان)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي .))

بے شک رسالت اور نبوت منقطع یعنی ختم ہوگئی ہیں لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول (پیدا) ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

(سنن الترمذی: ۲۲۷۲ وسندہ صحیح وقال الترمذی: ''صحیح غریب'')

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((و أرسلت إلى الخلق كافةً و ختم بي النبيون.))

مجھے ساری مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعے سے نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۲۳، دارالسلام: ۱۱۶۷)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر (۱۸۵/۵۔۱۸۸، سورۃ الاحزاب: ۴۰) وغیرہ

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول ہرگز پیدا نہیں ہوگا۔ آپ سے پہلے آنے والے سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری جو کہ آنے والے نبی کی خوش خبری دے کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے، قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہو کر قرآن و حدیث کے مطابق مسلمانوں کی امامت کریں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے جیسا کہ صحیح ومتواتر احادیث سے ثابت ہے۔

صحیح حدیث حجت ہے چاہے خبرِ واحد ہو یا متواتر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النسآء:۸۰)

اس آیتِ کریمہ و دیگر آیات سے رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کا فرض ہونا ثابت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ قُبا (مدینے) میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ پر آج کی رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آ گیا ہے۔ پس سارے نمازی جو شام کی طرف رُخ کئے نماز پڑھ رہے تھے، نماز ہی میں کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

(موطأ امام مالک روایۃ ابن القاسم بتحقیقی: ۲۷۷ وسندہ صحیح، روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱/۱۹۵ ح ۴۶۰، صحیح البخاری: ۴۰۳، وصحیح مسلم: ۵۲۶)

معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین عقیدے میں بھی صحیح خبر واحد کو حجت سمجھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف دعوتِ اسلام کے لئے جو خط بھیجا تھا، اسے سیدنا دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ (دیکھئے صحیح البخاری: ۷)

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح خبر واحد ظنی نہیں ہوتی بلکہ یقینی، قطعی اور حجت ہوتی ہے۔

حافظ ابن الصلاح الشہر زوری لکھتے ہیں:

''صحیحین میں جتنی احادیث (حدثنا کے ساتھ بیان کردہ) ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں کیونکہ اُمت (اجماع کی صورت میں) معصوم عن الخطأ ہے لہٰذا جسے اُمت نے صحیح سمجھا ہے، اس پر عمل (اور ایمان) واجب ہے اور یہ ضروری ہے کہ یہ روایات حقیقت میں بھی صحیح ہی ہیں۔''

اس پر محی الدین نووی کا اختلاف ذکر کرنے کے باوجود حافظ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں:

''اور یہ استنباط اچھا ہے ... میں اس مسئلے میں ابن الصلاح کے ساتھ ہوں، انھوں نے جو کہا اور راہنمائی کی ہے (وہی صحیح ہے) واللہ اعلم'' (اختصار علوم الحدیث مع تحقیق الشیخ الالبانی ج ۱ ص ۱۲۵، ۱۲۶)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''اس کے بعد مجھے ہمارے استاذ علامہ ابن تیمیہ کا کلام ملا جس کا مضمون یہ ہے:

جس حدیث کو (ساری) امت کی (بالاجماع) تلقی بالقبول حاصل ہے، اس کا قطعی الصحت ہونا ائمۂ کرام کی جماعتوں سے منقول ہے۔ ان میں قاضی عبدالوہاب المالکی، شیخ ابو حامد الاسفرائنی، قاضی ابو الطیب الطبری اور شافعیوں میں سے شیخ ابو اسحاق الشیرازی، حنابلہ میں سے (ابو عبداللہ الحسن) ابن حامد (البغدادی الوراق)، ابو یعلیٰ ابن الفراء، ابو الخطاب، ابن الزاغونی اور ان جیسے دوسرے علماء، حنفیہ میں سے شمس الائمہ السرخسی سے یہی بات منقول ہے۔ (کہ تلقی بالقبول والی احادیث قطعی الصحت ہیں۔)

ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے فرمایا: اشاعرہ (اشعری فرقے) کے جمہور متکلمین مثلاً ابو اسحاق الاسفرائنی اور ابن فورک کا یہی قول ہے...

اور یہی تمام اہلِ حدیث (محدثینِ کرام اوران کے عوام) اور عام سلف صالحین کا مذہب (دین) ہے۔ یہ بات ابن الصلاح نے بطورِ استنباط کہی تھی جس میں انھوں نے ان اماموں کی موافقت کی ہے۔'' (اختصار علوم الحدیث ج۱ص ۱۲۷، ۱۲۸)

جو حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو جائے، اس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (مناقب الشافعی للبیہقی ج۱ص ۴۸۳ وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

''**متی رویتُ عن رسول اللّٰہ ﷺ حدیثاً صحیحًا فلم آخذ بہ والجماعۃ ۔ فأشھد کم أن عقلي قد ذھب**''

جب میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث بیان کی جائے اور میں اسے (بطورِ عقیدہ وبطورِ عمل) نہ لوں تو گواہ رہو کہ میری عقل زائل ہو چکی ہے۔ (مناقب الشافعی ج۱ص ۴۷۴ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک، صحیح حدیث پر عمل نہ کرنے والا شخص پاگل ہے۔

امام شافعی خبر واحد (صحیح) کو قبول کرنا فرض سمجھتے تھے۔ (دیکھئے جماع العلم للشافعی ص ۸ فقرہ: ۱)

امام شافعی نے امام احمد بن حنبل سے فرمایا:

تم ہم سے زیادہ صحیح حدیثوں کو جانتے ہو، پس اگر خبر (حدیث) صحیح ہو تو مجھے بتادینا تاکہ میں اس پر عمل کروں چاہے (خبر) کوفی، بصری ہو یا شامی ہو۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/ ۱۷۰، وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۵ ص ۳۲)

معلوم ہوا کہ صحیح حدیث چاہے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہو یا سنن اربعہ و مسند احمد وغیرہ میں ہو یا دنیا کی کسی معتبر و مستند کتاب میں صحیح سند سے موجود ہو تو اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا فرض ہے۔ اسے ظنی، خبر واحد، مشکوک، اپنی عقل کے خلاف یا خلافِ قرآن وغیرہ کہہ کر رد کر دینا باطل، مردود اور گمراہی ہے۔

امام اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

جس نے رسول اللہ ﷺ کی (صحیح) حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر (گمراہ) ہے۔

(مناقب احمد ص ۱۸۲، وسندہ حسن، الحدیث: ۲٦ ص ۲۸)

امام مالک کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا: ''یہ حدیث حسن ہے، میں نے یہ حدیث اس سے پہلے کبھی نہیں سنی' اس کے بعد امام مالک اسی حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ص ۳۱، ۳۲ ج۱، وسندہ حسن)

امام ابوحنیفہ کے بارے میں حنفی علماء یہ کہتے ہیں کہ صحیح حدیث ان کا مذہب تھا۔

عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں: ''**أما بالخبر الواحد فقال بجوازہ الأئمۃ الأربعۃ**''

قرآن کی خبر واحد (صحیح) کے ساتھ تخصیص ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔ (غیث الغمام ص ۲۷۷)

معلوم ہوا کہ زمانۂ تدوینِ حدیث کے بعد، اصولِ حدیث کی رُو سے صحیح روایت کو ایمان، عقائد، صفات اور احکام وغیرہ سب مسائل میں قبول کرنا فرض ہے۔

حدیث وحی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ اور ہم نے آپ کی طرف ذِکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اسے بیان کردیں جو نازل کیا گیا ہے اور شاید وہ غور وفکر کریں۔ (النحل:۴۴)

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴾ پھر اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامۃ:۱۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((و إنما كان الذي أوتيت وحيًا أوحاه الله إلي.))

مجھے جو دیا گیا ہے وہ وحی ہے جسے اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری:۴۹۸۱، صحیح مسلم:۱۵۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((فأوحي إلي أنكم تفتنون في قبوركم .)) پس میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے....
(صحیح بخاری:۸۶)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وإن الله أوحى إلىّ أن تواضعوا حتى لا يفخر أحد على أحد ولا يبغي أحد على أحد.))

اور بے شک اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ (لوگو!) تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔ (صحیح مسلم:۲۸۶۵، دارالسلام:۷۲۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ألا إني أوتيت الكتاب ومثله معه .)) سن لو! مجھے کتاب اور اس کی مثل (وحیٔ حدیث) عطا کی گئی ہے۔

(مسند احمد ۴/۱۳۰، ۱۳۱ ح ۱۷۱۷۴، وسندہ صحیح، سنن ابی داود: ۴۶۰۴ ولہ طریق آخر فی صحیح ابن حبان، الاحسان:۱۲)

اس میں مثل سے مراد وحی غیر متلو (یعنی حدیث) ہے۔ دیکھئے عون المعبود (ج ۴ ص ۳۲۸ ح ۴۶۰۴)

مشہور ثقہ تابعی حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''كان جبريل ينزل على رسول الله ﷺ بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن ويعلمه إياه كما يعلمه القرآن '' جبریل (علیہ السلام) رسول اللہ ﷺ کے پاس سنت (حدیث) لے کر (ایسے) نازل ہوتے جیسے قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور وہ آپ کو جس طرح قرآن سکھاتے، اُسی طرح یہ بھی (سنت/حدیث) سکھاتے تھے۔

(السنۃ للامام محمد بن نصر المروزی:۱۰۲، وسندہ صحیح)

حدیثِ رسول کے وحی غیر متلو ہونے پر علمائے کرام کے اقوال کے لئے دیکھئے فتح الباری (۱۵/۴، تحت ح ۱۸۱۴) اور الاحکام لابن حزم (۵۰۹/۲)

فتنہ انکارِ حدیث

ہمارے علم کے مطابق سب سے پہلے خوارج نے قرآن ماننے کا دعویٰ کر کے حدیث کا انکار کیا جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:((ویقرؤن القرآن لا یجاوز حنا جرھم .))
اور وہ قرآن پڑھیں گے جو اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (صحیح بخاری:۵۰۵۸،صحیح مسلم:۱۰۶۴)
یعنی خوارج نہ تو قرآن پر عمل کریں گے اور نہ قرآن کا مفہوم سمجھیں گے۔
رسول اللہ ﷺ نے خوارج کو ''کلاب النار ''[جہنم کے کُتے] قرار دیا ہے۔ دیکھئے مسند احمد (۳۸۲/۴ ح ۱۹۴۱۵، وسندہ حسن)
سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے خوارج کو کلاب النار کہا اور اسے مرفوعاً یعنی نبی ﷺ سے بھی بیان کیا۔
مسند احمد (۲۵۳/۵ ح ۲۲۱۸۳ وسندہ حسن) مسند احمد (۲۵۰/۵ ح ۲۲۱۵۱) میں اس کا حسن شاہد بھی ہے۔

خوارج کی تقلید کرتے ہوئے روافض، معتزلہ، جہمیہ اور منکرینِ حدیث نے بھی صحیح احادیث کی حجیت کا انکار کیا اور قرآن کو رسول کے بغیر سمجھنے کا زبانِ حال سے دعویٰ کیا۔ یہاں یہ بات انتہائی قابلِ ذکر ہے کہ اُمت میں فتنۂ انکارِ حدیث کی پیش گوئی نبی کریم ﷺ نے اس فتنے کے وقوع سے پہلے کر دی تھی۔ دیکھئے سنن ابی داود (۴۶۰۴ وسندہ صحیح)

حدیث پر منکرینِ حدیث کے حملے اور ان کا سدِّ باب

احادیثِ صحیحہ پر منکرینِ حدیث چار طرح سے حملے کرتے ہیں:

① قرآن اور عقل کے خلاف؟

بعض صحیح احادیث کو قرآن اور عقل کے خلاف کہہ کر رد کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ احادیث نہ تو قرآن کے خلاف ہوتی ہیں اور نہ عقلِ سلیم کے خلاف۔ تفصیل کے لئے دیکھئے امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ کی عظیم الشان کتاب ''الانوار الکاشفۃ''۔

② راویانِ حدیث پر جرح

کتبِ حدیث، کتبِ تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں بعض ثقہ وصدوق راویوں پر بعض اوقات کچھ جرح منقول ہوتی ہے جسے بعض منکرینِ حدیث مثلاً تمنا عمادی اور بشیر احمد میرٹھی وغیرہما پیش کر کے عوام الناس کو حدیث سے دُور ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر جرح منقول نہ بھی ہو تو یہ لوگ خود جرح بنا لیتے ہیں۔

اس تمام جرح کا مختصر و جامع جواب یہ ہے کہ اگر کسی راوی پر جرح ثابت ہے اور تطبیق وتوفیق ممکن نہیں تو جمہور محدثین کی ثابت شدہ توثیق وتعدیل کو ہمیشہ ترجیح ہوتی ہے یعنی جو راوی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق، صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہے تو ان پر بعض محدثین کی جرح مردود ہوتی ہے سوائے اس کے کہ کسی خاص روایت میں اس کا وہم وخطاء بطریقِ محدثین ثابت ہو جائے تو اسے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

③ حجیتِ حدیث کا انکار

بعض منکرینِ حدیث کسی تقیے کے بغیر ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے احادیث کی حجیت کا سرے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ عام مسلمانوں کے نزدیک بھی مبغوض و مردود رہتے ہیں۔

④ روایات میں شک وتشکیک پیدا کرنا

بعض منکرینِ حدیث یہ دعویٰ کرتے پھرتے ہیں کہ احادیث تو سُنی سنائی باتیں ہیں جو نبی ﷺ کی وفات کے ڈھائی سو سال (۲۵۰) بعد لکھی گئیں لہٰذا یہ سارا ذخیرہ ہی مشکوک ہے۔ سنی سنائی باتوں میں کمی بیشی تو ہوتی رہتی ہے بلکہ بسا اوقات بات کا بتنگڑ بھی بن جاتا ہے۔!!

عرض ہے کہ یہ اعتراض دو وجہ سے باطل ہے:

۱۔ یہ دنیاوی سنی سنائی باتیں نہیں ہیں بلکہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین وغیرہم نے انھیں دین سمجھ کر سُنا، یاد رکھا اور آگے سُنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر القرون کے لوگوں کو ایسے بے پناہ حافظے عطا فرمائے تھے کہ لاکھوں روایات اپنی سندوں اور متنوں (متون) کے ساتھ راویانِ حدیث کو اس طرح یاد تھیں جیسے عام آدمی کو سورۂ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ مشہور ثقہ امام اسحاق بن راہویہ المروزی رحمہ اللہ نے ایک عظیم الشان اور بڑی کتاب مسند اسحاق بن راہویہ لکھی تھی جس کی چوتھی جلد کے قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ ہمارے پاس موجود ہے اور یہ چوتھی جلد چار جلدوں میں چھپی ہوئی ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ نے یہ ساری مسند کئی دفعہ زبانی حافظے سے شاگردوں کو لکھوائی تھی۔ دیکھئے تاریخ بغداد (۶/ ۳۵۴ روایۃ ابراہیم بن ابی طالب وسندہ صحیح)

یہ صرف ایک امام کے عظیم الشان حافظے کی مثال ہے، اگر تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو حافظ ابن الملقن کی شہرۂ آفاق کتاب ''البدر المنیر'' (ج ۱ ص ۲۵۹ تا ۲۷۲) کا مطالعہ کریں، آپ تعجب سے سر دھنتے رہ جائیں گے۔

امام دارقطنی کی مشہور کتاب العلل سولہ (۱۶) جلدوں میں مع تحقیق وفہرست چھپی ہوئی ہے، یہ ساری کتاب امام دارقطنی نے زبانی لکھوائی تھی۔ دیکھئے تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (۱۲/ ۳۷ وسندہ صحیح)

۲۔ یہ بات غلط ہے کہ کتابتِ حدیث خیر القرون کے بعد شروع ہوئی یا حدیث کی کتابیں ڈھائی سو سال بعد لکھی گئیں بلکہ اس کے برعکس یہ صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور سے لے کر ہر دور میں احادیث لکھی جاتی رہی ہیں جس میں سے خیر القرون کے دور کی لکھی ہوئی بعض کتابوں کا مختصر و جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

عہدِ نبوی میں کتابتِ حدیث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ما من أصحاب النبي ﷺ أحد أكثر حديثًا عنه مني إلا ما كان من عبدالله بن عمرو فإنه كان يكتب ولا أكتب'' نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ آپ (ﷺ) سے حدیثیں بیان کرنے والا نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو (بن العاص) کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۱۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی سنتا تو ہر شے لکھ لیتا تھا، میں اسے یاد کرنا چاہتا تھا (لیکن) قریشیوں نے مجھے منع کر دیا اور کہا: ''تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر چیز لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، کبھی آپ غصے میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں''، تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذِکر کیا تو آپ نے فرمایا: ((اكتب فو الذي نفسي بيده ما خرج مني إلا حق.)) لکھو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے۔ (مسند احمد ۲/۱۶۲ ح ۶۵۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۴۹، ۵۰، سنن ابی داود: ۳۶۴۶، مسند دارمی: ۴۹۰ وسندہ صحیح)

ابو قبیل تابعی (حی بن ہانی المعافری / حسن الحدیث) سے روایت ہے کہ ہم (سیدنا) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے پاس موجود تھے کہ اُن سے پوچھا گیا: دو شہروں میں سے کون سا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا: قسطنطنیہ یا رُومیہ؟ تو عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے حلقوں والا صندوق منگوایا پھر اس سے ایک کتاب نکالی اور فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھ رہے تھے کہ جب آپ سے پوچھا گیا: دو شہروں میں سے کون سا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا: قسطنطنیہ یا رومیہ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**مدينة هر قل تفتح أولاً.**)) پہلے ہرقل کا شہر یعنی قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (مسند احمد ۲/۱۷۶ ح ۶۶۴۵ وسندہ حسن لذاتہ وصححہ الحاکم ۴/۵۵۵ ووافقہ الذہبی واُخطاء من ضعفہ)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی احادیث کا ایک مجموعہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند کے ساتھ الصحیفہ الصادقہ کے نام سے مشہور ہے۔

عہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے یہ کتاب لکھ کر انھیں بحرین کی طرف بھیجا تھا:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ فرض صدقات کے مسائل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض قرار دیئے ہیں... (صحیح بخاری: ۱۴۵۴)
جلیل القدر ثقہ تابعی ابو عثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے:
ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان یا شام میں تھے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی کتاب ہمارے پاس پہنچی: اَما بعد! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم سے (مردوں کو) منع فرمایا ہے سوائے اتنے (یعنی) دو انگلیوں (کے برابر) کے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۶۹، دارالسلام: ۵۴۱۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن خطبہ میں فرمایا: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے شہروں کے امراء کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان انصاف کریں، انھیں دین سکھائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیں۔ (صحیح مسلم: ۵۶۷، دارالسلام: ۱۲۵۸)
سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جو قرآن میں نہیں ہے؟ یا لوگوں کے پاس نہیں ہے؟ تو انھوں (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانہ پھاڑ کر اُگایا اور مخلوق کو پیدا کیا! ہمارے پاس قرآن کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے سوائے فہم کے جو آدمی کو کتب کے بارے میں عطا ہوتا ہے اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس صحیفے میں کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: دیت (تاوانِ خون)، قیدیوں کو آزاد کرنے (کے مسائل) اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری: ۶۹۰۳)
بشیر بن نہیک رحمہ اللہ سے روایت ہے: میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے جو کچھ سنتا لکھ لیتا تھا پھر جب میں نے آپ سے رخصت ہونے کا

ارادہ کیا تو کتاب لے کر گیا اور آپ کو کتاب پڑھ کر سنائی اور کہا: میں نے آپ سے جو سنا ہے وہ یہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔

(مسند الدارمی: ۵۰۰، العلم لابی خیثمہ: ۱۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۵۰ وسندہ صحیح)

ابن عوف رحمہ اللہ سے روایت ہے: ہم حسن (بصری) کے پاس گئے تو انھوں نے ہمیں سمرہ (بن جندب رضی اللہ عنہ) کی کتاب دکھائی۔

(العلل للامام احمد ۲۱۸۷ وسندہ صحیح)

معن (بن عبدالرحمٰن) سے روایت ہے کہ میرے سامنے عبدالرحمٰن بن عبداللہ (بن مسعود) نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ان کے والد (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۵۰ ح ۲۶۴۲۰ وسندہ صحیح)

تابعینِ عظام اور تدوینِ حدیث

تابعینِ کرام کے دور میں کثرت سے احادیث لکھی گئیں جن میں سے بعض کے حوالے درج ذیل ہیں:

① عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے اہلِ مدینہ کی طرف لکھ کر (حکم) بھیجا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تلاش کر کے لکھ لو کیونکہ مجھے علم اور اہلِ علم کے ختم ہونے کا ڈر ہے۔

(مسند الدارمی: ۴۹۴، دوسرا نسخہ: ۵۰۵ وسندہ صحیح، صحیح بخاری قبل ح ۱۰۰ نحو المعنیٰ)

② سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں رات کو مکے کے راستے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، وہ مجھے کوئی حدیث سناتے تو میں اسے کجاوے پر لکھ لیتا پھر صبح کو اسے اپنے پاس (کتاب میں) لکھ لیتا تھا۔ (سنن الدارمی: ۵۰۵/ ۵۱۶ وسندہ صحیح)

③ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس کریب (رحمہ اللہ) نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی کتابوں میں سے ایک اونٹ کے وزن کے برابر کتابیں رکھیں پھر جب علی بن عبداللہ بن عباس کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی تو لکھ بھیجتے: فلاں کتاب میری طرف بھیج دیں، تو وہ اس کتاب کو لکھ کر ایک نسخہ ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۵/۲۹۳ وسندہ صحیح)

④ سلیمان بن موسیٰ (صدوق راوی) سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا، نافع مولیٰ ابن عمر اپنا علم لکھواتے اور یہ آپ کے سامنے لکھا جاتا تھا۔ (مسند الدارمی: ۵۱۳ وسندہ صحیح)

⑤ مشہور ثقہ امام ایوب السختیانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (مشہور ثقہ تابعی) ابو قلابہ (عبداللہ بن زید الجرمی رحمہ اللہ) نے میرے لئے اپنی کتابوں کی وصیت فرمائی (کہ میری کتابیں ایوب کو دے دو) تو میں یہ کتابیں شام سے لایا، ان کے کرائے پر دس سے زیادہ درہم ادا کئے گئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷/۱۸۴ وسندہ صحیح)

⑥ صالح بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پھر انھوں (زہری) نے (احادیث کو) لکھا اور میں نے نہیں لکھا تو وہ کامیاب ہو گئے اور میں ضائع ہو گیا۔ (تقیید العلم للخطیب ص ۱۰۶، ۱۰۷، وسندہ صحیح، تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۹۶۶)

⑦ محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی (تابعی صغیر) کی کتاب السیرۃ کا ایک حصہ ۲۷۷ صفحات میں مطبوع ہے۔

⑧ مشہور ثقہ تابعی ہمام بن منبہ رحمہ اللہ کا جمع کردہ صحیفہ شائع ہو کر علمی دنیا میں بہت مشہور ہے۔ اس مجموعے میں ایک سو اڑتالیس (۱۴۸) احادیث ہیں۔

⑨ عبید المُکتِب سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو (مشہور مفسرِ قرآن) مجاہد (بن جبر تابعی) کے سامنے تفسیر لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن دارمی:۵۰۸ وسندہ صحیح)

اس طرح کے اور بھی کئی حوالے کتبِ حدیث و کتبِ رجال وغیرہ میں موجود ہیں۔

عہدِ تبع تابعین میں کتابتِ حدیث

عہدِ تبع تابعین میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

① موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ) .... ۱۹۵۵۔احادیث ہیں

تنبیہ: امام ابوحنیفہ نے امام مالک کی احادیث کو ابراہیم بن طہمان سے سن کر لکھا تھا۔ (دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل ۳/۱،۴ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ امام مالک کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

② کتاب المناسک للامام سعید بن ابی عروبہ العدوی (متوفی ۱۵۶ھ) .... ۱۶۳۔احادیث

③ کتاب الزہد للامام وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) .... ۵۳۹۔احادیث

④ کتاب الزہد للامام عبداللہ بن المبارک .... ۱۶۲۷۔احادیث

(زوائد نعیم بن حماد) .... ۴۳۶۔احادیث

مسند عبداللہ بن المبارک .... ۲۸۹۔احادیث

کتاب البر والصلۃ .... ۳۵۳۔احادیث

کتاب الجہاد .... ۲۶۲۔احادیث

کل احادیث: ۲۹۶۷

⑤ کتاب السیر للامام ابی اسحاق الفزاری .... ۶۵۹۔احادیث

⑥ کتاب الدعاء للامام محمد بن فضیل بن غزوان .... ۱۶۱۔احادیث

اس سنہری دور کے بعد تو حدیث کی اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا شمار بے حد مشکل ہے مثلاً:

مصنف عبدالرزاق .... ۲۱۰۳۳۔احادیث

مصنف ابن ابی شیبہ .... ۳۷۹۳۰۔احادیث

مسند ابن ابی شیبہ .... ۹۹۸۔احادیث

مسند احمد .... ۲۸۱۹۹۔احادیث

مسند ابی داود الطیالسی .... ۲۷۶۷۔احادیث

اور دیگر کتبِ حدیث

قرآن کے علاوہ لکھنے سے ممانعت والاحکم منسوخ ہے

صحیح مسلم (۳۰۰۴) کی جس روایت میں قرآنِ مجید کے علاوہ لکھنے سے ممانعت کا حکم آیا ہے، متعدد دلائل کی رُو سے منسوخ ہے۔ دیکھئے الناسخ والمنسوخ لابن شاہین (ص ۵۷۸ ح ۶۱۹) اور الباعث الحثیث (ج ۲ ص ۳۸۰)

نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:

((ائتوني بكتاب أكتب لكم كتابًا لا تضلوا بعده .)) میرے پاس کتاب (کاغذ) لے آؤ تاکہ میں تمھارے لئے ایک کتاب لکھادوں، تم اس کے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔ (صحیح بخاری:۱۱۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو حکم دیا تھا۔ بیٹو! اس علم کو کتاب میں لکھ لو۔ (سنن الدارمی: ۴۹۷ وسندہ حسن)

ثقہ راوی عبداللہ بن حنش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ (سیدنا) براء (بن عازب رضی اللہ عنہ) کے پاس لکھتے تھے۔ (سنن دارمی: ۵۰۹ وسندہ صحیح)

بعض دیگر حوالے اسی مضمون میں سابقہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔

موطأ امام مالک کی تحقیق اور شرح

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے مجھے تبع تابعی امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب الموطأ (روایۃ ابن القاسم/ملخص القابسی) کی تحقیق، تخریج اور شرح کی توفیق بخشی اور اسی کے فضل وکرم سے یہ عظیم الشان کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موطأ امام مالک کے دنیا میں بہت سے نسخے ہیں مثلاً:

① روایۃ یحییٰ بن یحییٰ

② روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم

③ روایۃ ابی مصعب الزہری

④ روایۃ عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، وغیرہ

راقم الحروف نے اس کتاب میں عبدالرحمٰن بن قاسم المصری کی روایت عن مالک (تلخیص القابسی) کو متن بنا کر اس کی تحقیق، تخریج، ترجمہ اور تفقہ پیش کیا ہے۔

الاتحاف الباسم میں تحقیقی منہج کی وضاحتیں

راقم الحروف نے اپنی اس کتاب کا نام ''الاتحاف الباسم فی تحقیق موطأ الإمام مالک روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم'' میں جو تحقیقی منہج اختیار کیا ہے اس کی مختصر وجامع وضاحتیں درج ذیل ہیں:

① اصولِ حدیث اور جمہور محدثین کی توثیق وتضعیف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صحیح، حسن یا ضعیف کا حکم لگا دیا گیا ہے۔ جو احادیث صحیحین میں ہیں، وہ ساری کی ساری صحیح ہیں لہٰذا اُن کے ساتھ سندہ صحیح کہنا ضروری نہیں ہے لیکن ان پر بھی صحیح کا حکم لگا دیا گیا ہے

اور فائدۂ عوام کے لئے باقی تمام روایات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

پوری کوشش کر کے مدلسین مثلاً امام زہری اور امام ابوالزبیر وغیرہما کے سماعات کی تصریحات، متابعات یا شواہد پیش کر کے صحیح احادیث کا مضبوط دفاع کیا گیا ہے۔

تنبیہ: راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق موطأ امام مالک کے عبدالرحمٰن بن القاسم والے اِس نسخے میں صرف ایک حدیث ضعیف ہے۔ (حدیث نمبر ۱۰۲) باقی تمام احادیث صحیح یا حسن ہیں۔ والحمدللہ

④ اگر کوئی روایت امام مالک کی سند سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور تخریج میں صحیحین کو تمام کتبِ حدیث پر ترجیح دی گئی ہے۔ اگر کوئی روایت صحیحین میں نہیں تو پھر سنن اربعہ یعنی سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ، کتبِ صحاح مثلاً صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور کتبِ مسانید مثلاً مسند احمد وغیرہ کے حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

③ چونکہ کتابِ مذکور کا کوئی قلمی نسخہ میرے پاس موجود نہیں بلکہ یہی ایک مطبوعہ نسخہ ہے لہٰذا پوری کوشش کر کے کتبِ احادیث وغیرہ سے متن کی ہر ممکن اصلاح کرنے کے ساتھ تعریب کر کے زیر زبر وغیرہ بھی لگا دیئے ہیں تا کہ عام لوگوں کو بھی متن وسند پڑھنے میں آسانی رہے۔

④ احادیث کا سلیس بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔

⑤ ماہنامہ الحدیث حضرو میں جس منہج کو اختیار کیا گیا ہے، اسی منہج کو اس کتاب ''الاتحاف الباسم'' میں ہر ممکن طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ اس منہج کی کچھ تفصیل ماہنامہ الحدیث سے کچھ اصلاح اور کمی بیشی کے ساتھ پیش خدمت ہے:

۱: نصوصِ شرعیہ (قرآنِ مجید، احادیث صحیحہ اور اجماع) سے حتمی استدلال کیا گیا ہے اور صریح نصوصِ شرعیہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کو جائز سمجھا گیا ہے۔ اجتہاد کی کئی اقسام ہیں مثلاً:

☆ سلف صالحین کے غیر اختلافی آثار سے استدلال

☆ سلف صالحین کے اختلافی آثار میں سے راجح کو اختیار کرنا

☆ عام دلیل سے استدلال

☆ قیاسِ صحیح، مصالح مرسلہ اور اَولویت وغیرہ

۲: صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کی تمام متصل مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔

۳: اصولِ حدیث و اصولِ محدثین سے جس خبر واحد کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے وہ قطعی، حتمی اور یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے، اسے ظنی وغیرہ سمجھنا باطل و مردود ہے۔ اس صحیح روایت سے ایمان، عقیدہ، بیانِ قرآن، احکام اور اعمال ہر دینی مسئلے پر استدلال بالکل صحیح ہے۔

۴: ہر وہ راوی جس کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہو، اگر جمہور (مثلاً تین بمقابلۂ دو) اس کی صریح یا اشارتاً توثیق کر دیں تو یہ راوی صدوق، حسن الحدیث ہوتا ہے اور اس کی بیان کردہ غیر معلول روایت فی نفسہ حسن لذاتہ اور حجت ہوتی ہے۔

تنبیہ: میری تحقیق میں حسن لغیرہ روایت کو حجت نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ضعیف ہی کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔

۵: جس راوی کو مجہول یا مستور کہا گیا ہے اگر اس کی صریح یا اشارتاً توثیق کسی ایک معتبر محدث مثلاً دارقطنی وابن خزیمہ وغیرہما سے ثابت ہو جائے تو یہ راوی صدوق، حسن الحدیث ہوتا ہے اور اسے مجہول و مستور کہنا غلط ہے اگرچہ ایک ہزار امام بھی اسے مجہول و مستور کہتے ہوں۔

تنبیہ: اشارتاً کا مطلب یہ ہے کہ کوئی محدث اس راوی کی حدیث کو صحیح یا حسن وغیرہ کہہ دے یا قرار دے۔

۶: اگر ایک راوی کو مجہول یا مستور وغیرہ کہا گیا ہے اور دو متساہل محدثین مثلاً حافظ ابن حبان اور امام ترمذی اس کی توثیق صراحتاً یا اشارتاً کر دیں تو اس راوی کو حسن الحدیث ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔

۷: جس راوی کا مدلس ہونا اُن محدثین سے ثابت ہو جائے جو ارسال اور تدلیس کو ایک نہیں سمجھتے تو ایسے راوی کی عن والی روایت کو غیر صحیحین میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

۸: ثقہ وصدوق راوی کی زیادت کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہے مثلاً ایک ثقہ وصدوق راوی کسی سند یا متن میں کچھ اضافہ بیان کرتا ہے۔ فرض کریں یہ اضافہ ایک ہزار راوی بیان نہیں کرتے، تب بھی اسی اضافے کا اعتبار ہوگا اور اسے صحیح یا حسن سمجھا جائے گا۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ فلاں فلاں راوی نے یہ الفاظ بیان نہیں کئے، مخالفت کی ہے، مردود ہے۔

۹: جس شخص کا جو قول بھی پیش کیا جائے اس کا صحیح وثابت ہونا ضروری ہے۔ صرف یہ کافی نہیں ہے کہ یہ فلاں کتاب مثلاً تہذیب الکمال، میزان الاعتدال یا تہذیب التہذیب وغیرہ میں لکھا ہوا ہے بلکہ اس کے ثبوت کے بعد ہی اسے بطورِ جزم پیش کرنا چاہئے۔

۱۰: عین ممکن ہے کہ ایک روایت کی سند بظاہر صحیح وحسن معلوم ہوتی ہو لیکن محدثینِ کرام نے بالاتفاق اسے ضعیف قرار دیا ہو تو یہ روایت معلول ہونے کی وجہ سے ضعیف ومردود سمجھی جاتی ہے۔

۱۱: کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر قول اور ہر اجتہاد مردود ہے، مثلاً صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ متعۃ النکاح قیامت تک حرام ہے۔ اب اگر کسی عالم کا یہ قول مل جائے کہ متعۃ النکاح جائز ہے تو اس قول کو ہمیشہ مردود سمجھا جائے گا۔

۱۲: کتاب وسنت کا وہی مفہوم معتبر ومستند ہے جو سلف صالحین سے بلا اختلاف ثابت ہے۔ اگر کسی بات میں ان کا اختلاف ہو تو راجح کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۳: اجتہادی اُمور اور اہلِ حق کے باہمی اختلاف میں وسعتِ نظر کے ساتھ علمی و باوقار اختلاف واستدلال جائز ہے اور مخالف کا احترام کرنا چاہئے۔

۱۴: اپنی خطا سے علانیہ رجوع کرنا چاہئے۔

۱۵: اہلِ بدعت کی کوئی عزت وتوقیر نہیں ہے بلکہ ان سے براءت ایمان کا مسئلہ ہے۔

۱۶: تکفیری ومرجی اور دیگر فرقِ ضالہ سے براءت کرتے ہوئے حدیث اور اہلِ حدیث (محدثین اور متبعینِ حدیث) کا دفاع کرنا ہمارا نصب العین ہے۔

۱۷: تمام پارٹیوں اور تنظیموں سے علیحدہ رہ کر اہلِ حق کو متحد کر کے ایک جماعت بنانا وہ عظیم مقصد ہے جس کے لئے ہم دن رات کوشاں ہیں۔

⑥ تفقہ میں درج ذیل علمی وتحقیقی فوائد جمع کر کے قارئین کی عدالت میں پیش کئے ہیں:

۱: **فقہ الحدیث**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من یرد اللّٰه به خیرًا یفقه فی الدین .))

اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۱، صحیح مسلم: ۱۰۳۷)

اس کی تائید ارشادِ باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے کہ

﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ ﴾

ہر گروہ میں سے ایک طائفہ کیوں نہیں نکلتا تا کہ دین میں تفقہ حاصل کریں اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں۔ (التوبۃ: ۱۲۲)

امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے کئی دفعہ فرمایا:

''**یا فتیان تفهموا فقه الحدیث، فإنکم إن تفهمتم فقه الحدیث لم یقهر کم أئل الرائی**''

اے نوجوانو! فقہ الحدیث سمجھو، اگر تم فقہ الحدیث سمجھ لوگے تو اہلِ رائے تم پر غالب نہیں آسکیں گے۔ (الفقیہ والمتفقہ للخطیب ۸۳/۱ وسندہ صحیح)

امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**التفقه في معاني الحدیث نصف العلم و معرفة الرجال نصف العلم**''

معانیِ حدیث میں تفقہ آدھا علم ہے اور اسماء الرجال کی پہچان آدھا علم ہے۔ (المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص ۳۲۰ ح ۲۲۲ وسندہ صحیح)

۲: صحیح احادیث، ثابت شدہ آثارِ صحابہ وآثارِ سلف صالحین کا تذکرہ۔

۳: حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

۴: دلائل اور متانت کے ساتھ اہلِ بدعت وغیرہ کا رد اور دینِ حق کا دفاع کیا گیا ہے۔

۵: آخر میں مفید فہرستیں جمع کر دی گئیں ہیں:

۱۔ فہرست آیات

۲۔ فہرست اطراف الاحادیث والآثار

۳۔ فہرستِ رواۃ (راویوں کی فہرست)

۴۔ فہرست مسائل واہم موضوعات (یہ شروع میں ہے)

۶: ہر قول اور ہر روایت کو بطورِ جزم صرف اسی صورت میں پیش کیا گیا ہے جب تحقیق کے بعد اس کی سند صحیح یا حسن ثابت ہوئی ہے۔

۷: ہر حدیث کے تفقہ میں سلف صالحین کے فہم کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے۔

۸: ہر روایت کی تخریج کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس نسخے (الملخص للقابسی) کی کسی روایت میں تفرد نہیں ہے بلکہ اسے دوسرے

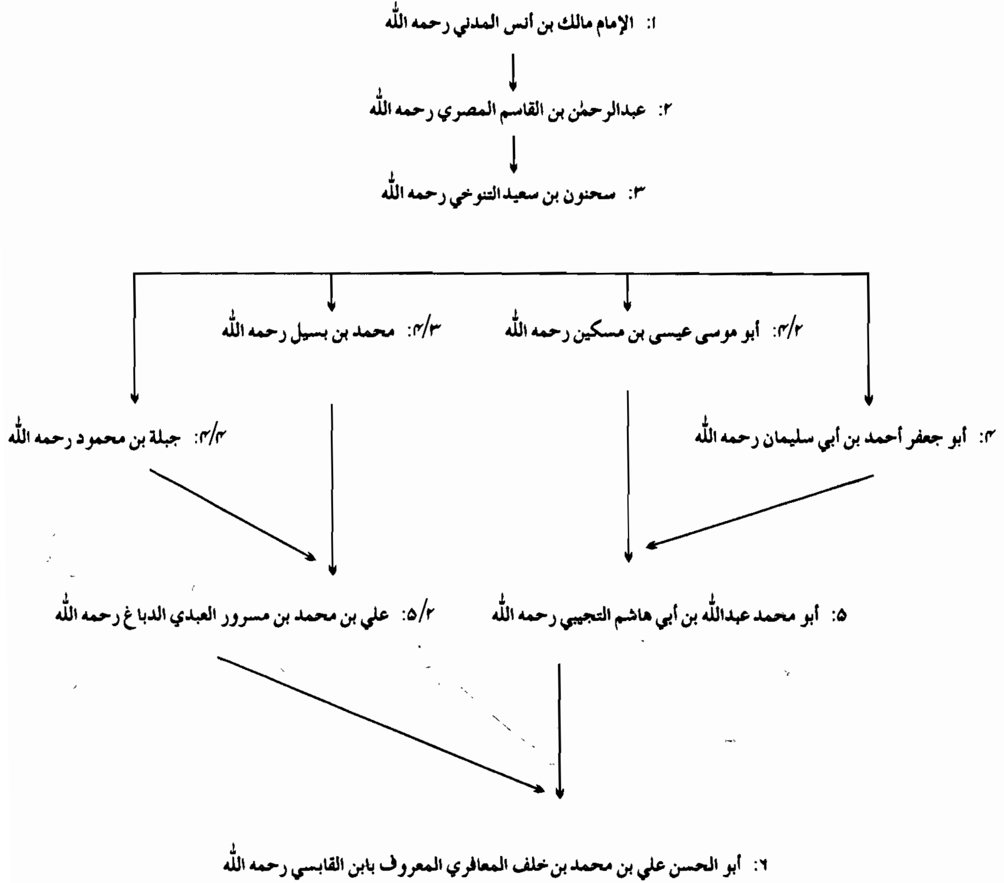
راویوں نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔

۹: امام مالک تک کتابِ مذکور (ملخص القابسی) کی سندوں کی تحقیق کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ کتاب صحیح ثابت ہے اور اسے عبدالرحمٰن بن القاسم المصری نے امام مالک سے اور بعد میں ابوالحسن القابسی نے مختصر کر کے روایت کیا ہے۔

۱۰: اصل کتاب کی سند اور اس کی تحقیق کے لئے اگلے صفحات ملاحظہ فرمائیں:

a a a

اصل کتاب کی سند اور اس کی تحقیق



تنبیہ: راویوں کی توثیق وتعارف آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ

موطأ امام مالک کے مصنف اور مدینہ طیبہ کے مشہور امام مالک رحمہ اللہ کا مختصر و جامع تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

نام ونسب: ابوعبداللہ مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی رحمہ اللہ

پیدائش: ۹۳ھ یا ۹۴ھ بمقام مدینہ طیبہ

اساتذہ: محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری، نافع مولیٰ ابن عمر، ایوب السختیانی، جعفر بن محمد الصادق، حمید الطّویل، زید بن اسلم، ابوحازم سلمہ بن دینار، ہشام بن عروہ اور عبداللہ بن دینار وغیرہم

توثیق: امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''ثقة'' (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶، وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''مالك أثبت في كل شيً'' مالک ہر چیز میں ثقہ ہیں۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲/۳۴۹ رقم: ۲۵۴۳)

اور فرمایا: مالک (روایتِ حدیث میں) حجت ہیں۔ (سوالات المروذی: ۴۵)

ابوحاتم الرازی نے کہا: ''ثقة إمام أهل الحجاز وهو أثبت أصحاب الزهري...'' اہلِ حجاز کے امام ہیں اور زہری کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۱۷)

علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: مالک صحیح الحدیث ہیں۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۴، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا: آپ ۹۳ یا ۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (۷/۴۵۹)

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ مشہور ثقہ ثبت حافظ سے پوچھا گیا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے مالک بن انس کو ابوحنیفہ سے بڑا عالم کہا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے یہ بات نہیں کہی بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ ابوحنیفہ کے استاذ یعنی حماد (بن ابی سلیمان) سے بھی بڑے عالم ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۱۱، وسندہ صحیح)

یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: مالک حدیث میں امام تھے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۴، وسندہ صحیح)

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب مالک سے حدیث آجائے تو اسے مضبوط ہاتھوں سے پکڑلو۔ (تقدمہ ص ۱۴، وسندہ صحیح)

امام شعبہ نے فرمایا: میں مدینہ میں داخل ہوا اور نافع زندہ تھے اور مالک کا حلقہ قائم تھا۔ (الجرح والتعدیل ۱/۲۶ وسندہ صحیح)

امام نافع رحمہ اللہ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت امام مالک کی عمر ۲۳ یا ۲۴ سال تھی یعنی جوانی میں ہی آپ کی امامت ومسندِ تدریس قائم ہوگئی تھی۔

امام مالک کی توثیق وتعریف پر اجماع ہے۔ آپ کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن الجارود، صحیح ابی عوانہ، سننِ اربعہ، کتاب الام للشافعی، مسند احمد اور مسلمانوں کی دیگر بڑی کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔

الموطأ: امام شافعی رحمہ اللہ نے (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تصنیف سے پہلے) فرمایا: رُوئے زمین پر علمی کتابوں میں موطأ مالک سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ (الجرح والتعدیل ۱۲/۱، وسندہ صحیح)

موطأ امام مالک کا ذکر صحیح ابن خزیمہ (۱۴۰) اور صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۶۳۸، دوسرا نسخہ ۵۶۶۷) وغیرہما میں کثرت سے موجود ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے امام مالک کی کتاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''**ما أحسن لمن تدین به**'' جو شخص دین پر چلنا چاہتا ہے، اُس کے لئے کتنی اچھی کتاب ہے۔

(کشف المغطا فی فضل الموطا لابن عساکر ص ۴۱ وسندہ حسن، نیز دیکھئے الاستذکار ۱۲/۱، ۱۳)

تلامذہ: سعید بن منصور، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ، عبداللہ بن ادریس، عبداللہ بن المبارک، قعنبی، عبداللہ بن وہب، اوزاعی، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، ابن جریج، قتیبہ بن سعید، شافعی، وکیع، عبدالرحمٰن بن القاسم اور امام فزاری وغیرہم۔

وفات: ۱۷۹ھ بمقام مدینہ طیبہ

عبدالرحمٰن بن القاسم المصری رحمہ اللہ

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسے امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ سے امام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم المصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادہ العتقی المصری الفقیہ رحمہ اللہ

پیدائش: ۱۳۲ھ یا ۱۲۸ھ واللہ اعلم

اساتذہ: امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ المکی اور قاری نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم المدنی وغیرہم رحمہم اللہ

توثیق: امام بخاری نے بذریعہ سعید بن تلید آپ سے روایت بیان کی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۶۹۴)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''(**ثقة**) **رجل صدق**'' ثقہ سچے آدمی ہیں۔ (سوالات ابن الجنید: ۶۶۴)

امام ابوزرعہ الرازی نے فرمایا: ''**مصري ثقة ، رجل صالح ...**'' مصری ثقہ (اور) نیک آدمی ہیں.....الخ

پھر اس کے بعد ابوزرعہ نے بتایا کہ لوگ عبدالرحمٰن بن القاسم کے (امام) مالک سے مسائل میں کلام کرتے ہیں۔

(الجرح والتعدیل ۲۷۹/۵)

حافظ ابن حبان نے انھیں ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ (الثقات لابن حبان ۳۷۴/۸)

حافظ ذہبی نے کہا: صدوق (الکاشف ۱۶۰/۲ ت ۳۳۳۳)

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: ''**الفقیه صاحب مالك ، ثقة**'' (تقریب التہذیب: ۳۹۸۰)

ابوالقاسم حمزہ بن محمد الکنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۷ھ) نے فرمایا: ''**إذا اختلف الناس عن مالك فالقول ما قال ابن القاسم**''

جب لوگوں کا (امام) مالک سے (روایت میں) اختلاف ہوتو ابن القاسم کا قول لینا چاہئے۔ (مقدمۃ الملخص ص ۴ وسندہ صحیح)
ابوسعد عبدالکریم بن محمد السمعانی نے کہا: ''من کبراء المصریین و فقھائھم''
مصر کے کبار علماء اور فقہاء میں سے ہیں۔ (الانساب ۱۵۲/۴)
حافظ ابن عبدالبر نے کہا: ''و کان فقیھًا قد غلب علیہ الرأی و کان رجلاً صالحًا مقلاً صابرًا و روایتہ الموطأ عن مالك روایة صحیحة ، قلیلة الخطأ و کان فیما رواہ عن مالك من موطنہ ثقة حسن الضبط متقنًا'' آپ فقیہ تھے جن پر رائے کا غلبہ تھا، آپ نیک آدمی اور تھوڑے پر صبر کرنے والے تھے، آپ کی موطأ مالک والی روایت صحیح ہے جس میں غلطیاں تھوڑی ہیں، آپ موطأ مالک کی روایت میں ثقہ متقن (اور) اچھے طریقے سے یاد رکھنے والے تھے۔ (الانتقاء ص ۵۰)
حافظ ابویعلیٰ الخلیلی القزوینی (متوفی ۴۴۶ھ) نے کہا: ''ممن یحتج بحدیثہ ، روی الموطأ عن مالك.. و کان یحسن الروایة و روی عن مالك من مسائل الفقہ مالا یوجد عند غیرہ من أصحاب مالك'' ان کی حدیث سے حجت پکڑی جاتی ہے، انھوں نے (امام) مالک سے موطأ روایت کی... آپ اچھی روایت کرتے تھے اور آپ نے مالک سے ایسے مسائلِ فقہ بیان کئے ہیں جو ان کے دوسرے شاگردوں کے پاس نہیں ہیں۔ (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ۴۰۶/۱)
تلامذہ: ابوالطاہر احمد بن عمرو بن السرح، الحارث بن مسکین، سحنون بن سعید التنوخی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم اور یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر وغیرہم
وفات: صفر ۱۹۱ھ

سحنون بن سعید رحمہ اللہ

موطأ امام مالک (روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم بن خالد المصری) کے راوی سحنون بن سعید کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:
نام ونسب: ابوسعید عبدالسلام بن سعید بن حبیب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعۃ التنوخی الحمصی القیروانی المالکی
پیدائش: ۱۶۰ھ
اساتذہ: عبداللہ بن وہب المصری، عبدالرحمٰن بن القاسم، اشہب، سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، وکیع بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم رحمہم اللہ۔
توثیق: حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کر کے کہا: وہ اصحابِ مالک کے فقہاء میں سے ہیں۔ الخ (الثقات ۲۹۹/۸)
حافظ ذہبی نے کہا: ''الإمام العلامة فقیہ المغرب'' امام، علامہ (اور) فقیہِ مغرب۔ (سیر اعلام النبلاء ۶۳/۱۲)
کہا جاتا ہے کہ ابوالعرب اور الجوی وغیرہما نے آپ کی توثیق کی ہے۔
دیکھئے المدارک ۵۸۹/۱، الفکر السامی ۹۸/۲، اور الدیباج المذہب ص ۲۶۴ وغیرہ
سحنون کے بارے میں راجح یہی ہے کہ ''وہ صدوق راوی ہیں''

دیکھئے میری کتاب نورالعینین (طبع جدید ص ۳۱۹) اورالقول المتین (طبع جدید ص ۸۷)
تلامذہ: محمد بن عبدالسلام بن سعید بن حبیب القیر وانی ،بقی بن مخلد اور عیسیٰ بن مسکین وغیرہم۔
وفات: ۲۴۰ھ

عیسیٰ بن مسکین رحمہ اللہ

موطأ امام مالک (روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم المصری) کے سحنون بن سعید سے راوی عیسیٰ بن مسکین کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:
نام ونسب: ابومحمد عیسیٰ بن مسکین بن منظور الافریقی
پیدائش: ۲۱۴ھ
اساتذہ: سحنون بن سعید، حارث بن مسکین، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم اور یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی وغیرہم.
توثیق: حافظ ذہبی نے کہا: ''**وکان ثقة ورعًا عابدًا ، مجاب الدعوة**''
اور وہ ثقہ پرہیزگار، عبادت گزار (اور) مستجاب الدعوات تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۵۷۳)
ابن فرحون المالکی نے کہا: ''**وكان فقيهًا عالمًا فصيحًا ورعًا، مهيبًا وقورًا ، ثقةً مأمونًا ، صالحًا ذاسمت وخشوع فاضلاً طويل الصمت دائم الحمد رقيق القلب غزير الدمعة ، كثير الاشفاق ، متقنًا في كل العلوم :الحديث والفقه واللغة وأسماء الرجال ....** '' آپ فقیہ عالم، فصیح البیان پرہیزگار، بارعب باوقار، ثقہ مامون، نیک، شان وشوکت اور خشوع والے، فاضل، لمبی خاموشی والے، ہمیشہ حمد والے نرم دل، کثرت سے رونے والے (اور) بہت زیادہ ڈرنے والے تھے، آپ ہر علم (مثلاً) حدیث، فقہ، لغت اور اسماء الرجال میں بہت ماہر تھے.... (الدیباج المذہب ص ۲۸۰ ت ۳۶۳)
تلامذہ: ابومحمد عبداللہ بن ابی ہاشم التجیبی ،تمیم بن محمد اور احمد بن محمد بن تمیم وغیرہم
وفات: ۲۹۵ھ
تنبیہ: سحنون بن سعید سے کتاب الموطأ (روایۃ ابن القاسم) عیسیٰ بن مسکین کے علاوہ درج ذیل راویوں نے بھی بیان کر رکھی ہے:
① ابوجعفر احمد بن ابی سلیمان داود الصواف رحمہ اللہ
ابن فرحون نے کہا: ''**وكان حافظًا للفقه مقدمًا فيه مع ورع في دينه ...** '' آپ دین میں پرہیزگاری کے ساتھ فقہ کے حافظ (اور) اس میں متقدم تھے۔ (الدیباج المذہب ص ۹۵ ت ۳۴)
② جبلہ بن حمود بن عبدالرحمٰن الصدفی رحمہ اللہ
ابن فرحون نے ابوالعرب سے نقل کیا کہ ''**كان صالحًا ثقة زاهدًا** '' وہ صالح ثقہ زاہد تھے۔ (الدیباج المذہب ص ۱۷۰ ت ۱۹۴)
③ محمد بن بسیل (؟)
اگر یہاں تصحیف نہیں تو ان کے حالات نہیں ملے لیکن یاد رہے کہ محمد بن بسیل اس روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ عیسیٰ بن مسکین اور

احمد بن ابی سلیمان الصواف وغیر ہما نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔

عیسیٰ بن مسکین اور ابوجعفر احمد بن ابی سلیمان سے اس کتاب (الموطأ روایۃ ابن القاسم) کو ابو محمد عبداللہ بن ابی ہاشم التجیبی نے روایت کیا ہے۔ تجیبی کے بارے میں ابن فرحون لکھتے ہیں: ''کان شیخًا عالمًا ورعًا ... صحیح الکتاب'' آپ عالم پرہیزگار شیخ تھے...آپ کی کتاب صحیح ہے۔ (الدیباج المذہب ص۲۲۰ ت۲۶۹)

ابوجعفر احمد بن ابی سلیمان، جبلہ بن محمود (حمود) اور محمد بن بسیل سے اسے علی بن محمد بن مسرور العبدی الدباغ نے روایت کیا ہے۔

الدباغ کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''وکان إمامًا عابدًا عاقلاً، کثیر الحیاء'' آپ امام، عابد، عقل مند (اور) بہت حیادار تھے۔ (تاریخ الاسلام ۲۶/۱۹۴)

آپ ۳۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد التجیبی اور ابن مسرور الدباغ سے اسے ابو الحسن علی بن محمد بن خلف المعافری المعروف بابن القابسی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور حقیقت میں وہی الملخص (اس کتاب) کے مصنف ہیں۔

القابسی کے بارے میں ابن فرحون لکھتے ہیں: ''وکان من الصالحین المتقنین، وکان أعمی لایری شیئًا وھو مع ذلک من أصح الناس کتبًا وأجودھم ضبطًا وتقییدًا، یضبط کتبہ بین یدیہ ثقات أصحابہ'' وہ نیک ثقہ لوگوں میں سے تھے، نابینا تھے، کچھ بھی نہیں دیکھتے تھے اور اس کے باوجود آپ کی کتابیں ضبط و تحریر کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ صحیح تھیں، آپ کی کتابیں آپ کے سامنے آپ کے ثقہ ساتھی لکھتے تھے۔ (الدیباج المذہب ص۲۹۶ ت۳۸۸)

حافظ ذہبی نے کہا: ''الإمام الحافظ الفقیہ، العلامۃ عالم المغرب'' امام حافظ فقیہ، علامہ (اور) مغرب (مراکش، افریقہ اور اندلس) کے عالم تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۹)

خلاصۃ التحقیق: اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس کتاب (موطأ امام مالک: روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم) ملخص القابسی کی سند صحیح ہے۔ والحمد للہ

آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ استاذِ محترم مولانا حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ان دوست و احباب کا بھی شکریہ ادا کیا جائے جنھوں نے اس کتاب کی تصنیف و اشاعت میں میرے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا ہے۔ حافظ ندیم ظہیر اور محترم ابو خالد عبدالمجید صاحب نے بڑی محنت سے پروف ریڈنگ (مراجعت) کی ہے۔ محمد قاسم بر ہ زئی نے کمپوزنگ کے ذریعے سے کتاب کے حسن کو دوبالا کیا اور محترم عتیق احمد صاحب نے اسے زیورِ طباعت پہنانے میں حتی الوسع تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو میری مغفرت اور نجات کا سبب بنائے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی
(۱/ جون ۲۰۰۸ء)

ابوالحسن القابسی کے مقدمے کا خلاصہ

مجھ سے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ میں امام مالک کی کتاب (الموطأ) سے متصل سند والی (مرفوع) احادیث جمع کردوں لہٰذا میں نے موطأ کی روایات میں سے صرف ایک روایت: عبدالرحمٰن بن القاسم کی روایت پر اکتفا کرتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی ہے، اگر کسی شخص میں تفقہ کا مادہ ہے تو یہ کتاب اسے فقہ سمجھنے میں مدد دے گی اور اگر کوئی علمِ حدیث کی وسعتوں کا طالب ہے تو یہ اس کے لئے علمی سیڑھی کا کام دے گی۔

۱۔ جو شخص تدلیس کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کی عن والی روایت بھی متصل ہوتی ہے۔

۲۔ جس شخص کی مروی عنہ (استاذ) سے ملاقات ثابت نہیں تو اس کی روایت کے متصل ہونے کا کوئی احتمال نہیں یعنی ایسی روایت منقطع ہوتی ہے۔

۳۔ میرے نزدیک ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم المصری کی (امام) مالک سے روایت تمام روایات پر مقدم ہے کیونکہ وہ امام مالک کے مشہور شاگرد تھے، انھوں نے آپ کی لمبی مصاحبت اختیار کی اور آپ کی متابعت پر اچھی توجہ دی۔ ابن القاسم فہمِ علم، دین میں پرہیزگاری اور دوسروں سے کم روایات میں زیادہ مشہور ہیں، اس لئے وہ الفاظ کی تخلیط وتبدیل سے محفوظ ہیں۔ ان سے ان احادیث کے راوی ابوسعید سحنون بن سعید ہیں۔

۴۔ ابوالقاسم حمزہ بن محمد الکنانی نے فرمایا: اگر لوگوں کا مالک سے (روایت میں) اختلاف ہو تو ابن القاسم کا قول راجح ہوگا۔

۵۔ میرے نزدیک سحنون بھی اسی طرح ہیں جس طرح ابن القاسم ہیں۔

۶۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو تلاوت کی جاتی ہے اُسے یاد کریں اور بیان کریں۔ (الاحزاب: ۳۴)

یہاں حکمت سے مراد سنت ہے۔

نبی ﷺ کی ازواج کو حکم دیا گیا تھا کہ ان کے گھروں میں جو پڑھا جاتا ہے اُسے لوگوں کے سامنے بیان کردیں تاکہ لوگ وہ چیزیں سیکھ لیں جو اُن سے مخفی ہیں۔

۷۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث سیکھنے کے بارے میں سب سے زیادہ شوق رکھتے تھے۔

۸۔ حدیث سیکھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ (اپنے لئے خلوصِ نیت کے بعد) اساتذہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت طلب کی جائے اور ان اساتذہ سے حدیث سیکھی جائے جو سچے ثقہ ہوں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ شخص جہنم میں داخل ہوگا۔

۹۔ حدیث ہی سنت ہے اور سنت کتاب اللہ کا بیان (تشریح) ہے۔

۱۰۔ غیرضروری یعنی ضعیف روایات کثرت سے جمع کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔
۱۱۔ صحیح حدیث کی بعید تاویل نہیں کرنی چاہئے اور ناسخ منسوخ کے حتمی علم کے بغیر کسی حدیث کو منسوخ قرار نہیں دینا چاہئے۔
۱۲۔ حدیث کے معانی کو علماء جانتے ہیں۔



ذِكْرُ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ

لَهُ عَنْ أَنَسٍ خَمْسَةُ أَحَادِيْثَ

[١] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ :أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ :((إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ:سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا:رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ.))

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر گئے پس آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ پھر آپ نے نمازوں میں سے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی اور ہم نے آپ کے پیچھے (وہ) نماز بیٹھ کر پڑھی۔ جب آپ (فارغ ہو کر ہماری طرف) پھرے تو فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو۔ جب وہ (رکوع سے) اٹھ جائے تو تم (بھی) اٹھ جاؤ۔ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

تحقیق صحيح

صحیح مسلم (۷۷/۴۱۱) میں ہے:"عن الزهري قال:سمعت أنس بن مالك يقول.."

امام مالک مدلس نہیں ہیں، دیکھئے میری کتاب الفتح المبین (۱/۲۲ص ۲۷)

دوسرے یہ کہ امام زہری سے ان کے سماع کی تصریح موجود ہے۔(التمہید ۶/۱۳۲، وسندہ حسن والاوسط لابن المنذر ۴/۱۸۸، وسندہ صحیح)

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱/۱۳۵ ح ۳۰۲، کتاب ۸ باب ۵ حدیث ۱۶) التمہید ۶/۱۲۹، الاستذکار: ۲۷۳

☆ أخرجہ البخاری (۶۸۹) ومسلم (۷۹/۴۱۱) من حدیث مالک بہ۔

[اسے بخاری (٦٨٩) اور مسلم (٤١١/٧٧) نے امام مالک سے روایت کیا ہے۔]


تفقه

① رسول اللہ ﷺ مشکل کشا نہیں تھے، اگر آپ مشکل کشا ہوتے تو خود کسی مشکل میں نہ پڑتے اور گھوڑے سے کبھی نہ گرتے۔

② رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے ورنہ آپ اس گھوڑے پر کیوں سوار ہوتے جس سے گرنا آپ کے مقدر میں لکھا ہوا تھا؟

③ رکوع وسجود اور نماز کے ظاہری افعال میں امام کی اقتدا کرنی چاہئے اِلا یہ کہ تخصیص کی واضح دلیل ہو مثلاً مسبوق کے لئے امام کا سلام پھیرنا واجب الاقتدا نہیں ہے۔

④ نماز کے بعد کتاب وسنت کی تعلیم دینا مسنون ہے۔

⑤ اگر شرعی عذر نہ ہو تو نماز کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔

⑥ جب امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے۔ بعض علماء اس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہیں لیکن دوسرے علماء اسے منسوخ نہیں سمجھتے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (صحیح مسلم: ٤١٣ وترقیم دارالسلام: ٩٢٨) ایک دفعہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ٣٢٦/٢ ح ٧١٣٤ وسندہ صحیح، وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ١٧٦/٢ تحت ح ٦٨٩)

اس سے معلوم ہوا کہ منسوخ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور مقتدیوں کو حکم دیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھو تو انھوں نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (دیکھئے الاوسط لابن المنذر ٢٠٦/٤، اثر: ٢٠٤٥ وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ١٧٦/٢)

عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو اسی پر پایا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھتا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھتے۔

(مصنف عبدالرزاق ٤٦٣/٢ ح ٤٠٨٩)

احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو لوگ اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے۔

(دیکھئے مسائل الامام احمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ، روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج: ٣٤٨، سنن الترمذی: ٣٦١)

''اہل الحدیث'' کے ایک گروہ کا یہی قول ہے۔ (الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمی ص ١١١)

⑦ آپ ﷺ کی مرضِ وفات والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے اور لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہوں پھر پہلا امام آجائے اور بیٹھ کر نماز پڑھائے تو لوگ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے۔ اس خاص جزیئے سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

⑧ راجح یہی ہے کہ امام، مقتدی اور منفرد سب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' پڑھیں۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (٢٥٣/١ ح ٢٦٠٠ وسندہ صحیح)

امام ابن سیرین کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إذا قال الإمام : سمع الله لمن حمده ، فليقل من وراءه : سمع الله لمن حمده .)) جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اس کے مقتدی کو بھی

سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چاہئے۔ (سنن الدارقطنی ۱/۳۳۹ ح ۱۲۷۰، وسندہ حسن لذاتہ)

یہ روایت موقوفاً بھی حسن ہے۔

⑨ اس کتاب ''الإتحاف الباسم في تحقيق موطأ الإمام مالك [تلخيص القابسي] رواية عبدالرحمن بن القاسم'' میں تفقہ کے ساتھ ساتھ علمی و تحقیقی فوائد بھی پیش کئے گئے ہیں تا کہ تفقہ (فقہ الحدیث والقرآن) کے موتیوں کی لڑی سے تحقیق و عمل کی راہیں کھلیں۔ والحمدللہ

[۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُقْتُلُوْهُ))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر خود تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! ابن خطل (ایک کافر) کعبہ کے پردوں سے لٹکا (چمٹا) ہوا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ :وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

ابن شہاب (زہری) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس دن احرام میں نہیں تھے۔

تحقیق صحیح

صرح الامام مالک بالسماع عند مسلم (۱۳۵۷) وابن شہاب الزہری صرح بالسماع عند ابن سعد (الطبقات ۲/۱۳۹، ۱۴۰، وسندہ حسن لذاتہ) وابی عوانہ (المستخرج، القسم المفقود ص ۲۴۵)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۲۳ ح ۹۷۵، ک ۲۰ ب ۸۱ ح ۲۴۷ وعندہ: قال مالک: ''وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا '')

التمہید ۶/۱۵۷، الاستذکار: ۹۱۶

☆ أخرجہ البخاری (۱۸۴۶، ۳۰۴۴، ۴۲۸۶، ۵۸۰۸) ومسلم (۱۳۵۷) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① اگر حج یا عمرے کی نیت نہ ہو تو مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔

② اپنی حفاظت کے لئے تدابیر کرنا جائز ہے۔

③ اگر خلیفہ یا اس کا مامور مناسب سمجھے تو فتح کے بعد بھی حربی کافر کا قتل جائز ہے۔

④ بیت اللہ پر غلاف لٹکانا سنتِ تقریری کی رُو سے جائز ہے۔

⑤ ابن خطل کے بارے میں پوچھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے۔ (التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح لابن العجمی، قلمی ص ۹۶)
ہوسکتا ہے کہ وہ ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ ہوں۔ واللہ اعلم (دیکھئے فتح الباری ۶۰/۴)

⑥ ابن خطل (کافر) نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، جس کے بدلے میں وہ قتل کیا گیا۔ دیکھئے فتح الباری (۶۱/۴)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکے سے (مدینہ جانے کے لئے) چلے تو جب قدید (ایک مقام) پہنچے، آپ کو مدینہ سے خبر ملی (کہ مدینہ میں فساد ہو گیا ہے) تو آپ بغیر احرام کے مکہ لوٹ گئے۔ (موطأ امام مالک ۴۲۳/۱ ح ۹۷۶ وسندہ صحیح)

[۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: ((الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا جس میں (کنویں کا) پانی ملایا گیا تھا۔ آپ کی دائیں طرف ایک اعرابی (دیہاتی) اور بائیں طرف (سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تھے۔ پس آپ نے (دودھ) پیا پھر (باقی دودھ) اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: دایاں (مقدم ہے) پھر (جو اس کے بعد) دایاں ہو۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۲۳۵۲)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۲۶/۲ ح ۱۷۸۷، ک ۴۹ ب ۹ ح ۱۷) التمہید ۱۵۱/۶، الاستذکار: ۱۷۲۰

☆ أخرجه البخاری (۵۶۱۹) ومسلم (۲۰۲۹) من حدیث مالک به .

تفقه

① اپنے پینے کے لئے دودھ میں پانی ڈالنا جائز ہے لیکن اسے خالص دودھ کے نام پر بیچنا جائز نہیں ہے۔

② دوسروں کو پلانے والا پہلے خود پی سکتا ہے۔

③ کھانے پینے کی چیزیں اگر دوسروں کو تحفتاً دی جائیں تو دائیں طرف سے ابتدا کرنی چاہئے۔

④ تحفہ قبول کرنا مسنون ہے بشرطیکہ کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو۔

⑤ دودھ پینا مسنون اور صحت و توانائی کے لئے بہترین غذا ہے۔

[٤] وَبِهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور آپس میں حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کی طرف (ناراضی سے) پیٹھ نہ پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (٦٠٦٥)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۲/۹۰۷ ح ۱۷۴۸، ک ۴۷ ب ۴ ح ۱۴) التمہید ۶/۱۱۵، الاستذکار: ۱۶۸۰

☆ وأخرجه البخاري (٦٠٧٦) ومسلم (٢٥٥٩) من حديث مالك به .

تفقہ

① مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بغض رکھنا، حسد اور بائیکاٹ کرنا حرام ہے لیکن دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔ کفار، مشرکین، اہلِ بدعت وضلالت اور منکرینِ دینِ اسلام سے نفرت و بغض رکھنا اور بائیکاٹ کرنا واجب ہے جیسا کہ دیگر دلائل سے ثابت ہے بلکہ بعض اوقات گناہگار مسلمانوں سے بھی بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔

② نیکی کے کاموں میں رشک اور نیکی میں مسابقت جائز ہے۔

③ تین صحابۂ کرام غزوۂ تبوک سے بغیر شرعی عذر کے پیچھے رہ گئے تو ان سے پچاس دن تک بائیکاٹ کیا گیا تھا۔
دیکھئے سورۃ التوبہ (۱۱۸) صحیح بخاری (۴۴۱۸) اور صحیح مسلم (۲۷۶۹)

④ منکرینِ تقدیر (اہلِ بدعت) کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔
(صحیح مسلم: ۸ و ترقیم دارالسلام: ۹۳)

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔
دیکھئے سنن الترمذی (۲۱۵۲ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'')

[۵] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے، پھر جانے والا قُباء (کے علاقے میں) جاتا پھر وہ وہاں پہنچتا اور (اس اثنا میں) سورج بلند ہوتا تھا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۵۵۰)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹/۱ ح ۱۰، ک ۱ ب ۱ ح ۱۱) التمہید ۱۷۷/۶، الاستذکار: ۹

☆ وأخرجه البخاری (۵۵۱) ومسلم (۶۲۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① عہد نبوی کے مدینہ منورہ سے دو (عربی) میلوں کی مسافت پر قباء ہے۔ دیکھئے معجم البلدان (۳۰۲/۴)
عربی ہاشمی میل چار ہزار ذراع یعنی ۱۶۰۹ میٹر کے برابر ہوتا تھا۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۵۹۷)
اس حساب سے یہ فاصلہ تین کلومیٹر اور دوسو اٹھارہ (۲۱۸) میٹر ہے۔ معلوم ہوا کہ عصر کی نماز (ایک مثل ہونے کے بعد) جلدی پڑھنی چاہئے۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل (علیہ السلام) نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر (ایک مثل) ہو گیا۔
(سنن الترمذی: ۱۴۹، وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حدیث حسن'' وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲، وابن حبان: ۲۷۹ وابن الجارود: ۱۴۹، والحاکم ۱۹۳/۱ والنیموی فی آثار السنن: ۱۹۴، وغیرہم)

③ بغیر شرعی عذر کے دو مثل کے بعد نمازِ عصر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نیموی تقلیدی لکھتے ہیں کہ ''وإني لم أجد حديثًا صريحًا صحيحًا أو ضعيفًا يدل على أن وقت الظهر إلى أن يصير الظل مثليه'' اور مجھے کوئی صریح صحیح یا ضعیف حدیث نہیں ملی کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ (آثار السنن: ۱۹۹)

④ جو لوگ بغیر شرعی عذر کے عصر کی نماز لیٹ پڑھتے ہیں انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق قرار دیا ہے۔
دیکھئے صحیح مسلم (۶۲۲ وترقیم دار السلام: ۱۴۱۲)

سَهْلُ بنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[٦] قَالَ مَالِكٌ :حَدَّثَنِي ابنُ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُوَيمِرًا العَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلٰى عَاصِمِ بنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ:أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ!لَوْ أَنَّ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ!عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ المَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى اَهْلِهٖ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ:يَاعَاصِمُ ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ المَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ :وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ!أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجلاً ، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)) قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

(سیدنا) سہل بن سعد الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ عویمر العجلانی (رضی اللہ عنہ) عاصم بن عدی الانصاری (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے عاصم! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے؟ کیا وہ اسے قتل کر دے تو آپ اس (قاتل) کو قتل کر دیں گے؟ یا وہ کیا کرے؟ اے عاصم! اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھیں۔ پھر عاصم (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے (ایسے) مسئلوں کو ناپسند فرمایا اور معیوب سمجھا۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام سن کر عاصم (رضی اللہ عنہ) کو (اپنے آپ پر) بوجھ سا محسوس ہوا۔ جب عاصم اپنے گھر واپس گئے تو ان کے پاس عویمر نے آکر پوچھا: اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ عاصم نے عویمر سے کہا: آپ میرے پاس خیر کے ساتھ نہیں آئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو مسئلہ پوچھا تو آپ نے اسے ناپسند کیا۔ عویمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک آپ سے پوچھ نہ لوں۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ عویمر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے؟ کیا وہ اسے قتل کر دے تو آپ اس (قاتل) کو قتل کر دیں گے؟ یا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں (حکم) نازل ہوا ہے، جاؤ اور

اسے (اپنی بیوی کو) لے آؤ۔ سہل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ پھر جب وہ دونوں (لعان سے) فارغ ہوئے (تو) عویمر نے کہا: یارسول اللہ! اگر میں اسے (اپنی بیوی بنا کر) روکے رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا؟ پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے اسے (اپنی بیوی کو) تین طلاقیں دے دیں۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ .

ابن شہاب (الزہری) نے کہا: پس لعان کرنے والوں کی یہی سنت قرار پائی۔

تحقیق إسناده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۵۶۶، ۵۶۷ ح ۱۲۳۲، ک ۲۹ ب ۱۳ ح ۳۴) التمهيد ۶/۱۸۳۔۱۸۵، الاستذكار: ۱۱۵۲

☆ وأخرجه البخاري (۵۲۵۹) ومسلم (۱۴۹۲) من حديث مالك به .

تفقه

① ''شریعت میں لعان یہ ہے کہ خاوند چار دفعہ یہ قسم کھائے کہ میں اپنی بیوی کی طرف زنا کی نسبت کرنے یعنی اسے زنا سے متہم کرنے میں سچا ہوں اور پانچویں قسم یہ ہو کہ وہ کہے اگر وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہو تو وہ خدا کی لعنت کا مستحق ہو، پھر بیوی چار دفعہ خاوند کے جھوٹا ہونے پر قسم کھائے اور اس کی پانچویں قسم یہ ہو کہ اگر وہ سچا ہو تو وہ (بیوی) خدا کے غضب کی مستحق ہو یہ کہنے پر وہ حد زنا سے بری ہو جائے گی۔'' (القاموس الوحید ص ۱۴۷۸)

② لعان کا حکم قرآن مجید میں سورۃ النور میں نازل ہوا ہے۔ (دیکھئے آیت: ۶، ۷)

③ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے بعد خاوند بیوی میں خود بخود تفرقہ یعنی جدائی نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے بعد جدائی ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' **باب اللعان ومن طلق بعد اللعان** ''لعان کا باب اور جو شخص لعان کے بعد طلاق دے۔ (کتاب الطلاق باب: ۲۹ قبل ح ۵۳۰۸)

④ واقع شدہ مسئلہ پوچھنے میں شرمانا نہیں چاہئے اور غیر واقع شدہ یعنی فرضی مسائل پوچھنے سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔

⑤ لعان کے بعد شرعی ثبوت کے بغیر فریقین پر حد جاری نہیں ہوگی۔

السَّائِبُ بنُ يَزِيْدَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۷] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بنِ يَزِيْدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ . حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا.

ام المومنین حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ اپنی وفات سے ایک سال پہلے بیٹھ کر نوافل پڑھنے لگے، آپ ترتیل سے (ٹھہر ٹھہر کر) سورت پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کی ترتیل کے سبب وہ سورت اپنے سے طویل سورت سے بھی طویل تر ہو جاتی۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع من السائب بن یزید رضی اللہ عنہ عند ابن حبان (الاحسان:۲۵۲۱، أو: ۲۵۳۰)

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۳۷ ح ۳۰۷، ک ۸ ب ۷ ح ۲۱) التمہید ۶/ ۲۲۰، الاستذکار: ۲۷۷

☆ وأخرجہ مسلم (۷۳۳) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① حافظ ابن عبدالبر نے کہا: ''وفي اللغة أن الصلوٰة أصلها الدعاء ، لكن الأسماء الشرعية أولٰى لأنها قاضية على اللغوية'' لغت میں نماز کی اصل دعا ہے لیکن شرعی نام اَولیٰ (بہتر) ہیں کیونکہ وہ لغوی ناموں پر قاضی ہیں۔ (التمہید ۶/ ۲۲۱)

② نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے نفل نماز قصداً بیٹھ کر پڑھنا قرینِ صواب نہیں ہے۔

③ قرآن مجید کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر اچھے طریقے سے اور غور و فکر اور تدبر کے ساتھ کرنی چاہئے۔

④ نوافل کا قیام حتی الوسع طویل ہونا چاہئے۔

⑤ نوافل میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت مستحب ہے۔

⑥ اگر شرعی عذر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے۔

⑦ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے لیکن نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پورا ثواب ملتا تھا۔

مَحْمُوْدُ بنُ الرَّبِيْعِ الأَنْصَارِيُّ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٨] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بنِ الرَّبِيْعِ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى، وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ البَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى. قَالَ :فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ؟)) فَأَشَارَ إِلَيْهِ إِلٰى مَكَانٍ مِنَ البَيْتِ فَصَلَّى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

(سیدنا) محمود بن الربیع الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک (سیدنا) عتبان بن مالک (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے اور وہ نابینا تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں نابینا ہوں اور (بعض اوقات) اندھیرا، بارش اور سیلاب ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں، میں اسے جائے نماز بنالوں گا۔ انھوں نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ انھوں (عتبان رضی اللہ عنہ) نے گھر کی ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے وہاں نماز پڑھائی

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (٤٢٥)

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ١/٢ ١٧ ح ٤١٦، ک ٩ ب ٢٤ ح ٨٦) التمہید ٦/ ٢٢٦، ٢٢٧، الاستذکار: ٣٨٦

☆ وأخرجہ البخاری (٦٦٧) عن مالک بہ ورواہ مسلم (٣٣ بعد ح ٦٥٧) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ نحو المعنیٰ.

تفقہ

① شرعی عذر کی بنا پر گھر میں نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

② نبی کریم ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا صحیح ہے۔

③ ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے عتبان رضی اللہ عنہ کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

(دیکھئے مسند الامام احمد ٤/ ٤٣ وطبقات ابن سعد ٣/ ٥٥٠ والتمہید ٦/ ٢٢٩)

لیکن یہ روایت سفیان بن عیینہ وزہری کی تدلیس اور سند میں شک کی وجہ سے ضعیف ومردود ہے۔

④ نماز باجماعت ضروری ہے اِلا یہ کہ شرعی عذر ہو۔

⑤ کسی مسجد، مدرسے اور مکان وغیرہ کا کسی نیک شخصیت کے ذریعے سے افتتاح کرانا جائز ہے۔

⑥ گھر میں نماز کے لئے کسی حصے کو مختص کرنا جائز ہے۔
⑦ نماز باجماعت کے لئے جگہ کا مسجد کے لئے وقف ہونا ضروری نہیں ہے۔⑧ نابینا امام کی امامت بالکل صحیح اور شرعاً جائز ہے۔

عَبْدُاللّٰهِ بنُ عَامِرِ بنِ رَبِيْعَةَ العَدَوِيُّ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۹] مَالِكٌ عنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ عَامِرِ بنِ رَبِيْعَةَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ ، فَلَمَّاجَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ ، فَأَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا ، فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ .))
فَرَجَعَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ سَرْغَ.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ العدوی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) شام کی طرف (جہاد کے لئے) نکلے۔ جب آپ سَرغ (شام کے قریب، وادیٔ تبوک کے ایک مقام) پر پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ شام میں (طاعون کی) وبا پھیلی ہوئی ہے۔ پس (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھیں کسی علاقے میں اس (وبا) کے وقوع کا پتا چلے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقے میں یہ (وبا) پھیل جائے جس میں تم موجود ہو تو اس (وبا) سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے نہ بھاگو۔ پس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سرغ سے واپس لوٹ آئے۔

تحقیق صحیح
صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند القاضی احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی فی مسند عبدالرحمٰن بن عوف (٦) وسندہ حسن .

تخریج متفق علیہ
الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۹٦/۲، ۸۹۷ ح ۱۷۲۲، ک ۴۵ ب ۷ ح ۲۴) التمہید ٦/۲۱۰، الاستذکار: ۱٦۵۴
☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۳۰، ٦۹۷۳) ومسلم (۲۲۱۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ
① سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) عبدالرحمٰن (بن عوف رضی اللہ عنہ) کی حدیث کی وجہ سے واپس لوٹے تھے۔ (صحیح بخاری: ٦۹۷۳ وصحیح مسلم: ۲۲۱۹/۱۰۰) یہ اتباعِ سنت کی اعلیٰ مثال ہے۔
② خبر واحد حجت ہے بشرطیکہ خبر بیان کرنے والا ثقہ وصدوق ہو۔
③ اگر وبا والے علاقے میں کوئی شخص اس وبا کا شکار ہو جائے تو عین ممکن ہے کہ اس شخص کا عقیدہ خراب ہو جائے۔ غالباً یہی وجہ

ہے کہ وباز دہ علاقے میں جانے اور وہاں سے نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

④ نبی کریم ﷺ سے صحابۂ کرام کی محبت بے مثال ہے۔

مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بنِ الحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٠] مَالِكٌ عنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ ، قَالَ : فَدَعَانِي طَلْحَةُ ابنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ : حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الغَابَةِ ، وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ يَسْمَعُ ، فَقَالَ عُمرُ بنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : وَاللّٰهِ! لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ . ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((الذَّهَبُ بِالوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ ، وَالبُرُّ بِالبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ . وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ والشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إلا هَاءَ وَهَاءَ.))

مالک بن اوس بن حدثان النصری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے سو دینار بدلانے چاہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے (سیدنا) طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) نے بلایا تو ہم نے آپس میں بھاؤ تاؤ کیا، یہاں تک کہ پھر میرا اور ان کا سودا طے ہو گیا۔ وہ (طلحہ رضی اللہ عنہ) دیناروں کو اپنے ہاتھ میں الٹنے پلٹنے لگے پھر فرمایا: جب تک میرا خزانچی جنگل (الغابہ) سے آجائے۔ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ہماری گفتگو سن رہے تھے۔ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم جب تک ان (طلحہ رضی اللہ عنہ) سے رقم نہ لے لو، جدا نہ ہونا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا چاندی کے بدلے میں سود ہے سوائے اس کے کہ نقد نقد ہو اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں سود ہے سوائے اس کے کہ نقد نقد ہو اور کھجور کھجور کے بدلے میں سود ہے اِلا یہ کہ نقد نقد ہو اور جو جو کے بدلے میں سود ہے اِلا یہ کہ نقد نقد ہو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ٢/٦٣٦، ٦٣٧ ح ١٣٧٠، ک ٣١ ب ١٧ ح ٣٨) التمهيد ٦/٢٨١، ٢٨٢، الاستذكار: ١٢٩٠

☆ وأخرجه البخاري (٢١٧٤) من حديث مالک به . ورواه مسلم (١٥٨٦) من حديث ابن شهاب به وصرح بالسماع .

تفقه

① ایک ہی جنس میں خرید و فروخت کرتے وقت زیادہ یا کم لینا سود ہے۔

② صحیح خبرِ واحد حجت ہے۔
③ ایک ہی جنس میں خرید وفروخت کرتے وقت ادھار جائز نہیں ہے۔
④ صحابۂ کرام امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے جذبے سے سرشار تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین
⑤ بعض اوقات ایک صحیح حدیث بہت بڑے عالم سے بھی مخفی رہ سکتی ہے۔
⑥ صحیح حدیث کے مقابلے میں کسی کا قول حجت نہیں ہے۔
⑦ عدمِ علم کی وجہ سے اجتہادی خطا ہو سکتی ہے جس میں اجتہاد کرنے والا معذور ہوتا ہے۔
⑧ سود کی بہت سی اقسام ہیں۔ ⑨ سود کے سدِ باب کے لئے شریعتِ اسلامیہ نے دقیق اہتمام کر رکھا ہے۔

سَعِيْدُ بنُ الْمُسَيَّبِ :سَبْعَةُ أَحَادِيْثُ

[۱۱] مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا۔))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت والی نماز تمھارے اکیلے کی نماز سے پچیس (۲۵) درجے افضل ہے۔

تحقیق صحیح

قال ابن شہاب الزہری: '' أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبا هُرَيْرَةَ قَالَ: '' إلخ
رواہ البخاری (٦٤٨)

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۹ ح ۲۸۷، ک ۸ ب ۱ ح ۲) التمہید ۶/۳۱۶، الاستذکار: ۲۵٦

☆ وأخرجہ مسلم (٦٤٩) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (٦٤٨) من حدیث الزہری عن سعید بن المسیب وأبی سلمۃ عن أبی ہریرۃ بہ نحو المعنیٰ مطولاً۔

تفقہ

① صحیح العقیدہ مسلمانوں کی نماز با جماعت میں لوگوں کی جتنی اکثریت ہو اتنی افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ))
اور آدمی کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز ایک آدمی کے ساتھ نماز سے بہتر ہے اور جتنی کثرت ہو تو وہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔

(مسند احمد ۵/۱۴۰، وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۵۵۴ وصححہ ابن خزیمہ: ۱۴۷۷، وابن حبان، الموارد: ۴۲۹ وللحدیث لون آخر عند ابن ماجہ: ۷۹۰ وغیرہ وسندہ حسن)

تنبیہ: اس حدیث پر حافظ ابن عبدالبر کی جرح مردود ہے۔

② جماعت کے بغیر اکیلے شخص کی نماز ہو جاتی ہے لیکن با جماعت پڑھنا افضل ہے۔

③ بعض روایات میں ستائیس (۲۷) درجے زیادہ ثواب کا ذکر ہے۔ ان روایات میں کوئی تعارض نہیں بلکہ ہر شخص کو اس کی نیت، خلوص، اتباعِ سنت اور بہترین عمل کے مطابق اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

[**۱۲**] وَبِهِ: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ. ؟))

اور اسی سند سے روایت ہے کہ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز (پڑھنے) کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر آدمی کے پاس دو کپڑے موجود ہیں؟

تحقیق صحیح

ابن شہاب الزہری عنعن وللحدیث شاہد صحیح عند مسلم فی صحیحہ (۵۱۵/۲۷۶، ترقیم دار السلام: ۱۱۵۰) ورواہ البخاری (۳۶۵) نحوہ مطولاً

فائدہ: نووی نے کہا: "**وما كان في الصحيحين وشبههما عن المدلسين بعن محمول على ثبوت السماع من جهة أخرى**"

صحیحین اور ان جیسی کتابوں میں مدلسین کی عن والی روایات دوسری سندوں سے سماع پر محمول ہیں۔ (تقریب النووی ص ۹ نوع: ۱۲)

نووی کا یہ قول صحیحین کے بارے میں تلقی بالقبول کی وجہ سے مقبول ہے جبکہ صحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان وغیرہما کو تلقی بالقبول حاصل نہیں ہے لہٰذا وہاں مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہے الا یہ کہ سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۴۰ ح ۳۱۶، ک ۸ ب ۹ ح ۳۰) التمہید ۶/۳۶۳، الاستذکار: ۲۸۶

☆ وأخرجہ البخاری (۳۵۸) ومسلم (۵۱۵) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① مردوں کے لئے ایک کپڑے مثلاً ایک چادر یا صرف قمیص میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کندھے ڈھکے ہوئے ہوں لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ دو (یا زیادہ) کپڑوں میں نماز پڑھیں۔

② کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے نافع رحمہ اللہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے تو نماز کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں نے تمھیں دو کپڑے نہیں دیئے تھے؟ نافع نے کہا: جی ہاں! ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں تمھیں ایک کپڑے میں باہر بھیجوں تو چلے جاؤ گے؟ نافع نے کہا: نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اللہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے یا لوگ؟

نافع نے کہا: اللہ، پھر ابن عمر نے فرمایا: نبی ﷺ (یا عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا . .)) اگر تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے۔ (التمہید ۶/۳۷۱ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۲۳۶ وسندہ صحیح) شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۳۷۷) ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۲/۱۱۷، ولفظہ غریب)

۳ مرد کے لئے ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن حج وعمرے کے علاوہ بہتر یہ ہے کہ سر پر ٹوپی، رومال، عمامہ یا کپڑا ہو۔ دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین حدیث نمبر ۱۰

۴ عورت کو گھر میں چہرے کے علاوہ باقی جسم ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہئے اور غیر مردوں کی موجودگی میں اپنا چہرہ بھی چھپانا چاہئے۔ یہ بہتر اور افضل ہے، نیز دیکھئے التمہید (۶/۳۶۴)

[۱۳] وَبِهِ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے ساتھی کو کہے: چپ ہو جا، اور امام (جمعے کا) خطبہ دے رہا ہو تو تُو نے لغو (باطل) کام کیا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۹۳۴)

تخریج

ولہ لون آخر فی الموطأ (روایۃ أبی مصعب: ۴۳۷)

☆ وأخرجہ النسائی فی المجتبیٰ (۳/۱۸۸ ح ۱۵۷۸) من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک، وأبو داود (۱۱۱۲) من حدیث مالک بہ، ورواہ البخاری (۹۳۴) ومسلم (۸۵۱) من حدیث ابن شہاب بہ .

تفقہ

۱ حالتِ خطبہ میں سامعین کا ایک دوسرے سے کلام کرنا جائز نہیں ہے لیکن امام سے ضروری بات کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۲ حالتِ خطبہ میں آنے والا دو رکعتیں ضرور پڑھے گا۔ دیکھئے صحیح البخاری (۱۱۶۶، ۹۳۰، ۹۳۱) وصحیح مسلم (۸۷۵)

۳ حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان کے نزدیک جمعہ کے دن خطیب کے آنے کے بعد سلام اور اس کا جواب، چھینک پر الحمد للہ کہنا اور اس کا جواب دینا جائز ہے۔ (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۰ ح ۵۲۶۰ وسندہ صحیح)

اور ابراہیم نخعی کے قول کی روشنی میں اس حالت میں سلام کا جواب نہ دینا بھی جائز ہے۔ (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۱ ح ۵۲۶۸ وسندہ صحیح)

۴ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح ۳۳۳

[**١٤**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی (رحمہ اللہ) کی وفات کی اطلاع اس دن دی جس دن وہ (نجاشی) فوت ہوئے اور آپ صحابۂ کرام کے ساتھ جنازہ گاہ تشریف لے گئے پھر آپ نے ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۳۸۸۰، ۳۸۸۱)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۲۶، ۲۲۷ ح ۵۳۳، ک ۱۶ ب ۵ ح ۱۴) التمہید ۶/۳۲۴، الاستذکار: ۴۹۰

☆ وأخرجہ البخاری (۱۲۴۵) ومسلم (۹۵۱) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① لوگوں کو میت کی اطلاع دینا جائز ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۳/۱۱۶)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع مدینے کے اردگرد والی بستیوں تک پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۴/۲۳۹ ح ۴۲۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۷۴ وسندہ صحیح)

② ایک روایت میں میت کی اطلاع دینے سے منع کیا گیا ہے (سنن الترمذی: ۹۸۶ وقال: ھٰذا حدیث حسن) لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ بلال بن یحییٰ کی سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ جاہلیت کی طرح گلی کوچوں میں چیخ چیخ کر موت کا اعلان کرنا ممنوع ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (۱۱/۲۰) اور کتاب الجنائز للمبارکپوری (ص ۱۸)

③ نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں کہنا بہتر ہے لیکن پانچ تکبیریں بھی جائز ہیں جیسا کہ صحیح مسلم (۲/۹۵۷ [۲۲۱۶]) سے ثابت ہے۔

④ نمازِ جنازہ مسجد سے باہر پڑھنا بہتر ہے جبکہ مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

⑤ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو دور کی خبریں بذریعۂ وحی بتا دیتا تھا۔

⑥ اگر کوئی عذرِ شرعی ہو تو غائبانہ نمازِ جنازہ جائز ہے۔

⑦ نمازِ جنازہ میں جفت یا طاق صفوں کی کوئی شرط نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کے پیچھے دو صفیں تھیں۔ (صحیح مسلم: ۹۵۲، دارالسلام: ۲۲۰۹)

[۱۵] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے (جہنم کی) آگ نہیں چھوئے گی سوائے قسم پوری کرنے کے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ۱۰۲۶، ونسخۃ الاعظمی: ۱۰۲۰)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۳۵ ح ۵۵۷، ک ۱۶ ب ۱۳ ح ۳۸) التمہید ۶/۳۴۶، الاستذکار: ۵۱۱

☆ وأخرجہ البخاری (۶۶۵۶) ومسلم (۲۶۳۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① مسلمان کو صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربارِ رحمت اور فضل وکرم سے بہت بڑا اجر ملتا ہے۔

② مسلمانوں کے (نابالغ) بچے جنت میں ہیں۔

③ ایک صحابی کا بچہ فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ((أَمَا تَرْضَى أَلَّا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا جَاءَ يَسْعَى حَتَّى يَفْتَحَهُ لَكَ؟)) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کے جس دروازے کی طرف سے آؤ تو تمھارا بچہ بھاگتا ہوا آئے اور تمھارے لئے دروازہ کھول دے؟ (مسند علی بن الجعد: ۱۰۷۵، وسندہ صحیح، مسند احمد ۳/۴۳۶، ۵/۳۴، ۳۵، سنن النسائی ۴/۲۲ ح ۱۸۷۱، ۴/۱۱۸ ح ۲۰۹۰)

معلوم ہوا کہ صبر کرنے والے والدین کا فوت شدہ بچہ قیامت کے دن ان کے لئے جنت کے دروازے کھولے گا۔

④ ''سوائے قسم پوری کرنے کے'' میں قرآنِ مجید کی آیت ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ اور تم میں سے ہر آدمی اس پر وارد ہوگا۔ (مریم: ۷۱) کی طرف اشارہ ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶۶۱ ح ۶۶۵۶ طبع دارالسلام)

مزید تفصیل کے لئے مذکورہ آیت کی تفسیر وکتبِ تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

[۱٦] وَبِهٖ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، وہ فرماتے تھے: اگر میں مدینے میں ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں تو انھیں ڈراؤں گا نہیں۔ (کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو سیاہ پتھروں والی زمین کے درمیان (مدینہ کا علاقہ) حرام (حرم) ہے۔

تحقیق صحیح

وللحديث شواهد عند البخاري (١٨٦٩) وغيره وهو بها صحيح والحمد لله

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ٢/٨٨٩ ح ١٧١١، ك ٤٥ ب ٣ ح ١١) التمهيد ٦/٣٠٩، الاستذكار: ١٦٤١

☆ وأخرجه البخاري (١٨٧٣) ومسلم (١٣٧٢/٤٧١) من حديث مالك به .

تفقه

① مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ بھی حرم ہے جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکتانی (ص ۲۱۲ ح ۲۴۴)

اسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام نے بھی روایت کیا ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۱۸۶۷، وصحیح مسلم: ۱۳۶۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۱۸۷۰، وصحیح مسلم: ۱۳۷۰)

سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۲۱۲۹ وصحیح مسلم: ۱۳۶۰)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۱۳۶۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۱۳۶۲)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۱۳۶۳) وغیرہم

ان احادیث صحیحہ متواترہ کے مقابلے میں بعض الناس خود ساختہ شبہات کی بنا پر کہتے ہیں کہ ''لا حرم للمدینة عندنا'' ہمارے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہے۔ (دیکھئے رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۷۸، الدر المختار ۱/۱۸۴)

② مدینہ طیبہ میں شکار کرنا اور بے ضرر درخت اور پودے کاٹنا حرام ہے سوائے اذخر گھاس کے جس کی اجازت دی گئی ہے۔

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

④ قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے اور حدیث وحیِ خفی ہے۔

[**۱۷**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور اور بہادر وہ نہیں جو کشتی لڑنے سے غالب آئے بلکہ طاقتور اور بہادر وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

تحقیق صحیح

وأخرجه مسلم (٢٦٠٩/١٠٨) من حديث ابن شهاب الزهري: ''أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: ''

بہ نحوہ وسندہ صحیح .

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۰۶/۲ ح ۱۷۴۶، ک ۴۷ ب ۳ ح ۱۲) التمهيد ۳۲۱/۶، الاستذكار: ۱۶۷۸

☆ وأخرجه البخاري (۶۱۱۴) ومسلم (۲۶۰۹) من حديث مالك به .

تفقه

① الصُّرَعَةُ: لغت میں بہت پچھاڑنے والے، زبردست پہلوان اور غالب رہنے والے شخص کو کہتے ہیں۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۹۲۱)
الصُّرْعَةُ: بہت پچھاڑے جانے والے، کمزور پہلوان اور مغلوب رہنے والے شخص کو کہتے ہیں۔

② ذاتی دشمن کے خلاف لڑائی کی بہ نسبت صبر وتحمل اور مجاہدۂ نفس افضل کام ہے۔ دیکھئے التمہید (۳۲۳/۶)

③ بغیر کسی شرعی عذر کے غصہ کرنا پسندیدہ کام نہیں۔

سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ :حَدِيثَانِ

[۱۸] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: آمِيْنَ.

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
ابن شہاب (الزہری رحمہ اللہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے۔

تحقيق صحيح

صرح ابن شهاب الزهري بالسماع هاهنا والحمد لله

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۷/۱ ح ۱۹۱، ک ۳ ب ۱۱ ح ۴۴) التمهيد ۸/۷، الاستذكار: ۱۶۷

☆ وأخرجه البخاري (۷۸۰) ومسلم (۴۱۰) من حديث مالك به .

تفقه

① امام ابوالعباس السراج رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ امام زہری سے نقل کیا ہے کہ ”كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ وَلَا

الضَّآلِّيْنَ ، جَهَرَ بِآمِيْنَ'' جب رسول اللہ ﷺ ولا الضالین پڑھتے تو اونچی آواز سے آمین کہتے تھے۔(حدیث السراج، قلمی ص ۳۵ب)

② اس حدیث سے محدثینِ کرام نے آمین بالجہر کا مسئلہ ثابت کیا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۷۸۰) وصحیح ابن خزیمہ (۲۸۶/۱ ح ۵۷۰) وسنن ابن ماجہ (۸۵۲) وسنن النسائی (۱۴۴/۲ ح ۹۲۹)

③ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی '' فَجَهَرَ بِآمِيْنَ '' تو آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ (سنن ابی داود: ۹۳۳، الخلافیات للبیہقی، قلمی ص ۱/۱۵ وسندہ حسن)

اس قسم کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے امام مسلم فرماتے ہیں: '' **تواترت الروايات كلها أن النبي ﷺ جهر بآمين** '' تمام روایتیں متواتر ہیں کہ نبی ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ (کتاب التمییز قلمی ص ۹ مطبوع ص ۴۰)

④ امام شعبہ کی جس روایت میں خفیہ آمین کا ذکر آیا ہے وہ شاذ ہونے کی وجہ سے محدثینِ کرام کے نزدیک ضعیف ہے۔ اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ سری نماز میں خفیہ آمین کہنی چاہئے۔ یاد رہے کہ سری نماز میں خفیہ آمین کہنے پر اجماع ہے۔

⑤ صحابہ وتابعین (جہری نمازوں میں) اونچی آواز سے آمین کہتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۷۸۰) ومصنف ابن ابی شیبہ (۴۲۵/۲ ح ۷۹۶۳ وسندہ حسن)

سلام (السلام علیکم) اور آمین سے حسد کرنا یہودیوں کا کام ہے۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ (۸۵۶ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ: ۱۵۸۵، والبوصیری فی زوائد ابن ماجہ، والمنذری فی الترغیب والترہیب ۳۲۸/۱) نیز دیکھئے میری کتاب '' القول المتین فی الجہر بالتأمین ''

⑥ بعض الناس اس حدیث سے یہ مسئلہ کشید کرتے ہیں کہ '' فرشتے آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں کیونکہ ان کی آواز سنائی نہیں دیتی لہٰذا آہستہ آواز سے آمین کہنی چاہئے۔ '' تو عرض ہے کہ فرشتوں کے دیگر افعال آپ دیکھتے یا سنتے ہیں جو آمین نہ سننے سے فتویٰ داغ دیا کہ آہستہ آمین کہنی چاہئے؟ یہ تو صرف '' ڈوبتے کو تنکے کا سہارا '' کے مترادف ہے۔

⑦ نماز میں آمین کہنے کی فضیلت کہ یہ ذریعۂ مغفرت ہے۔

⑧ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسبوق سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ پڑھ چکا ہو یا یہ سورت پڑھنے والا ہو، اتنے میں امام آمین کہہ دے تو یہ بھی آمین کہے گا اور بعد میں اپنی سورۂ فاتحہ پوری کرے گا۔ اب اگر یہ اپنی ولا الضالین پر پہنچے اور امام آمین کہنے کے بعد قراءت کر رہا ہو تو یہ آمین نہیں کہے گا بلکہ خاموش رہے گا جیسا کہ دوسرے عمومی دلائل سے ثابت ہے۔

[**۱۹**] وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ . وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوپایہ جانور (اگر نقصان کرے تو) رائیگاں ہے (اس کا کوئی بدلہ نہیں) کنویں اور معدنیات کا بھی یہی حکم ہے اور مدفون خزانے میں پانچواں حصہ (اللہ کے لئے نکالنا) ہے۔

تحقیق صحیح

ورواہ البخاری (۲۳۵۵) من حدیث أبي صالح عن أبي ہریرہ رضی اللہ عنہ نحوہ وسندہ صحیح ۔

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۶۸/۲، ۸۶۹ ح ۱۶۸۷، ک ۴۳ ب ۱۸ ح ۱۲) التمہید ۱۹/۷، الاستذکار: ۱۶۱۶

☆ وأخرجہ البخاری (۱۴۹۹) ومسلم (۱۷۱۰) من حدیث مالک بہ ۔

تفقہ

① اگر چوپایہ جانور کسی آدمی کا نقصان کر دے تو اس کے مالک سے بدلہ نہیں لیا جائے گا بشرطیکہ اس نقصان میں جانور کے مالک کی کوتاہی اور شرارت کا دخل نہ ہو۔

ابن محیصہ الانصاری رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) سے باسند صحیح مروی ہے کہ (سیدنا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی نے کسی کے باغ کو نقصان پہنچایا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دن کو حفاظت کرنا، مال (اور زمین) کے مالکوں کا کام ہے اور رات کو حفاظت کرنا جانوروں کے مالکوں کا کام ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۳۳۲) اگر حرام بن سعد بن محیصہ نے یہ روایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے تو سند صحیح ہے ورنہ مرسل (ضعیف) ہے۔ اس وجہ سے اس روایت سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

② اگر کوئی آدمی کسی شخص کے کنویں میں گر جائے تو کنویں کے مالک پر کوئی جرمانہ اور تاوان نہیں ہے بشرطیکہ کنویں کے مالک کا اس کے گرنے یا گرانے میں کوئی ہاتھ نہ ہو۔

③ اگر کسی شخص کو پرانے زمانے کا کوئی دفن شدہ خزانہ مل جائے تو وہ اس میں سے زکوٰۃ کے بجائے پانچواں حصہ (خُمس) نکال کر اللہ کے راستے میں (خلیفہ کے بیت المال یا نصابِ زکوٰۃ کی آٹھ قسموں میں) صرف کرے گا۔

أَبُو سَلَمَةَ سِتَّةُ أَحَادِيثَ، لَهُ عَنْ عَائِشَةَ: حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۲۰] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ حَرَامٌ.))

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع (شہد کی شراب) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ دے حرام ہے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۵۵۸۶)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (رواية یحییٰ ۲/۸۴۵ ح ۱۶۴۰، ک ۴۲ ب ۴ ح ۹) التمہید ۷/۱۲۴، الاستذکار: ۱۵۶۹

☆ وأخرجہ البخاري (۵۵۸۵) ومسلم (۲۰۰۱) من حدیث مالک بہ . ٥ من روایۃ یحیی

تفقه

① یہ حدیث متواتر ہے کہ ہر نشہ دینے والی شراب حرام ہے۔ دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ للسیوطی (۸۵) ولقط اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ للزبیدی (۴۰) ونظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکتانی (۱۶۵) اور ذم المسکر للامام ابن ابی الدنیا البغدادی ۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))
ہر مسکر (نشہ دینے والی چیز) خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۰۳)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ)) جو چیز زیادہ استعمال کرنے سے نشہ دے اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔ (سنن الترمذی: ۱۸۶۵، وسندہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'' وصححہ ابن الجارود: ۸۶۰)

③ بعض الناس کا یہ قول ہے کہ ''إنّ ما يتخذ من الحنطة والشعير والعسل والذرة حلال ... ولا يحد شاربه .. وإن سكر منه'' گندم، جو، شہد اور مکی کی شراب حلال ہے اور اس کے پینے والے پر حد نہیں لگے گی اگرچہ اس سے نشہ ہو جائے۔

(دیکھئے الہدایہ للمرغینانی ۴/۴۹۶ کتاب الاشربہ)

یہ قول صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

④ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مَا أُبَالِي شَرِبْتُ الْخَمْرَ أَوْ عَبَدْتُ هَذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ'' اگر میں خمر (نشہ آور شراب) پیوں تو پھر مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں اللہ کے علاوہ اس ستون کی عبادت کروں ۔ (سنن النسائی ۸/۳۱۴ ح ۵۶۶۶ وسندہ صحیح) یعنی شراب پینا شرک جیسا گناہ ہے۔ أعاذنا الله منه

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۲۱] عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرىٰ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَإِنَّها لِلَّذِيْ يُعْطَاهَا، لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ .))

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو عمریٰ (عمر بھر کے لئے کسی چیز کا تحفہ) دیا جائے کہ یہ اس کا اور اس کے وارثوں کا حق ہے تو جسے عمریٰ ملا اسی کا ہو جائے گا اور دینے والے کی طرف واپس نہیں لوٹے گا کیونکہ اس نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں وراثت کے احکام جاری ہو گئے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند النسائی (۲۷۶/۶ ح ۳۷۷۷)

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۷۵۶/۲ ح ۱۵۱۷، ک ۳۶ ب ۳۷ ح ۴۳) التمہید ۱۱۲/۷، الاستذکار: ۱۴۴۶

☆ وأخرجہ مسلم (۱۶۲۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمریٰ کو جائز رکھا ہے وہ یہ ہے کہ عمریٰ دینے والا کہے: ''یہ تیرے لئے اور تیرے وارثوں کے لئے ہے'' اگر وہ یہ کہے کہ ''یہ تیرے لئے ہے جتنا عرصہ تو زندہ رہے'' تو یہ عمریٰ دینے والے کے پاس واپس لوٹ جائے گا۔ (امام) زہری بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۱۶۲۵/۲۳، وترقیم دارالسلام: ۴۱۹۱)

② ام المومنین حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا نے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو ایک گھر عمر بھر کے لئے دیا۔ جب زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی فوت ہوگئی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گھر واپس لے لیا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ (بہن کے وارث ہونے کی وجہ سے) یہ گھر ان کا ہے۔
(موطأ امام مالک ۷۵۶/۲ ح ۱۵۱۹، وسندہ صحیح)

③ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے لوگوں کو اسی بات پر پایا ہے کہ وہ اپنے اموال کے بارے میں اور جو انھیں ملتا شرطوں کی پابندی کرتے تھے۔ (موطأ امام مالک ۷۵۶/۲ ح ۱۵۱۸، وسندہ صحیح)

④ امام مالک فرماتے تھے: ہمارے ہاں (مدینے میں) اسی پر عمل ہے کہ عمریٰ عمریٰ دینے والے کو لوٹ جاتا ہے بشرطیکہ وہ یہ نہ کہے کہ یہ تیرے لئے اور تیرے وارثوں کے لئے ہے۔ (موطأ امام مالک ۷۵۶/۲ تحت ح ۱۵۱۸)

أَبُوْ هُرَيْرَةَ : أَرْبَعَةُ أَحَادِيْثَ

[**۲۲**] وَبِهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ : وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ابو سلمہ (بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) انھیں نماز پڑھاتے تو ہر اونچ نیچ میں تکبیر (اللہ اکبر) کہتے پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے: اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوں۔

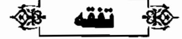
تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۸۰۳)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۷۶ ح ۱۶۳، ک ۳ ب ۴ ح ۱۹) التمہید ۷/۷۹، الاستذکار: ۱۴۳

☆ وأخرجہ البخاري (۷۸۵) ومسلم (۳۹۲) من حدیث مالک بہ .



تفقہ

① سیدنا جابر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز میں تکبیر کہنا سکھاتے اور ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہنے کا حکم دیتے تھے۔

(موطأ امام مالک ۱/۷۷ ح ۱۶۶، وسندہ صحیح)

② اونچ سے مراد سجدے سے سر اُٹھانا ہے، رکوع سے سر اُٹھانا یہاں مراد نہیں کیونکہ اس کی تخصیص کی واضح دلیل موجود ہے۔ رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہا جائے گا جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مفصل حدیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۸۰۳ و صحیح مسلم: ۳۹۲/۲۸)

③ امام یہ تکبیریں جہراً کہے گا جیسا کہ السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۸/۲) کی حسن لذاتہ (صحیح) حدیث سے ثابت ہے اور مقتدی یہ تکبیریں سراً (دل میں) کہیں گے جیسا کہ صحیح بخاری (۴۵۳۴) و صحیح مسلم (۵۳۹) کی احادیث سے ثابت ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

④ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر آدمی (امام کو) رکوع میں پائے تو اسے ایک تکبیر کافی ہے (بشرطیکہ تکبیر افتتاح کی نیت کرے۔) دیکھئے موطأ امام مالک (۱/۷۷ ح ۱۶۷، وسندہ صحیح)

تقریباً یہی موقف امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۴۲ ح ۲۵۰۹ وسندہ صحیح، ۱/۲۴۳ ح ۲۵۱۴ وسندہ صحیح) اور رکوع کے لئے علیحدہ اور افتتاح کے لئے علیحدہ دو تکبیریں کہنا بھی جائز ہیں جیسا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۴۳ ح ۲۵۱۵ وسندہ حسن)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیثِ موطأ کی ایک سند میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ دنیا سے چلے گئے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۸۰۳) لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔

[۲۳] وَبِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے نماز پالی۔

تحقیق: صحیح

صرح ابن شہاب الزہري بالسماع عند الحمیدي (بتحقیقي: ۹۵۲، نسخۃ الأعظمي: ۹۴۶)

تخریج: متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۰ ح ۱۴، ک ۱ ب ۳ ح ۱۵) التمہید ۷/۶۳، الاستذکار: ۱۳

☆ وأخرجہ البخاری (٥٨٠) ومسلم (٦٠٧) من حدیث مالک بہ ۔



تفقہ

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ" إذا فاتتك الركعة فقد فاتتك السجدة " اگر تمھاری رکعت فوت ہوگئی تو تمھارا سجدہ (بھی) فوت گیا۔ (موطأ امام مالک ١٠/١ح ١٥ وسندہ صحیح)

② رکوع کی رکعت کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں سلف صالحین کے درمیان اختلاف ہے لیکن ہمارے نزدیک احادیثِ صحیحہ اور فہم سلف صالحین کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہیں ہوتی کیونکہ اس سے نماز کا ایک اہم رکن رہ جاتا ہے یعنی سورۂ فاتحہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" لا يجزئك إلا أن تدرك الإمام قائمًا قبل أن تركع " تیری رکعت اس وقت تک کافی نہیں ہوتی جب تک رکوع سے پہلے امام کو حالتِ قیام میں نہ پالے۔ (جزء القراءۃ للبخاری: ١٣٢، وسندہ حسن)

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر تم میں سے کوئی بھی رکوع نہ کرے۔ (جزء القراءۃ للبخاری: ١٣٣، وسندہ صحیح)

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَلْيُضِفْ إِلَيْهَا أُخْرَى))

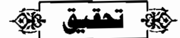
جس نے جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز کی) ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی اور وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔

(سنن الدارقطنی ١٣/٢ح ١٥٩٢، وسندہ حسن)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک رکعت بھی نہ پائے تو وہ چار رکعتیں پڑھے گا۔ اخبار اصبہان لابی نعیم الاصبہانی (٢٠٠/٢) کی جس روایت میں آیا ہے کہ جمعہ نہ پانے والا (بھی) دو رکعتیں پڑھے گا۔ یہ روایت محمد بن نوح بن محمد الشیبانی السمسار کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

[٢٤] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو اس کے پاس شیطان آ کر اس کی نماز کے بارے میں شک وشبہ ڈالتا ہے حتیٰ کہ اسے یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ کتنی نماز پڑھ چکا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص ایسی حالت پائے تو بیٹھے بیٹھے (آخری تشہد کے آخر میں) دو سجدے کرے۔



تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ٩٥٣، نسخۃ الاعظمی: ٩٤٧)



تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۰۰ ح ۲۲۰، ک ۴ ب ۱ ح ۱) التمہید ۸۹/۷، الاستذکار: ۱۹۳

☆ وأخرجہ البخاری (۱۲۳۲) ومسلم (۳۸۹/۸۲ بعد ح ۵۶۹) من حدیث مالک بہ .



① خنزب نامی شیطان کا یہ کام ہے کہ وہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۲۰۳/۶۸)
غنیۃ الطالبین کی ایک موضوع (من گھڑت) روایت میں شیطان کے بارے میں "حدیث" کا لفظ آیا ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے۔

② نماز میں بھول چوک ہو جانے پر سجدۂ سہو واجب و مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ)) ہر سہو کے لئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔ (سنن ابی داود: ۱۰۳۸، وسندہ حسن)
تنبیہ: دوسرے دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے بھی جائز ہیں اور سلام کے بعد بھی۔

③ شیعوں کے امام ابن بابویہ القمی نے لکھا ہے: "إن الغلاة والمفوضة لعنهم الله ينكرون سهو النبي ﷺ ....
وإنما أسهاه ليعلم أنه بشر مخلوق فلا يتخذ ربًا معبودًا دونه وليعلم الناس بسهوه حكم السهو"
اللہ تعالیٰ کی غالیوں اور مفوضہ (رافضیوں) پر لعنت ہو، یہ نبی ﷺ کے سہو (بھول) کا انکار کرتے ہیں.... اللہ نے آپ (ﷺ) کو اس لئے بھلایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ بشر مخلوق ہیں اور لوگ آپ کو رب معبود نہ بنالیں، دوسرے یہ کہ لوگوں کو سہو کے احکام (مسائل) معلوم ہو جائیں۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۳۴)

④ سجدۂ سہو میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔
فتاویٰ عالمگیری میں بغیر دلیل کے لکھا ہوا ہے: "صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے یہی جمہور کا مذہب ہے" (۱۲۵/۱)
جمہور کی طرف یہ انتساب واقعہ کے خلاف اور حوالے کے بغیر ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

[۲۵] وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينًا مَيِّتًا فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ.

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہذیل (قبیلے) کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو مارا تو اُس کا مردہ بچہ پیدا ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک غلام یا لونڈی (مارنے والی کی طرف سے بدلے اور دیت کے طور پر) دی جائے۔

تحقیق صحیح

ابن شہاب الزہری تابعہ محمد بن عمرو اللیثی (حسن الحدیث) عند ابن ماجہ (۲۶۳۹) وسندہ حسن

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۵۵/۲ ح ۱۶۵۸، ک ۴۳ ب ۷ ح ۵) التمہید ۱۰۷/۷، الاستذکار: ۱۵۸۶

☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۵۹) ومسلم (۱۶۸۱) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن الرائے کہتے تھے کہ لونڈی کے پیٹ کا بچہ (جو مر جائے) اس کی دیت میں غلام یا لونڈی کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم ہونی چاہئے اور آزاد مسلمان عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم ہے۔ دیکھئے موطأ الامام مالک (روایۃ یحییٰ ۸۵۶/۲ ح ۱۶۶۰، وسندہ صحیح)

② بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر ایسی حالت میں بچہ زندہ پیدا ہو کر مر جائے تو اس کی پوری دیت ادا کرنا لازم ہے۔

③ بعض علماء نے کہا ہے کہ لڑنے والی یہ دونوں عورتیں ایک دوسرے کی سوکنیں تھیں۔

أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲۶] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ :مَنْ يَدْعُوْنِي ° فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ.))

سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تا کہ میں اسے دے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے گناہ معاف کروائے تا کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں؟

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند الدارمی (۳۴۷/۱ ح ۱۴۸۷)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲۱۴/۱ ح ۴۹۹، ک ۱۵ ب ۸ ح ۳۰) التمہید ۱۲۸/۷، الاستذکار: ۴۶۸

☆ وأخرجہ البخاری (۱۱۴۵) ومسلم (۷۵۸) من حدیث مالک بہ . ° من رواية يحيى وجاء في الأصل :يَدْعُنِيْ

تفقہ

① یہ حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۲۸/۷) اور نظم المتناثر (۲۰۶)

② اس پر ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس سے صرف رحمت کا نزول مراد لینا اور نزولِ باری تعالیٰ کی تاویل کرنا باطل ہے۔

③ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور اس کا علم وقدرت ہر چیز کو محیط ہے۔

④ جہمیہ (ایک سخت گمراہ فرقے) نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہر جگہ (موجود بذاتہ) قرار دیا ہے۔ دیکھئے تلبیس ابلیس (ص ۳۰، اقسام اہل البدع) اس کفریہ عقیدے سے حلول لازم آتا ہے۔ عقیدۂ حلول کے باطل ہونے کے لئے دیکھئے حافظ ابن تیمیہ کی کتاب ''إبطال وحدة الوجود'' اور ملا علی قاری حنفی کی کتاب ''الرد علی القائلین بوحدة الوجود''

⑤ امام مالک نے فرمایا: " اللّٰه عزوجل فی السماء وعلمه في كل مكان ، لا يخلو من علمه مكان "
اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے اور اس کا علم ہر مکان پر (محیط) ہے۔ اس کے علم سے کوئی مکان خالی نہیں۔

(کتاب الشریعۃ للآجری ص ۲۸۹ ح ۶۵۲ وسندہ حسن)

⑥ احادیثِ صفات کے بارے میں امام اوزاعی، مالک، سفیان ثوری اور لیث بن سعد نے فرمایا: انھیں بلا کیفیت روایت کرتے رہیں۔ (عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی ص ۵۶ ح ۹۰ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۲۴۸، ۲۴۹)

⑦ امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: " نعرف ربنا فوق سبع سمٰوات على العرش استوىٰ ، بائناً من خلقه ولا نقول كما قالت الجهمية :''إنه هاهنا'' وأشار إلى الأرض "

ہم اپنے رب کو پہچانتے ہیں وہ سات آسمانوں سے اوپر عرش پر مستوی ہے، وہ اپنی مخلوق سے الگ ہے اور ہم جہمیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ یہاں (زمین) پر ہے اور انھوں (امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ) نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ (عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث للصابونی ص ۱۸۶ ح ۲۸ وسندہ صحیح، الرد علی الجہمیۃ للدارمی: ۶۷، ۱۶۲، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۷ دوسرا نسخہ ص ۵۳۸، السنۃ لعبداللہ بن احمد: ۲۱۶)

⑧ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''إن الإعتصام بالسنة نجاة '' سنت کو مضبوطی سے پکڑنے میں نجات ہے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی ۳/۳۶۹ وسندہ صحیح)

⑨ اس حدیث سے دعا کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ دعا توکل کے منافی نہیں بلکہ مطلوب ہے۔

حُمَيْدُ بنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ :سِتَّةُ أَحَادِيْث

[۲۷] قَالَ مَالِكٌ: حَدَّثَنِي ابنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عَامَ حَجَّ . وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ :يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ: ((هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ.))

(سیدنا) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) نے جس سال حج کیا تھا، عاشوراء (دس محرم) والے دن منبر پر فرمایا: اے مدینے والو! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے، اس کا روزہ اللہ نے تم پر فرض نہیں کیا۔ میں روزے سے ہوں، جس کی مرضی ہے روزہ رکھے اور جس کی مرضی ہے (یہ) روزہ نہ رکھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند مسلم (۱۲۶/۱۱۲۹)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۹ ح ۲۷ ۶۷ ک ۱۸ اب ۱۱ ح ۳۴) التمہید ۷/۲۰۳، الاستذکار: ۶۲۲

☆ وأخرجہ البخاری (۲۰۰۳) ومسلم (۱۱۲۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عاشوراء کا روزہ رکھنا سنت اور افضل ہے لیکن فرض وواجب نہیں ہے۔ (دیکھئے التمہید ۷/۲۰۳)

② رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے بارے میں فرمایا: ((أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ))
مجھے اللہ سے یہ امید ہے کہ اس کے ذریعے سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۱۱۶۲)

③ عاشوراء میں یہودیوں کی مخالفت والی حدیث کے راوی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیھود" نو اور دس کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۸۷ وسندہ صحیح، مصنف عبدالرزاق: ۷۸۳۹)

④ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حدیثِ رسول سے اتنا پیار کرتے تھے کہ منبر پر بھی اشاعۃ الحدیث میں مصروف رہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام حدیث کو حجت سمجھتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ⑤ علماء کو سنت کی ترویج کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنا چاہئے۔

⑥ اچھے حکمران علماء کو اشاعتِ علم کی ترغیب دلاتے اور اس میں معاونت کرتے ہیں۔

[۲۸] عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ : يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ : ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ.))

(سیدنا) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) نے جس سال حج کیا تھا، منبر پر تشریف فرماتے ہوئے ایک پہرے دار کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا لے کر فرمایا: اے مدینے والو! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس (بالوں کی وگ لگانے) سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے اور آپ (ﷺ) فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ایسے بال لگائے تو بنی اسرائیل ہلاک ہوگئے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ۵۹۹)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۲/ ۹۴۷ ح ۱۸۲۹، ک ۵۱ ب ۱ ح ۲) التمہید ۷/ ۲۱۶، الاستذکار: ۱۷۶۵

☆ وأخرجہ البخاری (۳۴۶۸) ومسلم (۲۱۲۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت باعثِ ہلاکت ہے۔

② عام اہلِ مدینہ کا عمل اگر کتاب وسنت کے خلاف ہو تو حجت نہیں ہے۔

③ مالک بن ابی عامر الاصبحی المدنی رحمہ اللہ (تابعی کبیر) نے فرمایا: "ما أعرف شیئاً مما أدرکت علیہ الناس إلا النداء بالصلوٰۃ" میں نے (مدینے کے) لوگوں کو جس پر پایا ہے اس میں سوائے نماز کی اذان کے میں کچھ بھی (کتاب وسنت کے مطابق) نہیں جانتا۔ (موطأ امام مالک روایۃ یحیٰی ۱/ ۷۲ ح ۱۵۲، وإسنادہ صحیح)

④ بالوں میں وگ لگانا حرام ہے۔ ⑤ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علماء کا فرضِ منصبی ہے۔

[۲۹] وَبِهِ عَنْ حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان (کے مہینے) میں ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے قیام کرے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند النسائی (۳/ ۲۰۱، ۲۰۲ ح ۱۶۰۴)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/ ۱۱۳ ح ۲۴۷ مطولاً، ک ۶ ب ۱ ح ۲، من حدیث ابن شہاب عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف عن ابی ہریرہ بہ.)

التمہید ۷/ ۹۵، الاستذکار: ۲۱۸، ۲۱۹ ☆ وأخرجہ البخاری (۲۰۰۹) ومسلم (۱۷۳/ ۷۵۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① یہاں قیام سے مراد قیامِ رمضان (تراویح، تہجد) ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قیام رمضان کے بارے میں فرمایا:

((إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ))

بے شک جو شخص امام کے ساتھ نماز ختم ہونے تک قیام کرتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۸۰۶ وإسنادہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۲۲۰۶ وابن حبان، الموارد: ۹۱۹ وابن الجارود: ۴۰۳ وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح)

② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

(موطأ امام مالک روایۃ یحیٰی ۱/ ۱۱۵ ح ۲۴۹ وسندہ صحیح، وقال النیموی فی آثار السنن: ۷۷۵ "وإسنادہ صحیح" واحتج بہ الطحاوی فی معانی الآثار ۱/ ۲۹۳)

③ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب بإحدىٰ عشرة ركعة ..''

ہم عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں گیارہ رکعات کا قیام کرتے تھے۔ (سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۹ وسندہ صحیح)

اس کے مقابلے میں خالد بن مخلد (معرفۃ السنن والآثار ۲/۳۰۵ ح ۱۳۶۵) والی روایت شاذ (ضعیف) ہے۔

④ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں: ''لأن النبي عليه الصلوٰة والسلام لم يصلها عشرين بل ثماني''

کیونکہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس (رکعات) نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۲۹۵)

⑤ ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا: اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں (یہی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور قیام ہے اور اس کے علاوہ جو اعداد ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (عارضۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی ۴/۱۹)

⑥ قیام کا اجر وثواب ایمان اور اخلاص کے ساتھ مشروط ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب ''تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ''

[۳۰] وَبِهِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِيْنًا، فَقَالَ :لَا أَجِدُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ، فَقَالَ :((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاأَحَدٌ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ :((كُلْهُ.))

اور اسی سند (کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے (اپنی بیوی کے ساتھ، دن میں جماع کرنے کی وجہ سے) روزہ توڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینوں کے لگا تار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا: میں یہ نہیں کر سکتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: یہ لے لو اور اسے صدقہ کر دو۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھ سے زیادہ (مدینے میں) کوئی ضرورت مند نہیں ہے جو اس کا محتاج ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے فرمایا: تم اسے کھا لو۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۱۹۳۶)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۶ ح ۶۶۶، ک ۱۸ ب ۹ ح ۲۸) التمہید ۷/۱۶۱، الاستذکار: ۶۱۶

☆ وأخرجہ مسلم (۱۱۱۱/۸۳) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۱۹۳۶) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

تفقه

① اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ توڑ دے تو اس کے بارے میں ابوالشعثاء جابر بن زید اور سعید بن جبیر نے فرمایا: وہ اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۱۰۵ ح ۹۷۷۵ وسندہ صحیح، وطبعة جدیدہ ۳/۱۱۰ ح ۱۲۵۷۶، وسندہ صحیح)
ابراہیم نخعی نے کہا: وہ ایک روزہ رکھے اور اللہ سے معافی مانگے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱۲۵۷۷، وسندہ صحیح)

② بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمداً روزہ توڑنے والا ایک روزے کے بدلے میں دو مہینے روزے رکھے گا۔

[۳۱] وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ. وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ. وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ))

اور اسی (سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں دو چیزیں (جوڑا) خرچ کرے گا تو جنت میں اس سے کہا جائے گا: اے عبداللہ! یہ (دروازہ) بہتر ہے۔ نماز پڑھنے والے کو نماز والے دروازے سے، جہاد کرنے والے کو جہاد والے دروازے سے، صدقات دینے والے کو صدقے والے دروازے سے اور روزہ رکھنے والے کو باب الریان (روزے والے دروازے) سے بلایا جائے گا۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ! وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.))

ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: جسے ان دروازوں میں سے بلایا جائے اسے اس کے بعد کوئی اور ضرورت تو نہیں مگر کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ہاں! اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہوں گے (جنھیں ان سب دروازوں میں سے بلایا جائے گا)

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۳۶۶۶)

تخریج

الموطأ (روایة یحییٰ ۲/۴۶۹ ح ۱۰۳۶، ک ۲۱ ب ۱۹ ح ۴۹) التمہید ۷/۱۸۳، الاستذکار: ۹۷۳

☆ وأخرجه البخاري (١٨٩٧) من حديث مالک به ورواه مسلم (١٠٢٧) من حديث ابن شهاب الزهري به .

تفقه

① خلیفۂ اول بلافصل سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ انھیں جنت کے تمام دروازوں سے جنت میں داخلے کی دعوت دی جائے گی۔

② روزے دار کی فضیلت کہ اس کے لئے خاص دروازے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

③ جنت کے بہت سے (آٹھ) دروازے ہیں۔

④ جنت میں داخلے کے لئے عقیدۂ صحیحہ، اعمالِ صالحہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہونا ضروری ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسے راضی کرنے کے لئے انتہائی قیمتی چیز کا نذرانہ پیش کرنا چاہئے۔

⑥ ہر وقت نیکیوں میں مسابقت کی کوشش کرنی چاہئے۔ ⑦ اس سے جہاد فی سبیل اللہ اور صدقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[٣٢] وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ :لَوْ لَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِهِ لَأَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ أَوْ كُلِّ وُضُوْءٍ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو آپ ہر نماز یا ہر وضو کے ساتھ مسواک (کرنے) کا حکم دیتے۔

قَالَ أَبُو الحَسَنِ :وَهَذَا لَفْظٌ فِي رَفْعِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِشْكَالٌ وَلَكِنْ فِيهِ عِيسَى بن مِسْكِينٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ..))

(اس کتاب کے راوی اور ملخص امام) ابوالحسن (القابسی رحمہ اللہ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس لفظ (متن) کے مرفوع ہونے میں اشکال ہے لیکن عیسیٰ بن مسکین نے (اپنی روایت میں) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں (مسواک کا) حکم دیتا۔

تحقيق صحيح

ابن شهاب الزهري عنعن ولحديثه شاهد صحيح عند أحمد (٢٥٠/٢) وبه صح الحديث .

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ٦٦/١ ح ١٤٣، ک ٢ ب ٣٢ ح ١١٥) التمهيد ١٩٤/٧، الاستذكار: ١٢٢

☆ وأخرجه النسائي في الكبرىٰ (١٩٨/٢ ح ٣٠٤٥) من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک قال: حدثني ابن شهاب به وللمرفوع شاهد عند أحمد (٢٥٠/٢ ح ٧٤٠٦) وسنده صحيح، وانظر صحيح البخاري (٨٨٧) وصحيح مسلم (٢٥٢) والحديث الآتي: ٣٢١

تفقه

① مسواک واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور فطرت (دینِ اسلام) میں سے ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۶۱)

② رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنا واجب (فرض) ہے اِلا یہ کہ کوئی صحیح دلیل اور قرینۂ صارفہ اسے وجوب سے استحباب وغیرہ کی طرف پھیر دے۔

③ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر بے حد مہربان تھے۔ آپ ہر وقت اپنے امتیوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ نیز دیکھئے سورۃ التوبۃ (۱۲۸)

④ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی رضامندی ہے۔ (سنن النسائی ۱/۱۰ ح ۵ وسندہ حسن وھو حدیث صحیح)

⑤ مسواک کو استعمال کرنے سے پہلے دھونا چاہئے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۵۲ وسندہ حسن لذاتہ وحسنہ النووی فی المجموع ۱/۲۸۳)

⑥ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مسواک پانی میں بھیگی رہتی تھی جسے وہ استعمال کرتی تھیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۷۰ ح ۱۸۰۱، وسندہ حسن)

⑦ ابن عمر رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں مسواک کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۳۵ ح ۹۱۴۹ وسندہ صحیح)

آپ فرماتے: روزے دار کے لئے خشک اور تر (دونوں طرح کی) مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۳/۳۷ ح ۹۱۷۳ وسندہ صحیح)

بعض علماء تر مسواک کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن راجح یہی ہے کہ تر مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

⑧ امام شعبی (تابعی) نے کہا: مسواک منہ کی صفائی اور آنکھوں کی جلاء (روشنی) ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۱۷۰ ح ۱۷۹۶، وسندہ صحیح)

⑨ ''ہر نماز سے پہلے اور ہر وضو سے پہلے مسواک کا حکم'' میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ ہر نماز سے پہلے سے بھی یہی مراد لیا جائے گا کہ وضو سے پہلے مسواک کی جائے۔ اگر ہر نماز سے پہلے مسواک کر لی جائے تو بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۳] مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا؟)) فَقَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَارْجِعْهُ.))

(سیدنا) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ان کے ابا انھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام اپنی مرضی سے تحفہ دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح غلام تحفے میں دیئے ہیں؟ تو انھوں (نعمان بن بشیر کے والد رضی اللہ عنہما) نے جواب دیا: نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اس (غلام) کو واپس لے لو۔

تحقیق إسناده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۵۱، ۷۵۲ح ۱۵۱۱، ک ۳۶ ب ۳۳ ح ۳۹) التمہید ۷/۲۲۳، الاستذکار: ۱۴۳۹

☆ وأخرجہ البخاری (۲۵۸۶) ومسلم (۱۶۲۳/۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر کوئی شخص بیماری سے پہلے اپنی اولاد کو کوئی چیز برابر برابر انصاف کے ساتھ بطورِ تحفہ ہبہ کرے تو جائز ہے۔ بیماری کی حالت میں کیا گیا ہبہ وصیت ہوتا ہے۔ صحیح احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ''والوصیۃ للوارث باطلۃ'' اور وارث کے لئے وصیت باطل ہے۔ (التمہید ۷/۲۲۵)

② ساری اولاد کو (بیٹے ہوں یا بیٹیاں) برابر برابر تحفہ دینا بہتر اور افضل ہے۔ اگر بعض اولاد کو دوسروں کی نسبت زیادہ تحفہ دیا جائے تو بعض علماء کے نزدیک یہ جائز ہے بشرطیکہ دوسری اولاد راضی ہو اور ضرر نہ پایا جائے لیکن بہتر یہی ہے کہ یہ برابر برابر ہی ہو۔

③ ایک آدمی تحفہ دینے میں اپنی بعض اولاد کو بعض پر فضیلت دینا چاہتا تھا تو قاضی شریح رحمہ اللہ نے اسے ظلم قرار دیا اور گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۲۲۱، ۲۲۲ ح ۳۰۹۸۹ وسندہ صحیح، سعید بن حیان التیمی ثقہ)

④ اس حدیث سے اشارتاً اور دوسری حدیث سے صراحتاً ثابت ہے کہ ہبہ واپس کرنا جائز نہیں ہے سوائے والد کے، وہ اپنی اولاد سے ہبہ واپس لے سکتا ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۳۵۳۹ وسندہ صحیح، سنن الترمذی ۱۲۹۹، وقال: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن الجارود: ۹۹۴ وابن حبان، الاحسان: ۵۱۰۱ [۵۱۲۳] والحاکم ۲/۴۶ والذہبی)

بعض علماء کے نزدیک والدہ کا بھی یہی حکم ہے۔

⑤ اگر دونوں دلیلیں (بلحاظِ سند و متن) صحیح ہوں تو خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا غلط ہے۔

عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ لَهُ عَنْ عَائِشَةَ اثْنَا عَشَرَ حَدِيثًا. وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۳۴] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ، هُوَ الفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسلِ جنابت ایک برتن سے کرتے تھے جسے فَرَق کہتے ہیں (فرق میں تین صاع یعنی ساڑھے سات کلو پانی آتا تھا۔)

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ۱۶۰)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۴، ۴۵ ح ۹۷، ک ۲ ب ۱۷ ح ۶۸) التمہید ۸/۱۰۰، الاستذکار: ۸۴

☆ وأخرجہ مسلم (۳۱۹) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۲۵۰) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

تفقہ

① غسلِ جنابت میں ساڑھے سات کلو پانی کافی ہے اور ایک صاع (ڈھائی کلو) سے غسل بھی جائز ہے۔ ② اس حدیث کی دوسری سندوں سے ثابت ہوتا ہے کہ (رات کے اندھیرے میں) شوہر اور بیوی کا (غسل خانے میں) اکٹھے نہانا جائز ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب غسلِ جنابت کرتے تو پہلے دائیں ہاتھ پر پانی بہا کر اسے دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے پھر اپنا چہرہ دھوتے اور آنکھوں میں پانی ڈالتے، پھر دایاں ہاتھ دھوتے پھر بایاں ہاتھ دھوتے پھر سر دھوتے پھر غسل کرتے اور اپنے اوپر پانی بہاتے تھے۔ (موطا امام مالک، روایۃ یحییٰ ۱/۴۵ ح ۹۸ وسندہ صحیح)

④ غسل سے پہلے استنجا اور نماز والا وضو مسنون ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۶۶، ۲۴۸، ۲۴۹)

⑤ غسل سے فارغ ہونے کے بعد پاؤں دھونا مسنون ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۶۵)

⑥ غسل سے فارغ ہونے کے بعد جسم خشک کرنے کے لئے کپڑا استعمال نہ کرنا مسنون ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۶۶)

تاہم سردی وغیرہ کی وجہ سے اگر جسم خشک کرنے کے لئے تولیا وغیرہ استعمال کر لیا جائے تو آثارِ صحابہ اور فہم سلف صالحین کی رُو سے جائز ہے۔ (دیکھئے الاوسط لابن المنذر ۱/۴۱۹، ۴۱۶ ومسائل ابی داود ص ۱۲)

⑦ غسلِ جنابت کے وضو میں اگر سر کا مسح نہ کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ (دیکھئے سنن النسائی: ۴۲۲ وسندہ صحیح غریب)

[۳۵] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ. فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

اور اسی سند (کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک وتر (آخر میں) پڑھتے تھے۔ جب آپ اس سے فارغ ہوتے تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند ابن حبان (الاحسان: ۲۴۲۲ [۲۴۳۱])

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۰ ح ۲۶۱، ک ۷ ب ۲ ح ۸) التمہید ۸/۱۲۱، الاستذکار: ۲۳۲

☆ وأخرجه مسلم (٧٣٦) من حديث مالك به .



① رات کی نماز گیارہ رکعات اس طرح پڑھنی چاہئے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر (کی اذان) تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور اسی نماز کو لوگ عتمہ بھی کہتے تھے۔ آپ ہر دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ الخ (صحیح مسلم: ۷۳۶/۱۲۲)

② اس حدیث اور دیگر متواتر احادیث سے ایک رکعت وتر کا جواز صراحت سے ثابت ہے۔

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت وتر کا ثبوت قولاً و فعلاً دونوں طرح ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۹۹۶ و صحیح مسلم: ۷۴۵۔۷۵۱)

④ سیدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر حق ہے، جو چاہے پانچ وتر پڑھے، جو چاہے تین وتر پڑھے اور جو چاہے ایک وتر پڑھے۔ (سنن النسائی ۲۳۹/۲ ح ۱۷۱۳، وسندہ صحیح)

⑤ سلف صالحین میں سے سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ایک وتر پڑھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۶۳۵۶، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، شرح معانی الآثار للطحاوی ۲۹۴/۱ وسنن الدارقطنی ۳۴/۲ ح ۱۶۵۷، وسندہ حسن وقال النیموی فی آثار السنن: ۶۰۴ ''وإسنادہ حسن'')

⑥ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی طرح تین وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
(دیکھئے صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۴۲۰ وإسنادہ صحیح، والمستدرک للحاکم ۳۰۴/۱ ونقل النیموی عن العراقی قال: ''إسنادہ صحیح'' / آثار السنن: ۵۹۲)

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعت علیحدہ اور ایک رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۹۹۱)
یہ حدیث مرفوع بھی ہے۔ دیکھئے ابن حبان (الاحسان: ۲۴۲۶ [۲۴۳۵] وسندہ حسن)

[٣٦] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ.)) ذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

اور اسی (سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (رات کی) نماز (تراویح) پڑھی تو (بعض) لوگوں نے آپ کے ساتھ (آپ کے پیچھے) نماز پڑھی پھر آنے والی رات جب آپ نے نماز پڑھی تو لوگ زیادہ ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات کو (بہت) لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) باہر تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم نے (رات کو) جو کیا وہ میں نے دیکھا تھا لیکن میں صرف اس وجہ سے تمھارے پاس نہ آیا کیونکہ مجھے خوف ہو گیا تھا کہ یہ

(قیام) تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شهاب بالسماع عند البخاري (۹۲۴)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۱۳ ح ۲۴۶، ک ۶ ب ۱ ح ۱) التمهید ۸/۱۰۸، الاستذکار: ۲۱۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۲۹) ومسلم (۷۶۱) من حدیث مالک به .

تفقه

① نمازِ تراویح سنت ہے واجب یا فرض نہیں ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم ۷۵۹/۱۷۴ والموطأ روایۃ یحییٰ ۱/۱۱۳ ح ۲۴۷)

② چونکہ اب فرضیت کا خوف زائل ہو گیا ہے لہٰذا نمازِ تراویح باجماعت افضل ہے۔ دیکھئے ح ۲۹ تفقہ: ۱

③ اس پر اجماع ہے کہ نوافل (تراویح وغیرہ) میں نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔ (التمهید ۸/۱۰۸)

④ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر بہت زیادہ مہربان اور شفیق تھے۔

⑤ علمائے کرام کا تراویح کی تعداد میں بہت اختلاف ہے۔ دیکھئے التمہید (۸/۱۱۳) وعمدۃ القاری للعینی (۱۱/۱۲۶) والحاوی للفتاوی (۱/۳۴۸) والمفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم (۲/۳۸۹) وسنن الترمذی (۸۰۶)

قرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) نے کہا: "اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئے، انھوں نے اس (مسئلے) میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیثِ سابق سے استدلال کیا ہے۔" (المفہم ۲/۳۹۰)

⑥ بیس تراویح پر اجماع کا دعویٰ باطل ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور (یہ) مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ملخصاً / مقریزی کی مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۲، ۲۰۳، تعدادِ رکعات قیامِ رمضان کا جائزہ ص ۸۵)

⑦ اس حدیث سے صحابۂ کرام کا شوقِ عبادت ظاہر ہوتا ہے۔

[۳۷] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسْتَحِبُّهَا. وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ العَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ.

اور اسی سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز (ہمیشہ) کبھی نہیں پڑھی اور میں اس نماز کو مستحب سمجھتی ہوں، رسول اللہ ﷺ ایک عمل کو پسند کرنے کے باوجود (بعض اوقات) اس خوف کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں اس پر لوگوں کے عمل کرنے کی وجہ سے فرض نہ ہو جائے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند أحمد (۶/۸۶ ح ۲۴۵۵۹)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۲، ۱۵۳ ح ۳۵۷، ک ۹ ب ۸ ح ۲۹ وعندہ: وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا [اور میں یہ نماز پڑھتی ہوں])

التمہید ۸/۱۳۴، الاستذکار: ۱۲۷

☆ وأخرجه البخاری (۱۱۲۸) ومسلم (۷۱۸) من حدیث مالک بہ نحو المعنیٰ.

تفقه

① ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، اِلا یہ کہ جب سفر سے واپس آتے (تو پڑھتے تھے) دیکھئے صحیح مسلم (۷۱۷)

دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں یا زیادہ پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۷۱۹)

معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے مگر ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے۔

دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۳/۴۹)

② چاشت کی نماز واجب یا سنتِ مؤکدہ نہیں ہے بلکہ مستحب اور افضل ہے۔

③ چاشت کی نماز دو رکعتیں، چار رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں۔ دیکھئے صحیح مسلم (۷۲۰ و ۷۲۱، ۷۱۹) صحیح بخاری: ۱۱۷۶، وصحیح مسلم: ۳۳۶ بعد ح ۷۱۹) ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا مسنون ہے۔

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو چاشت کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (صحیح مسلم: ۷۲۱، ۷۲۲)

⑤ چاشت کی نماز کا وقت سورج کے طلوع کے فوراً بعد شروع ہوتا ہے اور اس کا افضل وقت اونٹنی کے بچے کے پاؤں (دھوپ سے) گرم ہونے پر ہے۔ (صحیح مسلم: ۷۴۸)

اسے صلوٰۃ الاوابین (بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کی نماز) بھی کہتے ہیں۔ یہ وقت دن کے ابتدائی تقریباً چوتھے حصے تک ہوتا ہے۔

⑥ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشادِ مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کے لئے (مسجد کی طرف) نکلتا ہے تو اسے حج کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص چاشت کی نماز پڑھنے کے لئے جاتا ہے تو اسے عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

دیکھئے سنن ابی داود (۵۵۸) وسندہ حسن، ومسند احمد (۵/۲۶۸) والحمد للہ

[۳۸] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کرنے کے لئے) نکلے۔ ہم نے عمرہ کی لبیک کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس

يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا .)) قَالَتْ :فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا والمَرْوَةِ . فَشَكَوْتُ ذَٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :((انقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي العُمْرَةَ .)) قَالَتْ : فَفَعَلْتُ . فَلَمَّا قَضَيْنَا الحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي بَكْرٍ إلى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ. ثُمَّ قَالَ :((هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ)) قَالَتْ :فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَر بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ. وَأَمَّا الَّذِيْنَ أَهَلُّوا بِالحَجِّ أَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّما طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

کے پاس قربانی کے جانور ہوں تو وہ عمرے کے ساتھ حج کی لبیک کہے پھر جب تک ان دونوں (حج وعمرہ) سے فارغ نہ ہو جائے احرام نہ کھولے۔

سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں مکہ آئی تو میں حیض سے تھی پس میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا ومروہ کی سعی کی پھر میں نے اس کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اپنے سر کے بال کھول دو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ (کا عمل) چھوڑ دو۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح کیا۔ جب ہم نے حج مکمل کر لیا (تو) رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے عمرہ کر لیا پھر آپ نے فرمایا: یہ تمھارے عمرے کی جگہ ہے۔ انھوں نے کہا: جنھوں نے عمرے کی لبیک کہی تھی انھوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کر لی پھر انھوں نے احرام کھول دیئے پھر انھوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد حج کا طواف کیا۔ جن لوگوں نے حج (افراد) کی لبیک کہی تھی یا حج اور عمرے (قران) کی لبیک کہی تھی تو انھوں نے (صفا مروہ کے درمیان) صرف ایک طواف کیا۔

تحقیق صحیح

ابن شہاب عنعن وتابعہ ہشام بن عروۃ عند البخاری (١٧٨٦) ومسلم (١٢١١/١١٥) ورواہ القاسم بن محمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بہ، انظر الموطأ (روایۃ یحییٰ ١/٤١٠، ٤١١ ح ٩٥١ وسندہ صحیح)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ١/٤١١، ٤١٠ ح ٩٥١، ک ٢٠ ب ٧٤ ح ٢٢٣، وعندہ: وَامْتَشِطِي) التمہید ٨/١٩٨، الاستذکار: ٨٩٢

☆ وأخرجہ البخاری (١٥٥٦) ومسلم (١٢١١/١١١) من حدیث مالک بہ .



تفقه

① حج کی تینوں قسموں: افراد، قران اور تمتع پر عمل کرنا بالکل صحیح ہے۔ (دیکھئے التمہید ۸/۲۰۵) صحیح مسلم (۱۲۵۲) کی ایک صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حجِ افراد قیامت تک جاری رہے گا۔ نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۵/۲) لہٰذا حجِ افراد کو منسوخ کہنا باطل ہے۔

تنبیہ: صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج کی تینوں اقسام میں سے راجح قول کے مطابق حجِ تمتع سب سے افضل ہے۔

② حجِ قران اور حجِ افراد میں صرف ایک طواف (بیت اللہ کے سات پھیروں والا طواف) ہے جبکہ حجِ تمتع کرنے والے کو قربانی کے ساتھ دو طواف کرنے پڑتے ہیں۔ جتنا عملِ مسنون زیادہ ہے اتنا ثواب زیادہ ہے۔

③ حالتِ حیض میں طواف اور سعی جائز نہیں ہے۔

④ اس پر اجماع ہے کہ عمرہ کرنے والا پہلے بیت اللہ کا طواف کرے گا اور پھر صفا و مروہ کی سعی کرے گا۔ دیکھئے التمہید (۸/۲۱۶) سوائے اس کے کہ وہ عرفات کی رات مکہ پہنچ جائے تو اس صورت میں پہلے عرفات جائے گا تا کہ حج (کا رکنِ اعظم) رہ نہ جائے۔

⑤ حائضہ عورت جس پر عمرہ واجب ہے، تنعیم جا کر عمرہ کرسکتی ہے۔

⑥ تنعیم مکہ مکرمہ کا ایک مقام ہے جسے آج کل مسجدِ عائشہ کہا جاتا ہے۔ بعض الناس یہاں سے نفلی عمرے کرتے رہتے ہیں جن کا کوئی ثبوت احادیثِ صحیحہ اور آثارِ سلف صالحین سے نہیں ہے۔ نیز دیکھئے ح ۳۹

[۳۹] وَبِهِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ (عَمُّهَا)° مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ: فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ. فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ ان (عروہ بن الزبیر) کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بتایا: ابوالقعیس کے بھائی افلح جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے، انھوں نے پردے کی فرضیت کے بعد میرے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے) پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انھیں آنے کی اجازت دے دوں۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۴۷۹۶)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۰۲ ح ۱۳۱۵، ک ۳۰ ب ۱ ح ۳) التمہید ۸/۲۳۵، الاستذکار: ۱۲۳۵

☆ وأخرجه البخاری (۵۱۰۳) ومسلم (۱۴۴۵/۳) من حدیث مالک به . ° من روایة یحیی بن یحیی .

تفقہ

① اسلام کے دورِ اول میں عورتوں کے لئے پردہ کرنا ضروری نہیں تھا، بعد میں فرض ہوا۔
② نسبی اور رضاعی حرام رشتوں سے پردہ نہیں کیا جاتا بلکہ ان سے پردہ کیا جاتا ہے جن سے اصلاً نکاح جائز ہے۔
③ رضاعی ماں حقیقی ماں کی طرح ہے لہٰذا حقیقی نسبی رشتوں کی طرح رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔
④ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دودھ پیتے بچے کی رضاعت دودھ کے پانچ گھونٹ پینے سے ثابت ہو جاتی ہے لیکن بڑے آدمی کی رضاعت میں اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے جائز سمجھتی تھیں جبکہ جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے جیسا کہ آنے والی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ نیز دیکھئے التمہید (۲۶۰/۸)
⑤ امہات المومنین پردے کے وجوب کے بعد عام مومنوں سے پردہ کیا کرتی تھیں۔

[۴۰] وَبِهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ؟ فَقَالَ :أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي كَانَ يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ فَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ ابْنَةَ الْوَلِيدِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ ،وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ :﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ﴾ رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ تُبُنِّيَ مِنْ أُولَئِكَ إِلَى أَبِيهِ فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوَالِيهِ. فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

عروہ بن الزبیر (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ بدری صحابی ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے (اپنے غلام) سالم مولیٰ ابی حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کو متبنّیٰ بنایا تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) کو متبنّیٰ بنایا تھا۔ ابوحذیفہ نے سالم کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کرایا جو کہ پہلی ہجرت کرنے والی صحابیات میں سے اور اپنے زمانے میں قریش کی افضل ترین عورتوں میں سے تھیں، اس لئے کہ وہ انھیں اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآنِ مجید) میں (سیدنا) زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں حکم نازل فرمایا: انھیں ان کے والدین کے ساتھ پکارو (منسوب کرو) یہ تمھارے رب کے نزدیک زیادہ انصاف والی بات ہے۔ اگر تمھیں ان کے والدین معلوم نہیں تو پھر وہ تمھارے دینی بھائی اور موالی (غلام) ہیں۔ (الاحزاب: ۵) ہر ایک نے اپنے متبنّیٰ کو اس کے (حقیقی) والد کی طرف لوٹا دیا (منسوب کر دیا) اگر اس کا باپ معلوم نہیں تھا تو اسے موالی کی طرف منسوب کر دیا۔ پھر ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل رسول اللہ ﷺ

كُنَّا نَرَى سَالِماً وَلَدًا وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فُضُلٌ وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ، فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ؟فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا بَلَغَنَا : ((أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا.)) وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ . فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُومٍ ابْنَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ لَهَا مَنْ أَحَبَّتْ أَن يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ. وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَن يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. وَقُلْنَ :لَا وَاللّٰهِ!مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ. وَاللّٰهِ!لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ.

فَعَلَى هَذَا مِنَ الخَبَرِ كَانَ رَأْيُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ فِي رَضَاعَةِ الكَبِيرِ.

قَالَ أَبُو الحَسَنِ: الَّذِى اتَّصَلَ بِهِ رَفَعَ هَذَا الحَدِيثَ قَوْلُ عُرْوَةَ فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ.

کے پاس آئیں، وہ بنوعامر بن لوی میں سے تھیں۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو بیٹا سمجھتے تھے جبکہ میں کام کاج کے لباس میں یا ایک ہی کپڑے میں ہوتی ہوں، ہمارا ایک ہی گھر ہے۔ آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے پانچ دفعہ دودھ پلا دو تو وہ اس دودھ کی وجہ سے حرام ہو جائے گا (رضاعی بیٹا بن جائے گا) وہ اسے رضاعی بیٹا سمجھتی تھیں۔ اس بات کو ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اختیار کیا۔ وہ مردوں میں سے جسے اپنے پاس آنے کی اجازت دینا چاہتیں تو اپنی بہن ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بھانجیوں کو حکم دیتیں کہ اسے (اپنا) دودھ پلا دیں۔ نبی ﷺ کی ساری بیویوں نے رضاعت کے ذریعے سے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت سے انکار کیا اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہمارا خیال ہے کہ سہلہ بنت سہیل کا سالم کو رضاعی بیٹا بنانا صرف ان کے لئے خاص اجازت تھی۔ اللہ کی قسم! کوئی آدمی بھی اس رضاعت کے ذریعے سے ہمارے پاس نہیں آسکے گا۔ بڑی عمر کے آدمی کی رضاعت کے بارے میں نبی ﷺ کی بیویوں کی یہی رائے تھی۔ ابوالحسن (الراوی) نے کہا: یہ حدیث عروہ کے اس قول کی وجہ سے مرفوع متصل ہوگئی ہے کہ ''اس بات کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اختیار کیا۔''

تحقیق إسناده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۶۰۵، ۶۰۶ ح ۱۳۲۵، ک ۳۰ ب ۲ ح ۱۲) التمهيد ۸/۲۴۹، ۲۵۰، الاستذکار: ۱۲۴۵

☆ وأخرجه النسائی (۶/۸۶ ح ۳۳۲۶) والبیہقی (۷/۴۵۷) من حدیث مالک به (مختصراً) ورواه عبدالرزاق (۷/۴۵۸، ۴۵۹

ح ۱۴۸۸۶) عن مالک عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ بہ وانظر التمہید (۸/۲۵۰) ولہ شواہد عند مسلم (۱۴۵۳) وغیرہ .



تفقه

① ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت سے (نکاح) صرف اس وقت حرام ہوتا ہے جب دودھ پینے والے بچے کی آنتیں صرف پستانوں کے دودھ سے کھلیں اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہوتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۱۱۵۲، وسندہ صحیح، وقال الترمذی: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان، الاحسان: ۴۲۱۰ [۴۲۲۴] رواہ مختصراً)

جمہور صحابہ وعلماء کا اسی پر عمل ہے کہ بچے کی عمر کے دو سال کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

② خاص دلیل خاص مسئلے کے بارے میں عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے۔

③ سیدنا سالم بن معقل مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ سابقین اولین مہاجرین میں سے تھے۔ آپ قاریٔ قرآن اور بدری صحابی تھے۔ آپ بارہ ہجری (۱۲ھ) میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (۲/۵۶-۵۷ عہد الخلفاء الراشدین)

④ متبنّیٰ (منہ بولا بیٹا) بنانا منسوخ ہے لہٰذا ایسے بچے یا بچی کو اس کے حقیقی ماں باپ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہئے۔

⑤ جو شخص جان بوجھ کر علم ہونے کے باوجود اپنی ولدیت کو کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، وصحیح مسلم ۶۳)

[۴۱] وَبِهٖ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ° عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ ابنِ أبي وَقَّاصٍ ° أَنَّ ابنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ ، قَالَتْ :فَلَمَّا كَانَ عَامُ الفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ: ابنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ . فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ فَقَالَ :أَخِي وابنُ وَلِيْدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ . فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ابنُ أخي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ . وَقَالَ عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ: أَخِي وابنُ وَلِيْدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ)). وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الحَجَرُ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ :((احْتَجِبِي)) لَمَّا رَأَى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ

اور اسی سند کے ساتھ عروہ (بن الزبیر) سے روایت ہے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو (مرتے وقت) یہ ذمہ داری سونپی کہ زمعہ (بن قیس بن عبدالشمس) کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفے سے ہے لہٰذا اسے اپنے قبضے میں رکھنا۔ فتح مکہ والے سال سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا: یہ میرا بھتیجا ہے، میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھے ذمہ داری سونپی تھی۔ تو عبد بن زمعہ نے اس کی طرف کھڑے ہو کر کہا: میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ سعد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، میرے بھائی نے مجھے اس کے بارے میں وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا: میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا

قَالَتْ :فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

ہے اوراس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! یہ تمھارے سپرد ہے، اولاد اسی کی شمار ہوگی جس کے بستر پر پیدا ہو، اور زانی کے لئے پتھر (سنگسار کرنا) ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ لڑکا عتبہ (بن ابی وقاص) سے مشابہ ہے تو آپ نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ (بن قیس) سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو۔ آپ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: پس اس لڑکے نے سودہ (رضی اللہ عنہا) کو ان کی وفات تک نہیں دیکھا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عندالبخاری (۴۳۰۳)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۳۹ ح ۱۴۸۸، ک ۳۶ ب ۲۱ ح ۲۰) التمہید ۸/۱۷۸، الاستذکار: ۱۴۱۲

☆ وأخرجہ البخاری (۶۷۴۹) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۱۴۵۷) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

o **من رواية يحيى بن يحيى وجاء في الأصل :عتبة بن وقاص و سعد بن وقاص .**

تفقہ

① ایک آدمی کی ایک عورت سے شادی ہوئی پھر اس کے (نو مہینے) بعد اس عورت کا بچہ یا بچی پیدا ہوئی۔ یہ بچہ یا بچی اس آدمی کے بستر پر پیدا ہوئی ہے لہٰذا اس حدیث کی رو سے ثابت ہوا کہ یہ اسی آدمی کا بچہ یا بچی ہے اِلا یہ کہ باپ اس کا انکار کر دے یا کوئی شرعی قرینہ پایا جائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''فلاں شخص فلاں آدمی کا بیٹا ہے۔اس کا ثبوت تقلید کرنے سے ہی ملتا ہے۔'' ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے کیونکہ بیٹے یا بیٹی کا ثبوت اس صحیح حدیث (اور دوسری احادیث) سے ملتا ہے۔ جب نکاح ثابت ہو جائے تو اولاد خود بخود ثابت ہو جاتی ہے جو اس نکاح کے بعد باپ کے بستر پر پیدا ہوئی ہے۔ باپ کے بستر سے مراد یہ ہے کہ وہ فلاں عورت کا شوہر ہے۔

② احتیاط کرنا اور مشتبہ اشیاء سے بچنا افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **((دع ما يريبك إلى مالا يريبك))** جس چیز کے بارے میں تمھیں شک وشبہ ہو تو اسے چھوڑ دو اور جس چیز کے بارے میں شک وشبہ نہ ہو (یقین ہو) اسے لے لو۔

(سنن الترمذی: ۲۵۱۸ وسندہ صحیح، وقال الترمذی: ''ھذا حدیث صحیح'' وصححہ ابن خزیمۃ: ۲۳۴۸ وابن حبان، الموارد: ۵۱۲ والحاکم ۲/۱۳ والذہبی)

③ نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں امہات المومنین اور صحابۂ کرام ہر وقت پیش پیش اور مستعد رہتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

④ بغیر کسی شرعی قرینے کے تمام نصوصِ شرعیہ کے ظاہر پر عمل ہوگا۔

⑤ زنا کی سزا رجم (سنگسار ریعنی پتھر مار مار کر مار دینا) ہے بشرطیکہ زنا کرنے والا شادی شدہ ہو۔ ((اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) والی حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ (۸۲) ونظم المتناثر من الحدیث المتواتر (۱۸۱)

اسی طرح یہ بھی متواتر ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو زنا کی وجہ سے سنگسار کیا گیا تھا۔ دیکھئے قطف الازہار (۸۳) ولقط اللآلی المتناثرہ فی الأحادیث المتواترہ (۴۷) ونظم المتناثر (۱۸۲)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ شادی شدہ زانی کو سزائے رجم دینا متواتر، قطعی اور یقینی احادیث سے ثابت ہے۔ بعض منکرینِ حدیث کا سزائے رجم کا انکار کرنا باطل اور مردود ہے۔ نیز دیکھئے ح ۵۴

[۴۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ. فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

اور اسی سند (کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو خود اپنے اوپر معوذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) دم کر کے پھونک مارتے تھے۔ جب آپ کی بیماری زیادہ شدید ہو جاتی تو میں آپ پر دم کرتی اور آپ (کے جسدِ مبارک) پر برکت (حاصل کرنے) کے لئے آپ کا ہاتھ پھیرتی تھی۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۴۴۳۹ قبل ح ۴۴۳۱)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۴۲، ۹۴۳ ح ۱۸۱۹، ک ۵۰ ب ۴ ح ۱۰) التمہید ۸/۱۲۹، الاستذکار: ۱۸۱۹

☆ وأخرجه البخاری (۵۰۱۶) ومسلم (۲۱۹۲/۵۱) من حدیث مالک به .

تفقه

① مسنون دم اور اس کے بعد جسم (اور ہاتھوں) پر پھونک مارنا جائز ہے۔

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ))

تم میں جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو ضرور پہنچائے۔ (صحیح مسلم: ۲۱۹۹ وترقیم دارالسلام: ۵۷۲۷)

شرکیہ اور کتاب وسنت کے خلاف دم واذکار جائز نہیں ہیں اور اسی طرح وہ دم واذکار بھی جائز نہیں ہیں جن کا ترجمہ باوجود کوشش کے معلوم نہ ہو مثلاً ''للت پی، رکت کھوی، تاپ تلی باؤ گولہ بروٹ'' کا دم جائز نہیں ہے۔ وہی اذکار اور دعائیں پڑھنی چاہئیں جو کتاب وسنت اور سلف صالحین سے ثابت ہیں یا پھر کتاب وسنت کے خلاف نہیں ہیں۔

③ محبوبِ کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ افضل البشر ہونے کے باوجود بیمار ہو جاتے تھے۔

④ بیماری کا علاج دوا اور دعا دونوں طرح سے مسنون ہے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ کے آثارِ ثابتہ سے تبرک حاصل کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

⑥ دم اور اذکار کے لئے اذن کی شرط کتاب وسنت اور آثار سے ثابت نہیں ہے۔

[٤٣] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ :مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَمْرَيْنِ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَ هُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا . فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. وَمَا انتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلاَّ أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةٌ هِيَ لِلّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

اور اسی سند (کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جن دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان کام ہی اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ والا (ناجائز) کام نہ ہوتا اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی جان کے لئے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا اِلا یہ کہ اللہ کی مقرر کردہ حرمت کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو اس صورت میں آپ اللہ کے لئے اس کا انتقام لیتے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (٦٨٥٣) رواہ مختصراً

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۰۲/۲، ۹۰۳ ح ۱۷۳۶، ک ۴۷ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۴۶/۸، الاستذکار: ۱۶۶۸

☆ وأخرجہ البخاری (٣٥٦٠) ومسلم (۲۳۲۷/۷۷) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① دین و دنیا میں سختی سے اجتناب کر کے آسانی والا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

② سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے (اپنے شاگردوں سے) پوچھا: کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں جو بہت سی نمازوں اور صدقے سے بہتر ہے؟ شاگردوں نے کہا: جی ہاں! انھوں نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دینا اور بغض وعداوت سے بچو کیونکہ یہ (نیکیوں کو) مونڈ (کر ختم کر) دیتا ہے۔ (موطأ الامام مالک، روایۃ یحییٰ ۹۰۴/۲ ح ۱۷۴۱، وسندہ صحیح)

یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدمی حسنِ اخلاق کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۹۰۴/۲ ح ۱۷۴۰، وسندہ صحیح)

③ دینِ اسلام کے لئے انتقام اور بدلہ لینا صحیح ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بدعتی (تقدیر کے منکر) نے سلام بھیجا تھا مگر انھوں

نے سلام کا جواب نہیں دیا اور بدعتیوں سے براءت کا اعلان کیا۔ دیکھئے سنن الترمذی (۲۱۵۲ وسندہ حسن وقال الترمذی: "ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب")

[٤٤] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو نبی ﷺ کی بیویوں نے یہ ارادہ کیا کہ (سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو (سیدنا) ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجیں اور رسول اللہ ﷺ کی وراثت میں سے اپنا حصہ مانگیں تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۴۰۳۴)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۹۳ ح ۱۹۳۵، ک ۵۶ ب ۱۲ ح ۲۷) التمہید ۸/۱۵۰، الاستذکار: ۱۸۷۷

☆ وأخرجہ البخاری (۶۷۳۰) ومسلم (۱۷۵۸/۵۱) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① یہ حدیث "ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے" متواتر ہے۔ دیکھئے قطف الازہار (۱۰۰) لقط اللآلی (۲۶) اور نظم المتناثر (۲۷۲)

② یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک صحیح حدیث کا علم سارے علماء کو ضرور بالضرور ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ بعض علماء کو علم کے باوجود وہ حدیث یا دلیل اس وقت یاد نہ ہو پھر جب اس کی ضرورت پڑے یا کسی کے یاد دلانے سے یاد آ جائے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: میرے علم کے مطابق میرے پاس صرف یہی مال ہے (۱) دودھ دینے والی اونٹنی (۲) تلواریں پالش کرنے والا غلام۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ (دونوں) عمر (رضی اللہ عنہ) کے حوالے کر دینا۔ جب یہ چیزیں (سیدنا) عمر کے حوالے کی گئیں تو انھوں نے فرمایا: ابوبکر پر اللہ رحم کرے، انھوں نے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۳/۱۹۲، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ حکمرانوں کو بیت المال اور امورِ حکومت میں بے حد احتیاط کرنی چاہئے تا کہ موت کے بعد ہونے والے مواخذے سے بچ جائیں۔ ہر آدمی کو روزِ محشر اس کا نامۂ اعمال تھما دیا جائے گا جس میں ہر چھوٹا بڑا عمل تفصیل سے درج ہوگا۔

④ شیعہ اسماء الرجال کی رو سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ ابوعبداللہ (جعفر بن محمد الصادق) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((وإنّ العلماء ورثة الأنبياء ، إن الأنبياء لم يورّثوا دينارًا ولا درهمًا ولكن ورّثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر .)) اور بے شک انبیاء کے وارث علماء ہیں، بے شک نبیوں کی وراثت درہم اور دینار نہیں ہوتی لیکن وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں، جس نے اسے لے لیا تو اس نے بڑا حصہ لے لیا۔

(الاصول من الکافی للکلینی ج ۱ ص ۳۴ باب ثواب العالم والمتعلم ح ۱، وسندہ صحیح عند الشیعۃ)

حَدِيْثُ بَشِيْرِ بنِ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ :وبَقِيَّةُ حَدِيْثِ عَائِشَةَ

[٤٥] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بنَ عَبْدِالعَزِيْزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ ابنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ المُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يومًا وَهُوَ بِالكُوفَةِ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ :مَاهَذا يَا مُغِيرةُ ؟ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرَائِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . ثُمَّ قَالَ : بِهٰذا أُمِرْتُ .

فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ:اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ يَا عُرْوَةُ! أَوَ إِنَّ جِبْرَائِيل هُوَ الَّذِيْ أَقَامَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلَاةِ ؟ قَالَ عُرْوَةُ :كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ ابْنُ أَبِيْ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ كَانَ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ ایک دن (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے نماز (پڑھنے) میں تاخیر کی تو اُن کے پاس (تابعی) عروہ بن الزبیر (رحمہ اللہ) تشریف لائے پھر انھیں بتایا کہ ایک دن (صحابی) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے کوفہ میں نماز (پڑھنے) میں تاخیر کی تو (سیدنا) ابومسعود (عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ) ان کے پاس تشریف لائے پھر فرمایا: اے مغیرہ! یہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جبریل (علیہ السلام) نے نازل ہو کر نماز پڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (۲) پھر نماز پڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (۳) پھر نماز پڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (۴) پھر نماز پڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (۵) پھر نماز پڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ، پھر انھوں (جبریل علیہ السلام) نے فرمایا: اس کا آپ کو (یا مجھے) حکم دیا گیا ہے۔ (یہ سن کر) عمر (بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) نے عروہ (رحمہ اللہ) سے کہا: اے عروہ! جان لو کہ تم کیا حدیث بیان کر رہے ہو؟ کیا جبریل (علیہ السلام) نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے اوقات قائم کر کے بتائے تھے؟

عروہ نے کہا: اسی طرح بشیر بن ابی مسعود اپنے ابا (ابومسعود رضی اللہ عنہ) سے حدیث بیان کرتے تھے۔ عروہ (رحمہ اللہ) نے کہا کہ مجھے نبی ﷺ کی بیوی (اور میری خالہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور دیواروں پر دھوپ چڑھنے سے پہلے ان کے حجرے میں ہوتی تھی۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۴۰۰۷)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴،۳ ح ۱، ک ۱ ب ۱ ح ۱) التمہید ۸/۱۰، الاستذکار: ۱

☆ وأخرجہ البخاری (۵۲۲،۵۲۱) ومسلم (۶۱۰/۱۶۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو دو دفعہ بیت اللہ کے پاس نماز کی امامت کرائی۔ انھوں نے پہلی دفعہ ظہر اس وقت پڑھی جب سایہ تسمہ کے برابر (بہت تھوڑا) تھا پھر ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھی پھر سورج کے غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھی پھر شفق کے غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھی پھر صبح صادق ظاہر ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھی۔ دوسری دفعہ ظہر کی نماز ایک مثل پر، عصر کی نماز دو مثل پر اور مغرب کی نماز پہلے کی طرح سورج غروب ہوتے ہی پڑھی، عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزرنے کے بعد اور فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھی پھر جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ان دو وقتوں کے درمیان (پانچ نمازوں کا) وقت ہے۔ (سنن ابی داود: ۳۹۳ وسندہ حسن وقال الترمذی: ۱۴۹ ''حسن'' وصححہ ابن خزیمہ: ۳۲۵ وابن الجارود: ۱۴۹، ۱۵۰، والحاکم ۱/۱۹۷ ح ۷۰۷ وقال النیموی فی آثار السنن: ۱۹۴ ''وإسنادہ حسن'')

اس مفہوم کی روایات درج ذیل صحابۂ کرام سے بھی ثابت ہیں:

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سنن النسائی ۱/۲۴۹، ۲۵۰ ح ۵۰۳ وسندہ حسن وحسنہ البخاری / العلل الکبیر للترمذی ۱/۲۰۳ ب ۴۶)

☆ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

(سنن الترمذی: ۱۵۰، وقال: ''حدیث حسن'' سنن النسائی ۱/۲۶۳ ح ۵۲۷ وإسنادہ حسن وصححہ ابن حبان، الاحسان: ۱۴۷۰، والحاکم ۱/۱۹۵، ۱۹۶، والذہبی)

☆ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۳/۳۰ ح ۱۱۲۴۹، وسندہ حسن)

☆ سیدنا ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ (سنن ابی داود: ۳۹۴ نحو المعنیٰ وھو حدیث حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲ وابن حبان، الموارد: ۲۷۹ والحاکم ۱/۱۹۲، ۱۹۳)

امامتِ جبریل والی یہ حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے قطف الازہار (۲۳) ونظم المتناثر (۴۹)

② اس پر اجماع ہے کہ نمازِ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔

(الافصاح لابن ہبیرہ ۱/ ۶۷، الاجماع لابن المنذر: ۳۴، مراتب الاجماع لابن حزم ص ۲۶)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (حکم جاری کرتے ہوئے) لکھا تھا کہ ظہر کا وقت ایک ذراع سائے سے لے کر ایک مثل تک رہتا ہے۔

(الاوسط لابن المنذر ۲/ ۳۲۸ ث ۹۴۸ وسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو لکھ کر حکم بھیجا کہ ظہر کی نماز سورج کے زوال پر پڑھو۔

(موطأ مالک روایۃ یحییٰ ۱/ ۷ ح ۵، ک ۱ ب ۱ ح ۷ وسندہ صحیح)

جن روایات میں آیا ہے کہ جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، ان تمام احادیث کا تعلق سفر کے ساتھ ہے جیسا کہ صحیح بخاری (۵۳۹) کی حدیث سے ثابت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو ظہر کی نماز ادا کرو اور جب دو مثل ہو جائے تو عصر پڑھو'' (موطأ امام مالک ۱/ ۸ ح ۹ وسندہ صحیح) اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز زوال سے لے کر ایک مثل تک پڑھ سکتے ہیں یعنی ظہر کا وقت زوال سے لے کر ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت ایک مثل سے لے کر دو مثل تک ہے۔ دیکھئے التعلیق الممجد (ص ۴۱ حاشیہ ۹)

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ (تابعی کبیر) نمازِ ظہر اول وقت ادا کرنے پر اس قدر ڈٹے ہوئے تھے کہ مرنے مارنے کے لئے تیار ہو گئے مگر یہ گوارا نہ کیا کہ ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور لوگوں کو بتایا کہ ہم (سیدنا) ابوبکر اور (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ ظہر اول وقت میں ادا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۲۳ ح ۳۲۷۱ وسندہ حسن)

③ ائمۂ ثلاثہ (اور جمہور علماء) کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے۔ دیکھئے کتاب الام للشافعی (۱/ ۷۳) والاوسط لابن المنذر (۲/ ۳۲۹)

④ سنن ابی داود کی ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نماز (فجر) وفات تک اندھیرے میں رہی اور آپ نے (اس دن کے بعد) کبھی روشنی میں نماز نہیں پڑھی۔ (۱/ ۶۳ ح ۳۹۴ وھو حدیث حسن، والناسخ والمنسوخ للحازمی ص ۷۷ وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲ وابن حبان، الاحسان: ۱۴۴۶، والحاکم ۱/ ۱۹۲، ۱۹۳، وللحدیث شاہد حسن لذاتہ عند الحاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ فجر روشنی کر کے پڑھنا منسوخ ہے لہٰذا یہ نماز اندھیرے میں ہی پڑھنی چاہئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا: اور فجر کی نماز اس وقت پڑھو جب ستارے صاف ظاہر اور باہم الجھے ہوئے ہوں۔ (موطأ امام مالک ۱/ ۷ ح ۶ وسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/ ۴۵۶ وسندہ حسن)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۲۰ ح ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، وسندہما صحیح)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز الاموی رحمہ اللہ نے حکم جاری کیا کہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۲۰ ح ۳۲۳۷ وسندہ صحیح)

⑤ صحابہ وتابعین کے مبارک دور میں صحیح سندوں کے ساتھ بیان کردہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت سمجھا جاتا تھا۔

⑥ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر عالم کو تمام دلائل کا علم ہر حال میں ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ بڑے سے بڑے عالم سے بعض دلائل مخفی رہ جائیں۔
⑦ اوقاتِ نماز کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
⑧ علمائے حق کی ذمہ داری ہے کہ وہ حتی الوسع ہر وقت کتاب وسنت کی دعوت پھیلانے میں مصروف رہیں۔

عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ

[٤٦] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلا لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ.

نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے (تو حالتِ اعتکاف میں) اپنا سر (مسجد سے نکال کر) میرے نزدیک کرتے پھر میں آپ کی کنگھی کرتی اور آپ صرف انسانی ضرورت کے لئے ہی گھر میں داخل ہوتے تھے۔

تحقیق صحیح

ابن شہاب عنعن فی ھذا السند ولکنہ صرح بالسماع من عروۃ عن عائشۃ عند النسائی فی الکبریٰ (۳۳۸۱)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۱۲ ح ۷۰۰، ک ۱۹ ب ۱ ح ۱) التمہید ۸/۳۱۶، الاستذکار: ۶۴۹، ۶۵۲

☆ وأخرجہ مسلم (۲۹۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① حالتِ اعتکاف میں بغیر شرعی عذر کے مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔
② حالتِ اعتکاف میں آدابِ اعتکاف ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ حتی الوسع دنیاوی امور سے اجتناب کرنا چاہئے۔
③ حالتِ اعتکاف میں اپنی بیوی سے تعلقِ شہوت، مباشرت اور جماع بالا جماع حرام ہے۔
④ معتکف کے لئے سر دھونا، کنگھی کرنا، سر کے بال کٹوانا اور منڈوانا، ناخن تراشنا اور نہانا جائز ہے۔
⑤ جمہور علماء کے نزدیک معتکف کے لئے بیمار پرسی یا نمازِ جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ دیکھئے شرح السنۃ للبغوی (۶/۳۹۸ ح ۱۸۳۶)

عروہ بن الزبیر اور زہری نے کہا کہ حالتِ اعتکاف میں بیمار پرسی اور نمازِ جنازہ کے لئے نہیں جانا چاہئے اور نہ (مسجد سے باہر) دعوت قبول کرنی چاہئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۸۹ ح ۹۶۴۶ وسندہ صحیح، ۹۶۴۴ وسندہ صحیح)

جبکہ سعید بن جبیر، شعبی اور حسن بصری نے فرمایا کہ بیمار پرسی کے لئے جانا جائز ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۳/۸۸ ح ۹۶۳۲ وسندہ صحیح، ۹۶۳۶، ۹۶۳۹ وسندہ صحیح)

سعید بن جبیر اور حسن بصری نے کہا: نمازِ جنازہ کے لئے جانا جائز ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۹۶۳۴ وسندہ صحیح، ۹۶۳۹ وسندہ صحیح)

ان اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ انتہائی ضروری بیمار پرسی اور انتہائی قریبی رشتہ دار یا دوست کے جنازے کے لئے مسجدِ اعتکاف سے قریب جانا جائز ہے۔ ایسے کاموں کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

⑥ عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۸۷ ح ۹۶۲۶ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اعتکاف کرنے والے کو روزہ رکھنا چاہئے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۳۱۸ وسندہ صحیح)

اس روزے کو ابن عباس رضی اللہ عنہ ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۳۱۹ وسندہ صحیح)

⑦ ابوقلابہ (عبداللہ بن زید) رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ اپنے قبیلے کی مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۹۰ ح ۹۶۶۰ وسندہ صحیح، ۹۶۶۳ وسندہ صحیح)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قبائل کی مسجدوں میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۹۱ ح ۹۶۶۵ وسندہ صحیح)

تنبیہ: جس حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں (بیت اللہ، مسجد نبوی اور بیت المقدس) کے علاوہ اعتکاف نہیں ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۳۱۶) اس کی سند سفیان بن عیینہ کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑧ زہری، حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، ابوجعفر محمد بن علی الباقر اور عروہ بن الزبیر نے کہا کہ صرف اسی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے جس میں نماز باجماعت ہوتی ہے (یا نمازِ جمعہ پڑھی جاتی ہے) دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۹۱، ۹۲ ح ۹۶۷۳ وسندہ صحیح، ۹۶۷۴ وسندہ صحیح، ۹۶۷۵ وسندہ صحیح، ۹۶۷۶ وسندہ صحیح) سعید بن جبیر اور شعبی نے کہا کہ نمازِ جمعہ کے لئے (اعتکاف والی مسجد سے) نکلنا جائز ہے۔ (ابن ابی شیبہ مفہوماً ۳/۸۸ ح ۹۶۳۲ وسندہ صحیح، ۹۶۳۶ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ بہتر یہی ہے کہ اس مسجد میں اعتکاف کیا جائے جہاں نماز باجماعت اور جمعہ ہوتا ہو۔ واللہ اعلم

⑨ حکم بن عتیبہ نے کہا: اگر اعتکاف کرنے والا حالتِ اعتکاف میں مرجائے تو اس کی طرف سے اس اعتکاف کی قضا ادا نہیں کی جائے گی۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۹۴ ح ۹۶۹۳ وسندہ صحیح)

⑩ جس عورت کو استحاضہ (مسلسل حیض) کی بیماری لاحق ہو تو حالتِ استحاضہ میں اس کے لئے اعتکاف کرنا جائز ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۹۴ ح ۹۷۰۰ بلفظ: "أن بعض أزواج النبي ﷺ كانت مستحاضة وهي عاكفة" وسندہ صحیح، صحیح بخاری: ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۲۰۳۷) نیز عورت بھی مسجد میں اعتکاف کرے گی۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۰۴۵)

کسی صحیح حدیث میں عورتوں کا گھر میں اعتکاف کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ابراہیم نخعی نے کہا کہ اگر (حالتِ اعتکاف میں) عورت کو حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے گھر میں ایک جگہ پردہ کر کے رہے۔

(ابن ابی شیبہ ۳/۹۴ ح ۹۶۹۸ وسندہ صحیح)

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ القَارِيُّ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٧] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ عُروَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدٍ القَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَاأَقْرَؤُهَا عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا.
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ)) فَقَرَأَ القِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ.)) ثُمَّ قَالَ لِي ((اِقْرَأْ)) فَقَرَأْتُ. فَقَالَ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ. إِنَّ هٰذَا القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.))

(سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے ہشام بن حکیم (رضی اللہ عنہ) کو سورۃ الفرقان اس طرح پڑھتے ہوئے سنا جس طرح میں نہیں پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت مجھے پڑھائی تھی تو قریب تھا کہ میں ان (ہشام رضی اللہ عنہ) پر جلدی میں حملہ کر دیتا۔ پھر میں نے انھیں مہلت دی جب وہ (قراءت سے) فارغ ہوئے تو میں ان کی چادر کو ان کے گلے میں لپیٹ کر (سیدنا) رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! جیسے آپ نے مجھے سورۃ الفرقان پڑھائی ہے، میں نے ان (ہشام) کو سورۃ الفرقان اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے ہشام سے فرمایا: پڑھو! تو انھوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے سنا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: پڑھو! میں نے (یہ سورت) پڑھی تو آپ نے فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں (قراءتوں) پر نازل ہوا ہے لہٰذا اس میں سے جو میسر ہو پڑھو۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۴۹۹۲)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۱ ح ۴۷۴، ک ۱۵ ب ۴ ح ۵) التمہید ۸/۲۷۲، الاستذکار: ۴۴۳

☆ وأخرجہ البخاری (۲۴۱۹) ومسلم (۸۱۸) من حدیث مالک بہ۔



تفقہ

① قرآنِ مجید کے سات قراءتوں پر نازل ہونے والی حدیث متواتر ہے۔ (قطف الازہار: ۶۰ نظم المتناثر: ۱۹۷)

② سات حرفوں (قراءتوں) سے مراد بعض الفاظ کی قراءت کا اختلاف ہے جس کی وضاحت کے لئے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

مثال اول: قاری عاصم بن ابی النجو د الکوفی وغیرہ نے ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا۔ جب کہ قاری نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم المدنی نے ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا۔ پہلی قراءت برصغیر وغیرہ میں متواتر ہے اور دوسری قراءت افریقہ وغیرہ میں متواتر ہے۔

مثال دوم: قاری حفص بن سلیمان الاسدی (عن عاصم بن ابی النجو د) نے ﴿فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا﴾ پڑھا۔ (دیکھئے سورۃ الفرقان: ۱۹)

جب کہ قاری نافع المدنی نے ﴿فَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا﴾ پڑھا۔ دیکھئے قرآن مجید (روایۃ قالون ص ۳۰۹، روایۃ ورش ص ۲۹۳)

مثال سوم: قاری عاصم، قاری قالون اور دیگر قاریوں نے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا جبکہ قاری ورش کی قراءت میں ﴿قُلَ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہے۔ دیکھئے قرآن مجید (قراءۃ ورش ص ۶۱۲ مطبوعۃ الجزائر، دوسرا نسخہ، مطبوعۃ مصر)

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دینِ اسلام کی محبت، جہاد فی سبیل اللہ اور دفاعِ اسلام کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

④ اگر کوئی آدمی قرآن وحدیث سے ثابت شدہ دو مسئلوں میں سے ایک مسئلے پر عمل کر رہا ہے اور دوسرا آدمی دوسرے ثابت شدہ مسئلے پر عمل کر رہا ہے تو دونوں کو ایک دوسرے کا سختی سے رد نہیں کرنا چاہئے تاہم تحقیق کے لئے ہر وقت راستے کھلے ہوئے ہیں۔ والحمد للہ

⑤ اگر ایک آدمی دوسرے بھائی کو اجتہادی غلطی کا مرتکب سمجھتا ہے تو مناسب وقت کا انتخاب کر کے نرمی اور دلائل کے ساتھ رد کرنا چاہئے

⑥ قرآنِ مجید سات قراءتوں پر پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے علاقے کی مشہور قراءت میں پڑھا جائے تاکہ عوام الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

⑦ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور نور سے بھر دے کہ انھوں نے مسلمانوں کو ایک مصحف (قرآن) کے رسم الخط پر جمع کر دیا جس میں دوسری قراءتیں پرو دی گئی ہیں۔

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ: تِسْعَةُ أَحَادِيْثَ

[۴۸] مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَبَّاسٍ. أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِباً عَلَى حِمَارٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الإِحْتِلَامَ. وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنىً فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت قریب البلوغ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ پس میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرا پھر میں نے گدھے سے اتر کر اسے چھوڑ دیا تاکہ وہ چرتا پھرے اور میں صف میں داخل ہو گیا۔ پس کسی ایک نے

الحِمَارَ يَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ. بھی مجھ پر انکار نہیں کیا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۱۸۵۷)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایة یحییٰ ۱/۱۵۵، ۱۵۶ ح ۳۶۶، ک ۹ ب ۱۱ ح ۳۸) التمہید ۲۰/۹، الاستذکار: ۳۱۳

☆ وأخرجه البخاری (۴۹۳) ومسلم (۵۰۴) من حدیث مالک به نحو المعنیٰ.

تفقه

① امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہوتا ہے۔

② نماز میں سترہ قائم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ نیز دیکھئے التمہید (۴/۱۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی (ذراع) جتنا سترہ رکھے تو نماز پڑھے، اس سترے کے باہر سے اگر کوئی گزرے تو اسے نقصان نہیں ہے۔ (صحیح مسلم: ۴۹۹)

③ نماز میں سترہ رکھنا واجب نہیں ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو بغیر دیوار کے نماز پڑھا رہے تھے۔ (صحیح بخاری: ۴۹۳) اس کی تشریح میں امام شافعی فرماتے ہیں: بغیر سترے کے۔

(کتاب اختلاف الحدیث مع الأم ص ۴۵ ۱۷، فتح الباری ج ۱ ص ۱۷۱ ۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۲۷۳)

امام شعبہ نے اپنے استاد عمرو بن مرہ (راویٔ حدیث) سے پوچھا: کیا آپ (ﷺ) کے سامنے نیزہ تھا؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں۔

(مسند علی بن الجعد: ۹۰ وسندہ صحیح، مسند ابی یعلیٰ ۴/۳۱۲ ح ۲۴۲۳)

مسند البزار (البحر الزخار ۱۱/۲۰۱ ح ۴۹۵۱) وغیرہ میں اس کے شواہد بھی ہیں۔

④ یحییٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو مسجدِ حرام میں دیکھا آپ اپنی لاٹھی گاڑ کر اس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۷ ح ۲۸۵۳ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں سترہ رکھ کر نماز پڑھے تو یہ عمل بالکل صحیح ہے۔

⑤ ہشام بن عروہ نے فرمایا: میرے ابا (عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ) سترے کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۹ ح ۲۸۷۱ وسندہ صحیح) حسن بصری نے صحراء میں سترے کے بغیر نماز پڑھی۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۹ ح ۲۸۷۲ وسندہ صحیح)

[۴۹] وَبِهِ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الفَضْلِ ابْنَةَ الحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ! لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي المَغْرِبِ.

اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل (لبابہ) بنت الحارث (رضی اللہ عنہا) نے انھیں (نماز میں سورۃ المرسلات) ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے میرے بیٹے! تم نے اس قراءت کے ساتھ مجھے یاد دلا دیا ہے کہ یہ وہ سورت ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سب سے آخر میں سنا، آپ نمازِ مغرب میں اس کی قراءت کر رہے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند الطبرانی فی الکبیر (۲۵/۲۰ ح ۲۱)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۷۸ ح ۱۶۹، ک ۳ ب ۵ ح ۲۴) التمہید ۹/۲۲، الاستذکار: ۱۴۸ مختصراً

☆ وأخرجه البخاری (۷۶۳) ومسلم (۴۶۲) من حدیث مالک به .

تفقه

① آیتِ کریمہ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾ اور دیگر دلائل کی رو سے نماز میں فاتحہ کے علاوہ دوسری قراءت کا تعین وتوقیت وجوباً ثابت نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ مسنون قراءت کا التزام کیا جائے۔

② رسول اللہ ﷺ سے نمازِ مغرب میں درج ذیل سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے:

سورۃ الطّور (صحیح بخاری: ۷۶۵ وصحیح مسلم: ۴۶۳، الاتحاف الباسم: ۶۹)

سورۃ الاعراف دو رکعتوں میں (سنن النسائی ۲/۱۷۰ ح ۹۹۲ وسندہ صحیح)

قصار المفصل والی سورتیں یعنی سورۃ البینۃ سے لے کر آخر تک

(سنن النسائی ۲/۱۶۷ ح ۹۸۳ وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمۃ: ۵۲۰ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۳۷)

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ انفرادی نماز کی چاروں رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور قرآن کی ایک سورت پڑھتے تھے۔

(موطأ الامام مالک ۱/۷۹ ح ۱۷۱، وسندہ صحیح)

④ مزید فوائد کے لئے دیکھئے حدیث: ۶۹

[۵۰] وَبِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهُ وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف رمضان میں روانہ ہوئے تو آپ نے کدید (ایک مقام) تک روزے رکھے پھر آپ نے افطار کیا (روزے نہ رکھے) تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ افطار کیا اور لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) رسول اللہ ﷺ کے تازہ بہ تازہ حکم پر عمل کرتے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۲۹۵۳)

تخریج بخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۴ ح ۶۵۹، ک ۱۸ ب ۷ ح ۲۱) التمہید ۹/۶۴، الاستذکار: ۶۰۹

☆ وأخرجہ البخاری (۱۹۴۴) من حدیث مالک بہ مختصراً ورواہ الدارمی (۱۷۱۵) من حدیث مالک، ومسلم (۱۱۱۳) من حدیث الزہری بہ .

تفقہ

① سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا دونوں طرح جائز ہے اگر سفر میں سخت مشقت ہے تو افطار افضل ہے ورنہ آسانی کی حالت میں روزہ بہتر ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن یہی قول راجح ہے۔ واللہ اعلم

② ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ قصر کرتے رہے اور میں (نماز) پوری پڑھتی رہی، آپ افطار کرتے رہے اور میں روزے رکھتی رہی؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا ہے۔
(سنن النسائی ۳/۱۲۲ ح ۱۴۵۷، وسندہ صحیح)

اس روایت پر حافظ ابن تیمیہ کی جرح مردود ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۵ ح ۶۶۳ وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں روزے رکھتی تھیں۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۱۶ ح ۸۹۸۰ وسندہ صحیح)

④ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إن شئت فصم وإن شئت فأفطر)) اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو افطار کرو۔
(صحیح بخاری: ۱۹۴۳، صحیح مسلم: ۱۱۲۱، الاتحاف الباسم: ۲۶۵)

تنبیہ: الاتحاف الباسم سے یہی کتاب مراد ہے جس کے متن میں امام عبدالرحمٰن بن القاسم رحمہ اللہ کے بیان کردہ الموطأ کا نسخہ درج ہے۔

[۵۱] وَبِهٖ أَنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ اِسْتَفْتٰی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهٖ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِقْضِهٖ عَنْهَا.))

اوراسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ (سیدنا) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اوران پر نذر(واجب) تھی جسے انھوں نے پورا نہیں کیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُس کی طرف سے(نذرکو) پورا کرو۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عندالبخاری (٦٦٩٨)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۲۷۲ح ۱۰۴۰،ک ۲۲ب ۱ح۱) التمہید ۹/۲۴،الاستذکار:۹۷۶

☆ وأخرجہ البخاری (۲۷۶۱) ومسلم (۱۶۳۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① میت کی طرف سے نذر پوری کرنا،غلام آزادکرنا،نذر کے روزے رکھنا اور صدقہ کرنا جائز ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:
((إِنَّهُ لَوْكَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْحَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ.))
اگروہ(مرنے والا)مسلمان ہوتا پھرتم اس کی طرف سے غلام آزادکرتے یاصدقہ کرتے یاحج کرتے تو اسے(اس کا نفع) پہنچتا۔
(سنن ابی داود:۲۸۸۳ وسندہ حسن)

اس پراجماع ہے کہ دعااورصدقے کا ثواب میت کوپہنچتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ۶/۳۸،النجم:۳۹)

② میت پراگرنذر کے روزے ہوں تواس کی طرف سے میت کے ولی (وارث) کو یہ روزے رکھنے چاہئیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .)) جوشخص فوت ہوجائے اوراس پر(نذر کے)روزے ہوں تواس کی طرف سے اس کاولی روزے رکھے۔(صحیح بخاری:۱۹۵۲،صحیح مسلم:۱۱۴۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"لا يصلي أحد عن أحد ولا يصوم أحد عن أحد ولكن يطعم عنه مكان كل يوم مدًا من حنطة" کوئی آدمی کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے اورنہ روزہ رکھے لیکن اس کی طرف سے (رمضان کے روزوں پر) روزانہ ایک مدگندم کھلائے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی:۲۹۱۸ وسندہ صحیح)

[۵۲] وَبِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا ؟)) فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مردار بکری کے پاس سے گزرے جو آپ نے اپنی زوجہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کی لونڈی کو دی تھی تو آپ نے فرمایا: تم نے اس کی جلد (کھال) سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟

لوگوں نے کہا: یہ مُردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔

تحقيق صحيح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۱۴۹۲)

تخريج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۹۸ ح ۱۰۹۹، ک ۲۵ ب ۶ ح ۱۶) التمہید ۹/۴۹، الاستذکار: ۱۰۳۱

☆ وأخرجه النسائي (۷/۱۷۲ ح ۴۲۴۰) من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالك به .

ورواه البخاري (۱۴۹۲) ومسلم (۳۶۳/۱۰۱) من حديث الزهري به .

تفقه

① حلال جانور (ذبح شدہ ہو یا مردار) کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ دیکھئے ح ۱۸۲

حرام جانور کی کھال کے پاک نہ ہونے والی تخصیص کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے درندوں کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ (دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۱ عن ابی الملیح عن أبیہ وسندہ حسن)

سنن ابی داود (۴۱۳۱) وغیرہ میں اس حدیث کا حسن شاہد بھی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

② حلال جانور اگر مردار ہو جائے تو اس کی کھال بیچنا جائز ہے۔

③ حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اس پر علماء کا اجماع ہے کہ زندہ بھیڑ کی اون کاٹنا جائز ہے۔ (التمہید ۹/۵۲)

④ ہاتھی کے دانت جائز ہونے کے بارے میں صحابہ و تابعین سے کوئی صحیح روایت میرے علم میں نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں بعض آثار کا ذکر تعلیقاً بغیر سند کے آیا ہے۔ واللہ اعلم

⑤ بعض علماء نے ذوناب والی حدیث (دیکھئے ح ۱۱۳) کی وجہ سے ہاتھی کو بھی حرام قرار دیا ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ دیکھئے اضواء البیان للشنقیطی (۲/۲۶۳)

⑥ جو لوگ کہتے ہیں کہ کتے کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس کی جائے نماز بنانا جائز ہے، ان لوگوں کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

⑦ بعض چیزوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جن کا کھانا حرام ہے بشرطیکہ اس فائدے کا جواز ادلۂ اربعہ سے ثابت ہو۔

[۵۳] وَبِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ :أَنَّهٗ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ :فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِيْ وَجْهِي قَالَ :((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ إِلاَّ أَنَّا حُرُمٌ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے ، وہ (سیدنا) صَعْب بن جَثّامہ اللیثی (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ابواء یا ودان (ایک مقام) کے پاس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گورخر (ایک حلال جانور کے گوشت) کا تحفہ پیش کیا (جسے انھوں نے شکار کیا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رد کر دیا۔ (صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے) کہا:
جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کی حالت دیکھی تو فرمایا: ہم نے اسے اس لئے قبول نہیں کیا کہ ہم حالتِ احرام میں ہیں۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۲۵۹۶)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۵۳ ح ۸۰۱، ک ۲۰ ب ۲۵ ح ۸۳) التمہید ۹/۵۴، الاستذکار: ۷۵۱

☆ وأخرجه البخاری (۱۸۲۵) ومسلم (۱۱۹۳) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① حالتِ احرام میں خشکی کا شکار کرنا یا کروانا یا شکار کیا ہوا خریدنا حلال نہیں ہے۔
دیکھئے التمہید (۹/۵۸) اور سورۃ المآئدۃ (آیت: ۹۶)

② جو شخص احرام میں نہیں ہے اگر اپنے لئے شکار کرے اور بعد میں احرام والوں کو تحفہ دے تو اس کا کھانا حلال ہے۔
دیکھئے یہی کتاب حدیث: ۴۹۲

③ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے (سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو عَرْج (کے مقام) پر گرمی کے دن میں دیکھا، آپ حالتِ احرام میں تھے، آپ نے سرخ کمبل سے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔ پھر شکار کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کھاؤ، انھوں نے پوچھا: آپ نہیں کھاتے؟ تو انھوں نے فرمایا: میری حالت تمھاری حالت جیسی نہیں ہے، یہ میرے لئے شکار کیا گیا ہے۔ (اس وجہ سے میں اسے نہیں کھاتا)

(الموطأ روایۃ ابی مصعب الزہری ۱/۴۵۲ ح ۱۱۴۷، وسندہ صحیح، وللحدیث لون آخر فی موطأ یحییٰ ۱/۳۵۴ ح ۸۰۲)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر (حالتِ احرام میں) تمھارے دل میں کوئی چیز کھٹکے (مثلاً شکار کا گوشت کھانا) تو اسے چھوڑ دو۔

(الموطأ روایۃ یحییٰ ۱/۳۵۴ ح ۸۰۳ وسندہ صحیح)

⑤ اگر کسی کام سے دوسرے بھائی کا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو اس کی وضاحت کر دینی چاہئے تا کہ دل ایک دوسرے کے لئے صاف رہیں۔

[٥٤] وَبِهٖ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ ابنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. وَقَالَ الآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ فِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَقَالَ: تَكَلَّمْ. فَقَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنَا بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيَ الرَّجْمَ. فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ العِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ)) وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الآخَرِ، فإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا. فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَسِيْفُ الأَجِيْرُ.

اور اسی سند کے ساتھ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (رحمہ اللہ) سے روایت ہے، انھیں (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور (سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) نے بتایا کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ (کی مجلس میں) اپنا جھگڑا پیش کیا تو ایک نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ دوسرا جو اُن دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا بولا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: بات کرو، تو اس نے کہا: میرا بیٹا اس کا عَسِیف (مزدور) تھا تو اس نے اس آدمی کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا پھر اس نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے فدیے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دی، پھر اس کے بعد میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا اور سنگسار تو صرف اس کی بیوی کو کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، تیری بکریاں اور تیری لونڈی تو تجھے واپس ملے گی۔

آپ (ﷺ) نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا اور (سیدنا) اُنیس الاسلمی (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائیں پھر اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرلے تو اسے رجم (سنگسار) کردیں۔ اس عورت نے اعتراف کرلیا تو پھر اسے رجم (سنگسار) کردیا گیا۔

(امام) مالک نے کہا: عسیف مزدور کو کہتے ہیں۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۶۸۲۷، ۶۸۲۸)

تخریج البخاري

الموطأ (۸۲۲/۲ ح ۱۵۹۷، ک ۴۱ ب ۱ ح ۶) التمہید ۷۱/۹، ۷۲، الاستذکار: ۱۵۲۶

☆ وأخرجہ البخاری (۶۶۳۳، ۶۶۳۴) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۲۵/۱۶۹۷، ۱۶۹۸) من حدیث الزہری بہ .

تفقه

① شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ نیز دیکھئے ح: ۴۱

② رجم کا صریحاً ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے البتہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد ''میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا'' سے معلوم ہوا کہ حدیث بھی کتاب اللہ ہے لہٰذا رجم کا منکر گویا کتاب اللہ کا منکر ہے۔

③ تمام اختلافات کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق کرنا چاہئے۔ امام سفیان بن عیینہ مکی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

''إنّ رسول الله ﷺ هو الميزان الأكبر ، فعليه تعرض الأشياء، علىٰ خُلُقه وسيرته وهديه فما وافقها فهو الحق وما خالفها فهو الباطل'' بے شک رسول اللہ ﷺ میزانِ اکبر ہیں۔ پس ہر چیز کو آپ پر پیش کیا جائے گا۔ آپ کے اخلاق پر، آپ کی سیرت پر اور آپ کے طریقے پر۔ پس جو کچھ اس کے مطابق ہے تو وہی حق ہے اور جو کچھ اس کے خلاف ہے تو وہی باطل ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب ۷۹/۱ ح ۸ وسندہ حسن)

④ غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگانے کے ساتھ ایک سال جلا وطنی کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں نے زنا کرنے والے (غیر شادی شدہ) کو کوڑے بھی لگائے اور جلا وطن بھی کیا۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۲۳/۸ وسندہ صحیح) والجامع للترمذی (۱۴۳۸، وقال: ''غریب'' وسندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک (زانی) آدمی کو جلا وطن کیا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۲۳/۸ وسندہ صحیح)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''البكران يجلدان وينفيان والثيبان يرجمان'' غیر شادی شدہ زانیوں کو کوڑے لگائے

جاتے ہیں اور جلاوطن کیا جاتا ہے اور شادی شدہ زانیوں کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۲۳/۸ وسندہ صحیح)

⑤ حافظ ابن عبدالبر فرماتے تھے: ''وأما أهل البدع فأكثرهم ينكر الرجم ويدفعه ولا يقول به في شئ من الزناة ثيبًا ولا غير ثيب'' اہل بدعت کی اکثریت رجم کا انکار کرتی ہے اور اسے تسلیم نہیں کرتی۔ یہ لوگ (اہلِ بدعت) ہر قسم کے زانیوں کے بارے میں سنگسار کے قائل نہیں ہیں چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ (التمہید ۸۳/۹)

معلوم ہوا کہ شادی شدہ زانی کے بارے میں رجم (سنگسار) کی سزا کا انکار بدعت ہے۔

⑥ بعض علماء فتنے کے خوف کی وجہ سے زنا کرنے والی عورت کو جلاوطن کرنے کے خلاف ہیں۔ دیکھئے التمہید (۸۸/۹)

⑦ اقامتِ حد کے لئے مرتکبِ زنا کا چار مرتبہ اعتراف ضروری نہیں بلکہ اس کا ایک دفعہ کا اقرار بھی کافی ہے۔

⑧ خبرِ واحد حجت ہے۔

⑨ قاضی کا فیصلہ احکام میں نافذ ہوتا ہے۔

⑩ کتاب وسنت کے خلاف ہر فیصلہ باطل اور مردود ہے۔

[**۵۵**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ.))
قَالَ مَالِكٌ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَلَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ. وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جو زنا کرے اور وہ محصنہ (شادی شدہ) نہ ہو تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: جب وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر اسے بیچ دو اگرچہ (اس کی قیمت) ضفیر (ایک رسی) ہی ہو۔
زہری نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ نے یہ بات تیسری دفعہ فرمائی یا چوتھی دفعہ؟ اور ضفیر رسی کو کہتے ہیں۔

تحقیق صحیح

وصرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (۸۱۲)

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۲۶/۲ ح ۱۶۰۶، ک ۴۱ ب ۳ ح ۱۴) التمہید ۹۴/۹، الاستذکار: ۱۵۳۴

☆ وأخرجہ البخاری (۲۱۵۳، ۲۱۵۴) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۳۳/۱۷۰۴) من حدیث الزہری بہ۔


تفقہ

① لونڈی خواہ محصنہ (شادی شدہ) ہو یا غیر محصنہ اسے زنا کی حد لگائی جائے گی لیکن یاد رہے کہ لونڈیوں پر رجم کی سزا نہیں ہے بلکہ انھیں پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں کو زنا میں پچاس پچاس کوڑے لگوائے تھے۔

(دیکھئے موطأ امام مالک ۲/۸۲۷ ح ۱۶۰۸، وسندہ صحیح)

② اس پر اجماع ہے کہ زانیہ لونڈی کو آزاد زانیہ کی بہ نسبت آدھی سزا ملے گی یعنی اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ دیکھئے التمہید (۹/۹۸)

③ بعض علماء احصان سے مراد اسلام لیتے ہیں۔ دیکھئے التمہید (۹/۱۰۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''فإذا أحصن ... إذا تزوّجن '' (مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۳۹۴ ح ۱۷۵۷۴، وسندہ صحیح، عنعنۃ ہشیم عن حصین محمولۃ علی السماع وصرح بالسماع عند ابن جریر فی تفسیرہ ۵/۱۶)

لہٰذا یہاں محصنہ کا معنی شادی شدہ ہی راجح ہے۔

[٥٦] وَبِهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ بِنِ عُتْبَةَ ابنِ مَسْعُودٍ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ ابْنَةِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

اسی سند کے ساتھ ام قیس بنت محصن (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے، وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے (ابھی) کھانا شروع نہیں کیا تھا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیا پھر اس بچے نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا پھر آپ نے (کپڑے پر) پانی چھڑکا اور اسے نہ دھویا۔

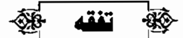
تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند مسلم (۱۰۴/۲۸۷)

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۴ ح ۱۳۷، ک ۲ ب ۳۰ ح ۱۰۹) التمہید ۹/۱۰۸، الاستذکار: ۱۱۶

☆ وأخرجہ البخاری (۲۲۳) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۲۸۷) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ.


تفقہ

① ایسے بچے جنھوں نے ابھی روٹی وغیرہ کھانا شروع نہیں کی، اُن کے پیشاب کی جگہ پر صرف پانی چھڑکنے اور وہ نابالغہ بچی جس نے ابھی روٹی وغیرہ کھانی شروع نہیں کی، اُس کے پیشاب کی جگہ کو دھونے والی حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر (۳۷)

② نبی کریم انتہائی چھوٹے بچوں سے بھی پیار ومحبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ ﷺ

③ شیر خوار بچہ اگر کپڑے یا جسم پر پیشاب کر دے تو متاثرہ مقام کو دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف پانی چھڑک دینا ہی کافی ہے۔ دیکھئے ح:۴۶۱

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چھوٹے بچے کے پیشاب سے متاثرہ حصے کے بارے میں فرمایا: اس پر پانی چھڑکنا چاہئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱۹/۱ ح ۱۲۷۴، وسندہ صحیح)

⑤ ام قیس کا نام جذامہ بنت وہب بن محصن ہے۔ رضی اللہ عنہا

⑥ اس پر اجماع ہے کہ کھانا کھانے والے ہر آدمی کا پیشاب نجس ہے۔ (التمہید ۱۰۹/۹)

⑦ کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر قیاس مردود ہے۔

⑧ سیدنا ابو السمح رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ بچی کے پیشاب کی وجہ سے دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب کی وجہ سے پانی چھڑکا جاتا ہے۔ (سنن ابی داود: ۳۷۶ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۲۸۳ والحاکم ۱۶۶/۱، والذہبی)

اس حدیث کو حافظ ابن عبدالبر کا ضعیف قرار دینا غلط ہے۔

أَبُو بَكْرِ بنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۷] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ وَمَهْرِ البَغْيِ وَحُلْوانِ الكَاهِنِ.

(سیدنا) ابو مسعود (عقبہ بن عمرو) الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے، زانیہ کی خرچی سے اور کاہن (نجومی) کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق صحیح

وصرح ابن شہاب بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ۴۵۱)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۶۵۶/۲ ح ۱۴۰۰، ک ۳۱ ب ۲۹ ح ۶۸) التمہید ۳۹۷/۸، الاستذکار: ۱۳۲۱

☆ وأخرجہ البخاری (۲۲۳۷) ومسلم (۱۵۶۷) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① یہ حدیث ان لوگوں کا زبردست رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کتا بیچنا جائز ہے۔!

② اس پر اجماع ہے کہ زانیہ کی خرچی اور کاہن کی مٹھائی حرام ہے۔ (التمہید ۳۹۸/۸)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((ثمن الكلب خبيث ومهر البغي خبيث وكسب الحجام خبيث))
کتے کی قیمت خبیث ہے اور زانیہ کی خرچی خبیث ہے اور حجام کی کمائی خبیث ہے۔ (صحیح مسلم:۱۵۶۸/۴۱[۴۰۱۲])
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((لا يحل ثمن الكلب)) کتے کی قیمت حلال نہیں ہے۔ (سنن ابی داود:۳۴۸۴ وسندہ حسن)
ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتے کی قیمت لینے آئے تو اس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دو۔ (سنن ابی داود:۳۴۸۲ وسندہ صحیح)
④ جن روایات میں بعض کتوں کا بیچنا جائز قرار دیا گیا ہے وہ ساری کی ساری ضعیف و مردود ہیں۔ مثلاً:
(۱) ”عن جابر أن النبي ﷺ نهى عن ثمن السنور والكلب إلا كلب صيد“
(سنن النسائی ۱۹۱/۷ ح ۴۳۰۰ وقال: لیس ھو بصحیح ۳۰۹/۷ ح ۴۶۷۲ وقال: ”ھذا منکر“)
یہ روایت ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابوالزبیر مشہور مدلس تھے۔
(دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص ۶۱، ۶۲ رقم ۳/۱۰۱)
(۲) ”عن أبي هريرة نهى عن مهر البغي وعسب الفحل وعن ثمن السنور وعن الكلب إلا كلب صيد“
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۶)
یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے: (۱) محمد بن یحییٰ بن مالک الضبی کی توثیق نامعلوم ہے۔ (۲) حماد بن سلمہ اور قیس بن سعد دونوں ثقہ ہیں لیکن حماد کی قیس سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ قال البیہقی: ”ورواية حماد عن قيس فيها نظر“ (ایضاً ۶/۶)
حماد بن سلمہ عن قیس بن سعد والی یہی روایت صحیح ابن حبان میں موجود ہے لیکن اس میں کتا بیچنے کی اجازت نہیں بلکہ لکھا ہوا ہے کہ ”إنّ مهر البغي وثمن الكلب والسنور وكسب الحجام من السحت“ (الاحسان ۲۱۷/۷ ح ۴۹۲۰)
سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ”زجر النبي ﷺ عن ذلك“ نبی ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم:۱۵۶۹/۴۲[۴۰۱۵])
اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بھی کتے اور بلی کی قیمت کو ناجائز سمجھتے تھے۔
③ سنن دارقطنی (۳/۷۲، ۷۳ ح ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷) میں بعض روایتیں مروی ہیں جن سے بعض کتوں کی فروخت کا جواز معلوم ہوتا ہے لیکن یہ ساری روایتیں ضعیف و مردود ہیں اور ان میں سے بعض کے راویوں کو خود امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ آلِ تقلید کی پیش کردہ بعض مزید روایات کی تحقیق درج ذیل ہے:
④ ”أبو حنيفة عن الهيثم عن عكرمة عن ابن عباس قال: رخص رسول الله ﷺ في ثمن كلب الصيد“
(مسند ابی حنیفہ روایۃ الحصکفی ص ۱۶۹، اردو مترجم ص ۳۱۹، جامع المسانید للخوارزمی ۲/۱۰، ۱۱)
مسند الحصکفی (متوفی ۶۵۰ ھ) کا ایک سابق راوی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی تھا۔ (اردو مترجم ص ۲۴ مسند الحصکفی ص ۲۷)
عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی محدثینِ کرام کے نزدیک سخت مجروح ہے۔ ابوزرعہ احمد بن الحسین الرازی نے کہا: ”ضعیف“
(سوالات حمزہ بن یوسف السہمی:۳۱۸)

ابواحمد الحافظ اور حاکم نیشاپوری نے کہا: ''الأستاذ ینسج الحدیث '' یہ استاد تھا، حدیث بناتا تھا۔

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ص ۱۷۸ ح ۳۸۸)

یعنی یہ شخص حدیثیں گھڑنے میں پورا استاد تھا۔ اس پر خطیب بغدادی، خلیلی، ابن جوزی اور حافظ ذہبی وغیرہ نے جرح کی ہے۔

(تاریخ بغداد ۱۰/۱۲۶ ت ۵۲۶۲، الارشاد للخلیلی ۳/۹۷۲ ت ۸۹۹، کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۲/۱۴۱، دیوان الضعفاء للذہبی ۲/۶۳ ت ۲۲۹۷)

نیز دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۴۹۶) ولسان المیزان (۳/۳۴۸، ۳۴۹)

اس کی توثیق کسی قابلِ اعتماد محدث سے ثابت نہیں ہے۔

جامع المسانید للخوارزمی کی سندوں کا جائزہ درج ذیل ہے:

(۱) خوارزمی بذاتِ خود غیر موثق ومجہول التوثیق ہے۔

(۵) ابومحمد البخاری الحارثی کذاب ہے۔ **کما تقدم**

(۳) احمد بن محمد بن سعید عرف ابن عقدہ جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی ہے۔ امام دارقطنی نے اس کی تعریف کے باوجود فرمایا کہ یہ خراب آدمی یعنی رافضی تھا۔ (تاریخ بغداد ۵/۲۲ ت ۲۳۶۵ وسندہ صحیح) اور فرمایا: یہ منکر روایتیں کثرت سے بیان کرتا تھا۔ (ایضاً وسندہ صحیح) ابوعمر محمد بن العباس بن محمد بن زکریا البغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شخص جامع براثا میں صحابۂ کرام یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وغیرہما پر تنقیدیں لکھوایا کرتا تھا لہٰذا میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔ (سوالات حمزۃ السہمی: ۱۶۶، وسندہ صحیح)

یہ (ابن عقدہ) چور بھی تھا، اس نے عثمان بن سعید المری کے بیٹے کے گھر سے کتابیں چُرا لی تھیں۔

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ۱/۲۰۹ وسندہ صحیح، محمد بن الحسین بن مکرم البغدادی ثقۃ وثقہ الدارقطنی وغیرہ)

معلوم ہوا کہ ابن عقدہ چور، ساقط العدالت اور رافضی تھا۔

④ احمد بن عبداللہ بن محمد الکندی اللجلاج نے امام ابوحنیفہ کے لئے منکر حدیثیں بیان کی ہیں۔ (الکامل لابن عدی ۱/۱۹۷)

امام ابوحنیفہ ایسی منکر حدیثوں کے محتاج نہیں ہیں۔ والحمد للہ

احمد بن عبداللہ الکندی کی اس کتے والی روایت کو حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے باطل حدیث قرار دیا ہے۔

(الاحکام الوسطیٰ ۳/۲۴۹، ۲۴۸، لسان المیزان ۱/۱۹۹)

⑤ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کے بارے میں اسماء الرجال کے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''لیس بشيء '' وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین: ۱۷۷۰)

امام ابن معین نے مزید فرمایا: ''جهمي كذاب '' محمد بن الحسن الشیبانی جہمی کذاب ہے۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۵۲ وسندہ صحیح)

دوسری سند میں احمد بن عبداللہ الکندی اور محمد بن الحسن الشیبانی دونوں مجروح ہیں اور الحسن بن الحسین الانطا کی نامعلوم ہے۔ تیسری سند میں ابن عقدہ چور، عبداللہ بن محمد البخاری کذاب اور احمد بن عبداللہ الکندی ومحمد بن الحسن دونوں مجروح ہیں۔ چوتھی سند میں حسین بن محمد بن خسرو البلخی، الحسین بن الحسین انطا کی (؟) احمد بن عبداللہ اور محمد بن الحسن مجروح ہیں۔ پانچویں سند میں ابن خسرو، حسین

بن حسین، احمد بن عبداللہ الکندی اور محمد بن الحسن ہیں۔ چھٹی اور آخری سند میں ابن خسرو معتزلی مجروح ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۳۱۲/۲) وسیر اعلام النبلاء (۵۹۲/۱۹) قاضی ابونصر بن اشکاب اور عبداللہ بن طاہر نامعلوم اور محمد بن الحسن الشیبانی مجروح ہے۔

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت باطل ومردود ہے اور امام ابوحنیفہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض کتوں کی فروخت کے جواز والی سب روایتیں ضعیف ومردود ہیں۔

کتے کی قیمت حرام وخبیث ہونے کے مقابلے میں بعض الناس نے لکھا ہے کہ کتا بیچنا جائز ہے۔ دیکھئے الہدایہ للمرغینانی (۱۰۱/۲، واللفظ لہ، ۷۹/۳) القدوری (ص ۷۴ قبل باب الصرف) فتح القدیر لابن ہمام (۳۴۵/۶) بدائع الصنائع (۱۴۲/۵) کنز الدقائق (ص ۲۵۷) البحر الرائق (۱۷۲/۶) الدر المختار مع کشف الاستار (۵۰/۲) رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی (۲۳۸/۴، ۲۳۹) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار (۱۲۷/۳) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ (۲۳۲/۲) اور الفقہ الاسلامی وادلتہ (۴۴۶/۴) وغیرہ، بلکہ بعض الناس نے لکھا ہے کہ کتا ذبح کر کے اس کا گوشت بیچنا جائز ہے۔ دیکھئے فتاویٰ عالمگیری (۱۱۵/۳)!

یہ سارے اقوال صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

ملا مرغینانی نے لکھا ہے کہ "وإذا ذبح مالا یؤکل لحمه طهر جلده ولحمه إلا الآدمي والخنزير" آدمی اور خنزیر کے علاوہ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا، اسے ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ ۴۴۱/۲ دوسرا نسخہ ۶۹/۴)

یہ فتویٰ بھی بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۸] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ :كَانَ الفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَل رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ !إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى العِبَادِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ. قَالَ :((نَعَمْ .)) وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ.

(سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پر) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے تھے تو آپ (ﷺ) کے پاس خثعم (قبیلے کی) ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی، فضل بن عباس اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل بن عباس کی طرف دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فضل (رضی اللہ عنہ) کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اس وقت حج فرض کیا جب میرے والد صاحب بہت بوڑھے ہو گئے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۶۲۲۸)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۵۹ ح ۸۱۵، ک ۲۰ ب ۳۰ ح ۹۷) التمہید ۹/۱۲۲، وقال: " ھذا حدیث صحیح ثابت " الاستذکار: ۷۶۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۱۳) ومسلم (۱۳۳۴) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① اس پر (جمہور علماء کا) اجماع ہے کہ مرد عورت کی طرف سے اور عورت مرد کی طرف سے حج کر سکتے ہیں، صرف حسن بن صالح اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ (الاجماع لابن المنذر ر: ۲۱۰، حاجی کے شب وروز ص ۹۰)

② اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ بحالتِ احرام عورت کے لئے غیر مردوں سے اپنا چہرہ چھپانا فرض و واجب نہیں ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ غیر مردوں سے عورت اپنا چہرہ بھی چھپائے۔ فاطمہ بنت المنذر رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ ہم حالتِ احرام میں (غیر مردوں سے) اپنے چہرے چھپا لیتی تھیں اور ہمارے ساتھ ابوبکر الصدیق کی بیٹی اسماء (رضی اللہ عنہا) ہوتی تھیں۔

(الموطأ، روایۃ یحییٰ ۱/۳۲۸ ح ۷۳۴ وسندہ صحیح)

③ اگر سواری میں بوجھ اٹھانے کی طاقت ہو تو اس پر دو آدمی (یا زیادہ) سوار ہو سکتے ہیں۔

④ اس پر اجماع ہے کہ جو بالغ شخص حج والے دن، حج کی نیت سے عرفات پہنچ جائے اور حج کرلے تو اس کی طرف سے فریضۂ حج ادا ہو جاتا ہے، چاہے یہ شخص اس وقت غریب وفقیر تھا یا کسی بھی وجہ سے مکہ پہنچ گیا تھا۔

⑤ میت کی طرف سے صرف وہی شخص حج کر سکتا ہے جس نے پہلے بذاتِ خود فریضۂ حج ادا کر رکھا ہو جیسا کہ شبرمہ والی حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے المعجم الصغیر للطبرانی (۱/۲۲۶ وسندہ حسن)

⑥ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہئے کیونکہ انسان جتنا بھی نیک ہو، اس سے خطا اور لغزش کا صدور ممکن ہے۔

⑦ اصحابِ اقتدار کے لئے یہ ضروری ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں۔

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيْثَانِ . وَلَهُ ثَالِثٌ فِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ مَعْلُوْلٌ

[**۵۹**] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ. وَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ.

(سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں کندھوں تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے اور فرماتے: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) اللہ نے اس کی سن لی جس

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.))	نے اس کی حمد بیان کی۔((رَبَّنَـا وَلَكَ الْـحَمْدُ))
وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.	اے ہمارے رب !اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔اور آپ (ﷺ) سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۷۳۶)

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ص۸۹ ح۹۹) التمہید ۲۱۰/۹ والاستذکار:۱۳۹ بلفظ یحییٰ بن یحییٰ

تنبیہ: یہ روایت یحییٰ بن یحییٰ کے نسخے میں مختصراً مروی ہے جس میں رکوع سے پہلے والے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

(دیکھئے الموطأ روایۃ یحییٰ ۷۵/۱ ح ۱۶۰، ک۳ ب۴ ح۱۶)

☆ وأخرجہ البخاری (۷۳۵) من حدیث مالک بہ . رواہ مسلم (۳۹۰) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

تفقه

① نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد کا رفع یدین درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا مالک بن حویرث (صحیح بخاری:۷۳۷ وصحیح مسلم:۳۹۱) سیدنا وائل بن حجر (صحیح مسلم:۴۰۱) سیدنا ابوحمید الساعدی (سنن الترمذی:۳۰۴ وقال: ''هٰذا حديث حسن صحيح'' وصححہ ابن خزیمہ:۵۸۷ وابن حبان، الاحسان:۱۸۶۴، وابن الجارود:۱۹۲، وسندہ صحیح) سیدنا ابوبکر الصدیق (السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳/۲ وسندہ صحیح) سیدنا علی بن ابی طالب (سنن الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: '' هٰذا حديث حسن صحيح'' وصححہ ابن خزیمہ:۵۸۴ وسندہ حسن) سیدنا ابوموسیٰ الاشعری (سنن الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح۱۱۱۱، وسندہ صحیح) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری (مسند السراج ص۲۵ ح۹۲ وسندہ حسن) اور دیگر نو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جیسا کہ سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین متواتر ہے۔

تواترِ رفع یدین کی مزید تحقیق کے لئے دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ (ح۳۳) لقط اللآلی المتناثرۃ (ح۶۲) نظم المتناثر (ح۶۷) فتح الباری (۲۰۳/۱) اور التقیید والایضاح للعراقی (ص۲۷۰) وغیرہ .

② درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع یدین (قبل الرکوع وبعدہ) ثابت ہے:

عبداللہ بن عمر (صحیح بخاری:۷۳۹، وجزء رفع الیدین للبخاری:۸۰ وسندہ صحیح وصححہ ابوداود:۷۴۱) سیدنا مالک بن الحویرث (صحیح بخاری:۷۳۷ وصحیح مسلم:۳۹۱) سیدنا ابوموسیٰ الاشعری (سنن الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح۱۱۱۱، وسندہ صحیح) سیدنا ابوبکر الصدیق (السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳/۲ وسندہ صحیح) سیدنا عبداللہ بن الزبیر (السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳/۲ وسندہ صحیح) سیدنا ابن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵/۱ وسندہ صحیح) سیدنا انس بن مالک (جزء رفع الیدین:۲۰ وسندہ صحیح) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری (مسند السراج: ۹۲ وسندہ حسن) سیدنا ابوہریرہ (جزء رفع الیدین:۲۲ وسندہ صحیح)

جلیل القدر تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔'' (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۵ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام سے رفع یدین کا ثبوت متواتر ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

③ درج ذیل تابعینِ کرام سے رفع یدین ثابت ہے:

محمد بن سیرین (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۴۳۶ وسندہ صحیح) ابو قلابہ البصری (ابن ابی شیبہ: ۲۴۳۷ وسندہ صحیح) وہب بن منبہ (التمہید ۹/۲۲۸ ومصنف عبدالرزاق: ۲۵۲۴ وھو صحیح) سالم بن عبداللہ المدنی (جزء رفع الیدین: ۶۲ وسندہ حسن) قاسم بن محمد المدنی (جزء رفع الیدین: ۶۲ وسندہ حسن) عطاء بن ابی رباح (جزء رفع الیدین: ۶۲ وسندہ حسن) مکحول الشامی (جزء رفع الیدین: ۶۲ وسندہ حسن) نعمان بن ابی عیاش (جزء رفع الیدین: ۵۹ وسندہ حسن) طاؤس (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۴ وسندہ صحیح) سعید بن جبیر (السنن الکبریٰ ۲/۷۵ وسندہ صحیح) الحسن البصری (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۴۳۵ وسندہ صحیح) وغیرہم

ثابت ہوا کہ تابعین سے رفع یدین کا ثبوت متواتر ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

④ درج ذیل ائمۂ کرام سے رفع یدین قولاً وفعلاً ثابت ہے:

مالک بن انس، صاحب الموطأ (سنن الترمذی: ۲۵۵ وھو صحیح) شافعی (کتاب الام ۱/۱۰۴) احمد بن حنبل (مسائل احمد لابی داود ص ۳۴) اسحاق بن راہویہ (جزء رفع الیدین: ۱، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، قلمی ج ۱ ص ۲۲۵) ابن المبارک (تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ ص ۶۶ وسندہ صحیح) یحییٰ بن معین (جزء رفع الیدین: ۱۲۱) اور حمیدی (جزء رفع الیدین: ۱) وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین

⑤ ان دلائلِ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ رفع یدین کو منسوخ یا متروک یا غیر اولیٰ کہنا باطل ہے۔

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ کا عام اعلان ہے کہ کسی صحابی سے بھی رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔
دیکھئے جزء رفع الیدین (ح ۴۰، ۷۶، المجموع شرح المہذب للنووی ۳/۴۰۵)

⑦ اس موضوع پر تفصیلی تحقیق کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ کی مشہور و ثابت کتاب جزء رفع الیدین (بتحقیقی) اور راقم الحروف کی کتاب ''نور العینین فی اثبات مسئلۂ رفع الیدین'' کا مطالعہ کریں۔

⑧ نبی کریم ﷺ سے ترکِ رفع یدین ثابت نہیں ہے۔

⑨ رفع یدین کرنے والے کو ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے یعنی ایک دفعہ رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی (۱۷/۲۹۷ ح ۸۱۹ وسندہ حسن ومسندا لہیثمی فی مجمع الزوائد ۲/۱۰۳) اور معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (قلمی ۱/۲۲۵ عن اسحاق بن راہویہ وسندہ صحیح)

تنبیہ: شیخ ابو الحسن القابسی نے جس تیسری روایت کی طرف اشارہ کر کے اسے معلول قرار دیا ہے وہ غالباً صحیح بخاری (۲۴) وصحیح مسلم (۳۶) کی وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے: ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ)) یہ حدیث موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۲/۹۰۵ ح ۱۷۴۴) میں موجود ہے اور قولِ راجح میں صحیح و غیر معلول ہے۔ والحمد للہ

⑩ سجدوں میں رفع الیدین کرنا کسی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص ۱۸۹)

[٦٠] وَبِهٖ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ ابنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَومَكِ حِيْنَ بَنَوا الكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ؟)) قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلاَ تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ؟ قَالَ ٥: ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَومِكِ بِالكُفْرِ لَفَعَلْتُ.)) قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلاَمَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الحِجْرَ إِلَّا أَنَّ البَيْتَ لَمْ يُتَمَّ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

سالم بن عبداللہ (بن عمر رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق (رحمہ اللہ) نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کو بتایا کہ نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں دیکھا (کیا تجھے معلوم نہیں) کہ جب تیری قوم (قریشِ مکہ) نے کعبہ کی تعمیر کی تو اسے (سیدنا) ابراہیم (علیہ السلام) کی بنیادوں سے چھوٹا کر دیا؟ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اسے ابراہیم (علیہ السلام) کی بنیادوں پر کیوں نہیں لوٹا دیتے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر تمھاری قوم کفر سے تازہ تازہ مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں ایسا کر دیتا۔

عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے (یہ سن کر) فرمایا: اگر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر (حطیم) والے دونوں ارکان (کونوں، دیواروں) کو (طواف میں) صرف اسی لئے نہیں چھوا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر (سیدنا) ابراہیم (علیہ السلام) کی بنیاد پر نہیں کی گئی تھی۔

تحقيق صحيح

ابن شهاب عنعن فيما أعلم ورواه نافع مولى ابن عمر عن عبدالله بن أبي بكر الصديق به وللحديث طرق كثيرة .

تخريج متفق عليه

الموطأ (۳۶۳/۱، ۳۶۴ ح ۸۲۴، ک ۲۰ ب ۳۳ ح ۱۰۴، وعنده: لَمْ يُتَمَّمْ) التمهيد ۲۶/۱۰، الاستذکار: ۷۷۲

☆ وأخرجه البخاري (۴۴۸۴) ومسلم (۱۳۳۳/۳۹۹) من حديث مالک به ٥ من رواية يحيى بن يحيى و في الأصل: قالج ، خطأ مطبعي .

تفقه

① اگر دو کام جائز ہوں اور کتاب و سنت سے ثابت ہوں تو شر و فساد سے بچنے کے لئے ان میں سے ایک کام چھوڑا جا سکتا ہے۔

② ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے اس کی پروا نہیں کہ میں حجر (حطیم کے اندر) میں نماز پڑھوں یا بیت اللہ کے اندر نماز

پڑھوں۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۱/۳۶۴ ح ۸۲۵ وسندہ صحیح)
یعنی حطیم کے اندر نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے مترادف ہے۔
③ جو شخص حطیم کے اندر سے طواف کرتا ہے تو قولِ راجح میں اس کا طواف نہیں ہوتا۔
④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس صحیح حدیث کا علم نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے کہ بڑے بڑے علماء سے بھی بعض احادیث مخفی رہ سکتی ہیں۔
⑤ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے تمام دلائل شرعیہ کا احاطہ کرلیا ہے تو ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔
⑥ بیت اللہ کی تعمیرِ اول میں اختلاف ہے کہ کس کے ہاتھوں ہوئی۔قرآنِ مجید سے یہ ثابت ہے کہ بیت اللہ کی بنیادیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اٹھائی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟ تو آپ نے فرمایا: مسجدِ حرام، پوچھا گیا: اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، پوچھا گیا: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ تھا؟ آپ نے فرمایا: چالیس (سال)۔ دیکھئے صحیح بخاری (ح ۳۴۲۵) وصحیح مسلم (ح ۵۲۰)
⑦ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ایک قول کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر قومِ نوح اور قومِ ابراہیم گھروں میں رہتی تھی تاہم بیت اللہ سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔ دیکھئے المختارہ للضیاء المقدسی (۲/۶۰ ح ۴۳۸) اور المستدرک للحاکم (۲/۲۹۲، ۲۹۳) وسندہ حسن
⑧ لوگوں کو بلاضرورت آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

حَمْزَةُ وَسَالِمٌ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[٦١] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالمَرْأَةِ وَالفَرَسِ.))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحوست (اگر ہے تو) تین چیزوں میں ہے:
① گھر ② عورت ③ اور گھوڑا

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۵۷۷۲)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۲ ح ۱۸۸۳، ک ۵۴ ب ۸ ح ۲۲) التمہید ۹/۲۷۸، الاستذکار: ۱۸۱۹
☆ وأخرجہ البخاری (۵۰۹۳) ومسلم (۲۲۲۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور آپ سے پہلے ادوار میں دنیا کے عام فسادات اور قتال کی بنیاد تین اہم چیزیں رہی ہیں:

(۱) گھر یعنی رہنے کی زمین (۲) عورت (۳) گھوڑا یعنی گھڑ سوار فوجیں۔
لہٰذا یہاں نحوست سے یہی مراد ہے لیکن یہ حدیث دوسری صحیح احادیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)) اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔
(صحیح بخاری: ۵۰۹۴ و صحیح مسلم: ۲۲۲۵ [۵۸۰۷، ۵۸۰۸])

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا طِيَرَةَ)) کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۷۵۴، صحیح مسلم: ۲۲۲۳) نیز دیکھئے فتح الباری (۶۰/۶-۶۳ تحت ح ۲۸۵۸، ۲۸۵۹) اور التمہید (۲۹۰/۹) وقال: ''ثم نسخ ذلك و أبطله القرآن والسنن'' پھر یہ منسوخ ہوگئی اور اسے قرآن وسنت نے باطل قرار دیا ہے۔

② موطأ امام مالک کی جس روایت میں آیا ہے کہ ایک گھر کے باشندوں کی تعداد اور مال میں کمی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((دَعُوهَا ذَمِيمَةً)) اسے چھوڑ دو، یہ مذموم ہے۔ (۹۷۲/۲ ح ۱۸۸۴) اس کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ سنن ابی داود (۳۹۲۴) میں اس کی مؤید روایت ہے لیکن اس کی سند عکرمہ بن عمار مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

③ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسی حدیث بیان کرنے کی وجہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رد کیا تھا، اس کی سند قتادہ مدلس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دوسری سند ''مكحول عن عائشة'' کی وجہ سے منقطع ہے۔

④ نیز دیکھئے ح: ۴۱۲

أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: حَدِيثٌ وَاحِدٌ. وَفِي اتِّصَالِهِ بَعْضُ النَّظَرِ

[٦٢] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ.))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور (پئے تو) اپنے دائیں ہاتھ سے پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

تحقیق صحیح

قال الحمیدی فی مسندہ (٦٣٥): '' ثنا سفيان: ثنا الزهري: أخبرني أبو بكر بن عبيد الله بن عبدالله بن عمر أنه سمع جده عبدالله بن عمر قال: ...'' إلخ وسنده صحيح.
معلوم ہوا کہ یہ سند متصل ہے اور اس کے اتصال (متصل ہونے) میں کوئی نظر نہیں ہے۔

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۹۲۲، ۹۲۳ ح ۱۷۷۷، ک ۴۹ ب ۴ ح ۶) التمہید ۱۱/ ۱۰۹، الاستذکار: ۱۷۰۹

☆ وأخرجہ مسلم (۲۰۲۰) من حدیث مالک بہ .



① معلوم ہوا کہ بغیر شرعی عذر کے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے اور ایک جوتی میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ دیکھئے ح: ۱۰۴، وصحیح مسلم (۲۰۹۹/۷۰)

② کھانے پینے اور تمام امورِ دنیا میں آدابِ شریعت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

③ شیاطین یعنی جنات کھاتے اور پیتے ہیں۔ ④ بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔

عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۶۳] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَقَالَ عُمَرُ : ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ . فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ : أُدْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْهُمْ لَهُ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ : أُدْعُ لِي مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) شام کی طرف (جہاد کے لئے) نکلے، جب آپ سَرْغ (وادیٔ تبوک کے قریب ایک مقام) پہنچے تو آپ کے فوجی امراء (جو کہ اردن، حمص، دمشق، فلسطین اور قنسرین پر مقرر تھے) ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھی آپ کے پاس آئے اور بتایا کہ شام میں (طاعون کی) وبا پھیلی ہوئی ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میرے پاس مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ آپ نے انھیں بلا کر اُن سے مشورہ کیا اور بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو ان کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا: آپ ایک کام کے لئے (گھر سے) نکلے ہیں اور ہمارے خیال میں آپ کو اسے چھوڑ کر واپس نہیں جانا چاہئے۔ بعض نے کہا: آپ کے ساتھ (السابقون الاولون) باقی رہنے والے صحابہ اور رسول اللہ ﷺ کے (دیگر) صحابہ ہیں اور ہمارا یہ خیال ہے کہ آپ انھیں وبا والے علاقے میں

مِنْ مُهَاجِرَةِ الفَتْحِ، فَدَعَوْهُم فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُم رَجُلَانِ ، فَقَالُوا :نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُم عَلٰى هٰذَا الوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ :إِنِّي مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ:أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَعَمْ! نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ ، وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ . قَالَ :فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ :إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْمًا. سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ :((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ.)) قَالَ :فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

لے کر نہ جائیں۔ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: آپ میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔ پھر آپ نے کہا: میرے پاس انصاریوں کو بلاؤ۔ پھر آپ نے ان سے مشورہ کیا تو انھوں نے بھی مہاجرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کی طرح آپس میں اختلاف کیا تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے (بھی) کہا: آپ میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔ پھر انھوں نے فرمایا: میرے پاس مہاجرینِ فتح مکہ کے بوڑھے قریشیوں کو لاؤ۔ پھر انھیں بلایا گیا تو ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ انھوں نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ جائیں اور انھیں وباوالے علاقے میں لے کر نہ جائیں۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں میں اعلان کیا: میں صبح (واپسی کے لئے) سواری کی پیٹھ پر ہوں گا اور تم بھی (اپنی سواریوں پر) سوار ہو جانا۔ ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! اگر تمھارے علاوہ کوئی اور یہ کہتا تو، جی ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ تمھارا کیا خیال ہے؟ اگر تمھارے پاس اونٹ ہوں پھر تم دو وادیوں کے پاس جاؤ، ایک سرسبز وشاداب ہو اور دوسری خشک وخراب ہو (تو تم کہاں جاؤ گے؟) اگر تم اونٹوں کو سرسبز وشاداب وادی میں چراتے ہو تو اللہ کی تقدیر سے چراتے ہو اور اگر خشک وخراب وادی میں چراتے ہو تو اللہ کی تقدیر سے چراتے ہو۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) کہا: پھر (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) جو اپنے کسی کام سے (لشکر سے) غیر حاضر تھے تشریف لائے تو (صحابہ کا اختلاف

معلوم ہونے کے بعد) انھوں نے فرمایا: میرے پاس اس کے بارے میں علم موجود ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اس (وبا) کے بارے میں سنو کہ کسی علاقے میں پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ایسے علاقے میں وبا پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے نہ نکلو۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور واپس لوٹ گئے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البیہقی (۷/۲۱۷، ۲۱۸)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۹۴۔۸۹۶ ح ۱۷۰۲، ک ۴۵ ب ۷ ح ۲۲، وعندہ: فدعوتهم بدل فدعوهم) التمہید ۸/۳۶۱۔۳۶۳، الاستذکار: ۱۶۵۲

☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۲۹) ومسلم (۲۲۱۹) من حدیث مالک بہ۔

تفقہ

① طاعون اور وبا والے علاقے سے لوگوں کے نہ بھاگنے اور باہر والوں کے وہاں نہ جانے میں کئی حکمتیں ہیں مثلاً:

اول: اگر یہ بیماری اس علاقے سے باہر والے کسی شخص کو لگ گئی تو اس کا عقیدہ خراب ہو سکتا ہے کہ اس بیماری میں بذاتِ خود چھوت پن اور متعدی مرض لگنے کی صلاحیت ہے۔ یہی معاملہ باہر سے آنے والے شخص کا ہے جسے یہ بیماری لگ جائے لہٰذا اس غلط عقیدے کا سدِ باب کیا گیا ہے۔

دوم: افراتفری اور خوف و ہراس نہ پھیلے۔

② صحیح حدیث اگرچہ خبرِ واحد ہو، حجت ہے کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پر عمل کیا تھا۔ دیکھئے حدیث: ۹

③ اصحابِ اقتدار کو چاہئے کہ وہ اجتہادی امور میں اصحاب حل وعقد کے مشورے سے عمل کریں۔

④ عام مسلمانوں کو بھی اہم امور میں اپنے قابلِ اعتماد بھائیوں سے مشورہ کرنا چاہئے۔

⑤ جس مسئلے کے بارے میں کتاب وسنت واجماع میں صریح دلیل نہ ہو تو عمومِ ادلہ (عام دلیل) سے استدلال یا اجتہاد کیا جا سکتا ہے۔

⑥ حقیقی علم قرآن وحدیث ہے۔

⑦ یہ عین ممکن ہے کہ چھوٹے عالم کو وہ دلیل معلوم ہو جو بڑے عالم کو معلوم نہیں ہے۔

⑧ اس صحیح حدیث کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی (متنبی کذاب) لکھتا ہے: ''اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۳۷) مرزا کا یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔

⑨ حدیثِ رسول کا علم ہو جانے کے بعد قیل وقال کے بجائے فوراً سرِ تسلیم خم کرنا چاہئے۔

⑩ صحابۂ کرام کے مبارک دور میں تقلید نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

عَبْدُ اللّٰهِ وَالحَسَنُ ابْنَا مُحَمَّدٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[٦٤] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالحَسَنِ ابنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عليٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ.

(سیدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے (غزوہ) خیبر والے دن عورتوں کے متعہ اور گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۵۱۱۵)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۴۲ ح ۱۱۷۸، ک ۲۸ ب ۱۸ ح ۴۱) التمہید ۱۰/۹۴، الاستذکار: ۱۰۹۸

☆ وأخرجه البخاری (۴۲۱۶، ۵۵۲۳) ومسلم (۱۴۰۷/۲۹) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① متعۃ النکاح کسی عورت سے لطف اندوزی کے لئے عارضی ازدواجی تعلق کو کہتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں (اضطراری حالت میں مردار کی طرح) یہ جائز تھا اور بعد میں ہمیشہ کے لئے منع کر دیا گیا۔ سیدنا سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ !إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْإِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ..)) اے لوگو! میں نے تمھیں عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی اور (اب) اسے اللہ نے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے...

(صحیح مسلم: ۱۴۰۶/۲۱ [۳۴۲۲])

② امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ما رأيت قومًا أشبه بالنصارىٰ من السبئية'' میں نے سبائیوں سے زیادہ

نصاریٰ سے مشابہ کوئی قوم نہیں دیکھی ۔اس اثر کے راوی احمد بن یونس رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ھم الرافضۃ'' سبائیوں سے مراد رافضی ہیں ۔(الشریعۃ للآجری ص ۹۵۵ ح ۲۰۲۸ وسندہ صحیح)

③ بعض علماء اس حدیث اور دیگر احادیثِ صحیحہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے گدھوں کو حرام نہیں سمجھتے تھے لہٰذا ان علماء کا ایسا سمجھنا احادیثِ صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

④ اگرچہ گدھوں کا حرام ہونا قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے لیکن احادیثِ صحیحہ سے صاف ثابت ہے کہ گدھے حرام ہیں۔ یہ احادیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ سے بھی مرفوعاً ثابت ہیں:

جابر بن عبداللہ (صحیح بخاری: ۴۲۱۹ وصحیح مسلم: ۱۹۴۱/۳۶) براء بن عازب (صحیح بخاری: ۴۲۲۶، ۵۵۲۵، ۵۵۲۶ وصحیح مسلم: ۱۹۳۸/۲۸ [۵۰۱۲]) عبداللہ بن ابی اوفیٰ (صحیح بخاری: ۳۱۵۵، ۵۵۲۵، ۵۵۲۶ وصحیح مسلم: ۱۹۳۷/۲۶ [۵۰۱۰]) انس بن مالک (صحیح بخاری: ۲۹۹۱ وصحیح مسلم: ۱۹۴۰) ابوثعلبہ الخشنی (صحیح بخاری: ۵۵۲۷ وصحیح مسلم: ۱۹۳۶/۲۳ [۵۰۰۷]) عبداللہ بن عمر (صحیح بخاری: ۵۵۲۱ وصحیح مسلم: ۵۶۱/۲۴ بعد ح ۱۹۳۶ [۵۰۰۸]) سلمہ بن الاکوع (صحیح بخاری: ۲۴۷۷ وصحیح مسلم: ۱۸۰۲/۳۳ بعد ح ۱۹۳۹ [۵۰۱۸]) عبداللہ بن عباس (صحیح بخاری: ۴۲۲۷ وصحیح مسلم: ۱۹۳۹) الحکم بن عمرو الغفاری (مسند الحمیدی بتحقیقی: ۸۶۱ وسندہ صحیح، نسخۃ الاعظمی: ۸۵۹) مقدام بن معدی کرب الکندی (سنن ابی داود: ۴۶۰۴ وسندہ صحیح، ومسند احمد ۱۳۱/۴) عبداللہ بن عمرو بن العاص (سنن ابی داود: ۳۸۱۱ وسندہ حسن) رضی اللہ عنہم اجمعین

یہ حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر للکتانی (ص ۱۶۲ ح ۱۶۳)

⑤ خاص دلیل عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے۔

⑥ احادیثِ صحیحہ قرآنِ مجید کا بیان، تشریح اور تفسیر ہیں۔

⑦ اگر احادیثِ صحیحہ وفہم سلف صالحین کو رد کر کے صرف لغت، اشعار اور منکرینِ حدیث کی تحریفات کو سامنے رکھ کر قرآن مجید کی ''تفسیر'' کی جائے تو سوائے گمراہی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

⑧ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی اسی طرح واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم واجب العمل ہے۔

⑨ بہت سے لوگ دلائلِ صحیحہ معلوم ہونے کے باوجود دنیا میں اپنی مرضی کرتے رہتے ہیں۔

⑩ سیدنا علی رضی اللہ عنہ متعۃ النکاح کی حرمت کے راوی اور قائل ہیں لہٰذا ان سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو ان کی اتباع کرنی چاہئے۔

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٦٥] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ .))

(سیدنا) اسامہ بن زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ٥٤٢) وابن ماجہ (٢٧٣٠)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ٢/٥١٩ ح ١١٢٧، ک ٢٧ ب ١٣ ح ١٠، وعندہ: ''عمر بن عثمان'' وھو وھم والصواب ''عمرو بن عثمان بن عفان'') التمہید ٩/١٦٠، الاستذکار: 1051

☆ وأخرجہ النسائی فی الکبریٰ (٤/٨١ حدیث ٦٣٧٢ ـ ٦٣٧٥) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (٦٧٦٤) ومسلم (١٦١٤) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

تفقہ

① جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں کے نزدیک کافر کا مسلم وارث نہیں ہوتا۔ دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی (٢/٣٣) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لایرث المسلم الیھودي ولا النصراني ولا یرثھم إلا أن یکون عبد رجل أو أمتہ'' یہودی اور نصرانی کا مسلمان وارث نہیں ہوتا اور نہ ان کا وارث ہوتا ہے الا یہ کہ آدمی کا غلام یا لونڈی ہو۔

(مصنف عبدالرزاق ٦/١٨ ح ٩٨٦٥ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ٦/٢١٨)

② اس سلسلے میں مزید تحقیق کے لئے دیکھئے میرا مضمون ''غیر مسلم کی وراثت اور فرقۂ مسعودیہ'' ماہنامہ الحدیث: ٣٠ ص ٤٣ تا ٤٦

③ امام مالک کے ایک قول کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا، چاہے رشتہ دار ہو یا رشتۂ ولدیت ہو۔ دیکھئے الموطأ (٢/٥٢٠ تحت ح ١١٣١)

④ اعلیٰ درجہ کے ثقہ راوی کو بھی بعض اوقات وہم ہو سکتا ہے جیسے موطأ امام مالک کے مطبوعہ نسخے میں عمرو بن عثمان کے نام میں وہم ہو گیا۔ وہم و خطا والی بات کو چھوڑ کر اس ثقہ راوی کی تمام روایات صحیح و حجت ہوتی ہیں۔

⑤ صحیح بخاری (٦٧٦٤) اور صحیح مسلم (١٦١٤ [٤١٤٠]) میں اس روایت کے آخر میں اضافہ ہے ((وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) اور کافر مسلم کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ثقہ کی زیادت مقبول و حجت ہوتی ہے۔

عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٦٦] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ :وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ فَجَاءُوْا يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ !لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ :((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ :يَارَسُولَ اللّٰه !لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ . فَقَالَ لَهُ:((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)). قَالَ:فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ :((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ))

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگ آپ کے پاس مسائل پوچھنے آئے۔ایک آدمی نے آ کر کہا:یارسول اللہ! مجھے پتا نہیں تھا، میں نے (قربانی) ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ نے فرمایا: (قربانی) ذبح کر لے اور کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر دوسرا آدمی آیا اور کہا: یارسول اللہ ! مجھے پتا نہیں تھا ، میں نے (جمرات کو) کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی تو آپ نے فرمایا: کنکریاں مار لے اور کوئی حرج نہیں ہے۔(عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: (اس دن) رسول اللہ ﷺ سے جس چیز کے بارے میں (بھی) پوچھا گیا جس میں تقدیم و تاخیر ہوگئی تھی تو آپ نے یہی جواب دیا کہ کر لو اور کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۱۷۳۸)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۲۱ ح ۹۷۰، ک ۲۰ ب ۸۱ ح ۲۴۲) التمہید ۷/۲۶۴ وقال :" هذا حديث صحيح " الاستذکار:۹۱۱

☆ وأخرجه البخاری (۸۳، ۱۷۳۶) ومسلم (۱۳۰۶) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اگر لاعلمی کی وجہ سے کنکریاں مارنے یا قربانی کرنے میں کوئی تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی دم (بکری ذبح کرنا) واجب نہیں ہے۔

② علم ہونے کے بعد اگر کوئی لازمی عمل ترک ہو گیا تو دم دینا پڑے گا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "من نسي من نسكه شيئًا أو تركه فليهرق دمًا" جو شخص اپنے حج و عمرہ سے کوئی (لازمی) عمل بھول جائے یا ترک کر دے تو اس شخص پر دم ہے یعنی اسے بکری ذبح کر کے مساکینِ حرم میں تقسیم کرنی پڑے گی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۳۰ وسندہ صحیح، الموطأ للامام مالک ۱/۴۱۹ ح ۹۶۸ وسندہ صحیح)

③ ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی حاجی قربانی والے دن (۱۰ ذوالحجہ) شام سے پہلے طواف نہ کر سکے تو اس پر (احرام کی) ساری پابندیاں دوبارہ لوٹ آئیں گی یعنی اسے طوافِ زیارت تک دوبارہ احرام باندھنا پڑے گا۔ دیکھئے سنن ابی داود (۱۹۹۹) وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ (۲۹۵۸)

④ اہلِ علم کو چاہئے کہ ایامِ حج (اور اس سے پہلے اور بعد) میں لوگوں کو کتاب وسنت اور دلائلِ شرعیہ کے مطابق علمی باتیں بتائیں۔

⑤ اس پر اجماع ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا حالتِ احرام میں اپنے بال نہیں کاٹے گا اور نہ کٹوائے گا۔ اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے بال کٹوانے پڑے تو دم دینا پڑے گا۔

⑥ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد سر کے بالوں کا حلق کرنا (منڈوانا) افضل ہے اور بال کترانا جائز ہے۔

⑦ حج و عمرے کے تفصیلی مسائل کے لئے میری (مترجَم ومحقق) کتاب "حاجی کے شب وروز" دیکھیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الحَارِثِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۶۷] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بنَ أَبِي وَقَّاصٍ والضَّحَّاكَ بنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ :لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى . فَقَالَ سَعْدٌ :بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابنَ أَخِي !قَالَ الضَّحَّاكُ :إِنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . فَقَالَ :قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن عبدالمطلب (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ جس سال معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) نے حج کیا تو انھوں نے سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) اور ضحاک بن قیس (رضی اللہ عنہ) کو حجِ تمتع کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ ضحاک بن قیس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ (حجِ تمتع) وہی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں جاہل ہے تو سعد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے بھتیجے! تم نے غلط بات کہی ہے۔ ضحاک نے کہا: بے شک عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع کیا ہے تو انھوں (سعد رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے۔ (اجازت دی ہے) اور ہم نے آپ کے ساتھ یہ (حجِ تمتع) کیا ہے۔

تحقیق سندہ حسن والحدیث صحیح

صرح الزہری بالسماع عند ابن حبان (الاحسان: ۳۹۱۲ [۳۹۲۳]) ولہ شاہد عند مسلم (۱۲۲۵)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۴۴ ح ۷۷۸، ک ۲۰ ب ۱۹ ح ۶۰) التمہید ۸/۳۴۱، ۳۴۲، الاستذکار: ۷۲۸

☆ وأخرجہ الترمذی (۸۲۳) والنسائی (۵/۱۵۲ ح ۲۷۳۵) من حدیث مالک بہ وقال الترمذی: ''ھذا حدیث حسن صحیح''

تفقہ

① حجِ قران اور حجِ افراد کی طرح حجِ تمتع بھی قیامت تک جائز ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک بعض احادیث کے مدِّنظر حجِ تمتع افضل ہے۔

② نصِ صریح وصحیح کے مقابل میں اکابر کا قول وعمل حجت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب اجتہاد کر کے حجِ تمتع سے منع کیا تو (ان کے بیٹے) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت کی اور حجِ تمتع کو حلال کہا۔ (دیکھئے سنن الترمذی: ۸۲۴ وسندہ صحیح)

ہر اختلاف میں کتاب وسنت کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

③ محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل رحمہ اللہ کو امام ترمذی اور حافظ ابن حبان نے موثق قرار دیا ہے لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں، انھیں مجہول یا مستور کہنا غلط ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حج کے مہینوں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ میں حج سے پہلے عمرہ کر کے پھر حج تک مکہ میں مقیم رہے تو وہ تمتع کرنے والا (بن جاتا) ہے۔ (موطأ امام مالک ۱/۳۴۴ ح ۷۷۹ وسندہ صحیح)

اور یہی قول سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا ہے۔ (الموطأ ۱/۳۴۵ ح ۷۸۱ وسندہ صحیح)

⑤ اہلِ علم سے بعض دلائل اور صحیح احادیث مخفی رہ سکتی ہیں۔

⑥ بغیر دلیل کے فتویٰ دینا بری بات ہے۔

⑦ اگر دلیل معلوم ہو تو احسن انداز میں دلیل کے ذریعے سے دوسرے شخص (جسے دلیل کا علم نہیں) کا رد کرنا چاہئے اور دلیل سے بھی آگاہ کرنا چاہئے۔

عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٦٨] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ:

(سیدنا) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع والے سال رسول اللہ ﷺ میرے پاس میری شدید بیماری کی وجہ سے میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ دیکھ

يَارَسُولَ اللّٰهِ ! قَدْ بَلَغَ بِيَ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ فَقَالَ : ((لَا.)) فَقُلْتُ : فَالشَّطْرُ فَقَالَ : ((لَا.)) ثُمَّ قَالَ : ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ. إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ . إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي [فِي] امْرَأَتِكَ.)) قَالَ فَقُلْتُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي ؟ فَقَالَ : ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّبِكَ آخَرُونَ، اللّٰهُمَّ ! أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ .))
لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ .

رہے ہیں کہ مجھے کتنا شدید درد (بیماری) ہے، میں مالدار آدمی ہوں اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا: کیا آدھا مال صدقہ کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، پھر آپ نے فرمایا: تیسرا حصہ صدقہ کرلو اور تیسرا حصہ بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو اس حالت میں چھوڑ جاؤ کہ وہ امیر ہوں تمھارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں اس حالت میں چھوڑ جاؤ کہ وہ غریب ہوں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم اللہ کی رضامندی کے لئے جو کچھ خرچ کرتے ہو اس کا تمھیں اجر ملے گا حتیٰ کہ تم اپنی بیوی کو جو نوالہ کھلاتے ہو (تو اس کا بھی اجر ملے گا) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم (اپنے ساتھیوں سے) پیچھے نہیں رہو گے، پھر تم جو بھی نیک عمل کرو گے تو تمھارا درجہ بلند ہوگا اور عزت ملے گی اور ہو سکتا ہے کہ تم (میری وفات کے بعد) پیچھے (زندہ) رہو حتیٰ کہ تمھاری وجہ سے ایک قوم (مسلمانوں) کو فائدہ پہنچے گا اور دوسروں (کفار) کو نقصان ہوگا۔ اے میرے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری فرما اور انھیں الٹے پاؤں واپس نہ پھیر۔ لیکن مصیبت زدہ تو سعد بن خولہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے متعلق غم اور افسوس کرتے تھے کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۵٦) والحمیدی (٦٦)

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۷۶۳ ح ۱۵۳۳، ک ۳۷ ب ۳ ح ۴) التمهید ۸/۳۷۴، ۳۷۵، الاستذکار: ۱۴۶۲

☆ وأخرجه البخاري (۱۲۹۵) من حديث مالک به ورواه مسلم (۱۶۲۸) من حدیث الزہری به ٥. من رواية يحيى بن يحيى.



تفقه

① ورثاء کے ہوتے ہوئے وصیت میں (صدقہ ہو یا ہبہ) اپنے تمام مال میں سے صرف ثلث (ایک تہائی) دینا ہی جائز ہے۔ اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے تاہم کوئی وارث نہ ہو تو بعض علماء کے نزدیک سارا مال صدقہ کرنا جائز ہے۔

② اس روایت میں بعض راویوں نے ''عام الفتح'' یعنی حجۃ الوداع کے بدلے فتح مکہ کا سال روایت کیا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

③ مریض موت کے وقت جو بھی صدقہ، ہبہ یا غلام آزاد کرے گا تو اس کے ترکے کے ایک تہائی سے ہی ادا ہوگا۔

④ قرآن مجید کی تخصیص صحیح حدیث سے جائز ہے کیونکہ اس حدیث نے وصیت کے عمومی حکم کو مخصوص کر دیا ہے۔

⑤ بعض علماء نے کہا ہے کہ وارثوں کی رضامندی کے ساتھ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کی جا سکتی ہے۔

⑥ اگر مرنے والا غریب ہے تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ ایک تہائی کی بھی وصیت نہ کرے بلکہ اپنے رشتہ داروں کے لئے مال چھوڑ جائے تاکہ وہ لوگوں سے مانگتے نہ پھریں۔

⑦ اگر مفضول بیمار ہو تو سنت یہی ہے کہ افضل آدمی بھی اس کی عیادت (بیمار پرسی) کے لئے اس کے پاس جائے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**من عاد مريضًا خاض في الرحمة حتى إذا قعد استقر فيها .**)) جو شخص کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے تو رحمت (ہی رحمت) میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ بیٹھتا ہے تو (رحمت میں) قرار پکڑ لیتا ہے۔ (الادب المفرد للبخاری: ۵۲۲ وسندہ حسن ولہ طریق آخر عند احمد ۳/۳۰۴ وابن حبان فی صحیحہ: ۷۱۱ والحاکم ۱/۳۵۰ والبزار ۱: ۷۷۵ وسندہ حسن)

⑧ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ جو چیز اللہ کی رضامندی کے لئے خرچ کی جائے تو اس کا اجر ملے گا۔ **إن شاء الله**

⑨ اپنے اہل وعیال اور قریبی رشتہ داروں پر مال خرچ کرنا اور ان کی حسبِ استطاعت مدد کرنا بھی نیک کاموں اور صدقات میں سے ہے جس کا اجر ان شاء اللہ ملے گا۔

⑩ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آتی تھی کیونکہ آپ کا یہ فرمانا: ''تمھاری وجہ سے ایک قوم کو فائدہ پہنچے گا اور دوسروں کو نقصان ہوگا۔'' غیب کی خبر ہے جو کہ من وعن پوری ہوئی۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے اور ایران آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور کفار کو نقصان ہوا۔ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ **والحمدللہ**

اس حدیث سے اور بھی بہت سے فائدے معلوم ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ مہاجر ہجرت کے بعد اپنے آبائی علاقے میں دوبارہ آباد نہیں ہو سکتا۔ مومن بھائی کی وفات پر اس کا مرثیہ کہنا یا لکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس مرثیے میں غلو، مبالغہ اور جھوٹ شامل نہ ہو۔ نیز مصیبت پر تاسف اور اظہارِ ہمدردی کرنا مسنون ہے اور یہ بھی کہ اصل مصیبت دین اور اعمال کا نقصان ہے۔ وغیر ذلک

مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٦٩] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ.

(سیدنا) جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نمازِ) مغرب میں (سورہ) طور پڑھتے ہوئے سنا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند ابن خزیمہ (۲۵۸/۱، ۲۵۹ ح ۵۱۴)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۷۸/۱ ح ۱۶۸، ک ۳ ب ۵ ح ۲۳) التمہید ۱۴۵/۹، الاستذکار: ۱۴۸

☆ وأخرجہ البخاری (۷۶۵) ومسلم (۴۶۳) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نمازِ مغرب میں (پوری) سورۂ طور اور اسی طرح سورۂ مرسلات کی قراءت ثابت ہے۔ دیکھئے ح: ۴۹

② ابو عبداللہ الصنابحی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں (سیدنا) ابو بکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) کی خلافت (کے دور) میں مدینہ آیا تو آپ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ آپ نے پہلی دو رکعتوں میں (ہر رکعت میں) سورۂ فاتحہ اور قصارِ مفصل کی ایک (ایک) سورت پڑھی پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک آیت ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ پڑھی۔ (الموطأ ۷۹/۱ ح ۱۷۰، وسندہ صحیح)

اس صدیقی اثر سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

اول: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہئے لہٰذا جو لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ ''نماز کی آخری دو رکعتوں میں اگر کچھ بھی نہ پڑھا جائے تو نماز جائز ہے۔'' یہ قول باطل ہے۔

دوم: تیسری (اور چوتھی) رکعت میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ بھی قرآنِ مجید میں سے پڑھنا جائز ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ (رباعی نماز کی) چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھتے تھے اور بعض اوقات ایک رکعت میں دو یا تین سورتیں بھی پڑھ لیتے تھے۔ (دیکھئے الموطأ ۷۹/۱ ح ۱۷۱، وسندہ صحیح)

④ اس روایت کی بعض سندوں میں آیا ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو نمازِ مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا تو اس وقت جبیر رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

اس سے علمائے کرام نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو حالتِ اسلام میں حالتِ کفر والی روایتیں بیان کر

سکتا ہے اور انھیں قبول کیا جائے گا بشرطیکہ یہ راوی حالتِ اسلام میں ثقہ وصدوق ہو۔

⑤ اس حدیث میں ان لوگوں کا رد بھی ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ نمازِ مغرب کا وقت بہت کم ہوتا ہے لہٰذا اس میں بالکل چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں۔!

أَبُو أُمَامَةَ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[٧٠] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُومِيِّ : أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ قَالَ : فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ : أَخْبِرُوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ. فَقِيلَ : هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ قَالَ : فَقُلْتُ : أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ.)) قَالَ خَالِدٌ : فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ.

خالد بن ولید بن مغیرہ المخزومی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (اپنی خالہ) میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں داخل ہوئے تو بھنا ہوا ایک سوسمار (سمسار، ضب) آپ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے (کھانے کے لئے) اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں بعض عورتوں میں سے کسی نے کہا: رسول اللہ ﷺ جسے کھانا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں آپ کو بتادو۔ کہا گیا: یا رسول اللہ! یہ سمسار (ضب) ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن یہ ہماری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی، پس اس لئے میری طبیعت اس سے انکار کرتی ہے۔ خالد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے اسے (اپنی طرف) کھینچا، پھر کھا لیا اور رسول اللہ ﷺ (میری طرف) دیکھ رہے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۵۳۹۱)

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۸ ح ۱۸۷۱، ک ۵۴ ب ۴ ح ۱۰) التمہید ۶/ ۲۴۷، الاستذکار: ۱۸۰۷

☆ وأخرجہ البخاری (۵۵۳۷) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۱۹۴۶/۴۴) من حدیث الزہری بہ .

تفقہ

① ہر حلال چیز کا کھانا ضروری نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سمسار (سانڈا) کے بارے میں فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور

نہ میں اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ (الموطأ ۹۶۸/۲ ح ۱۸۷۲، وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۱۷۹۰)

② سمسار (ضب/سانڈا) حلال ہے۔ بعض لوگ اس کا ترجمہ گوہ یا گرگوہ کرتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔

③ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے بلکہ صرف اللہ ہی عالم الغیب ہے اور یہ اللہ کی صفتِ خاصہ ہے۔

④ اپنے دوستوں اور شاگردوں وغیرہم کی بہترین دعوت کرنا جائز ہے۔

⑤ حلال وحرام قرار دینے کا اختیار کسی امتی کو نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار کتاب وسنت اور دلائلِ شرعیہ پر ہے۔

⑥ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ دونوں کی خالہ تھیں۔

⑦ گوشت کھانا جائز ہے۔

⑧ یہ عین ممکن ہے کہ آدمی پر اپنے علاقے کی بعض مباح عادات واطوار کا کچھ اثر باقی رہے۔

⑨ جس مباح چیز کو دل نہ چاہے اسے چھوڑ دینا جائز ہے۔

⑩ جو کام رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا جائے اور آپ اسے دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کریں تو اسے تقریری حدیث کہتے ہیں اور یہ بھی قولی وفعلی حدیث کی طرح حجت ہے۔

عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۷۱] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى .

عباد بن تمیم (رحمہ اللہ) کے چچا (سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا (اور آپ) ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے ہوئے تھے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب بالسماع عند البخاری (۶۲۸۷)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۷۲/۱ ح ۴۱۷، ک ۹ ب ۲۴ ح ۸۷) التمہید ۲۰۳/۹، الاستذکار: ۳۸۷

☆ وأخرجہ البخاری (۴۷۵) ومسلم (۲۱۰) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① مسجد میں لیٹنا اور سونا جائز ہے۔

② سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں مسجد میں ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر لیٹ جاتے تھے۔

(صحیح بخاری:۴۷۵ والموطأ ۱/۱۷۳ ح ۴۱۸)

③ ایک صحیح حدیث میں سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم:۷۲/۲۰۹۹[۵۵۰۱])

یہ ممانعت اس حالت میں ہے جب لیٹنے والے نے چادر کا ازار بنا رکھا ہو اور شرمگاہ کے ننگا ہونے کا ڈر ہو۔ اگر آدمی نے شلوار پہن رکھی ہو یا شرمگاہ کے ننگا ہونے کا ڈر نہ ہو تو پھر یہ ممانعت نہیں ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۷۲] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ.))

(سیدنا) کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح ایک پرندے کی صورت میں جنت کے درختوں سے لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ اللہ اسے قیامت کے دن اس کے جسم کی طرف بھیج دے گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۲۴۰ ح ۵۶۹، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۴۹) التمهيد ۱۱/۵۶، الاستذكار: ۵۲۳

☆ وأخرجه النسائي (۴/۱۰۸ ح ۲۰۷۵) من حديث مالك به وسنده صحيح وفيه علة غير قادحة۔ والحديث صححه الترمذي (۱۶۴۱) وابن حبان (۷۳۴) وله شواهد عند أحمد (۶/۴۲۴، ۴۲۵) وغيره .

تفقه

① اس روایت کی سندوں میں اختلاف ہے لیکن یہ سند صحیح ہے۔

② جس طرح زندہ آدمی ہوائی جہاز میں سواری کرتا ہے اسی طرح روح کو جنت میں پرندے کی صورت میں سواری ملتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ((أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ، ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ)) ان (شہیدوں) کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں، عرش کے ساتھ ان کے لئے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، وہ جنت میں جہاں سیر کرنا چاہتی ہیں، کرتی ہیں پھر ان قندیلوں کے پاس واپس آ جاتی ہیں۔ (صحیح مسلم:۱۸۸۷[۴۸۸۵])

③ یہ کہنا کہ "مرنے والے کو دوسرا جسم ملتا ہے" بالکل بلا دلیل ہے اور سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔

④ مرنے کے بعد برزخی زندگی برحق ہے لیکن اس زندگی کا ہمیں کوئی شعور نہیں ہے۔

⑤ مرنے والے کے جسم سے روح نکل جانے کے بعد دوبارہ واپس نہیں آتی سوائے قبر میں سوال جواب کے وقت برزخی اعادۂ روح کے اور قیامت کے دن ہی جسم میں روح واپس لائی جائے گی۔

⑥ جنت میں خوبصورت درخت اور طرح طرح کے میوے کثرت سے موجود ہیں۔

⑦ جولوگ کہتے ہیں کہ ''شہداء وصالحین مرنے کے بعد اپنے اجسام یا ارواح کے ساتھ دنیا میں آتے جاتے رہتے ہیں'' ان کا قول بلا دلیل اور باطل ہے۔

⑧ مفسرِ قرآن قتادہ بن دعامہ التابعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں پتا چلا ہے کہ شہیدوں کی روحیں سفید پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں (اور) جنت کے پھل کھاتی ہیں۔ (تفسیر عبدالرزاق: ۴۸۱ وسندہ صحیح)

أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ: حَدِيثَانِ

[۷۳] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ - نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا: يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ تَأْكُلُونَ مِنْهُ مِنْ نُسُكِكُمْ. قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَلْيَرْجِعْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ. قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ.

ابوعبید مولیٰ ابن ازہر سے روایت ہے: میں (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے تو نماز پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (عید کے) ان دو دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے: (۱) جس دن تم اپنے روزوں سے افطار کرتے ہو یعنی عید الفطر (۲) اور دوسرا دن جب تم اپنی قربانیوں میں سے کھاتے ہو یعنی عید الاضحیٰ۔ ابوعبید نے کہا: پھر میں نے (سیدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید پڑھی۔ آپ تشریف لائے تو نماز پڑھائی پھر فارغ ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں سے فرمایا: آج تمھارے لئے دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں (نماز عید اور جمعہ کا دن) نواحی بستیوں والوں میں سے اگر کوئی جمعہ کا انتظار کرنا چاہے تو کر لے اور جو (اپنے گھر) واپس جانا چاہے تو چلا جائے، میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔ ابوعبید نے کہا: پھر میں نے (سیدنا) علی بن ابی طالب

(رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید (کی نماز) پڑھی اور (سیدنا)
عثمان (رضی اللہ عنہ) محاصرے میں تھے انھوں (علی رضی اللہ عنہ)
نے آکر نماز پڑھائی پھر فارغ ہو کر خطبہ دیا۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۵۵۷۱)

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۷۸ ح ۴۳۱، ک ۱۰ ب ۲ ح ۵) التمہید (۲۳۹/۱۰) الاستذکار: ۴۰۱

☆ وأخرجہ البخاری (۱۹۹۰) ومسلم (۱۱۳۷) من حدیث مالک بہ۔

تفقہ

① عید کی نماز کے بعد خطبۂ عید مسنون ہے لہٰذا نمازِ عید سے پہلے خطبہ نہیں دینا چاہئے۔

② خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا تھے۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے سے پہلے نمازِ عید پڑھاتے تھے۔ اس مفہوم کی روایات درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہیں: عبداللہ بن عباس (صحیح مسلم: ۸۸۴/۲ [۲۰۴۵] نیز دیکھئے صحیح البخاری: ۹۷۷) جابر بن عبداللہ الانصاری (صحیح بخاری: ۹۶۱ وصحیح مسلم: ۸۸۵) عبداللہ بن عمر (صحیح بخاری: ۹۵۷، صحیح مسلم: ۸۸۸) ابوسعید الخدری (صحیح بخاری: ۹۵۶، صحیح مسلم: ۸۸۹) براء بن عازب (صحیح بخاری ۹۸۳، وصحیح مسلم ۱۹۶۱ [۵۰۷۵]) انس بن مالک (صحیح بخاری: ۹۸۴، صحیح مسلم: ۱۹۶۲ [۵۰۸۰]) جندب (صحیح بخاری: ۹۸۵، صحیح مسلم: ۱۹۶۰ [۵۰۶۷]) رضی اللہ عنہم اجمعین۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث متواتر ہے پھر بھی بعض لوگ ایسے تھے جو نمازِ عید سے پہلے خطبہ دیتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ عمل احادیثِ صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

④ اگر جمعہ اور عید اکٹھے ہو جائیں یعنی جمعہ کے دن عید ہو تو جمعہ میں اختیار ہے چاہے جمعہ پڑھے یا نمازِ ظہر ادا کرے۔ ایاس بن ابی رملہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر تھا اور وہ سیدنا زید بن ارقم سے پوچھ رہے تھے کہ کیا تمھاری موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: تو آپ نے کیسے کیا؟ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ((مَنْ شَاءَ أَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ)) جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔

(سنن ابی داود: ۱۰۷۰، وسندہ حسن، سنن النسائی: ۱۵۹۲، سنن ابن ماجہ: ۱۳۱۰)

یاد رہے کہ نمازِ ظہر کی ادائیگی اسی طرح فرض ہے جس طرح عام دنوں میں ہے لہٰذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ "عید اور جمعہ اکٹھے ہونے کی صورت میں نمازِ ظہر میں بھی اختیار ہے، چاہے پڑھو یا نہ پڑھو" صحیح نہیں ہے۔ ⑤ جمعہ اور عید ایک ہی دن میں دو عیدوں کا اجتماع ہے اور باعثِ مزید مسرت وسعادت ہے، اسے نامبارک سمجھنا جہالت و بدعت ہے۔

[۷۴] وَبِهٖ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ فَيَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلد بازی نہ کرے، یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی ہے لیکن قبول نہیں ہوئی۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند مسلم (۲۷۳۵/۹۱)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲۱۳/۱ ح ۴۹۸، ک ۱۵ ب ۸ ح ۲۹) التمہید ۲۹۶/۱۰، الاستذکار: ۴۶۷

☆ وأخرجہ البخاری (۶۳۴۰) ومسلم (۲۷۳۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ آیت: ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دعا قبول کروں گا] اپنے عموم پر نہیں ہے، اس کی تخصیص کی گئی ہے۔'' (التمہید ۲۹۶/۱۰)

حافظ ابن عبدالبر نے سورۃ الانعام کی آیت (۴۱) ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ [پس تم (مصیبتیں ٹالنے کے لئے) جو دعائیں کرتے ہو تو وہ (اللہ) اگر چاہے تو مصیبتیں دور کر دیتا ہے] بھی بطورِ دلیل پیش کی ہے۔

② دعا مانگنے کے بہت سے ارکان و آداب ہیں مثلاً: (۱) صرف اللہ ہی سے دعا مانگی جائے (۲) غیر اللہ سے دعا نہ مانگی جائے (۳) دل میں دعا کی مقبولیت کا یقین ہو (۴) دعا مانگتے وقت دل و دماغ غافل نہ ہوں بلکہ آدمی پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہو (۵) کتاب و سنت کی مکمل اتباع ہو اور ہر قسم کی بدعت سے کلی اجتناب ہو۔ وغیرہ

③ نیز دیکھئے ح ۳۳۶

④ مشہور تابعی امام زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو شخص بھی دعا کرتا ہے تو اس کی تین حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) یا تو اس کی دعا (فوراً) قبول ہو جاتی ہے۔ (۲) یا مؤخر (لیٹ) کر دی جاتی ہے۔ (۳) یا اس (کے گناہوں) کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۲۱۷/۱ ح ۵۰۵ وسندہ صحیح)

⑤ مشہور تابعی امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ (مرنے والا) آدمی اپنے (مرنے کے) بعد اپنی اولاد کی دعا کی وجہ سے آسمانوں کی بلندیوں جتنا اٹھایا جاتا ہے یعنی اس کے درجے بہت بلند ہوتے ہیں۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۲۱۷/۱ ح ۵۰۷ وسندہ صحیح)

⑥ اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے۔

⑦ یہ شکوہ نہیں کرنا چاہئے کہ میں نے بہت دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔

أَبُو إِدْرِيسَ الخَوْلَانِيُّ :حَدِيْثَانِ

[٧٥] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ.))

(سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کرے تو ناک چھنک کر صاف کرے اور جو ڈھیلے سے استنجا کرے تو طاق (عدد یعنی تین، پانچ ڈھیلے استعمال) کرے۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند البخاری (١٦١)

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ١٩/١ ح ٣٣، ک ٢ ب ١ ح ٣) التمہید ١٢/١١، الاستذکار: ٣٧

☆ وأخرجہ مسلم (٢٣٧) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (١٦١) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ .

تفقہ

① ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھنک کر صاف کرے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق (تین عدد) استعمال کرے۔ (دیکھئے ح ٣٢٠، وسندہ صحیح ورواہ البخاری: ١٦٢)

② اس پر علماء کا اجماع ہے کہ وضو میں چہرہ دھونا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا فرض ہے [صرف پاؤں کے دھونے کے بارے میں شیعہ نے اختلاف کیا ہے] دیکھئے التمہید (٣١/٤)

③ وضو کے وقت ناک میں پانی ڈالنے کو استنشاق اور ناک سے اس پانی کے باہر نکالنے کو استنثار کہتے ہیں۔ (التمہید ٣٣/٤)

④ بعض علماء کہتے ہیں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرض ہے۔
یہ کہنا کہ یہ عمل وضو میں سنت ہے اور غسل میں فرض ہے، بالکل بلا دلیل ہے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے کبھی کلی یا ناک میں پانی ڈالے بغیر وضو کیا ہو۔

⑥ بہتر یہی ہے کہ ایک چلو ہی سے کلی کی جائے اور ناک میں پانی ڈالا جائے جیسا کہ صحیح بخاری (١٩١) وصحیح مسلم (٢٣٥[٥٥٥]) سے ثابت ہے اور اگر کوئی شخص علیحدہ چلو سے کلی کرے اور علیحدہ چلو سے ناک میں پانی ڈالے تو یہ بھی صحیح ہے جیسا کہ محدث ابن ابی خیثمہ کی التاریخ الکبیر (ص ٥٨٨ ح ١٤١٠) والی حسن لذاتہ مرفوع روایت سے ثابت ہے۔

⑦ کلی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ١١٢، وسندہ صحیح)

⑧ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کرنی چاہئے۔ (سنن النسائی ٦٧/١ ح ٩١ وسندہ صحیح)

[٧٦] وَبِهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

(سیدنا) ابو ثعلبہ الخشنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچلی والے تمام درندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند البخاری (۵۷۸۱)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۹۶ ح ۱۰۹۶ بلفظ: ''أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ'' ک ۲۵ ب ۴ ح ۱۳) التمہید ۱۱/۶، الاستذکار: ۱۰۲۸

☆ وأخرجه البخاري (۵۵۳۰) ومسلم (۱۹۳۲/۱۴) من حديث مالك به.

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتا، بلی، شیر، چیتا، بھیڑیا، لگڑ بھگا، بجو، لومڑی، بندر اور تمام درندے حرام ہیں۔ یہاں پر ممانعت ممانعتِ تحریم ہے جیسا کہ روایتِ یحییٰ بن یحییٰ اور حدیثِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ دیکھئے ح ۱۱۳

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں امام مالک فرماتے ہیں: ''وهو الأمر عندنا'' اور ہمارے ہاں اسی پر عمل ہے۔
(الموطأ ۲/۴۹۶ نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۱۳)

③ اس حدیث کی رُو سے ضبع (لگڑ بھگے، بجو) کی حلت والی روایت منسوخ ہے۔

④ ایک روایت میں آیا ہے کہ ''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْرَشَ'' رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۱ وسندہ حسن)

نبی ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داود: ۴۱۳۱ مطولاً وسندہ حسن)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض الناس کا یہ قول کہ ''کتے کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس کی جائے نماز اور ڈول بنانا درست ہے۔'' غلط ہے اور یہ قول اس حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

⑤ ہاتھی بھی ذو ناب ہونے کی وجہ سے حرام ہے جیسا کہ حدیث: ۵۲ کے تحت گزر چکا ہے۔

⑥ حدیث قرآن کی تشریح، بیان اور تفسیر ہے۔

⑦ خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا غلط ہے۔

⑧ عام کی تخصیص دلیل کے ساتھ جائز ہے۔

⑨ حدیث حجت ہے۔

⑩ حدیث کا انکار کرنے والا منکرِ حدیث ہے، چاہے وہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن اور پکا مسلم وغیرہ کیوں نہ کہتا رہے۔

عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ :ثَلَاثَةُ أَحَادِيثَ

[٧٧] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَايَقُولُ المُؤَذِّنُ.))

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم (اذان کی) آواز سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

تحقيق صحيح

صرح الزہری بالسماع عند ابی عوانہ (۱/۳۳۷)

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۷ ح ۱۴۵، ک ۳ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۰/۱۳۴، الاستذکار: ۱۲۴

☆ وأخرجہ البخاری (۶۱۱) ومسلم (۳۸۳) من حدیث مالک بہ ۔

تفقه

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہے تو تم میں سے ہر آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر جب مؤذن اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو یہ بھی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہے پھر جب مؤذن اشھد ان محمداً رسول اللہ کہے تو یہ بھی اشھد ان محمداً رسول اللہ کہے پھر جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو یہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر جب مؤذن لا الٰہ الا اللہ کہے، یہ بھی (سچے) دل سے لا الٰہ الا اللہ کہے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۱۲/۳۸۵)

② اگر جواب دینے والا اشھد ان محمداً رسول اللہ کہنے کے بعد عام دلائل کی رُو سے درود پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مسنون جوابات پر اکتفا کر کے آخر میں درود پڑھے تو یہ بہتر ہے کیونکہ اذان کے دوران میں خاص طور پر درود پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

③ اذان کے بعد مسنون درود پڑھیں اور کہیں: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ '' اے اللہ! اس ساری دعوت (پکار) اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو (مقامِ) وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور تو نے ان سے جس مقامِ محمود کا وعدہ کیا ہے وہ عطا فرما۔ جو شخص اسے پڑھے گا تو نبی کریم ﷺ قیامت کے دن اللہ کے اذن سے اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۱۴) وصحیح مسلم (۱۱/۳۸۴)

④ اس حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ اقامت اور الصلوٰۃ خیر من النوم کا وہی جواب دینا چاہئے جو مؤذن پڑھتا ہے۔

⑤ اگر اذانیں بہت زیادہ دی جائیں تو (اہلِ حق کی) پہلی اذان کا جواب دینا کافی ہے۔ واللہ اعلم

⑥ اذان کے دوران میں انگوٹھے چومنا یا صدقت و بررت کے الفاظ کہنا نبی کریم ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے ثابت نہیں ہیں۔

⑦ جو شخص اذان کے ساتھ کلماتِ مذکورہ کہے اور بعد میں دعا کرے تو اس کی دعا (ان شاء اللہ) قبول ہوگی۔ دیکھئے سنن ابی داود (۵۲۴ وسندہ حسن)

[۷۸] وَبِهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ثَلَاثًا حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً - هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ.))

(سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے تین دفعہ (مال) مانگا تو آپ نے انھیں (تین دفعہ) عطا فرمایا حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جو بھی خیر ہوگی (بہترین مال ہو گا) تو میں اسے تم سے (روک کر) ہرگز ذخیرہ نہیں کروں گا (بلکہ تمھیں دے دوں گا) اور جو شخص مانگنے سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو بے نیازی اختیار کرے گا تو اللہ اسے بے نیاز کر دے گا جو شخص صبر کرے گا تو اللہ اسے صابر و شاکر بنا دے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع کوئی چیز (لوگوں کو) عطا نہیں کی گئی ہے۔

تحقیق صحیح

صرح ابن شہاب الزہری بالسماع عند البخاری (۶۴۷۰)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۹۷ ح ۱۹۴۵، ک ۵۸ ب ۲ ح ۷) التمہید ۱۰/۱۳۱، الاستذکار: ۱۸۸۲

☆ وأخرجه البخاری (۱۴۶۹) ومسلم (۱۰۵۳) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① نبی کریم ﷺ بہت زیادہ سخی اور اپنی اُمت کے خیر خواہ تھے۔

② مانگنے والے اور محتاج کو ایک سے زیادہ دفعہ صدقات و خیرات وغیرہ دینا جائز ہے۔

③ جس شخص کے پاس (ضرورت سے زائد) مال نہ ہو تو وہ مانگنے والے کے سامنے اپنا عذر بیان کر سکتا ہے۔

④ بہترین اخلاق یہی ہے کہ ضرورت مند بھی کچھ نہ مانگے بلکہ صبر اور توکل سے ہمیشہ کام لے۔ دوسرے لوگوں کے ہاتھوں کی طرف لالچ کی وجہ سے دیکھتے رہنا اور بغیر شرعی عذر کے مانگنا اچھی روش نہیں ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ نیز دیکھئے ح:۴ ۱۷۴

⑤ علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدًا بعفو إلا عزًا وما تواضع عبد إلا رفعه الله'' صدقہ مال سے کوئی کمی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بندے کی عزت بہت زیادہ کرتا ہے اور جو بندہ تواضع (عاجزی وانکساری) کرتا ہے تو اللہ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۲/۱۰۰۰ ح ۱۹۴۹ ب وسندہ صحیح)

یہ روایت (اثر) صحیح مسلم میں ''العلاء بن عبدالرحمٰن عن أبیه عن أبي هريرة'' کی سند سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے بھی موجود ہے۔ (۲۵۸۸ وترقیم دارالسلام: ۶۵۹۲)

[**۷۹**] وَبِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.))

(سیدنا) ابوایوب الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے بائیکاٹ کرے (ایسا نہ ہو کہ) جب ان کی ملاقات ہو تو ایک بھائی دوسرے سے منہ پھیر لے اور دوسرا اس سے منہ پھیر لے۔ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو دوسرے کو پہلے سلام کرے۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند البخاری (۶۲۴۷)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۰۶، ۹۰۷ ح ۱۷۴۷، ک ۴۷ ب ۴ ح ۱۳) التمہید ۱۰/۱۴۵، الاستذکار: ۱۶۷۹

☆ وأخرجه البخاری (۶۰۷۷) ومسلم (۲۵۶۰) من حدیث مالک به .

تفقه

① مسلمان کا بغیر کسی شرعی عذر کے دوسرے مسلمان سے تین دن رات سے زیادہ ہجر (بائیکاٹ کرنا) حرام ہے۔ نیز دیکھئے ح ۴۳، ۴۴

② مسلمان کا اپنے صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کو سلام کہنے میں پہل کرنا بہت نیکی کا کام ہے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)) لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب وہ شخص ہے جو (انھیں) سلام کہنے میں ابتدا (پہل) کرے۔ (سنن ابی داود: ۵۱۹۷ وسندہ صحیح وحسنہ ابن الملقن فی تحفۃ المحتاج: ۱۶۲۴)

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کے دن دو دفعہ لوگوں کے اعمال (اللہ کے سامنے) پیش

کئے جاتے ہیں پھر ہر مومن کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اس بندے کے جو اپنے بھائی سے بغض رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک یہ صلح نہ کر لیں۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۲/۹۰۹ ح ۱۷۵۲، وسندہ صحیح)

یہ روایت صحیح مسلم (۲۵۶۵) میں مرفوعاً یعنی رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے موجود ہے لہٰذا یہ حدیث مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح صحیح ہے۔

ابْنُ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۸۰] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ : ((هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُم آنِفًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ : نَعَم أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنِّي أَقُولُ: مَالِيْ أُنَازَعُ الْقُرآنَ .)) قَالَ : فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْهُ.

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز سے فارغ ہوئے، جس میں آپ نے جہری قراءت فرمائی تھی تو آپ نے پوچھا: میرے ساتھ تم میں سے کسی نے ابھی پڑھا ہے؟ ایک آدمی نے جواب دیا: جی ہاں یا رسول اللہ! میں نے پڑھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: میرے ساتھ قرآن میں کیوں منازعت (چھینا چھینی) ہو رہی ہے؟ (زہری نے) کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس نماز میں آپ جہری قراءت کرتے تھے، یہ سننے کے بعد قراءت کرنے سے رُک گئے۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی: ۹۵۹)

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۶ ح ۱۹۰، ک ۳ ب ۱۰ ح ۴۴) التمہید ۱۱/۲۳، الاستذکار: ۱۶۶

☆ وأخرجہ ابوداود (۸۲۶) والترمذی (۳۱۲ وقال: حسن) والنسائی (۲/۱۴۰، ۱۴۱ ح ۹۲۰) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الموارد: ۴۵۴)

تفقہ

① امام بیہقی نے عمارہ بن اکیمہ اللیثی کو ''رجل مجہول'' قرار دیا ہے۔ (السنن الکبریٰ ۲/۱۵۹، وکتاب القراءت: ۳۲۷)
لیکن ترمذی و ابن حبان وغیر ہما نے (تصحیح وغیرہ کے ذریعے سے) اُن کی توثیق کر رکھی ہے لہٰذا راجح یہی ہے کہ ابن اکیمہ ثقہ ہیں۔

② امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کی وجہ سے قراءت خلف الامام کے قائل پر

اعتراض ہو سکے'' (سنن الترمذی:۳۱۲)

④ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بذاتِ خود جہری وسری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ دیکھئے ح:۱۳۹

④ فانتهى الناس إلخ کے الفاظ امام زہری کے کلام میں سے ہیں جو کہ حدیث میں درج ہو گئے ہیں اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں سے یہ الفاظ باسند صحیح ثابت نہیں ہیں۔ دیکھئے التلخیص الحبیر (۱/۲۳۱ ح ۳۴۳) ونصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری (۹۵)

تنبیہ: سنن ابی داود (۸۲۷) کی روایت میں ''عن الزهري قال أبو هريرة'' والی سند منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ دیکھئے نصر الباری (ص ۱۵۳)

⑤ فاتحہ خلف الامام کے تفصیلی دلائل کے لئے دیکھئے ح:۱۳۹، اور ''الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریہ''

⑥ امام کے پیچھے شرعی عذر کے بغیر جہری قراءت ممنوع ہے۔

⑦ قراءت خلف الامام پر تفصیلی تحقیق کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب جزء القراءۃ (بتحقیقی: نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری) اور محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی کتاب تحقیق الکلام کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ ثَلَاثَةُ أَحَادِيثُ

[۸۱] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ. فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ السَّلَامِ ثُمَّ سَلَّمَ.

(سیدنا) عبداللہ بن بحینہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ کھڑے ہو گئے (اور تشہد کے لئے) نہ بیٹھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز مکمل کی اور ہم آپ کے سلام کا انتظار کرنے لگے تو آپ نے تکبیر کہی اور دو سجدے سلام سے پہلے بیٹھے ہوئے کئے پھر آپ نے سلام پھیرا۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند البخاری (۸۲۹)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۹۶ ح ۲۱۴، ک ۳ ب ۱۷ ح ۶۵) التمہید ۱۰/۱۸۳، الاستذکار: ۱۸۴، ۱۸۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۲۲۴) ومسلم (۵۷۰) من حديث مالك به.

تفقه

① مخلوقات میں سے کوئی بھی وہم اور نسیان سے محفوظ نہیں ہے سوائے اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

② اگر نمازی پہلے تشہد میں سہواً کھڑا ہو جائے تو اسے بیٹھنا نہیں چاہئے بلکہ نماز مکمل کر کے آخر میں سجدۂ سہو یعنی دو سجدے سلام سے پہلے یا بعد میں کر لینے چاہئیں۔ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں کھڑا ہو جانے کے بعد بیٹھ جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دیکھئے التمہید (۱۸۵/۱۰)

③ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو تیسری رکعت میں (تشہد کے بغیر) کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا تو آپ نہیں بیٹھے بلکہ لوگوں کو کھڑے ہونے کا اشارہ کیا پھر نماز پڑھ کر (آخر میں) دو سجدے کئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۴ ح ۴۴۹۳ وسندہ صحیح)

اس مفہوم کی مفصل روایت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے المستدرک ۱/۳۲۵ ح ۱۲۱۴، والاوسط لابن المنذر (۲۸۸/۳ وسندہ صحیح)

④ سجدۂ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت نہیں ہے۔

⑤ اگر امام نماز میں بھول جائے اور بعد میں سجدۂ سہو بھی بھول جائے تو حکم بن عتیبہ کے نزدیک مقتدیوں کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے اور حماد بن ابی سلیمان کے نزدیک ان پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹ ح ۴۵۲۵ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث (صحیح بخاری: ۱۲۲۶، وصحیح مسلم: ۵۷۲) سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر امام سجدہ سہو بھول جائے تو سلام پھیرنے کے بعد بھی وہ دو سجدے (لوگوں کے ساتھ) کر لے۔

⑥ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نماز میں رکوع، ہجود، قیام اور آخری جلسہ فرض ہے۔ (التمہید ۱۰/۱۸۹)

لہٰذا ان میں سے جو رہ گیا تو رکعت رہ گئی، اس رکعت کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

[۸۲] وَبِهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرُزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ.)) قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَالِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ، وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔

(عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج نے) کہا: پھر ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں اس سے منہ پھیرے ہوئے دیکھتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اسے تمھارے کندھوں کے درمیان ضرور پھینکوں گا یعنی میں اسے تمھارے درمیان مشہور کروں گا۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند الحمیدی (بتحقیقی:۱۰۸۲، نسخۃ الاعظمی:۱۰۷۶)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۴۵ ح ۱۵۰۱، ک ۳۶ ب ۲۶ ح ۳۲) التمہید ۱۰/۲۱۵، الاستذکار:۱۴۲۵

☆ وأخرجه البخاري (۲۴۶۳) ومسلم (۱۶۰۹/۱۳۶) من حدیث مالک به .

تفقه

① اس حدیث میں دیوار پر لکڑی رکھنے کی اجازت کا حکم وجوب پر نہیں بلکہ استحباب پر محمول ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی (مسلمان بھائی) کا مال اس کی مرضی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ (مسند احمد ۵/۴۲۵ ح ۲۳۶۰۵ ل، وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے التمہید (۱۰/۲۲۲)

② اگر پڑوسی کے شر کا اندیشہ ہو کہ بعد میں وہ اس دیوار پر قبضہ کر لے گا تو پھر اپنی دیوار بچانے کے لئے اسے لکڑی رکھنے سے منع کیا جاسکتا ہے کیونکہ اپنا مال بچانا بھی دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہے۔

③ لوگ خوش ہوں یا ناخوش، صحیح احادیث بیان کرتے رہنا مومن کی شان ہے۔

④ صحیح بات کی تائید میں قسم کھانا صحیح ہے۔

⑤ یہ عین ممکن ہے کہ ایک حدیث یا آیت کا مفہوم بعض لوگوں کو سمجھ نہ آئے لہٰذا انھیں علمائے حق کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

⑥ اس حدیث سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حق گوئی وبیباکی واضح ہے۔

[۸۳] وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُدْعَىٰ لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ. وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ (لوگوں کا) سب سے برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیروں کو دعوت دی جاتی ہے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس نے (بغیر شرعی عذر کے) دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

تحقیق صحیح

صرح الزہری بالسماع عند مسلم (۱۴۳۲/۱۰۸)

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۴۶ ح ۱۱۸۷، ک ۲۸ ب ۲۱ ح ۵۰) التمہید ۱۰/۱۷۵، الاستذکار:۱۱۰۷

☆ وأخرجه البخاري (۵۱۷۷) ومسلم (۱۴۳۲/۱۰۷) من حدیث مالک به .

تفقه

① اگر ولیمے میں منکرات اور لہو ولعب نہ ہو تو صحیح العقیدہ بھائی کے ولیمے کی دعوت قبول کرنا واجب یعنی فرض ہے۔

② اگر شرعی عذر ہو تو دعوت سے معذرت کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ)) جب تم میں سے کسی کو (کھانے کی) دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے پھر اگر وہ روزے سے ہے تو دعا کر دے اور اگر روزے سے نہیں ہے تو کھانا کھالے۔ (صحیح مسلم: ۱۴۳۱[۳۵۲۰])

ایک روایت میں ہے کہ اگر تمھیں تمھارا بھائی دعوت دے تو قبول کرو چاہے شادی ہو یا اس جیسی کوئی دوسری دعوت ہو۔

(صحیح مسلم: ۱۴۲۹[۳۵۱۳])

③ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی (سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کا مہمان بنا تو انھوں نے اس کے لئے کھانا تیار کیا پھر (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو دعوت دیں تا کہ وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ تو انھوں نے آپ کو دعوت دی، آپ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تو گھر کے ایک کونے میں پردہ لٹکا ہوا دیکھا پھر آپ (بغیر کھانا کھائے) واپس چلے گئے۔ فاطمہ نے علی (رضی اللہ عنہما) سے کہا کہ جائیں دیکھیں آپ کیوں واپس جا رہے ہیں؟ (علی نے کہا:) میں گیا اور پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کیوں واپس گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میرے یا کسی نبی کے واسطے یہ لائق نہیں کہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو جہاں نقش ونگار ہو۔

(سنن ابی داود نسخہ مجتبائیہ ج۲ ص ۱۷۱ ح ۳۷۵۵ وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی من طریق ابی داود ۲۶۷/۷، سنن ابن ماجہ: ۳۳۶۰، مسند احمد ۲۲۰/۵۔۲۲۲)

معلوم ہوا کہ شرعی عذر کی بنیاد پر بعض دعوتوں کو رد کیا جا سکتا ہے۔

رَجُلٌ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۸۴] مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ ! إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ لَنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ.

كَمَلَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ خَمْسَةٌ وَثَمَانُونَ حَدِيثًا.

آلِ خالد بن اُسید کے ایک آدمی (اُمیہ بن عبداللہ بن خالد) سے روایت ہے کہ انھوں نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہم قرآن میں نمازِ خوف اور نمازِ حضر کا ذکر پاتے ہیں اور نمازِ سفر کا ذکر نہیں پاتے؟ تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ نے ہمارے لئے محمد ﷺ کو بھیجا اور ہم کچھ بھی نہیں جانتے تھے لہٰذا ہم تو اسی طرح عمل کرتے ہیں جیسے ہم نے آپ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ زہری کی حدیثیں مکمل ہو گئیں، یہ پچاسی (!۸۴) حدیثیں ہیں۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۴۵، ۱۴۶ ح ۳۳۲، ک ۹ ب ۲ ح ۷) التمہید ۱۱/۱۶۱، الاستذکار: ۳۰۳

☆ وأخرجہ الحاکم الکبیر فی عوالی مالک (۲۰۹) من حدیث مالک بہ ورواہ محمد بن عبداللہ الشعیثی عن امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید انہ قال لابن عمر بہ، أخرجہ النسائی (۱/۲۲۶ ح ۴۵۸) وسندہ حسن، وصرح الزہری بالسماع من عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن عند البیہقی (۳/۱۳۶) ویعقوب بن سفیان الفارسی فی المعرفۃ والتاریخ (۱/۳۷۲) وللحدیث طریق آخر عند ابی داود (۴۵۷) والنسائی (۱۴۳۵) وابن ماجہ (۱۰۶۶) وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ (۹۴۶) وابن حبان (الموارد: ۱۰۱) والحاکم (۱/۲۵۸) ووافقہ الذہبی .

تفقہ

① خوف ہو یا امن، سفر میں نمازِ قصر سنت ہے۔

② حدیث قرآن کی شرح اور بیان ہے لہٰذا کسی صحیح حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ قرآن میں نہیں ہے یا قرآن کے خلاف ہے تو یہ طریقہ باطل ہے۔

③ دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ مثلاً دیکھئے سنن النسائی (۳/۱۲۱ ح ۱۴۵۷، وسندہ صحیح العلاء بن زہیر ثقہ ولا شذوذ فی روایتہ)

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ : ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثَ .
وَرَابِعٌ لَمْ أَذْكُرْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ

[۸۵] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ : أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ : أَقِلْنِي بَيْعَتِي . فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ : أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا .))

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے اسلام پر (مدینہ میں قائم رہنے پر) رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی پھر اس اعرابی کو مدینے میں بخار ہو گیا تو اس نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیں۔ نبی ﷺ نے انکار کر دیا تو اس نے دوبارہ آ کر کہا: میری بیعت فسخ کر دیں۔ آپ نے انکار کیا تو اس نے تیسری بار آ کر کہا: میری بیعت فسخ کر دیں۔ آپ نے انکار کر دیا پھر وہ اعرابی (مدینے سے) نکل کر چلا گیا تو نبی ﷺ نے

فرمایا: مدینہ تو زرگر کی بھٹی کی طرح ہے، زنگار اور میل کو نکال دیتا ہے اور عمدہ کو نکھارتا اور چمکاتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحیٰ ۸۸۶/۲ ح ۱۷۰۴، ک ۴۵ ب ۲ ح ۴) التمہید ۲۲۳/۱۲، الاستذکار: ۱۶۳۴

☆ وأخرجہ البخاری (۷۲۱۱) ومسلم (۱۳۸۳) من حدیث مالک بہ ۔

تفقہ

① نبی کریم ﷺ لوگوں کی بیعت شروطِ اسلام وفرائض وحدود وہجرت وغیرہ بھی لیتے تھے۔ دیکھئے التمہید (۲۲۴/۱۲)

② اسلام میں صرف دو بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے: (۱) نبی ﷺ کی بیعت (۲) اور خلیفہ کی بیعت۔
ان کے علاوہ تیسری بیعت مثلاً سلاسل صوفیہ کے شیوخ اور نام نہاد کاغذی تنظیموں کی بیعت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

③ مدینہ طیبہ فضیلت والا شہر ہے اور اس کے عام باشندے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت افضل وپسندیدہ ہیں۔

④ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے اور اطاعت سے انکار کرنے والا خبیث ہے۔

⑤ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ مدینہ حرم ہے۔

[۸٦] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَامِنِ امْرِىءٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ. وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ.))

سعید بن جبیر (رحمہ اللہ) اپنے نزدیک پسندیدہ آدمی (اسود بن یزید رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھیں ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کو (ہمیشہ نفل) نماز پڑھتا ہے اگر اس پر نیند غالب آجائے (اور وہ سو جائے، نماز نہ پڑھ سکے) تو اس کے لئے نماز کا اجر لکھا جاتا ہے اور اس کی نیند اس پر اللہ کی طرف سے صدقہ ہو جاتی ہے۔

تحقیق صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰ ۱۱۷/۱ ح ۲۵۴، ک ۷ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۶۱/۱۲، الاستذکار: ۲۲۵

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۳۱۴) والنسائی (۲۵۷/۳ ح ۱۷۸۵) من حدیث مالک بہ ۔

○ الرجل المرضی ھو الأسود بن یزید وللحدیث شواھد.

تفقہ

① نیکی کی نیت کرنے والے کو حسبِ نیت ثواب ملتا ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

② ہمیشہ ساری زندگی ساری رات بغیر سوئے قیام کرتے رہنا سنت سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی مخالفت ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۰۶۳) وصحیح مسلم (۱۴۰۱)

③ مومن کا سونا جاگنا، کھانا پینا اور عبادت کرنا سب نیکیاں ہی نیکیاں شمار ہوتا ہے۔

④ صحیح العقیدہ نیک استاد کی تعریف اس کی غیر حاضری میں کرنا اچھا کام ہے۔

⑤ یہ کہنا کہ فلاں آدمی نے چالیس یا پچاس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، فلاں آدمی نے بارہ دن کچھ بھی نہیں کھایا پیا اور فلاں آدمی نے ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، وغیرہ یہ سب باطل اور من گھڑت قصے ہیں اور کتاب وسنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

[۸۷] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَأَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الطَّاعُونُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ.))

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ.

عامر بن سعد بن ابی وقاص (رحمہ اللہ) نے اپنے ابا (سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو (سیدنا) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے پوچھتے ہوئے سنا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب (بیماری) ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا۔ پس اگر تمھیں کسی علاقے میں اس (طاعون) کی خبر ملے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر وہ (طاعون) تمھارے علاقے میں آجائے تو راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے باہر نہ نکلو۔ مالک نے کہا: ابو النضر نے (عامر سے روایت میں) کہا: یہ تمھیں راہِ فرار پر مجبور کر کے نکال نہ دے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۹۶ ح ۱۷۲۱، ک ۴۵ ب ۷ ح ۲۳) التمہید ۱۲/۲۴۹، ۲۱/۱۸۳، الاستذکار: ۱۶۵۳

☆ وأخرجہ البخاری (۳۴۷۳) ومسلم (۲۲۱۸) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① طاعون کافروں اور نافرمانوں کے لئے عذاب ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ وَأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ))
یہ عذاب ہے جسے اللہ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور اللہ نے اسے مومنوں کے لئے رحمت بنایا ہے، جو شخص بھی طاعون میں مبتلا ہوتا ہے پھر اپنے علاقے میں صبر و شکر اور نیتِ ثواب سے ٹھہرا رہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس پر صرف وہی مصیبت آتی ہے جو اللہ نے اس کے لئے (تقدیر میں) لکھ رکھی ہے تو اسے شہید کا اجر ملتا ہے۔ (صحیح بخاری:۳۴۷۴)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)) طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔
(صحیح بخاری:۲۸۳۰ وصحیح مسلم:۱۹۱۶)

② اس سلسلے میں مزید تفقہ اور فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ح:۶۳

أَبُو الْأَسْوَدِ : أَرْبَعَةُ أَحَادِيْثُ

[۸۸] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ . وَكَانَ يَتِيْمًا فِي حِجْرِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

ام المومنین (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے حج افراد کیا تھا۔

تحقیق سنده صحيح ،لاشك فيه

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۳۵ ح ۷۵۵، ک ۲۰ ب ۱۱ ح ۳۸) التمہید ۱۳/۹۸، الاستذکار: ۷۰۵
☆ وأخرجہ البخاری (۱۵۶۲) ومسلم (۱۱۸/۱۲۱۱) وابن ماجہ (۲۹۶۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس صحیح حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کی لبیک کہی تھی۔ (صحیح مسلم:۱۲۳۱)
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج افراد کی لبیک کہی تھی۔ (صحیح مسلم:۱۲۱۳)
دوسری طرف سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کی لبیک کہی تھی۔ (صحیح بخاری:۴۳۵۳، ۴۳۵۴،

وصحیح مسلم: ۱۲۳۲) اس طرح کی روایات دیگر صحابہ سے بھی ہیں اور یہ متواتر ہے۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے حج افراد کی لبیک کہی اور بعد میں حج قران (عمرے اور حج) کی لبیک کہی۔ ہر صحابی نے اپنے اپنے علم کے مطابق روایت بیان کر دی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک (ج ۲ ص ۲۵۱)

۲) حج افراد، حج قران اور حج تمتع یہ تینوں قسمیں حج کی ہیں اور قیامت تک ان میں سے ہر قسم پر عمل جائز ہے۔ بعض علماء کا حج افراد کی حدیث کو شاذ یا منسوخ قرار دینا باطل و مردود ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابن مریم روحاء کی گھاٹی سے حج (افراد) یا عمرہ کرنے (والے حج تمتع) یا دونوں اکٹھے (حج قران) کی لبیک کہتے ہوئے ضرور آئیں گے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۵۲، وترقیم دارالسلام: ۳۰۳۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۵ حاجی کے شب و روز ص ۸۲)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حجِ افراد، حجِ قران اور حجِ تمتع قیامت تک باقی رہیں گے۔

۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے حجِ افراد کیا تو اچھا ہے اور جس نے تمتع کیا تو اس نے قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی سنت (دونوں) پر عمل کیا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۱/۵ وسندہ صحیح، حاجی کے شب و روز ص ۸۳)

سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے حج افراد کیا۔ (سنن الترمذی: ۸۲۰ وسندہ حسن)

تنبیہ: دوسرے دلائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے حج تمتع سب سے افضل ہے۔

[۸۹] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ. فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ. وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يُحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع والے سال (مدینہ طیبہ سے) نکلے۔ ہم میں سے کوئی عمرے کی لبیک کہہ رہا تھا اور کوئی حج اور عمرے (دونوں) کی اور کوئی (صرف) حج کی لبیک کہہ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حج کی لبیک کہی۔ جس نے (صرف) عمرے کی لبیک کہی تھی تو وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو گیا یعنی اس نے احرام کھول دیا اور جس نے حج کی یا حج اور عمرے دونوں کی لبیک کہی تھی تو وہ قربانی والے دن تک حالت احرام میں رہا۔ (اس نے قربانی کے بعد احرام کھولا)

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۳۵ ح ۷۵۳ ک ۲۰ ب ۱۱ ح ۳۶) التمہید ۱۳/۹۵، الاستذکار: ۷۰۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۶۲) ومسلم (۱۲۱۱/۱۱۸) من حديث مالك به والحديث (۸۸) مختصر منه .



تفقه

① اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کی لبیک کہی تھی جبکہ دوسری احادیث سے حج قران کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے پہلے حج افراد کی لبیک کہی اور بعد میں عمرے کی لبیک کا اضافہ کر کے حج قران کیا جیسا کہ سابق حدیث میں ثابت کر دیا گیا ہے۔

② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح:۸۸

③ حج کے تفصیلی مسائل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''حاجی کے شب و روز''

[۹۰] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ الرُّوْمَ وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا)).

(سیدہ) جُدامہ بنت وہب الاسدیہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ (حاملہ یا مرضعہ بیوی سے جماع) سے منع کر دوں لیکن مجھے یاد آیا کہ رومی اور فارسی لوگ ایسا کرتے ہیں تو اُن کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيیٰ ۶۰۷/۲، ۶۰۸ ح ۱۳۲۹، ک ۳۰ ب ۳ ح ۱۶) التمهيد ۹۰/۱۳ وقال: ''وهذا حديث صحيح ثابت''، الاستذكار: ۱۲۴۹

☆ وأخرجه مسلم (۱۴۴۲) من حديث مالك به .



تفقه

① اگر عورت اپنے بچے بچی کو دودھ پلا رہی ہو تو اَیامِ نفاس کے بعد خاوند اپنی بیوی سے ایامِ رضاعت میں جماع کر سکتا ہے۔

② پہلی امتوں کے واقعات بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان واقعات کی سند صحیح ہو۔

③ زیادہ علم والا اور افضل انسان اپنے سے کم علم والے اور مفضول سے روایت بیان کر سکتا ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سیدہ جُدامہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے اور باتفاق اہل سنت سیدہ عائشہ اُن سے افضل ہیں۔ رضی اللہ عنہما

④ حاملہ بیوی سے شوہر کا جماع کرنا جائز ہے بشرطیکہ پیٹ والے بچے کو کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو۔

⑤ نبی ﷺ کا ہر قول و فعل امتِ مسلمہ کے لئے احسان، خیر اور رحمت ہی رحمت ہے۔

⑥ غیر اقوام سے مفید اور معقول چیزیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ ⑦ اجتہاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ واضح دلیل کے خلاف نہ ہو۔

[٩١] وَبِهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ: ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ.)) قَالَتْ: فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَسْطُوْرٍ.

نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میں بیمار ہوں ۔آپ (ﷺ) نے فرمایا: لوگوں سے پیچھے ہٹ کر سواری کی حالت میں ہی طواف کرو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔آپ سورۂ طور ﴿وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ اور قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی، پڑھ رہے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۳۷۰، ۳۷۱ ح ۸۴۳، ک ۲۰ ب ۴۰ ح ۱۲۳) التمهيد ۱۳/۹۹، الاستذكار: ۷۹۱

☆ وأخرجه البخاري (۴۶۴) ومسلم (۱۲۷۶) من حديث مالك به .

تفقه

① اس پر اجماع ہے کہ معذور اور بیمار شخص سواری (مثلاً کرسی، ہاتھ والی چارپائی وغیرہ) پر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کر سکتا ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۳/۹۹) ② قول راجح میں یہ صبح کی نماز تھی جو آپ ﷺ پڑھا رہے تھے۔

③ جس طرح نماز میں عورتیں مردوں کی صف سے پیچھے ہوتی ہیں اسی طرح طواف کے دوران میں بھی انھیں مردوں سے ہٹ کر اور پیچھے رہ کر طواف کرنا چاہئے۔ اگر علیحدہ طواف کا بندوبست نہ ہو تو اضطراری حالت کی وجہ سے مردوں کے ساتھ ہی، علیحدہ رہ کر طواف کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری (۱۶۱۸) کی حدیث سے ثابت ہے۔

④ عورت پر نماز با جماعت میں شرکت ضروری نہیں ہے خواہ وہ مسجد میں ہو۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ :حَدِيثَانِ

[٩٢] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم کھجوروں میں کوئی صدقہ (عُشر) نہیں ہے اور پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں کوئی صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے اور پانچ اونٹوں

وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ . سے کم میں کوئی صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے۔
وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةٌ .))

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۴۴، ۲۴۵ ح ۵۷۹، ک ۱۷ ب ۱ ح ۲) التمهيد ۱۳/۱۱۳، الاستذكار: ۵۳۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۵۹) من حديث مالك به .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَدَقَةَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الزَّرْعِ أَوِالْكَرْمِ حَتَّى يَكُوْنَ خَمْسَةُ أَوْسُقٍ وَلَا فِي الرِّقَّةِ حَتَّى تَبْلُغَ مِئَتَيْ دِرْهَمٌ .)) کسی کھیتی (غلے) یا کھجور میں کوئی عشر نہیں ہے الا یہ کہ پانچ وسق ہو جائے اور چاندی میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے الا یہ کہ دوسو درہم تک پہنچ جائے۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی ۲/۳۵ وسندہ حسن)

حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ یہ جلیل القدر سنت ہے جسے سب کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ (التمہید ۲۰/۱۳۶)

② ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک حجازی صاع ۵ رطل اور ثلث = دوسیر چار چھٹانک یعنی ۲ کلوگرام ۹۹ گرام ۵۲۰ ملی گرام، دیکھئے مولانا فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ کی کتاب ''اسلامی اوزان'' (ص ۵۹) صاع کے صحیح وزن کے بارے میں علمائے حق کا باہم اختلاف ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ڈھائی کلو (۲ کلو ۵۰۰ گرام) قرار دے کر صدقہ نکالا جائے تا کہ آدمی شک وشبہ سے بچا رہے۔ واللہ اعلم

③ ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں جو دو چھٹانک چھ ماشہ اور ۲۷۔۱۲۲۰ گرام ہوتا ہے۔ دیکھئے اسلامی اوزان ص ۲۱

④ پورا سال گزرنے کے بعد ہی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

⑤ تفقہ نمبر ۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کا غلہ فصل وغیرہ ۷۵۰ کلوگرام یا دوسرے قول میں ۶۳۰ کلوگرام سے کم ہو تو اس میں عشر ضروری نہیں ہے۔ مذکورہ حد تک پہنچنے کے بعد ہی عشر فرض ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے ح ۴۰۲

[۹۳] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ - يَعْنِي ابنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ - أَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ سَعِيْدَ بنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس (کی صحت یا مال میں) سے کچھ لے لیتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحیٰی ۲/۹۴۱ ح ۱۸۱۶، ک ۵۰ ب ۳ ح ۷) التمهید ۱۳/۱۱۹، وقال: ''هذا حديث صحيح''، الاستذکار: ۱۷۵۱
☆ وأخرجه البخاری (۵۶۴۵) من حدیث مالک بہ ۔



تفقه

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے حتیٰ کہ ایک کانٹے کا چبھنا تو اللہ اسے اس کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۶۴۰ وصحیح مسلم: ۲۵۷۲)

ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جب بھی کسی تکلیف، بیماری، مصیبت اور غم میں مبتلا ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک کانٹا جو اُسے چبھ جاتا ہے تو اللہ اس کے ذریعے سے اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۶۴۱، ۵۶۴۲ وصحیح مسلم: ۲۵۷۳)

② سیدنا صہیب الرومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب (پیارا) ہے، اس کی ساری باتیں خیر ہی خیر ہوتی ہیں اور یہ صرف مومن کو ہی حاصل ہے۔ اس پر جب خوشی آتی ہے تو شکر کرتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو صبر کرتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۹۹۹ [۷۵۰۰])

لہٰذا انسان کو ہر وقت صبر وشکر سے ہی کام لینا چاہئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران: ۱۴۶)

③ ہر مصیبت کو عذاب قرار دینا درست نہیں، کبھی یہ مومن کی بلندیٔ درجات کا باعث ہوتی ہے۔

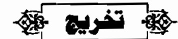
مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۹٤] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ النَّضْرِ السُّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا كَانُوا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ.)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَوِ اثْنَانِ . قَالَ : ((أَوِ اثْنَانِ.))

(سیدنا) ابو النضر السُّلَمی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مسلمانوں میں سے جس کے بھی تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ صبر کرے اور اللہ سے اجر کی امید رکھے تو یہ بچے اس کے لئے جہنم سے ڈھال یعنی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ایک عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، کہنے لگی: یا رسول اللہ! یا دو (بچے فوت ہو جائیں)؟ تو آپ نے فرمایا: یا دو (بچے فوت ہو جائیں تو وہ بھی جہنم سے ڈھال بن جاتے ہیں)



تحقیق صحیح



تخریج

الموطأ (رواية يحیٰی ۱/۲۳۵ ح ۵۵۸، ک ۱۶ ب ۱۳ ح ۳۹ وعنده ''عن ابی النضر'' وهو الصواب) التمهید ۱۳/۸۶، ۸۷، الاستذکار: ۵۱۲

☆ وأخرجه ابوالقاسم الجوہری فی مسند الموطأ (۲۶۲/۲۴۵) من حديث مالك به .
وللحديث شواہد عند البخاری (۱۰۱) ومسلم (۲۶۳۳) وغيرہما والحديث بہا صحیح .

تفقه

① سیدنا ابوالنضر السلمی رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور صحابہ کے حالات معلوم ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر صحابی عادل ہی ہوتا ہے۔
الصحابة كلهم عدول بإجماع أهل السنة والجماعة.
② صحابی کا مجہول ہونا صحتِ حدیث میں ذرہ بھی مضر نہیں ہے۔
③ صبر کرنے کا بہت بڑا اجر ہے۔
④ نیک اولاد والدین کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہوتی ہے۔
⑤ مزید فقہی فوائد اور تفقہ کے لئے دیکھئے ح:۱۵

مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[**۹۵**] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ :إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.))

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد کی ماں یعنی ان کی لونڈی سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چولی لمبی رکھتی ہوں اور میں (بعض اوقات) کسی ناپاک جگہ سے گزرتی ہوں؟ تو (سیدہ) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُسے (زمین کا وہ حصہ) پاک کر دیتا ہے جو بعد میں (آتا) ہے۔

تحقيق صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰ ۲۴/۱ ح ۴۴، ک ۲ ب ۴ ح ۱۶) التمہید ۱۰۳/۱۳، الاستذکار: ۴۷
☆ وأخرجه أبوداود (۳۸۳) والترمذی (۱۴۳) وابن ماجه (۵۳۱) من حديث مالك به وصححه ابن الجارود (۹۵) وسنده حسن وللحديث شواہد عند أبی داود (۳۸۴) وغيره وهو حديث صحيح وأم ولد لإبراهيم وثقها ابن الجارود والعقيلي بقوله: ''**هذا إسناده صالح جيد**''
(كتاب الضعفاء للعقيلي ۲۵۷/۲)



تفقه

① عورتوں کو غیر مردوں سے اپنے قدم بھی چھپانے چاہئیں۔

② پاک مٹی بعض نجاستوں کو پاک کر دیتی ہے۔

③ سوال کا جواب پوری کوشش کر کے قرآن، حدیث اور اجماع سے دینا چاہئے۔ اگر دلیل معلوم نہ ہو سکے تو اجتہاد جائز ہے اور بہتر یہی ہے کہ آدمی کہہ دے: مجھے علم نہیں ہے۔ ④ اسلام آسان دین ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ : أَرْبَعَةُ أَحَادِيثَ

[٩٦] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد، سورج کے غروب ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور صبح (کی نماز) کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق: سنده صحيح

تخریج: مسلم

الموطأ (١/٢٢١ ح ٥١٧، ک ١٥ ب ١٠ ح ٤٨) التمهيد ١٣/٣٠، الاستذكار: ٣٠

☆ وأخرجه مسلم (٨٢٥) من حديث مالك به .



تفقه

① نمازِ عصر اور نمازِ فجر پڑھنے کے بعد مطلق نوافل ممنوع ہیں، تاہم ان اوقات میں فوت شدہ فرائض اور سبب والی نمازیں پڑھنا جائز ہے مثلاً نماز جنازہ وغیرہ۔ اسی طرح عصر کے بعد کی دو رکعتیں بھی جائز ہیں جیسا کہ بعض احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ یہ رکعتیں نہ پڑھی جائیں جیسا کہ دوسری احادیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے۔

② صبح کی نماز کے بعد، اگر صبح کی پہلی دو سنتیں رہ گئی ہوں تو فوراً پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا قیس بن قہد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (٢/١٦٤ ح ١١١٦) صحیح ابن حبان (الاحسان ٤/٨٢ ح ٢٤٦٢) والمستدرک (١/٢٧٤، ٢٧٥ ح ١٠١٧، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي)

③ مشہور صحیح حدیث ہے کہ جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔ دیکھئے ح ١٦٩

[۹۷] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۲۳ ح ۱۱۳۴، ک ۲۸ ب ۱ ح ۱، التمہید ۱۳/۱۹، وقال: ھٰذا حدیث صحیح ثابت، الاستذکار: ۱۰۵۸

☆ وأخرجہ النسائی ۶/۷۳ ح ۳۲۴۲ (من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک بہ ورواہ البخاری (۵۱۴۳) من حدیث الاعرج بہ مطولاً، ورواہ مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ بہ کما سیأتی: ۳۵۱

تفقہ

① منگنی کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں ہندوانہ رسمیں اور خلافِ شریعت امور نہ ہوں۔

② ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے بشرطیکہ کتاب وسنت کے خلاف امور کا مرتکب نہ ہو۔

③ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ منگنی کرلے اور حق مہر وغیرہ کا تعین ہوجائے تو پھر دوسرے لوگوں کو اس عورت سے منگنی وشادی کا خیال ترک کردینا چاہئے۔ اسی باب میں سے فریقین کی باہمی رضامندی کا اظہار ہے۔ اس اظہار کے بعد کسی دوسرے شخص سے اس عورت سے منگنی وشادی کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔

④ دینِ اسلام میں ساری انسانیت کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔

⑤ اختلاف، فساد اور جھگڑے والی باتوں سے دور رہنا چاہئے۔

⑥ نیز دیکھئے ح ۳۵۱، ۲۲۹

[۹۸] وَبِهٖ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنوں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۰۰ ح ۶۷۴، ک ۱۸ ب ۱۲ ح ۳۶، ۱/۳۷۶ ح ۷۵۶، ک ۲۰ ب ۴۴ ح ۱۳۶

التمہید ۱۳/۲۶، الاستذکار: ۶۲۴

☆ وأخرجہ مسلم (۱۱۳۸) من حدیث مالک بہ

تفقه

① عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن جان بوجھ کر (اگر یقینی طور پر چاند دیکھا گیا ہو تو) روزہ رکھنا حرام ہے۔
② اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مان لے تو یہ نذر باطل ہے۔
③ بعض علماء اس حدیث سے استنباط کرتے ہیں کہ ہمیشہ ہر روز روزہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ایام ممنوعہ میں روزہ نہ رکھا جائے۔
دیکھئے الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۰۰)
④ بہتر یہی ہے کہ ہر روز، روزہ رکھنے سے اجتناب کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ داود علیہ السلام والا روزہ رکھا جائے۔ یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کیا جائے، یہی افضل ترین ہے۔
⑤ جن روایات میں ہمیشہ روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے وہ ایام ممنوعہ کو چھوڑ کر باقی دنوں میں کراہت تنزیہی پر محمول ہیں۔
⑥ نیز دیکھئے ح ۳۷

[۹۹] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ (عَنِ الْأَعْرَجِ) ٥ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ .

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ (دو قسم کے سودوں) سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۶۶ ح ۱۴۰۸، ک ۳۱ ب ۳۵ ح ۷۶، بسند مختلف) التمہید ۱۳/۸، ۱۸/۶، ۱۷، الاستذکار: ۱۳۲۹
☆ وأخرجہ البغوی فی شرح السنۃ (۱۲۹/۸ ح ۲۱۰۱) من حدیث مالک بہ ۔ ٥ من روایة یحیی بن یحیی .
ورواہ البخاری (۲۱۴۶) من حدیث مالک عن محمد بن یحییٰ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ بہ ورواہ مسلم (۱۵۱۱) من حدیث مالک عن محمد بن یحییٰ عن الاعرج عن ابی ہریرۃ بہ واخرجہ البخاری (۵۸۲۱) من حدیث مالک عن ابی الزناد (الخ) ومسلم (۱۵۱۱) من حدیث ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ بہ .

تفقه

① ملامسہ اس سودے (بیع) کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے کو چھو کر خرید لے اور اسے کھول کر نہ دیکھے۔ اسی طرح اندھیرے میں اور دیکھے بغیر صرف ہاتھ لگا کر خریدے ہوئے سودے کو ملامسہ کہتے ہیں۔ چونکہ اس سودے میں ایک فریق کے نقصان کا اندیشہ ہے اسی لئے یہ جائز نہیں ہے۔
② منابذہ اس سودے کو کہتے ہیں کہ دکاندار اپنا کپڑا (وغیرہ) گاہک کی طرف پھینک دے جسے وہ (گاہک) کھول کر نہ دیکھ سکے اور

سودے کا پابند ہو جائے۔ ایسے سودے زمانۂ جاہلیت میں رائج تھے جن میں ایک فریق کا نقصان ہو جاتا تھا لہٰذا اسلام نے ایسی دکانداری سے منع کر دیا ہے۔ ③ دین اسلام مکمل اور کامل دین ہے جس میں زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہدایات موجود ہیں۔

④ تجارت دھوکا دہی کا نام نہیں ہے بلکہ صداقت وامانت سے عبارت ہے۔

مُحَمَّدٌ الثَّقَفِيُّ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۰۰] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ : أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنىً إِلَى عَرَفَةَ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ : كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

محمد بن ابی بکر الثقفی (رحمہ اللہ) نے (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے اس وقت پوچھا جب وہ دونوں صبح کے وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے: آپ اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ہم میں سے بعض لوگ لبیک کہتے تھے تو اس کا انکار نہیں کیا جاتا تھا اور بعض لوگ تکبیر کہتے تھے تو اس کا انکار نہیں کیا جاتا تھا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۳۷ ح ۷۶۰، ک ۲۰ ب ۱۳ ح ۴۳) التمہید ۱۳/۷۳ وقال: ھذا حدیث صحیح، الاستذکار: ۷۱۰

☆ وأخرجه البخاری (۱۶۵۹) ومسلم (۱۲۸۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① حاجی آٹھ (۸) ذوالحجہ کو حج کی ادائیگی کے لئے منیٰ (مکہ کی ایک وادی) میں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اگلے دن ۹ ذوالحجہ کو منیٰ سے عرفات جاتے ہیں۔

② منیٰ سے عرفات جاتے وقت لبیک کہنا اور تکبیریں پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

③ جائز امور میں دوسرے بھائیوں کا رد نہیں کرنا چاہئے۔

④ جو مسئلہ معلوم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لینا چاہئے۔

⑤ علماء کو چاہئے کہ جواب قرآن وحدیث اور ادلۂ شرعیہ سے دیں۔

⑥ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام کے عمل سے استدلال کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ عمل کسی واضح وصحیح نص (دلیل) کے خلاف نہ ہو۔ ⑦ حج وعمرہ میں تلبیہ وتکبیر بلند آواز سے ہونی چاہئے۔

⑦ آثارِ سلف صالحین سے استدلال جائز ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ :حَدِيْثَانِ

[۱۰۱] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بن كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ابْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ :
((مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ .))
فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ !مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ ؟ قَالَ:
((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ . وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ .))

(سیدنا) ابوقتادہ بن ربعی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: مستریح (پُرسکون وپُرآرام) یا مستراح منہ (لوگ جس سے سکون وآرام میں ہوں) ہے۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! مستریح اور مستراح منہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مومن بندہ دنیا کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت کی طرف سکون وآرام حاصل کرتا ہے اور فاجر (گناہ گار) بندے سے بندوں، شہروں، درختوں اور جانوروں کو آرام وسکون حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۴۱، ۲۴۲ ح ۵۷۴، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۵۴) التمهيد ۱۳/۶۱، الاستذكار: ۵۲۸

☆ وأخرجه البخاري (۶۵۱۲) ومسلم (۹۵۰) من حديث مالك به .

تفقه

① مومن کے لئے دنیا راحت وآرام کی جگہ نہیں بلکہ قید خانہ ہے اور موت اس کے لئے راحت کا پیغام ہے۔

② دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے جن کا علاج اللہ، رسول اور آخرت پر ایمان ہے۔ یہ ایمان انسان کے دل ودماغ میں صبر وتحمل اور قرآن وحدیث کی مسلسل اطاعت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

③ کتاب وسنت کے مخالفین چاہے کفار ہوں یا فساق وفجار، انھوں نے دنیا میں ظلم وتشدد، فسق وفجور، قتل وقتال اور نافرمانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ④ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

⑤ ہر مسلمان کو ہمہ وقت اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو راحت وآرام پہنچائے اور کبھی کسی کو تکلیف نہ دے۔

⑥ موت بھی مومن کے لئے ایک نعمت ہے جس کے ذریعے سے بندۂ مومن دنیا کی مصیبتوں سے نجات پا کر راحتِ آخرت کی

طرف سفر کرتا ہے جبکہ کافر و فاسق کی موت سے دنیا میں کچھ لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے راحت نصیب ہوتی ہے۔
⑦ اللہ کے نافرمان بندوں سے زمین ہی نہیں درخت و جانور تک تنگ ہوتے ہیں اور اس کی موت سے راحت پاتے ہیں۔

[۱۰۲] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ : عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ :
مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ السَّرْحَةِ ؟ فَقُلْتُ : أَنْزَلَنِي ظِلُّهَا . (فَقَالَ :) هَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ ؟ فَقُلْتُ : لَا ، مَا أَنْزَلَنِي غَيْرُ ذٰلِكَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى - وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ - فَإِنَّ هُنَالِكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ ، بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا .))
قَالَ مَالِكٌ : سُرَّ يَعْنِي قُطِعَتْ سُرَرُهُمْ حِيْنَ وُلِدُوْا .

عمران الانصاری سے روایت ہے کہ میں مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے تھا تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے میری طرف متوجہ ہو کر پوچھا: تجھے کس نے اس لمبے درخت کے نیچے اتارا ہے؟ میں نے کہا: میں اس کے سائے کے لئے یہاں اُترا ہوں۔ انھوں نے پوچھا: اس کے علاوہ اور کوئی وجہ تو نہیں ہے؟ میں نے کہا: نہیں، مجھے کسی اور چیز نے یہاں نہیں اتارا۔ پھر عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم منیٰ کی دو پہاڑیوں کے درمیان پہنچو۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہاں ایک وادی ہے جسے سُرر کہتے ہیں، اس میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر نبیوں کی پیدائش ہوئی (یا انھیں نبوت ملی)، (امام) مالک نے کہا: سُرّ سے مراد یہ کہ ان کی پیدائش کے وقت ان کی نال کاٹی گئی۔

تحقیق سنده ضعيف

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۲۳، ۴۲۴ ح ۹۷۸، ک ۲۰ ب ۸۱ ح ۲۴۹ وعندہ: تحت سرحۃ، بدل تحت شجرۃ) التمہید ۱۳/۶۴، الاستذکار: ۹۱۸
☆ وأخرجہ النسائی (۵/۲۴۸، ۲۴۹ ح ۲۹۹۸) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الاحسان: ۶۲۱۱/۶۲۴۴، الموارد: ۱۰۲۹) ولہ شاہد ضعیف فی مسند ابی یعلیٰ (۱۰/۸۷ ح ۵۷۲۳)

تنبیہ: اس روایت کے راوی محمد بن عمران الانصاری کو ابن حبان کے سوا کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا لہٰذا وہ مجہول الحال ہے۔
مجہول الحال کی روایت تفرد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔
عمران (بن عبداللہ) الانصاری کون ہے؟ یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۳/۶۴)
چونکہ یہ روایت ہی ثابت نہیں لہٰذا اس سے مسائل استنباط کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
یاد رہے کہ موطأ امام مالک روایۃ ابن القاسم میں صرف یہی ایک روایت ضعیف ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ. وَفِي اتِّصالِهِ شَيْءٌ

[۱۰۳] مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَاكَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ . وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَاكَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ .))

(سیدنا) بلال بن الحارث (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اللہ کی رضامندی کی ایک بات کرتا ہے جس کے بارے میں وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا کہنا اجر ہے؟ اس بات کے بدلے اللہ اس کے لئے (قیامت کے دن) ملاقات کے وقت تک رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی اللہ کی ناراضی کی ایک بات کر دیتا ہے جس کے بارے میں وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا کتنا گناہ ہے؟ اس بات کے بدلے اللہ اس کے لئے (قیامت کے دن) ملاقات کے وقت تک ناراضی لکھ دیتا ہے۔

تحقیق حسن

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۸۵ ح ۱۹۱۴، ک ۵۶ ب ۲ ح ۵) التمہید ۱۳/۴۹، الاستذکار: ۱۸۵۰

☆ وأخرجه النسائي في الكبرىٰ (تحفۃ الاشراف: ۲۰۲۸) والحاکم (۱/۴۶ ح ۱۴۱) من حدیث مالک بہ. ولاصل الحدیث شواہد عندالبخاري (۶۴۷۸) ومسلم (۲۹۸۸) وللحدیث لون آخر عندالترمذي (۲۳۱۹) وابن حبان (۱۵۷۶) وسندہ حسن.

تفقہ

① قول وعمل میں ہر وقت احتیاط کرنی چاہئے کہ کہیں تھوڑی سی عدمِ توجہ کی بنا پر اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔

② ابن عبدالبر نے فرمایا: کلمۂ رضامندی سے مراد ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنا ہے تاکہ وہ ظلم و نافرمانی سے رک جائے اور کلمۂ ناراضی سے مراد ظالم حکمران کی ظلم و ستم پر حمایت ہے۔ (التمہید ۱۳/۵۱ ملخصاً نحو المعنیٰ)

ایک روایت میں آیا ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنا افضل جہاد ہے۔ (دیکھئے سنن ابن ماجہ: ۴۰۱۲ و مسند احمد ۵/۲۵۱، ۲۵۶ و سندہ حسن)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا يمنعن أحدكم مخافة الناس أن يتكلم بحق إذا رآه أو عرفه .)) جب تم میں سے کسی کو حق بات معلوم ہو جائے تو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے حق بیان کرنے سے نہیں رُکنا چاہئے۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۷۸ و سندہ صحیح)

أَبُو الزُّبَيْرِ وَاسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: ثَمَانِيَةُ أَحَادِيثَ .
لَهُ عَنْ جَابِرٍ أَرْبَعَةُ أَحَادِيثَ

[۱۰٤] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ أَوْ أَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ أَوْ أَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ.

(سیدنا) جابر بن عبداللہ السلمی (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتی میں چلے۔ آپ نے اشتمال صماء (سر سے پاؤں تک ایک کپڑا لپیٹنے) سے یا ایک کپڑے سے گوٹھ مارنا جس سے شرمگاہ ننگی رہے منع فرمایا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۲ ح ۱۷۶۷، ک ۴۹ ب ۴ ح ۵) التمہید ۱۲/۱۲۵، الاستذکار: ۱۷۰۸

☆ وأخرجہ مسلم (۲۰۹۹/۷۰) من حدیث مالک ورواہ (۲۰۹۹/۷۲) من حدیث اللیث بن سعد عن ابی الزبیر بہ .

تفقہ

① دینِ اسلام مکمل دین ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں واضح یا عام ہدایات موجود ہیں۔ والحمدللہ

② شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور یہ اس کا شعار ہے لہٰذا دینِ اسلام میں (بغیر شرعی عذر کے) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا منع ہے۔ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کُل بیمینک)) دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ شخص تکبر سے بولا: میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے اس کی طاقت نہ دے۔ پھر وہ (ساری زندگی) اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا یعنی اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۰۲۱ وترقیم دارالسلام: ۵۲۶۸)

③ اسلام شرم و حیا کا علمبردار ہے اور اسی کا تقاضا کرتا ہے لہٰذا وہ تمام راستے اور طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن سے انسان کی عزت وعفت محفوظ رہے اور انسان بے پردہ وذلیل نہ ہو۔

④ بغیر شرعی دلیل کے دوسروں کے سامنے شرمگاہ ننگی کرنا حرام ہے۔

⑤ ایک جوتے میں چلنا بے فائدہ، مضحکہ خیز اور وقار کے منافی ہے۔

⑥ ایسی تمام حرکتوں سے کلی اجتناب کرنا چاہئے جن کا نتیجہ بداخلاقی، فحاشی اور فضولیات پر مبنی ہوتا ہے۔

⑦ لوگوں کی نظروں سے شرمگاہ کا چھپانا بالاجماع فرض ہے۔ (التمہید ۱۲/۱۷۱)

⑧ رسول اللہ ﷺ جن امور کوسرانجام دینے کا حکم دیں ان پر عمل پیرا ہونا اور جس چیز سے منع کریں اُس سے رکنا لازمی وضروری ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس سے وہ تمھیں روکے اُس سے رک جاؤ۔ (الحشر:۷)

[۱۰۵] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ. ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: ((كُلُوا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر بن عبداللہ السّلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قربانی کے) تین دن بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا پھر اس کے بعد فرمایا: کھاؤ اور صدقہ کرو، زادِ راہ بناؤ اور ذخیرہ کرلو۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۸۴ ح ۱۰۶۵، ک ۲۳ ب ۴ ح ۶) التمہید ۱۲/۱۶۳، الاستذکار: ۹۹۹

☆ وأخرجه مسلم (۱۹۷۲/۲۹) من حدیث مالک بہ ورواه عطاء بن ابی رباح عن جابر بہ نحو المعنیٰ. وابو الزبیر صرح بالسماع عند احمد (۳/۳۷۸ ح ۱۵۰۴۲)

تفقه

① تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع والا حکم منسوخ ہے۔نیز دیکھئے ح ۳۰۹

② قربانی کے گوشت کو خود استعمال کرنا اور ذخیرہ کرلینا صحیح ہے اور اسے صدقہ کردینا یا رشتہ داروں دوستوں وغیرہم کو تحفتاً دینا اچھا کام ہے۔

③ اس حدیث کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔اس سلسلے میں مختصر تحقیق درج ذیل ہے:

جن روایات میں آیا ہے کہ تمام ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں، وہ سب کی سب ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔(موطأ امام مالک ۲/۴۸۷ ح ۱۰۷۱، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔

(احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ ح ۱۵۷۱، وسندہ حسن)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی والے (اول) دن کے بعد دو دن قربانی ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ ح ۱۵۷۶، وھو صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی کے تین دن ہیں۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ ح ۱۵۶۹، وھو حسن)

یہی موقف جمہور صحابۂ کرام وجمہور علماء کا ہے اور یہی راجح ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۴۴ ص ۶۔۱۱

④ قربانی کے گوشت کے حصے بنانا جائز ہے۔ایک اپنے لئے، دوسرا غریبوں کے لئے اور تیسرا رشتہ داروں ودوست احباب کے

لئے اور اگر حصے نہ بنائیں تو بھی جائز ہے۔

⑤ شریعتِ اسلامیہ میں ناسخ ومنسوخ کا سلسلہ تربیت اور اصلاحِ معاشرہ کی غرض سے تھا لہٰذا اب منسوخ کے بجائے ثابت شدہ ناسخ پر ہی عمل کرنا چاہئے۔

[١٠٦] وَبِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ : نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ .

اور اسی (سند) کے ساتھ (سیدنا) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے حدیبیہ والے سال، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے (بطورِ قربانی) ذبح کی۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۸۶ ح ۱۰۶۸، ک ۲۳ ب ۵ ح ۹) التمہید ۱۲/۱۴۷، و قال: "هٰذا حديث صحيح عند أهل العلم" الاستذکار: ۱۰۰۲

☆ وأخرجہ مسلم (۱۳۱۸/۳۵۰) من حدیث مالک بہ. وصرح ابوالزبیر بالسماع عند احمد (۳/۳۷۸ ح ۱۵۰۴۳)

تفقه

① گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور دوسری حدیث کی رُو سے اونٹ کی قربانی میں دس افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ (دیکھئے سنن الترمذی: ۱۵۰۱، وسندہ حسن، سنن النسائی: ۴۳۹۷، سنن ابن ماجہ: ۳۱۳۱)

② حدیبیہ والا سال ۶ ہجری ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۱۴۷)

③ اگر قربانی کے حصہ داروں میں سے ایک شخص ذمی (غیر مسلم) ہو تو علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے۔ راجح یہی ہے کہ ذمی کو قربانی میں شریک نہ کیا جائے۔

④ اگر قربانی کے حصہ داروں میں سے کوئی شخص بدعتی ہے جس کی بدعت بدعتِ مکفّرہ نہیں تو قربانی جائز ہے اور بہتر یہی ہے کہ ذبح کرنے والا صحیح العقیدہ ہو اور کسی بدعتی کو قربانی میں شریک نہ کیا جائے۔

⑤ ساری قربانی ایک شخص کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔

⑥ اگر گائے یا اونٹ میں مثلاً چھ آدمی شریک ہوں تو ایک آدمی کو دو حصے لینے چاہئیں اور یہ نہ کیا جائے کہ ساتویں حصے کو چھ آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

⑦ اگر کسی عذر کی وجہ سے آدمی حرم نہ جا سکے تو اس کی طرف سے قربانی خارجِ حرم بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ حدودِ حرم میں

یہ قربانی کی جائے۔

⑧ سارے گھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۱۵۰۵، وسندہ حسن وقال: ''حسن صحیح'')
سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سارے گھر کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتے تھے۔
(الموطأ ۴۸۶/۲ ح ۱۰۶۹، وسندہ صحیح، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۲۶۸/۹)

اس پر قیاس کرتے ہوئے سارے گھر کی طرف سے گائے کا ایک حصہ کافی ہے۔ واللہ اعلم

⑨ حج کے علاوہ قربانی کرنا سنت ہے، واجب نہیں ہے۔
دیکھئے الموطأ (۴۸۷/۲ قال مالک: ''الضحية سنة وليست بواجبة ولا أحب لأحد ممن قوی علی ثمنها أن يتركها'')

⑩ اس پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے یعنی گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ دیکھئے کتاب الاجماع لابن المنذر (۹۱) لیکن دیگر دلائل اور احتیاط کی رُو سے بہتر یہی ہے کہ اس کی قربانی نہ کی جائے۔ واللہ اعلم

[۱۰۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَكْفِئُوا أَوْ خَمِّرُوا الإِنَاءَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ بند کرو اور مشکیزے کا منہ باندھ لو، برتن کو الٹا رکھو یا اس کو ڈھانپ لو اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان یقیناً بند دروازے نہیں کھولتا اور نہ تسمہ کھولتا ہے، وہ ڈھانپے ہوئے برتن سے پردہ نہیں ہٹاتا اور چوہیا لوگوں کے گھر جلا دیتی ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۲۸/۲، ۹۲۹ ح ۱۷۹۱، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۱) التمہید ۱۷۳/۱۲، الاستذکار: ۱۷۲۴

☆ وأخرجہ مسلم (۲۰۱۲) من حدیث مالک بہ ورواہ لیث بن سعد عن ابی الزبیر بہ عند مسلم (۲۰۱۲/۹۶)

تفقہ

① اسلام مکمل دین ہے جس میں چھوٹی چیزوں سے لے کر بڑے بڑے اصول وعقائد وغیرہ سب کا بیان اور حل موجود ہے۔ اگر لوگ پوری طرح دینِ اسلام پر عمل کریں تو یہ دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

② جلنے والے چراغ کو بجھا دینے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے گھر کسی اچانک حادثے سے خاکستر ہونے سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ جلتے ہوئے چراغ کا فتیلہ کوئی چوہا لے کر کہیں پھینک دے اور گھر میں آگ لگ جائے۔

③ شیطان (اور جنوں) کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ بند دروازے کھولتے پھریں یا برتنوں کے ڈھکن ہٹا سکیں۔

④ پانی کا لوٹا وغیرہ جورات کو وضو کے لئے رکھا جاتا ہے، ڈھانپنا چاہئے تا کہ شیطان کی شرارتوں، کیڑے مکوڑوں اور موذی جانوروں سے محفوظ رہے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ مومنوں پر بہت زیادہ مہربان اور رؤف رحیم تھے بلکہ آپ پوری انسانیت اور ساری مخلوقات کے لئے رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ نے دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اپنی امت کو بتادی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

⑥ اللہ کی اطاعت سے خروج کو فسق کہتے ہیں اور مسلمانوں کو تکلیف دینا اللہ کی اطاعت سے خروج ہے۔ چوہے کو اس لئے فاسق کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

أَبُو الطُّفَيْلِ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٠٨] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ: فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتّٰى يَضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ.)) قَالَ: فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَ إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟)) فَقَالَا: نَعَمْ! فَسَبَّهُمَا وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ غَرَفُوا مِنَ الْعَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

ابوالزبیر (محمد بن مسلم بن تدرس) المکی سے روایت ہے، وہ (سیدنا) ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھیں (سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے بتایا کہ وہ غزوۂ تبوک والے سال، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے تو رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی اور مغرب وعشاء کی (نمازیں) جمع کرتے تھے۔ (سیدنا معاذ نے) فرمایا: ایک دن آپ نے نماز مؤخر کی پھر (خیمے سے) باہر آکر ظہر وعصر کی دونوں نمازیں پڑھائیں۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے پھر (بعد میں) باہر آکر مغرب وعشاء کی دونوں نمازیں اکٹھی پڑھائیں۔ پھر فرمایا: تم سب ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور تم دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے۔ پس تم میں سے جو بھی چشمے پر پہنچے تو میرے آنے سے پہلے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔

(سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: پھر جب ہم وہاں پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے اور چشمہ (تھوڑے سے) پانی کے ساتھ چمک رہا تھا گویا کہ ایک تسمہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تم نے

((يُوشِكُ يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِيءَ جِنَانًا.))

اس چشمے کے پانی میں سے کچھ چھوا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ (ﷺ) نے انھیں ڈانٹا اور جو اللہ چاہتا تھا وہ فرمایا پھر لوگوں نے چشمے میں سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ تھوڑے تھوڑے چلّو بھر کر پانی لیا حتیٰ کہ وہ کسی چیز (برتن) میں اکٹھا ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنا چہرہ (رُخ انور) اور ہاتھ دھوئے پھر اس پانی کو چشمے میں ڈال دیا تو اس چشمے سے بہت زیادہ پانی بہنے لگا۔ لوگوں نے پانی پیا اور پلایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو عنقریب دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغوں سے بھرا ہوگا۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۴۳، ۱۴۴ ح ۳۲۶، ک ۹ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۲/۱۹۳، ۱۹۴، وقال: "هٰذا حديث صحيح ثابت" الاستذکار: ۲۹۶

☆ وأخرجہ مسلم (۷۰۶/۱۰ بعد ح ۲۲۸۱) من حدیث مالک بہ وصرح ابوالزبیر بالسماع عند احمد (۲۲۹/۵) وابن خزیمہ (۹۶۶)

تفقہ

① سفر میں ظہر و عصر کی دو نمازیں (دو رکعتیں + دو رکعتیں) اور مغرب و عشاء کی دو نمازیں (تین رکعتیں + دو رکعتیں) جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔

② خلیفہ بذاتِ خود اپنی فوجوں کے ساتھ کافروں سے جنگ کر سکتا ہے۔

③ غزوۂ تبوک شام کے عیسائیوں کے خلاف تھا جو مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ یہ واقعہ رجب ۹ ہجری میں ہوا تھا۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۱۹۶)

④ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر دورانِ سفر حالتِ قیام میں دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۱۹۶)

⑤ جمع تقدیم کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کے وقت عصر کی اور مغرب کے وقت عشاء کی نماز پڑھنا اور جمع تاخیر عصر کے وقت ظہر اور عشاء کے وقت مغرب پڑھنے کو کہتے ہیں۔ جمع صوری کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کے آخری وقت میں ظہر کی نماز اور عصر کے ابتدائی وقت میں عصر کی نماز پڑھ کر جمع کرنا، اسی طرح مغرب کے آخری وقت میں مغرب کی اور عشاء کے ابتدائی وقت میں عشاء کی نماز پڑھنا ہے۔ جمع کی یہ تینوں قسمیں جائز ہیں۔ ان میں سے کسی ایک قسم کا اقرار اور باقی کا انکار صحیح نہیں ہے۔

⑥ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزے کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی کی برکت سے اللہ نے چشمہ جاری کر دیا۔ بعد میں صدیوں بعد محمد بن وضاح نے یہ چشمہ دیکھا تھا۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۲۰۸ وسندہ صحیح)

⑦ نبی ﷺ (اللہ کی وحی سے) غیب کی خبریں بیان کرتے تھے۔ حافظ ابن عبدالبر نے کہا: ''وفيه إخباره ـ عليه السلام ـ بغيب كان بعده وهذا غير عجيب منه ولا مجهول من شأنه ـ عليه السلام ـ وأعلى ذكره'' اور اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بعد غیب کی خبر دی اور یہ عجیب نہیں ہے اور نہ آپ ﷺ کی شان سے غیر معلوم ہے۔ اللہ آپ کا ذکر بلند فرمائے۔ (التمہید ۱۲/۲۰۸)

یاد رہے کہ عالم الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفتِ خاصہ ہے۔

⑧ ارشادِ نبوی کی مخالفت کرنا کبھی جائز نہیں ہے۔

⑨ ابن شہاب الزہری نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے پوچھا: کیا سفر میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا تم نے عرفات میں لوگوں کو (جمع کی) نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟

(موطأ مالک ۱/۱۴۵ ح ۳۳۰ وسندہ صحیح)

⑩ نیز دیکھئے ح ۱۰۹، ۱۹۹

سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۰۹] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ انَّهٗ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خوف اور سفر کے بغیر ظہر وعصر کی دونوں نمازیں اور مغرب وعشاء کی دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۴۴ ح ۳۲۸، ک ۹ ب ۱ ح ۴) التمہید ۱۲/۲۰۹، وقال: '' هذا حديث صحيح إسناده ثابت ''

الاستذکار: ۳۰۱

☆ وأخرجہ مسلم (۷۰۵) من حدیث مالک بہ وصرح ابوالزبیر بالسماع عندہ (۵۱/۷۰۵)

تفقه

① طائفۂ شاذہ کو چھوڑ کر علماء کا اجماع ہے کہ بغیر عذر کے حَضَر (اپنے رہائشی علاقے) میں جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۲۱۰)

② جمع بین الصلاتین درج ذیل حالتوں میں جائز ہے:
سفر، حج، بارش، کفار سے جنگ میں، حالتِ خوف، شرعی عذر مثلاً رفعِ حرج شدید اور مرض شدید وغیرہ۔
③ سفر میں جمع بین الصلاتین کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۰۸، وحدیث: ۱۹۹، اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۵۲ ص ۱۷
④ حج میں ظہر وعصر کی دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھنے کے لئے دیکھئے صحیح مسلم (۱۲۱۸، وترقیم دارالسلام: ۲۹۵۰) وصحیح بخاری (ح ۱۶۶۲)
⑤ بارش میں جمع بین الصلاتین جائز ہے۔ جب امراء (حکمران) بارش میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرتے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ یہ نمازیں جمع کر لیتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۴۵ ح ۳۲۹ وسندہ صحیح)

طَاوُسٌ: حَدِيثَانِ

[۱۱۰] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.))

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ انھیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے: اے میرے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۱۵ ح ۵۰۲، ک ۱۵ ب ۸ ح ۳۳) التمہید ۱۲/۱۸۵، الاستذکار: ۴۷۱

☆ وأخرجہ مسلم (۵۹۰) من حدیث مالک بہ ورواہ عبداللہ بن طاوس عن أبیہ مختصراً.

تفقہ

① عذابِ قبر برحق ہے۔ اس پر اہلِ سنت کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے لہٰذا اس پر ایمان لانا لازم اور یہی عقیدہ رکھنا صحیح ہے۔ نیز دیکھئے التمہید (۱۲/۱۸۶)
② قیامت سے پہلے (ایک کانے آدمی) دجال اکبر کا ظہور ہوگا۔ اللہ ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔
③ زندگی میں اہل و مال اور دین ودنیا کے بہت سے فتنے ہیں اور موت کے فتنے سے مراد موت کے وقت کا فتنہ، عذابِ قبر اور عذابِ قیامت ہے۔

④ بعض علماء کے نزدیک درج بالا دعا نماز میں پڑھنا واجب یعنی فرض ہے لیکن راجح یہی ہے کہ یہ دعا فرض و واجب نہیں بلکہ سنت ہے جیسا کہ حدیث ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ .)) سے ثابت ہے۔
دیکھئے صحیح بخاری (۸۳۵) و صحیح مسلم (۴۰۲)

⑤ دعائیں اوراذکار و اوراد سکھانے کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ یہ مومن کا ہتھیار ہیں۔

⑥ حدیث شرعی حجت ہے اور اس کی حفاظت اللہ کے ذمے ہے۔

⑦ نیز دیکھئے ح ۲۰۷

[۱۱۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ :((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّومُ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ والنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ . اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لا إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کے آخری تہائی حصے میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتے:
اے میرے اللہ! حمد و ثنا تیری ہی ہے اور تُو ہی آسمانوں اور زمین کا نور (منور کرنے والا) ہے۔ حمد و ثنا تیری ہی ہے اور تو ہی زمین و آسمان کا قائم کرنے والا ہے۔ حمد و ثنا تیری ہی ہے اور تو ہی زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے۔ تو حق ہے اور تیرا کلام حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے۔ جنت حق ہے اور (جہنم کی) آگ حق ہے۔ قیامت حق ہے۔
اے میرے اللہ! میں تیرے لئے مطیع و فرماں بردار ہوا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا۔ میں تیری طرف دلی رجوع کرتا ہوں اور تیری مدد اور تائید سے دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہوں اور تیرے حضور ہی مقدمہ پیش کرتا ہوں۔ میری اگلی پچھلی سب باتیں چاہے خفیہ ہوں یا علانیہ درگزر فرما دے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی الہ (معبود برحق) نہیں ہے۔

كَمُلَ حَدِيْثُ أَبِى الزُّبَيْرِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَعَوْنِهِ وَهُوَ آخِرُ حَدِيْثِ الْمُحَمَّدِيْنَ .

اللہ کی مدد سے ابوالزبیر کی حدیث مکمل ہوگئی۔ والحمد للہ اور یہ محمد نام والوں کی آخری حدیث ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ١/٢١٥، ٢١٦ ح ٥٠٣، ک ١٥ ب ٨ ح ٣٤) التمہید ١٢/١٨٩، الاستذکار: ٤٧٧

☆ وأخرجہ مسلم (٧٦٩) من حدیث مالک بہ ورواہ سلیمان الاحول عن طاوس بہ عند مسلم وھذہ متابعۃ تامۃ والحمدللہ .

تفقہ

① قیّام، قیّوم ، قیّم کا ایک ہی مطلب ہے یعنی قائم رکھنے والا جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں۔

② انتہائی خشوع وخضوع سے اللہ کی حمد وثنا بیان کر کے اسی سے دعا مانگنی چاہئے۔

③ رات کے آخری پہر، اللہ سے دعا مانگنا انتہائی پسندیدہ کام اور اُسوۂ رسول ہے۔ ﷺ

④ بعض دعائیں رات کی نماز (تہجد) میں پڑھی جاتی ہیں، مذکورہ دعا بھی انھی میں سے ایک ہے۔

⑤ دعائے افتتاح مثلاً: اللّٰھم باعد بیني یا سبحانك اللّٰھم کے بعد یا پھر اس کی جگہ مذکورہ دعا پڑھی جائے گی۔ واللہ اعلم

بَابُ الْأَلِفِ سِتَّةٌ . لِجَمِيعِهِمْ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[١١٢] مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ مَوْلًى لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَوْلِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((صَلَاةُ أَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَائِمٌ .))

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بیٹھ کر (نفلی) نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر (نفلی) نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ١/١٣٦ ح ٣٠٥، ک ٨ ب ٦ ح ١٩) التمہید ١/١٣١، وصححہ، الاستذکار: ٢٧٥

☆ وأخرجہ الجوھری فی مسند الموطأ (٢٧١) من حدیث مالک بہ وفیہ علۃ وللحدیث شاہد صحیح فی صحیح مسلم (٧٣٥) وبہ صح الحدیث والحمدللہ.

تفقہ

① کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر نماز پڑھنے سے دوگنا افضل ہے۔

② اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے کے باوجود فرضی نماز بیٹھ کر پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس پر نماز کا اعادہ فرض ہے۔ رہا وہ شخص جو قیام سے عاجز ہے تو اس سے فرضیتِ قیام ساقط ہے۔

③ اس پر اجماع ہے کہ (صاحبِ استطاعت پر) فرض نماز میں قیام فرض ہے اور نفلی میں اختیار ہے۔ صحیح احادیث سے یہ استثناء ثابت ہے کہ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو تمام مقتدی باوجود استطاعتِ قیام بیٹھ کر نماز پڑھیں گے۔ دیکھئے حدیثِ سابق: ا فرض نماز میں فرضیتِ قیام کے اجماع کے لئے دیکھئے التمہید (۱۳۶/۱)

④ اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو کس طرح بیٹھے گا؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ ساری نماز میں تشہد کی طرح بیٹھ کر ارکانِ صلوٰۃ وسننِ صلوٰۃ وغیرہ پر عمل کرے گا مثلاً سجدہ رکوع سے زیادہ نیچے ہوگا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حالتِ قیام میں چارزانو بیٹھے گا اور حالتِ تشہد میں حالتِ تشہد ہی کی طرح بیٹھے گا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے نماز پڑھے گا۔ ان میں صرف پہلا قول ہی راجح ہے۔ یاد رہے کہ آخری رکعت میں اگر ممکن ہو تو تورک کرنا چاہئے جیسا کہ سنت سے ثابت ہے۔

⑤ آج کل بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو جان بوجھ کر بغیر کسی شرعی عذر کے بیٹھ کر نوافل پڑھتے رہتے ہیں حالانکہ اس طرزِ عمل کی کوئی شرعی دلیل نہیں بلکہ یہ طریقہ ثواب میں کمی کا باعث ہے۔

⑥ نیز دیکھئے ح ۴۵۵

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۱۳] مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ° الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ .))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کچلی والے تمام درندوں کا کھانا حرام ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۹۶ ح ۱۰۹۷، وقال مالک: ''وهو الأمر عندنا'' ک ۲۵ ب ۴ ح ۱۴) التمہید ۱/۱۳۹، وقال: '' وهذا حديث ثابت صحيح مجتمع على صحته .'' الاستذکار: ۱۰۲۹

☆ وأخرجه مسلم (۱۵/۱۹۳۳) من حدیث مالک بہ. ° من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل :'' سِتِّينَ '' . !

تفقہ

① اس حدیث کے عام الفاظ سے معلوم ہوا کہ تمام درندے مثلاً کتا، بلی، لومڑی، بھیڑیا، شیر، بجو اور لگڑ بھگا وغیرہ حرام ہیں۔

② جس روایت میں لگڑ بھگے کے بارے میں آیا ہے کہ وہ شکار ہے، اس حدیث کی رُو سے منسوخ ہے۔

③ یہ حدیث ایک اصول کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا ہر وہ جانور جسے ہم جانتے ہیں یا نہیں! اگر اس میں مذکورہ وصف پایا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔

④ حافظ ابن عبدالبر نے کہا: ہر حدیث مرفوع جس میں ممانعت آئی ہے اُسے تحریم پر محمول کرنا ضروری ہے سوائے اس کے کہ تخصیص کی دلیل (قرینہ) آجائے کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔ دیکھئے التمہید (۱/۱۴۰)

⑤ دلیل یا تو کتاب وسنت میں مذکور ہوگی یا اجماع اس کا مؤید ہوگا یا سلف صالحین کے فہم سے اس کا ثبوت ہوگا۔

⑥ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نجس چیزیں (مثلاً پاخانہ وغیرہ) نجس العین اور سخت حرام ہیں جو کسی حالت میں بھی حلال نہیں ہیں۔

⑦ اس میں علمائے مسلمین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ بندر کا کھانا اور اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ میرے نزدیک ہاتھی بھی اسی حکم میں ہے۔ (التمہید ۱/۱۵۷)

⑧ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۱ وسندہ حسن)
لہٰذا یہ کھالیں دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتیں۔ بعض الناس کا یہ قول کہ کُتے کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی جائے نماز یا ڈول بنانا جائز ہے، اس حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

⑨ شارک مچھلی بھی درندہ ہے لہٰذا اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ واللہ اعلم، مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۶، ۷، ۵۲

إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَرْبَعَةَ عَشَرَ حَدِيثًا
لَهُ عَنْ أَنَسٍ تِسْعَةُ أَحَادِيثَ

[۱۱۴] مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوءاً فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا (تھوڑا سا) پانی لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا پھر (لشکر کے) آخری آدمی تک تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کرلیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۲ ح ۶۱، ک ۲ ب ۶ ح ۳۲) التمهيد ۱/۲۱۷، الاستذکار: ۵۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۶۹) ومسلم (۲۲۷۹) من حديث مالك به .

تفقه

① اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے بطورِ معجزہ پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا لہٰذا یہ حدیث بھی آپ ﷺ کے سچے نبی و رسول ہونے کی بے شمار دلیلوں میں سے ایک عظیم الشان دلیل ہے۔

② اہلِ ایمان کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مکمل ایمان لاتے ہیں، کسی قسم کا شک نہیں کرتے جبکہ منکرینِ کتاب وسنت کا یہ وطیرہ ہے کہ اپنی نام نہاد عقل کی وجہ سے قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ اور معجزاتِ ثابتہ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ انکار، ملحدانہ تاویلات اور باطنی افکار کے درایتی ودرانتی معیار کی وجہ سے انھیں رد کر دیتے ہیں۔

③ دعا کے ساتھ ساتھ ظاہری اسباب کا حتی الوسع اہتمام ہونا چاہئے۔

④ اللہ تعالیٰ نیچر اور اس کے قوانین کا خالق ہے، وہ جب چاہتا ہے، جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

⑤ ایک برتن سے بہت سے لوگوں کا وضو کرنا جائز ہے۔

⑥ بعض صحیح روایات میں آیا ہے کہ وضو کرنے والوں کی تعداد ستر سے اسی کے درمیان تھی۔

⑦ اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں مثلاً بیعتِ رضوان کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی انگلیوں سے ایک برتن میں پانی جاری فرمایا جس سے پندرہ سو کے قریب صحابہ سیراب ہوئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب دلائل النبوۃ۔

⑧ حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے کہ پانی مل جائے اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھی جائے اور تیمم صرف اُس وقت جائز ہے جب پانی نہ ملے۔

[**۱۱۵**] وَبِهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: ((قُومُوا فَلِأُ صَلِّيَ لَكُمْ)) قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِثَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ . فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کر کے آپ کو دعوت دی تو آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا: اٹھو! میں تمھیں نماز پڑھا دوں۔ انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں اٹھ کر اپنی چٹائی کے پاس گیا جو طویل عرصے تک پڑی رہنے کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس پر پانی چھڑکا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ایک یتیم اور میں نے آپ کے پیچھے

صف بنالی اور بڑھیا ہمارے پیچھے (علیحدہ صف میں) تھیں۔ پس آپ نے ہمیں دو (نفل) رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱۵۳ ح ۳۵۹، ک ۹ ب ۹ ح ۳۱) التمهيد ۱/۲۶۳، الاستذكار: ۳۲۹

☆ وأخرجه البخاري (۸۶۰) ومسلم (۶۵۸) من حديث مالك به .

تفقه

① امام کے پیچھے پہلے مردوں کی اور بعد میں عورتوں کی صفیں ہونی چاہئیں۔

② اگر اگلی صف میں مرد نہ ہوں تو بچوں کا کھڑا ہونا جائز ہے بلکہ اس حدیث سے اس کا مسنون ہونا ثابت ہے۔

③ عورتوں اور مردوں کا اکٹھے ایک صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔

④ اگر شرعی عذر نہ ہو تو ولیمے کے علاوہ دوسری دعوتیں قبول کرنا بھی مسنون ہے۔

⑤ جب دو مقتدی اور ایک امام ہو تو امام صف سے آگے علیحدہ کھڑا ہوگا۔

⑥ بوڑھی سے مراد دادی ملیکہ یا اُم سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ اعلم

⑦ اس حدیث اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ اگر صف کے پیچھے اکیلی عورت نماز پڑھے گی تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن اگر اکیلا مرد صف کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اس پر نماز کا اعادہ فرض ہے۔

⑧ اس میں کوئی اختلاف نہیں یعنی اجماع ہے کہ اگر دو مرد اور ایک عورت ہوں تو مرد امام کے دائیں طرف ہوگا اور عورت پیچھے اکیلی ہوگی۔ یہ حدیث چونکہ نفلی نماز (چاشت) کے بارے میں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ کبھی کبھار نوافل کی جماعت جائز ہے۔

⑨ عام طور پر گھروں میں بچھے ہوئے قالین یا چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔

[۱۱۶] وَبِهٖ قَالَ : كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ . قَالَ أَنَسٌ :فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: انصارِ مدینہ میں سے (سیدنا) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ مالدار تھے کہ ان کے کھجور کے باغات تھے اور انھیں ان میں سے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پسند تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس (باغ) میں تشریف لے جاتے اور اس کا میٹھا

قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! حَيْثُ شِئْتَ . قَالَ :فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَخْ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ .))
فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ :أَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ .

پانی پیتے تھے۔انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تم اس وقت نیکی (کے درجے) تک نہیں پہنچ سکتے جب تک (اس کے راستے میں) وہ نہ خرچ کردو جسے تم پسند کرتے ہو۔(آل عمران:۹۲)

ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا: یارسول اللہ! اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا..﴾ (آل عمران:۹۲) اور مجھے اپنے اموال میں سے بیرحاء (کا باغ) سب سے زیادہ پسند ہے اور یہ (اب) اللہ کے لئے صدقہ ہے، مجھے امید ہے کہ یہ اللہ کے دربار میں میرے لئے نیکی اور ذخیرہ ہوگا، یارسول اللہ! آپ جیسے چاہیں اسے استعمال کریں۔انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واہ! یہ نفع بخش مال ہے یہ نفع بخش مال ہے، میں نے تمھاری بات سنی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں خرچ کرو تو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یا رسول اللہ! میں اسی طرح کرتا ہوں، پھر اسے ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کردیا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۹۵، ۹۹۶ ح ۱۹۴۰، ک ۵۸ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱/۱۹۸، الاستذکار: ۱۸۷۷

☆ وأخرجہ البخاری (۱۴۶۱، ۲۷۵۲) ومسلم (۹۹۸/۴۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس حدیث میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زبردست فضیلت ہے جنھوں نے اپنا محبوب ترین مال اللہ کے راستے میں خرچ کردیا۔

② صحابۂ کرام ہر وقت قرآن وحدیث پر اپنے اموال اور اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

③ نیکی، صلہ رحمی، حسنِ سلوک اور صدقات میں سب سے پہلے رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہئے اور یہی افضل ہے۔

④ مال سے محبت فطری امر ہے بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اسی طرح باغات وغیرہ بنانا اور علمائے کرام کا ان سے استفادہ کرنا سب جائز ہے۔

⑤ عموم پر عمل جائز ہے اِلا یہ کہ تخصیص کی دلیل ہو۔

⑥ جو شخص کوئی چیز صدقہ کر دے تو پھر اسے رجوع کا حق حاصل نہیں ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہترین چیز خرچ کرنی چاہئے، وہ خواہ مال ہو یا جان، اس لئے دینی تعلیم کے حصول کے لئے اپنی اولاد میں سے محبوب ترین اور ذہین ترین افراد کا انتخاب کرنا چاہئے۔

⑧ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا عمل آیتِ مبارکہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ کی بہترین تفسیر ہے۔ سبحان اللہ

⑨ نبی ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا مال اُنھی کے اقرباء میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، اس سے آپ ﷺ کا کمال استغناء ثابت ہوتا ہے۔

[۱۱۷] وَبِهٖ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلٰى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ . وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي فِي رَأْسِهٖ ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ : فَقُلْتُ لَهٗ : مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ : ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) يَشُكُّ إِسْحَاقُ . قَالَتْ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ . قَالَتْ فَقُلْتُ : مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى .
قَالَتْ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب قُباء جاتے تو ام حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لے جاتے، وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ ام حرام بنت ملحان (سیدنا) عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) کی بیوی تھیں۔ پس اس دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر (کے بالوں) میں ٹٹولنے لگیں۔
رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے (نیند میں) میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اس سمندر کے درمیان اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے تھے گویا کہ وہ تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہیں۔
انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے اُن میں شامل کرے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر جب نیند

مِنۡهُمۡ . فَقَالَ : ((أَنۡتِ مِنَ الۡأَوَّلِيۡنَ .)) قَالَ : فَرَكِبَتِ الۡبَحۡرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بۡنِ أَبِي سُفۡيَانَ فَصُرِعَتۡ عَنۡ دَابَّتِهَا حِيۡنَ خَرَجَتۡ مِنَ الۡبَحۡرِ فَهَلَكَتۡ.

سے اُٹھے تو آپ ہنس رہے تھے۔ام حرام نے کہا کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ مجھے (نیند میں) دکھائے گئے جو تخت نشین بادشاہوں کی طرح بیٹھے اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔جیسا کہ آپ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا تو ام حرام نے کہا کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کرے۔آپ نے فرمایا: تم پہلے گروہ میں ہو۔

(سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: پھر وہ (سیدنا) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت) کے زمانے میں سمندری جہاد میں شامل ہوئیں پھر جب وہ سمندر سے باہر تشریف لائیں تو سواری سے گر کر فوت ہوگئیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۴۶۴، ۴۶۵ ح ۱۰۲۶، ک ۲۱ ب ۱۸ ح ۳۹) التمهيد ۱/۲۲۵، الاستذكار: ۹۶۳

☆ وأخرجه البخاري (۲۷۸۸، ۲۷۸۹) ومسلم (۱۶۰/۱۹۱۲) من حديث مالک به.

تفقه

① اُم حرام اور اُم سلیم (رضی اللہ عنہما) دونوں بہنیں تھیں۔ ابن عبدالبر نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اُم حرام یا اُم سلیم نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا یعنی ان میں سے ایک آپ کی رضاعی والدہ اور دوسری رضاعی خالہ تھیں۔ دیکھئے التمہید (۱/۲۲۶) یہی بات امام عبداللہ بن وہب المصری وغیرہ سے مروی ہے۔

② اگر عورت اپنے خاوند کے مال میں سے کسی کو کھانا وغیرہ کھلائے اور خاوند کی ناراضی معلوم نہ ہو تو یہ کھانا حلال ہے اور عورت کے خاوند کو بھی ثواب ملتا ہے۔

③ کفار کے خلاف سمندری جہاد کرنا اور بحری بیڑے بنانا بڑی فضیلت والا کام ہے۔

④ عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا جائز ہے۔

⑤ مردوں اور عورتوں کے لئے بحری سفر کرنا جائز ہے۔

⑥ ہر مسلمان حکمران کے ماتحت جہاد کرنا قیامت تک جائز ہے چاہے بادشاہ ہو یا خلیفہ وغیرہ۔

⑦ اس حدیث میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کاتبِ وحی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے کہ جن کی زیرِ نگرانی یہ عظیم جہادی مہم روانہ ہوئی تھی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش تھے۔

⑧ اللہ کے راستے میں شہید ہو جانے والے یا اسی حالت میں طبعی موت مرنے والے دونوں اشخاص کا اجر برابر ہے اور بعض علماء کے نزدیک شہید کا اجر زیادہ ہے۔

⑨ بعض علماء کے نزدیک بری جہاد سے سمندری جہاد افضل ہے اور عصرِ حاضر میں یہی بات راجح نظر آتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ بہترین بحری بیڑے تیار کریں۔

⑩ اسی روایت کی دوسری صحیح سند میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سونا قیلولہ یعنی دوپہر کے وقت تھا اور یہ کہ ام حرام نے اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر سمندری جہاد کیا تھا۔

چند مزید فوائد بھی پیشِ خدمت ہیں:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ جنگی مہم اور بحری جہاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تھا اور قبرص کے مقام پر سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تھیں۔

② انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

③ یہ حدیث بھی دلائلِ نبوت میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبریں بیان فرمائیں جو آپ کی وفات کے بعد بعینہ پوری ہوئیں۔

④ جن روایات میں سمندری سفر کی ممانعت آئی ہے وہ ساری ضعیف و مردود ہیں۔

⑤ نیک کام میں شمولیت کی تمنا کرنا تقاضائے ایمان ہے۔

⑥ اچھے کام کے لئے کسی سے دعا کروانا جائز ہے۔

[۱۱۸] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ الأَنْصَارِيَّ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ. فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ! قُمْ إِلَى هٰذِهِ الجِرَارِ فَاكْسِرْهَا. قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهَا حَتّٰى تَكَسَّرَتْ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں (شراب کی حرمت سے پہلے) ابوعبیدہ بن الجراح، ابوطلحہ الانصاری اور ابی بن کعب (رضی اللہ عنہم) کو کھجور اور چھوہاروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص نے آ کر انھیں بتایا: بے شک شراب حرام ہوگئی ہے تو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے انس! اُٹھ اور ان مٹکوں کو توڑ دے۔ پھر میں نے ایک پتھر (موسل) لے کر ان مٹکوں کو مارا حتیٰ کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔

تحقیق: سنده صحیح

تخریج: متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحیٰ ۲/۸۴۶، ۸۴۷ ح ۱۶۴۴، ک ۴۲ ب ۵ ح ۱۳) التمہید ۱/۲۴۲، الاستذکار: ۱۵۷۲

☆ وأخرجه البخاری (۵۵۸۲) ومسلم (۹/۱۹۸۰ بعد ح ۱۹۸۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① خبر واحد (اگر صحیح ہو تو) حجت ہے۔

② صحابۂ کرام قیل وقال کے بجائے ہر وقت ارشادِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے اور اتباعِ سنت کے جذبے سے سرشار رہتے تھے۔

③ صحیح حدیث کو خبر واحد اور ظنی کہہ کر رد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو صحابۂ کرام کے خلاف ہیں۔

④ شراب کا سرکہ بنانا جائز نہیں ہے ورنہ صحابۂ کرام شراب بہانے کی بجائے اس کا سرکہ بنا لیتے۔ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے شراب کا سرکہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۹۸۳، ترقیم دارالسلام: ۵۱۴)

⑤ کھجور کی شراب اگر نشہ دے تو خمر ہے اور یہ قول باطل ہے کہ خمر صرف انگور کی شراب کو کہا جاتا ہے بلکہ ہر وہ چیز جو نشہ دے خمر ہے اور خمر حرام ہے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ۔

⑥ ساری نجاسات کی طرح خمر (شراب) بھی نجس ہے۔ دیکھئے التمہید (۱/۲۴۵)

⑦ شراب کی ملکیت اور اسے خریدنا بیچنا جائز نہیں ہے۔

⑧ اگر شراب کا سرکہ بنایا جائے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور اگر خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ سرکہ بذاتِ خود حلال ہے۔

[۱۱۹] وَبِهٖ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ : [قَالَ]° أَبُوطَلْحَةَ : لِأُمِّ سُلَيْمٍ :لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا، أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ هَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ :نَعَمْ . فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ : فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((أَرْسَلَكَ

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ انھوں (اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) نے (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: ابوطلحہ نے (اپنی بیوی) اُم سُلیم سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کمزور سنی ہے، اس میں بھوک کا اثر محسوس کرتا ہوں، کیا تمھارے پاس (کھانے کے لئے) کوئی چیز ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں! پھر انھوں نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنا ایک دوپٹہ لے کر اس میں روٹیاں اوپر نیچے ڈھانپ دیں پھر انھیں میری بغل میں دبا دیا اور بعض حصے کو میری چادر بنا دیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ

أَبُو طَلْحَةَ ؟)) فَقُلْتُ :نَعَم . فَقَالَ :((لِطَعَامٍ ؟)) فَقُلْتُ :نَعمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ : ((قُومُوا .)) قَالَ :فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ . فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ!قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ :فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلاَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((هَلُمِّي ٥٥ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ !مَاعِنْدَكِ ؟)) فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الخُبْزِ . قَالَ :فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَآدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ . ثُمَّ قَالَ:((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ :
((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى أَكَلَ القَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلاً أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلاً .

کے پاس بھیجا۔میں گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد لوگ بیٹھے ہیں، میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اُٹھو (انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: پس آپ روانہ ہوئے اور میں آگے آگے چلا حتیٰ کہ جا کر ابوطلحہ کو بتایا۔ ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس انھیں کھلانے کے لئے کھانا نہیں ہے۔ اُم سلیم نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں ۔ پھر ابوطلحہ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تو رسول اللہ ﷺ اور ابوطلحہ دونوں تشریف لائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! جو کچھ تمھارے پاس ہے لے آؤ تو وہ روٹیاں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ان روٹیوں کے ٹکڑے کر کے چُوری بنائی گئی اور اُم سلیم نے اس پر ایک برتن سے گھی نچوڑا تو یہ چُوری نما سالن بن گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ دعا پڑھی جو اللہ نے چاہی پھر آپ نے فرمایا: دس آدمیوں کو لے آؤ۔ دس آدمی بلائے گئے حتیٰ کہ انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور باہر چلے گئے ۔ پھر آپ نے فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ۔ دس آدمی بلائے گئے تو انھوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور باہر چلے گئے ۔ پھر آپ نے فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ۔ دس آدمی بلائے گئے تو انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور باہر چلے گئے ۔ پھر آپ نے دس آدمی بلائے

حتیٰ کہ سارے آدمیوں نے جو ستر یا اسی تھے خوب پیٹ
بھر کر سیر ہو کر کھانا کھایا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۷،۹۲۸ح ۱۷۸۹،ک ۴۹ ب ۱۰ح ۱۹) التمہید ۱/۲۸۸،۲۸۹، الاستذکار:۱۷۲۲

☆ وأخرجہ البخاری (۵۳۸۱) ومسلم (۲۰۴۰) من حدیث مالک بہ۔

٥ من رواية يحي بن يحي ٥٥ من رواية يحيى و جاء في الأصل :" هَلُمَّ".

تفقه

① یہ روایت بھی دلائل نبوت میں سے ہے اور عظیم الشان معجزہ تھا کہ تھوڑا سا کھانا ستر (۷۰) اشخاص نے سیر ہو کر کھایا۔

② وصال کے روزوں کی تخصیص کے علاوہ نبی کریم ﷺ کو بعض اوقات بھوک بھی لگ جاتی تھی۔ وصال کی حالت میں اللہ تعالیٰ آپ کو کھلاتا پلاتا تھا جیسا کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔

③ اہلِ ایمان کو ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہنا چاہئے تا کہ محبت میں اضافہ ہوتا رہے۔

④ وہ دوست جس پر کُلی اعتماد ہوتا ہو، اس کی دعوتِ طعام پر بعض اوقات ایسے افراد کو ساتھ لے جانا بھی جائز ہے جنھیں دعوت نہیں ملی لیکن یاد رہے کہ کسی بھائی کو ذہنی، اخلاقی یا مالی تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔

⑤ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ جانتے (علم رکھتے) ہیں لیکن واضح رہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب سمجھنے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ عالم الغیب ہونا اللہ کی صفتِ خاصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے کے بارے میں قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے کچھ اسی کتاب میں موجود ہیں۔

⑥ اگر مکان میں مناسب جگہ نہ ہو تو گروہ در گروہ کھانا کھلانا جائز ہے۔

⑦ نبی ﷺ اور صحابۂ کرام نے بہت مشکلات میں زندگی گزاری ہے۔ کئی کئی دن کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ملتا تھا مگر پھر بھی صابر و شاکر تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

⑧ کوشش کر کے مہمان اور مدعو شخص کو بہترین کھانا کھلانا چاہئے۔

⑨ مہمان اور دوست کا گھر سے باہر نکل کر استقبال کرنا جائز ہے۔

⑩ گھر والے کو اپنے گھر میں داخلے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح اس کے بلانے پر آنے والوں کو کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ چند مزید فوائد بھی پیشِ خدمت ہیں:

① کھانے پر کھانے سے پہلے برکت کی دعا کرنا جائز ہے۔

② جس دوست پر کُلی اعتماد ہو تو آدمی اس کے گھر میں ضروری حکم چلا سکتا ہے۔

③ اگر کبھی کبھار کھانا ملے تو پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے ورنہ اس کے تین حصے کرنے چاہئیں۔

④ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا اس پر ہر وقت سرِ تسلیم خم کرنا چاہئے چاہے ہماری اپنی محدود سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔
⑤ کھانے کی تمام اقسام مثلاً چُوری وغیرہ سب مباح ہیں سوائے اس کھانے کے جس کی شریعت میں ممانعت ہے۔

[١٢٠] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَفِي مُدِّهِمْ)) - يعني أهل المدينة.

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ! ان یعنی مدینے والوں کے اوزان میں برکت ڈال اور ان کے صاع و مد (تولنے کے پیمانوں) میں برکت ڈال۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ٢/٨٨٤، ٨٨٥ ح ١٧٠١، ک ٤٥ ب ١ ح ١) التمہید ١/٢٧٨، الاستذکار: ١٦٣١

☆ وأخرجه البخاري (٢١٣٠) ومسلم (١٣٦٨) من حديث مالک بہ.

تفقه

① صاع: غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ جو اہلِ حجاز کے حساب سے ٤ مُد (٤ پونڈ) یعنی گیارہ سو بیس درہم کے وزن کے بقدر ہوتا ہے۔ اور اہلِ عراق کے حساب سے ٨ رطل کے برابر یا دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ کے برابر (القاموس الوحید ص ٩٥١)
شریعت میں اہلِ عراق کے صاع کا کوئی اعتبار نہیں صرف اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ جو اہلِ حجاز ہیں کے صاع کا اعتبار ہے۔
② مُد: اہلِ حجاز کے نزدیک یہ ایک رطل اور ثلث رطل ہے۔ (القاموس الوحید ص ١٥٣٢)
③ مکہ اور مدینہ کو دوسرے تمام شہروں پر فضیلت حاصل ہے۔
④ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام اور یمن کے لئے کئی دفعہ برکت کی دعا فرمائی۔ تیسری یا چوتھی دفعہ لوگوں نے کہا: "یا رسول الله! وفي عراقنا" اے اللہ کے رسول! اور ہمارے عراق (کے بارے) میں (برکت کی دعا فرمائیں) آپ نے فرمایا: اس میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ١٢/٣٨٤ ح ١٣٤٢٢، وسندہ حسن وللحدیث شاہد عند ابی نعیم فی حلیۃ الاولیاء ٦/١٣٣، وسندہ حسن فالحدیث صحیح)
معلوم ہوا کہ (مدینے کے مشرق کی طرف) عراق کی سرزمین فتنوں اور گمراہ فرقوں کا مسکن ہے اور یہی وہ نجد ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی لہٰذا مکے و مدینے کے اوزان کے مقابلے میں عراقی اوزان پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح: ٢٩٣
⑤ ایسی روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عراق کے سارے لوگ غلط اور خراب ہیں بلکہ عراق میں بہت اچھے اور جلیل القدر لوگ بھی تھے اور ہیں۔ ان روایات میں عام حالات میں اکثریت کی مذمت مقصود ہے۔

[١٢١] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ٢/٩٥٦ ح ١٨٤٥، ك ٥٢ ب ١ ح ١) التمهيد ١/٢٧٩، الاستذكار: ١٧٨١

☆ وأخرجه البخاري (٦٩٨٣) من حديث مالك به .

تفقه

① نبوت کے بہت سے حصے ہیں مثلاً وحی، جبریل علیہ السلام کا آنا، براہِ راست کلام، پردے کے پیچھے سے کلام، الہام، کشف، فرشتے کا انسانی صورت میں وحی لانا، غیب کی خبریں اور سچے خواب وغیرہ۔ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اب نبوت کی تمام قسمیں، حصے اور اجزاء ہمیشہ کے لئے ختم اور منقطع ہیں سوائے سچے خوابوں کے جنھیں نیک آدمی کبھی کبھار دیکھتا ہے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ جو شخص سچے خواب دیکھتا ہے وہ نبی یا رسول ہے بلکہ نبوت اور رسالت کا دروازہ قیامت تک ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے لہٰذا اب نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ رسول پیدا ہوگا۔

② بہت سے اہلِ بدعت کے مذاہب کا دار و مدار جھوٹے، خود ساختہ اور شیطانی خوابوں پر ہے جن کے ذریعے سے وہ قرآن و حدیث اور اجماع کو رد کر دیتے ہیں۔

③ یہ ضروری نہیں کہ خواب من وعن پورا ہو بلکہ اس کی تعبیر ممکن ہے اور خواب میں رموز و اشارات اور مجاز وغیرہ ہو سکتا ہے۔

④ مشہور ثقہ امام قاضی ابو جعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان التنوخی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ٣١٨ھ) نے کہا: میں عراقیوں کے مذہب پر تھا تو میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر میں اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (سنن الدارقطنی ١/٢٩٢ ح ١١١٢، وسندہ صحیح)

ظاہر ہے کہ حنفی حضرات اس سچے اور نیک آدمی کے خواب کو صحیح نہیں مانتے لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام کے بعد کسی اُمتی کا خواب حجت نہیں ہے اگرچہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اُس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔

⑤ نیز دیکھئے ح ١٢٧، ٣٧٥، ٥١٢

[۱۲۲] وَبِهٖ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّى الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ .

اوراسی سند کے ساتھ (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے پھر آدمی بنوعمرو بن عوف کی طرف جاتا تو انھیں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۸ ح ۹، ک ۱ ب ۱ ح ۱۰) التمهيد ۱/۲۹۵، الاستذكار: ۸

☆ وأخرجه البخاري (۵۴۸) ومسلم (۶۲۱/۱۹۴) من حديث مالک به .

تفقه

① یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ شہر یا گاؤں کی تمام مسجدوں میں ایک ہی وقت نماز پڑھی جائے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ نماز اول وقت پڑھنی چاہئے لہٰذا بعض مسجدوں میں بالکل اول وقت اور بعض میں اس سے تھوڑی دیر بعد نماز ہوسکتی ہے بشرطیکہ سورج خوب بلند اور روشن ہو۔ جان بوجھ کر سورج کے زرد ہونے، غروب کے نزدیک پہنچنے اور مکروہ وقت میں عصر کی نماز پڑھنا غلط کام ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز بالکل اول وقت پڑھتے تھے۔

③ عصر کا اول وقت ایک مثل پر شروع ہوتا ہے اور دو مثل پر افضل وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مغرب تک کا وقت شرعی عذر پر محمول ہے مثلاً کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے وغیرہ۔

④ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی اور احمد) اور قاضی ابو یوسف و محمد بن الحسن الشیبانی وغیرہم کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل پر داخل ہو جاتا ہے۔ دیکھئے الاوسط لابن المنذر (۲/۳۲۹) والکواکب الدری (۱/۹۰ حاشیہ) اور یہی صحیح ہے۔

⑤ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل (علیہ السلام) نے بیت اللہ کے قریب مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی... پھر انھوں نے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا۔ (سنن الترمذی: ۱۴۹، وقال: ''حدیث حسن'' وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲ وابن حبان: ۲۷۹، وابن الجارود: ۱۴۹، والحاکم ۱/۱۹۳، وغیرہم وحسنہ النیموی التقلیدی فی آثار السنن: ۱۹۴)

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے کہ ''جب دو مثل ہو جائے تو عصر پڑھ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ دو مثل تک عصر کی (افضل) نماز پڑھ سکتے ہو۔ دیکھئے التعلیق الممجد (ص ۴۱ حاشیہ: ۹) اور الاوسط لابن المنذر (۲/۳۲۸ ح ۹۴۸ عن عمر رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح)

⑦ نیز دیکھئے ح ۱۳۲

حُمَيْدَةُ بِنْتُ عُبَيْدٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٢٣] مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ بنتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا أَبُو قَتَادَةَ الإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ، فَقَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ فَقَالَ :أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ فَقَالَتْ قُلْتُ : نَعَمْ !فَقَالَ :إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ .))

ابن ابی قتادہ کی بیوی اور کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی کبشہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس (سیدنا) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو میں نے ان کے لئے وضو کا پانی (برتن میں) ڈالا پھر ایک بلی آئی (اور) اس میں سے پینے لگی تو ابوقتادہ نے اس کے لئے برتن جھکا دیا حتیٰ کہ بلی نے پی لیا۔ کبشہ نے کہا: جب آپ نے مجھے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو کہا: اے بھتیجی! کیا تو تعجب کرتی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نجس نہیں ہے، یہ تو تمھارے پاس (گھروں میں) بار بار چکر لگانے والی ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيیٰ ١/٢٢، ٢٣ ح ٤١، ک ٢ ب ٣ ح ١٣) التمهيد ١/٣١٨، الاستذكار: ٤٤

☆ وأخرجه ابوداود (٧٥) والترمذي (٩٢ وقال: حسن صحيح) وابن ماجه (٣٦٧) والنسائي ١/٥٥ ح ٦٨) كلهم من حديث مالك به وصححه ابن خزيمة (١٠٤) وابن حبان (١٢١) والحاكم (١/١٦٠) ووافقه الذهبي .

تفقه

① ہر سوال کا جواب دلیل سے دینا چاہئے۔ ② اگر بلی کے منہ کے ساتھ نجاست نہ ہو تو اس کا جھوٹا نجس نہیں ہے۔

③ صحیح خبرِ واحد کی حجیت کے لئے راوی کا مرد ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اگر قابلِ اعتماد سچی عورت کوئی روایت بیان کرے تو بھی خبر واحد حجت ہے۔ معلوم ہوا کہ روایت اور شہادت میں کچھ فرق ضرور ہے۔ ④ کتے اور خنزیر کی طرح بلی نجس العین نہیں ہے۔

⑤ گھروں میں بلی پالنا جائز ہے۔

⑥ جس شخص کو مسئلہ معلوم نہیں، اُسے چاہئے کہ وہ علمائے حق سے پوچھ لے تاکہ شریعت کا حکم معلوم ہو جائے۔

⑦ حیوانات کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنی چاہئے۔ ⑧ احکامِ شریعت میں آسانی اور وسعت ہے۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس برتن میں بلی منہ ڈال لے تو اُسے ایک یا دو مرتبہ دھونا چاہئے۔

(سنن دارقطنی ۱/۶۴، ۶۷ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ۱/۱۶۰، ووافقہ الذہبی)

اس سے معلوم ہوا کہ بلی کے جوٹھے سے بھی بچنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

رَافِعُ بْنُ إِسْحَاقَ : حَدِيثَانِ

[۱۲٤] مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلًى لِآلِ الشِّفَاءِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ بِمِصْرَ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ أَوِ الْبَوْلَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ.))

نبی ﷺ کے صحابی ابوایوب (الانصاری رضی اللہ عنہ) جب مصر میں تھے تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں ان (قبلہ رخ) لیٹرینوں کے ساتھ کیا کروں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی آدمی پاخانہ یا پیشاب کرنے کے لئے جائے تو نہ قبلے کی طرف رُخ کرے اور نہ اپنی شرمگاہ کے ساتھ قبلے کی طرف پیٹھ کرے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۳ ح ۴۵۵، ک ۱۴ ب ۱ ح ۱) التمہید ۱/۳۰۳ وقال: ''حدیث متصل صحیح'' الاستذکار: ۴۲۴

☆ وأخرجہ النسائی (۱/۲۱ ح ۲۰) من حدیث ابن القاسم عن الإمام مالک بہ وللحدیث طرق عند البخاری (۱۴۴) ومسلم (۲۶۴) وغیرہما.

تفقہ

① قضائے حاجت کے دوران میں قبلہ (مکہ مکرمہ) کی طرف رُخ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں طرح سے ممنوع ہے تاہم بعض صحیح احادیث سے پیٹھ کرنے کا جواز ملتا ہے لہٰذا شدید مجبوری یا شرعی عذر کی وجہ سے رفعِ حاجت کے دوران میں قبلے کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے۔

② کتاب وسنت کے منافی امور پر ناراضی کا اظہار اور انکار کرنا اہلِ ایمان کا طریقۂ کار اور امتیازی نشان ہے۔

③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے پیارے نبی ﷺ کے فرمان اور عمل کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کرتے تھے بلکہ ہر وقت قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

④ نص اپنے عموم پر جاری رہتی ہے اِلا یہ کہ تخصیص کی کوئی دلیل ہو۔

⑤ نبی ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا ضروری بلکہ عین ایمان ہے اگرچہ ان احکامات کا صریح ذکر قرآن مجید میں نہ بھی ملے۔

[۱۲۵] وَبِهِ أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ صُوَرٌ)) شَكَّ إِسْحَاقُ: لَا يَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ.

رافع بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پُرسی کے لئے گئے تو انھوں نے ہمیں بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا: بے شک جس گھر میں مجسمے یا تصاویر ہوں تو وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔
اسحاق کو شک ہوا، انھیں واضح طور پر معلوم نہ تھا کہ ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) نے ان میں سے کون سا کلمہ کہا؟

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۵، ۹۶۶ ح ۱۸۶۷، ک ۵۴ ب ۳ ح ۶) التمہید ۱/۳۰۰، الاستذکار: ۱۸۰۳

☆ وأخرجہ الترمذی (۲۸۰۵) من حدیث مالک بہ وقال: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان (۱۴۸۶)

تفقہ

① جاندار اشیاء مثلاً انسان، حیوان اور پرندوں وغیرہ کی تصاویر بنانا حرام ہے۔

② تصاویر کی حرمت کے اس عمومی حکم سے بعض چیزیں مستثنیٰ ہیں:

بچوں کے کھیلنے کی گڑیاں اور کھلونے وغیرہ (دیکھئے صحیح بخاری: ۶۱۳۰، صحیح مسلم: ۲۴۴۰، سنن ابی داود: ۴۹۳۲، وسندہ حسن)

کپڑے پر پرندے کی تصویر (صحیح مسلم: ۲۱۰۷، دارالسلام: ۵۵۲۱، ۵۵۲۲) وغیرہما

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر ایک کھڑے شیر کی تصویر تھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۲۶۹ ح ۲۵۰۹۳ وسندہ صحیح)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر ایک آدمی کی تصویر تھی جس کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

(ابن ابی شیبہ ۸/۲۶۹ ح ۲۵۰۹۵ وسندہ حسن، شرح معانی الآثار للطحاوی ۴/۲۶۶)

③ موجودہ دور میں ویڈیو اور کمپیوٹر سی ڈی کی ایجادیں تصویر کے حکم میں نہیں ہیں کیونکہ ان پر کوئی تصویر نظر نہیں آتی۔ یہ سائنسی اور ٹیکنیکل کمال ہے جسے انسانوں نے دریافت کرلیا ہے لہٰذا یہ ایجادات نیک مقاصد مثلاً تقریر، تعلیم، تربیت اور مناظرے وغیرہ کے لئے مباح کے حکم میں ہیں۔ رہے وہ اُمور جو شریعت کے خلاف ہیں تو ہر حالت میں ناجائز ہیں چاہے ان کے لئے ویڈیو یا سیڈیز استعمال کی جائیں یا نہ کی جائیں۔

④ نیز دیکھئے ح ۲۶۰، ۴۲۷

أَبُو مُرَّةَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۲٦] مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ . قَالَ : فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُم . وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا . فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ ؟ أَمَّا أَحَدُهُم فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ .))

(سیدنا) ابوواقد اللیثی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپ کے پاس تھے کہ اتنے میں تین آدمیوں کا ایک گروہ آیا۔ ان میں سے دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک واپس چلا گیا۔ جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو دونوں نے سلام کیا پھر ایک نے حلقے میں تھوڑی سی جگہ دیکھی تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے آخر میں بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ (خطبے یا درس سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تمھیں تین آدمیوں کی بات نہ بتاؤں؟ ایک نے اللہ سے جگہ مانگی تو اللہ نے اسے جگہ دے دی، دوسرے نے حیا کی تو اللہ نے اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے اس سے اعراض فرمایا.

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۰، ۹۶۱ ح ۱۸۵۷، ک ۵۳ ب ۳ ح ۴) التمہید ۱/۳۱۵، وقال : "هذا حديث متصل صحيح" الاستذکار: ۱۷۹۳

☆ وأخرجہ البخاری (٦٦) ومسلم (۲۱۷٦) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① بغیر شرعی عذر کے کتاب وسنت کے وعظ وتعلیم اور اصلاحی درس کے دوران میں اُٹھ کر جانا نہیں چاہئے۔

② مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنا فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔

③ عالم کے پاس مسجد میں بیٹھنا مسنون ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ عالم کے قریب بیٹھا جائے لیکن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے اور دوسروں کو تکلیف دینے سے اجتناب کرنا چاہئے بلکہ جہاں خالی جگہ میسر ہو بیٹھ جانا چاہئے۔

④ مجلس میں پہنچ کر دورانِ درس یا دورانِ خطبہ سلام کہنا ثابت ہے جس کا جواب اگر مجلس سے ایک آدمی بھی دے دے تو کافی ہے۔
⑤ حافظ ابن عبدالبر کے نزدیک اللہ کے حیا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اسے بخش دیا۔ دیکھئے التمہید (۱/۳۱۷)
⑥ چہرہ پھیرنے سے مراد دو باتیں ہیں: یا تو وہ شخص منافق تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا یا عام مسلمان تھا تو اسے اس مجلس کے ثواب سے محروم کر دیا۔

زُفَرُ بْنُ صَعْصَعَةَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۲۷] مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ قَالَ : ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا؟)) وَيَقُولُ : ((إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے: میرے بعد نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۵۶، ۹۵۷ ح ۱۸۴۷، ک ۵۲ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱/۳۱۳، الاستذکار: ۱۷۸۳
☆ وأخرجہ ابوداود (۵۰۱۷) من حدیث مالک بہ وصححہ الحاکم (۴/۳۹۰، ۳۹۱) ووافقہ الذہبی .

تفقہ

① نبوت کے چھیالیس حصے ہیں جن میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کے آجانے کے بعد اب صرف ایک حصہ باقی رہ گیا ہے اور وہ نیک آدمی کا اچھا خواب ہے جس میں اسے بشارت دی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اب کشف والہام کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے قیامت تک بند ہے لہٰذا اب کسی اُمتی کو نہ کشف ہوگا اور نہ الہام ہوگا۔ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إنه قد كان فيما مضى قبلكم من الأمم محدثون وإنه إن كان في أمتي هذه منهم فإنه عمر بن الخطاب .))
تم سے پہلے سابقہ امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جنھیں الہام ہوتا تھا اور اگر میری اس امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (صحیح بخاری: ۳۴۶۹)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں کسی کو بھی الہام نہیں ہوتا۔ نیز دیکھئے ح ۱۲۱، ۳۷۵
② لوگوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا کسی نے خواب دیکھا ہے؟

③ انبیاء کرام نے خوابوں کی جو تعبیریں بیان کی ہیں وہ قطعی اور یقینی ہیں۔ اُمتیوں کی تعبیر قیاسی اور غیر یقینی ہوتی ہے جس پر کلی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

④ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے باتیں کرنا مباح ہے۔

⑤ لوگوں کو مسئلہ سمجھانے کے لئے عالم کا بذاتِ خود سوال کرنا بھی جائز ہے۔

⑥ محمد ﷺ کے بعد اب نبوت اور رسالت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا گیا ہے لہٰذا اب نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ نبی پیدا ہوگا۔

أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيُّ: ثَلَاثَةُ أَحَادِيثُ

[١٢٨] قَالَ مَالِكٌ :حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ :أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ ؟)) فَقَالَ النَّاسُ :نَعَم. فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ .

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو (ایک صحابی) ذوالیدین (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) کہا: کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: جی ہاں! پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور (ظہر یا عصر کی) آخری دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیرا پھر تکبیر کہی تو اپنے سجدوں کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر (تکبیر کہہ کر) سر اٹھایا۔ پھر تکبیر کہی تو اپنے سجدوں کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ١/٩٣ ح ٢٠٦، ک ٣ ب ١٥ ح ٥٨) التمهيد ١/٣٤١، الاستذكار: ١٧٨

☆ وأخرجه البخاري (١٢٢٨) من حديث مالک به ورواه مسلم (٩٧/٥٧٣) من حديث أيوب السختياني به .

تفقه

① اگر کوئی شخص نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دے تو اسے چاہئے کہ اس نماز کو شمار کر کے باقی رکعتیں پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ سجدۂ سہو نماز کے سجدوں کے برابر یا طویل تر ہونا چاہئے۔

② بھول کر نماز میں کلام کرنے یا سلام پھیرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

③ اگر کسی حدیث میں شک ہو تو اس کی تحقیق کرنا مسنون ہے اور صحیح ثابت ہونے کے بعد اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

④ انبیاء ورسل کو دنیاوی اُمور اور نماز وغیرہ میں سہو ہوسکتا ہے لیکن یاد رہے کہ تبلیغِ دین، اخبارِ سابقہ اور حوالے بیان کرنے میں کبھی سہو نہیں ہوسکتا۔

⑤ یقین کو شک کی بنیاد پر چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

⑥ اگر روایت میں مخالفت ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو تو ایک کے مقابلے میں جماعت کی روایت ہی راجح ہے۔

⑦ سجدۂ سہو میں تکبیر مسنون ہے۔

⑧ بعض الناس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے۔اس دعوے کے تفصیلی ابطال کے لئے دیکھئے التمہید (۱/۳٦۴)

⑨ یہ کہنا کہ ذوالیدین رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شہید ہوگئے تھے، غلط ہے کیونکہ غزوۂ بدر میں تو ذوالشمالین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور ذوالیدین (خرباق رضی اللہ عنہ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہے ہیں۔

⑩ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے ورنہ تحقیق کے لئے لوگوں سے کیوں سوال کرتے؟ نیز دیکھئے ح ۱۵٦

[۱۲۹] وَبِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: ((اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي.)) قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)) تَعْنِي إِزَارَهُ.

(سیدہ) ام عطیہ الانصاریہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) فوت ہوئیں تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اسے تین دفعہ یا اگر مناسب سمجھو تو زیادہ دفعہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دینا اور آخر میں اس میں کافور یا کافور کا کچھ حصہ ڈالنا، پھر جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔

ام عطیہ نے کہا: جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی، پھر آپ نے ہمیں اپنے ازار والی چادر دی اور فرمایا: اس کے بدن کو اس (چادر) میں لپیٹ دو۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۲۲ ح ۵۲۱، ک ۱٦ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱/۳۷۱، الاستذکار: ۴۸۲

☆ وأخرجہ البخاری (۱۲۵۳) ومسلم (۹۳۹/۳۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر میت کو غسل دینے کے بعد اُس کے سبیلین سے کوئی چیز خارج ہو جائے تو علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اسے دوبارہ غسل دینا چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ اسے استنجا اور وضو کرانا کافی ہے۔ اس میں پہلا قول بہتر اور راجح ہے۔ واللہ اعلم

② میت کو پہلے استنجا پھر نماز والا وضو اور پھر غسل کرانا چاہئے۔ وضو اور غسل میں دائیں طرف سے ابتدا کرنی چاہئے۔

③ استنجا کراتے وقت ہاتھ پر کپڑا ہونا چاہئے۔ دیکھئے التمہید (۳۷۶/۱)

④ بیری کے پتوں کا استعمال افضل ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے جدید دور کی ایجاد صابن وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ واللہ اعلم

⑤ عورتوں کو عورتیں اور مردوں کو مرد غسل دیں گے اور خاوند کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے خاوند کو غسل دینا جائز ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔ دیکھئے التمہید (۳۸۰/۱) اور مسند احمد (۲۶۷/۶ وسندہ حسن)

⑥ غسلِ میت میں طاق تعداد (تین، پانچ، سات) مستحب ہے۔

[۱۳۰] وَبِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ رَجُلاً أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !إِنَّ أُمِّي عَجُوْزٌ كَبِيْرَةٌ لَا تَسْتَطِيْعُ أَنْ نُرْكِبَهَا عَلَى الْبَعِيْرِ وَلَا تَسْتَمْسِكُ وَإِنْ رَبَطْتُهَا خِفْتُ أَنْ تَمُوْتَ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا ؟ قَالَ :((نَعَم.))

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: یارسول اللہ! میری ماں بہت زیادہ بوڑھی ہیں، ہم انھیں اونٹ پر سوار نہیں کر سکتے اور نہ وہ ٹکتی ہیں، اگر میں انھیں، سواری پر باندھ لوں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مر جائیں گی، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: جی ہاں!

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ الجوہری: ۳۰۲) التمہید ۳۸۲/۱ والرجل المخبر لابن سیرین ھو یحیٰی بن ابی اسحاق رواہ عن سلیمان بن یسار عن ابن عباس بہ.

○ وللحدیث شاہد قوی عند الطحاوی فی مشکل الآثار (الطبعۃ القدیمہ ۲۲۰/۳) وبہ صح الحدیث وانظر التمہید (۳۸۴/۱)

تفقہ

① اگر کوئی شخص شرعی عذر کی وجہ سے فرضی حج نہ کر سکے تو اس کی طرف سے (بذاتِ خود حج کرنے کے بعد) حج کرنا جائز ہے۔

② موطأ ابن القاسم کی یہ روایت محمد بن الحسن الشیبانی کی طرف منسوب موطأ میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے موطأ الشیبانی (ص ۲۲۹ ح ۴۸۲)

③ مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

④ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۵۸

أَيُّوبُ بْنُ حَبِيبٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۳۱] مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَبِيبٍ مَوْلٰى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ : أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَعِيدٍ :نَعَم ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ !إِنِّي لا أَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ .)) قَالَ :فَإِنِّي أَرٰى الْقَذَاةَ فِيْهِ قَالَ :((فَأَهْرِقْهَا.))

ابوالمثنیٰ الجہنی سے روایت ہے کہ میں مروان بن حکم کے پاس موجود تھا جب (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) اس کے پاس تشریف لائے تو مروان بن حکم نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ انھوں نے مشروب (پانی وغیرہ) میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے؟ تو ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) نے اسے کہا: جی ہاں! پھر ایک آدمی نے کہا تھا: یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا (پیاسا رہتا ہوں)! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیالے کو اپنے منہ سے دور کرو پھر سانس لو۔ اس نے کہا: میں اس (مشروب) میں تنکا دیکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا: پھر اسے بہادو۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۹۲۵ ح ۱۷۸۳، ک ۴۹ ب ۷ ح ۱۲) التمهيد ۱/۳۹۱، الاستذكار: ۱۷۱۵

☆ وأخرجه الترمذي (۱۸۸۷، وقال: حسن صحيح) وابن حبان (الموارد: ۱۳۶۷) والحاكم (۴/۱۳۹) كلهم من حديث مالك به .

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرم مشروب مثلاً دودھ اور چائے وغیرہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونکیں مارنا منع ہے اور اسی طرح پانی میں تنکے وغیرہ ہٹانے کے لئے پھونکیں مارنا ممنوع ہے۔

② اگر کوئی شرعی عذر ہو تو حکمران کے پاس عالم جاسکتا ہے بشرطیکہ وہاں کلمۂ حق بیان کرے اور کسی قسم کا لالچ نہ رکھے۔

③ ایک سانس میں پانی وغیرہ پینا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تین سانسوں میں پیا جائے۔

④ اس حدیث میں ان لوگوں کا زبردست رد ہے جو دم درود کے لئے پانی وغیرہ کی بوتلوں اور برتنوں میں پھونکیں مارتے ہیں۔

⑤ اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور عالم کو چاہئے کہ وہ دلیل سے جواب دے بلکہ بہتر ہے کہ دلیل بھی بتادی جائے۔

⑥ پانی وغیرہ پینے سے پہلے اسے اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے۔

العَلاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: لَهُ عَنْ أَنَسٍ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ وَلَهُ عَنْ أَبِيْهِ سِتَّةُ أَحَادِيْثَ.

[۱۳۲] مَالِكٌ عَنِ العَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي العَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ - أَوْ ذَكَرَهَا - فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُم حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ عَلٰى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا.))

العلاء بن عبدالرحمٰن (بن یعقوب) سے روایت ہے کہ ہم ظہر (کی نماز) کے بعد (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو وہ کھڑے ہو کر عصر کی نماز پڑھنے لگے۔ پھر جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے یا انھوں نے خود ہی نماز کی جلدی کا ذکر کیا پھر انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ منافقوں کی نماز ہے، وہ منافقوں کی نماز ہے، وہ منافقوں کی نماز ہے، ان میں سے ہر آدمی بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج پیلا زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے پاس پہنچ جاتا ہے تو یہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگے لگاتا ہے جن میں اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۲۰ ح ۵۱۵، ک ۱۵ ب ۱۰ ح ۴۶) التمہید ۱۸۴/۲۰، ۱۸۵، الاستذکار: ۴۸

☆ وأخرجہ ابوداود (۴۱۳) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۶۲۲) من حدیث العلاء بن عبدالرحمٰن بہ .

تفقہ

① عصر کی نماز وقت داخل ہونے کے بعد جلدی پڑھنی چاہئے۔ یاد رہے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل سائے کے بعد داخل ہو جاتا ہے۔

② عصر کی نماز مسنون وقت سے غیر معمولی تاخیر کر کے پڑھنا منافقوں کا کام ہے۔

③ بغیر کسی شرعی دلیل کے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔

④ اگر امام نماز تاخیر سے پڑھے تو اول وقت نماز پڑھ لینی چاہئے۔
⑤ شرعی عذر کی بنا پر مسجد کی نماز با جماعت چھوڑ کر گھر میں اکیلے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔
⑥ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے دروازے کے پاس تھا۔ دیکھئے التمہید (۱۸۶/۲۰)
⑦ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۲۲

[۱۳۳] مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ :فَقَالَ :((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ، وَدِدْتُ أَنِّي رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا .)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ !أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ ؟ فَقَالَ :((بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي . وَإِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ)). قَالُوا :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ ؟ قَالَ :((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ ؟)) قَالُوْا :بَلَى . قَالَ :((فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ فَأُنَادِيْهِمْ أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ أَلا هَلُمَّ !ثَلَاثًا. فَيُقَالُ :إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ .فَأَقُولُ :فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا: السلام علیکم (تم پر سلام ہو) اے ایمان والوں کا گھر! اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں چاہتا تھا کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا!
صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم میرے صحابہ ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک (دنیا میں) نہیں آئے اور میں حوض (کوثر) پر ان سے پہلے موجود ہوں گا۔
صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ اپنے ان امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے جو آپ کے بعد (دنیا میں) آئیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمھارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے گھوڑے ہوں جن میں سے بعض سفید چہروں اور سفید پاؤں والے ہوں اور وہ کالے سیاہ گھوڑوں کے درمیان ہوں تو وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان نہیں لے گا؟ لوگوں نے جواب دیا: ضرور پہچان لے گا۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ (میرے امتی) قیامت کے دن اس حالت میں آئیں گے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں سفید چمک رہے ہوں گے اور میں حوض پر ان سے پہلے موجود ہوں گا۔ پھر کچھ لوگوں کو میرے حوض سے ہٹایا جائے گا جیسا کہ گمشدہ اونٹ کو ہٹایا جاتا ہے پھر انھیں (تین دفعہ) آواز دوں گا: ادھر آجاؤ، ادھر آجاؤ، ادھر

آ جاؤ۔ پھر (مجھے) کہا جائے گا: انھوں نے آپ کے
بعد (آپ کی سنت اور دینِ اسلام کو) تبدیل کر دیا تھا۔
پس میں کہوں گا: دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۸۔۳۰ ح ۵۷، ک ۲ ب ۶ ح ۲۸) التمہید ۲۰/۲۳۸، ۲۳۹، الاستذکار: ۵۱

☆ وأخرجہ مسلم (۲۴۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① سفر کے بغیر، قبروں کی زیارت اور قبرستان کو جانا مباح ہے تاکہ مرنے والوں کے لئے دعا کی جائے اور موت کو یاد کیا جائے۔
یاد رہے کہ قبروں کی زیارت سے ممانعت منسوخ ہے۔

② عورتوں کے لئے بھی اپنے قریبی رشتہ داروں مثلاً بھائی وغیرہ کی قبر کی زیارت جائز ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔
مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۱۲۸۳) صحیح مسلم (۹۷۴، دارالسلام: ۲۲۵۶)
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر گئی تھیں۔ (دیکھئے المستدرک للحاکم ۱/۳۷۶ ح ۱۳۹۲، وسندہ صحیح وصححہ الذہبی)
لیکن یاد رہے کہ غیر لوگوں مثلاً عوام میں مشہور بزرگوں کی قبر پر عورتوں کا جانا ممنوع ہے۔
دیکھئے سنن ابی داود (۳۱۲۳ وسندہ حسن)
بلکہ نبی ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو کثرت سے قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔
دیکھئے سنن ابن ماجہ (۱۵۷۶، وسندہ حسن) اور سنن الترمذی (۱۰۵۶، وقال: حسن صحیح)

③ السلام علیکم دعا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میت سنتی ہے کیونکہ جو شخص سلام سُن لے تو اس پر جواب دینا واجب ہے اور کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ مردہ بھی سلام کا جواب دیتا ہے۔

④ رسول اللہ ﷺ کا بعد میں آنے والے مومن و صالح اُمتیوں کو بھائی کہنا آپ کی طرف سے محبت اور شفقت کا عظیم اظہار ہے ورنہ نبی و رسول تو اُمتیوں کا امام، محبوب، راہنما اور مطاع ہوتا ہے نہ کہ صرف بڑا بھائی (!) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔
سلف صالحین سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ یہ کہتے پھرتے تھے کہ اللہ کے رسول ہمارے بڑے بھائی ہیں اور بڑے بھائی کی طرح اُن کا احترام کرنا چاہئے۔

⑤ حوضِ کوثر برحق ہے جس سے بدعتیوں اور ظالموں کو دُور ہٹایا جائے گا۔

⑥ نبی ﷺ قیامت کے دن اپنے اُمتیوں کو وضو کے اعضاء چمکنے کی وجہ سے پہچان لیں گے۔ مثلاً دیکھئے التمہید (۲۰/۲۶۱، ۲۶۲ وسندہ حسن)

⑦ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے بلکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے۔

⑧ سخت بدعات، گمراہیوں، کفر اور دورِ ظلم میں کتاب وسنت پر عمل کرنا بہت بڑی فضیلت والا کام ہے۔

[۱۳۴] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ .))

اور اس سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ عمل نہ بتادوں جس کے ذریعے سے اللہ خطائیں مٹاتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟ تکلیف کے وقت پورا وضو کرنا، مسجدوں کی طرف قدموں کے ساتھ کثرت سے چلنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ رِباط (جہاد کی تیاری) ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۱ ح ۳۸۵، ک ۹ ب ۱۸ ح ۵۵) التمہید ۲۰/۲۲۲، الاستذکار: ۳۵۵

☆ وأخرجہ مسلم (۲۵۱) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① عالم شاگردوں سے سوال کر کے انھیں مسئلہ سمجھا سکتا ہے۔

② فضائلِ اعمال کی بہترین حدیثوں میں سے یہ حدیث بھی ہے۔

③ پورے وضو کا مطلب نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق اچھی طرح وضو کرنا ہے تا کہ کوئی عضو خشک نہ رہ جائے اور کوئی سنت بھی نہ رہ جائے۔

④ تکلیف سے مراد سردی وغیرہ ہے۔

⑤ رباط سرحدوں پر جہاد کے لئے مستعد رہنے کو کہتے ہیں اور اسی طرح نماز کی تیاری کر کے دوسری نماز کا انتظار رباط ہے۔ والحمد للہ

⑥ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد آتا ہے تو اس کے لئے اُتنا ہی زیادہ ثواب ہے۔

⑦ ابوبکر بن عبدالرحمٰن (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو شخص صبح یا شام کو صرف مسجد کے ارادے سے مسجد جائے تا کہ خیر سیکھے یا سکھائے پھر گھر واپس آئے تو یہ شخص اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کر کے مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس لوٹتا ہے۔

(الموطأ ۱/۱۶۰، ۱۶۱ ح ۳۸۳ وسندہ صحیح)

⑧ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ کر اپنی جائے نماز پر بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اگر وہ اپنی جائے نماز سے اٹھ کر نماز کے انتظار میں مسجد میں جائے تو وہ حالتِ نماز میں ہی رہتا ہے۔ (الموطأ ۱/۱۶۱ ح ۳۸۴ وسندہ صحیح)

[**١٣٥**] مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ وَإِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور سکون کے ساتھ آؤ پھر (نماز میں سے) جو پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے تو اسے (بعد میں) پورا کر لو کیونکہ جو شخص نماز کا قصد (ارادہ) کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۸، ۶۹ ح ۱۴۷، ک ۳ ب ۱ ح ۴) التمہید ۲۰/۲۲۹، الاستذکار: ۱۲۵

☆ وأخرجہ أحمد (۲/۴۶۰ ح ۹۹۳۲) والبخاری فی جزء القراءۃ (بتحقیقی: ۱۸۳، ۱۸۴) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۶۰۲) من حدیث العلاء عن أبیہ عن ابی ہریرہ بہ .

تفقہ

① قولہ "وما فاتكم فأتموا" اور جو فوت ہو جائے تو اسے پورا کرلو، کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا:

"ففيه دليل على أن ما أدرك المصلي مع إمامه فهو أول صلاته" اس میں دلیل ہے کہ نمازی امام کے ساتھ جو نماز پاتا ہے وہ اس کی پہلی نماز ہوتی ہے۔ (التمہید ۲۰/۲۳۴)

② اقامت سے پہلے تمام نمازیوں کا مسجد میں آنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ تکبیرِ اُولیٰ سے پہلے مسجد پہنچ جائیں۔

③ نماز کے لئے تیز دوڑتے ہوئے آنا ممنوع ہے۔ یاد رہے کہ حالتِ اضطراری میں بعض اوقات تیز چلتے ہوئے آنا جائز ہے بشرطیکہ سکون اور وقار کے خلاف نہ ہو۔

④ جو شخص امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے تو اپنی اس رکعت کو اپنی پہلی رکعت شمار کرے۔ مثلاً امام جب دوسری رکعت پڑھ کر کھڑا ہوتا ہے اور اس کی یہ پہلی رکعت ہے تو یہ اس میں قیام کے وقت رفع یدین نہ کرے جب کہ امام یہ رفع یدین کھڑے ہوتے وقت کرتا ہے۔ پھر جب یہ اپنی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو تو رفع یدین کرے۔ اس وقت امام کی تیسری رکعت ہوتی ہے اور وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔

[۱۳۶] مَالِكٌ عَنِ الْعِلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (عَنْ أَبِيهِ)° عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ .

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دباء (کدو کے برتن) اور مزفت (روغنی مرتبان) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰ ۲/۸۴۳، ۸۴۴ ح ۱۶۳۷، ک ۴۲ ب ۲ ح ۶) التمہید ۲۰/۲۳۷، الاستذکار: ۱۵۶۵

☆ وأخرجہ أحمد (۲/۵۱۴ ح ۱۰۶۷۷) من حدیث مالک بہ .

○ من رواية يحيى بن يحيى و سقط من الأصل .

تفقه

① اگر کھجوریں وغیرہ کسی برتن میں پانی ڈال کر بھگوئی جائیں تا کہ شربت یا شیرہ تیار ہو جائے تو اسے نبیذ کہتے ہیں۔ چونکہ کچھ دن گزرنے کے بعد اس مشروب میں نشہ پیدا ہونے کا امکان ہے لہٰذا شریعت میں اس عمل سے منع کر دیا گیا اور اگر نشہ پیدا نہ ہو تو ممنوعہ برتنوں کے علاوہ دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانا جائز ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۲۴۸

③ اگر نبیذ نشہ دے تو حدیث ((كل شراب أسكر حرام)) ہر مشروب جو نشہ دے حرام ہے۔ (تقدم: ۲۰) کی رُو سے یہ نبیذ حرام ہے۔

④ مزید فوائد و تفقہ کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۰

⑤ نبیذ کے علاوہ ان مذکورہ برتنوں کا استعمال جائز ہے۔

[۱۳۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((قَالَ اللّٰهُ : مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَهُوَ لَهُ كُلُّهُ وَأَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو یہ سارا عمل اسی کے لئے ہے اور میں شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں۔

تحقیق صحيح

تخریج

☆ وأخرجہ الجوہری (۶۲۳) وابن حبان فی کتاب الصلاۃ (اتحاف المہرۃ ۱۵/۱۲۷ ح ۱۹۲۹۲) من حدیث ابن وہب عن مالک عن

العلاء عن أبیه عن أبي ہریرۃ بہ ورواہ مسلم (۲۹۸۵) من حدیث العلاء عن أبیه عن أبي ھریرۃ بہ .

تفقہ

① شرک کرنا سب سے بڑا جرم ہے جس پر اللہ کے ہاں کوئی معافی نہیں ہے۔
② ریا کرنے والے کا عمل باطل ہے، اس میں کوئی ثواب نہیں ہوتا بلکہ وہ گناہ گار رہتا ہے۔
③ حدیث بھی وحی اور منزل من اللہ ہے۔
④ موطأ ابن القاسم والی اس حدیث کو سعید بن عفیر نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے اتحاف المہرۃ ۲۷۱/۱۵)

[۱۳۸] وَبِهٖ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ :سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ؟ فَقَالَ :أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ)) قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ بَطَرًا.))

العلاء کے والد (عبدالرحمٰن بن یعقوب) سے روایت ہے کہ میں نے (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے ازار کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں تجھے علم کے ساتھ بتاتا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مومن کا ازار آدھی پنڈلیوں تک ہوتا ہے، اس سے لے کر ٹخنوں تک کوئی حرج نہیں ہے، اس سے جو نیچے ہوگا تو وہ آگ میں ہے۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی: جو شخص تکبر سے اپنا ازار گھسیٹے گا تو قیامت کے دن اللہ اسے (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۹۱۴/۲، ۹۱۵ ح ۱۷۶۴، ک ۴۸ ب ۵ ح ۱۲) التمہید ۲۲۵/۲۰، الاستذکار: ۱۶۹۶

☆ وأخرجہ ابن حبان (الاحسان: ۵۴۲۳) من حدیث مالک وابوداود (۴۰۹۳) من حدیث العلاء بہ .

تفقہ

① رسول اللہ ﷺ نے ابوجُرَی جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((وإياك و اسبال الإزار فإنها من المخيلة و إن الله لا يحب المخيلة.)) ازار لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ تکبر سے ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ (سنن ابی داود: ۴۰۸۴ وسندہ صحیح)
معلوم ہوا کہ ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مطلق طور پر تکبر میں سے ہے اور اس سے صرف وہ شخص مستثنیٰ ہے جو ہر وقت ازار کو ٹخنوں سے بلند رکھنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے لیکن بتقاضائے بشری بعض اوقات بے خیالی میں ازار نیچے ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ازار ہو

ہی اتنا جو ٹخنوں سے نیچے نہ جائے یعنی چھوٹا ہوا گر کوئی شرعی عذر ہو تو پھر گنجائش ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پنڈلیوں کی بدصورتی کی وجہ سے ازار نیچے رکھتے تھے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۲۰۲/۸ ح ۲۴۸۰۶ وسندہ قوی)

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار کے بارے میں جو فرمایا ہے وہی قمیص کے بارے میں ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۰۹۵ وسندہ حسن)

③ مشہور مفسر امام مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس کا ازار ٹخنوں کو چھولے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۰۱/۸ ح ۲۴۸۰۴ وسندہ صحیح)

اس کی تائید اس مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا تھا جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے تھا۔ (سنن ابی داود: ۶۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۴۲/۲ بسند آخر وسندہ حسن، ابوجعفر المؤذن وثقہ الترمذی وابن حبان وحدیثہ لا ینزل عن درجۃ الحسن)

④ نیز دیکھئے ح ۱۶۵

⑤ مسئلہ دلیل سے بتانا چاہئے۔

⑥ حدیث علم ہے۔

أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ: حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۳۹] مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ. فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَامٍّ.)) فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ قَالَ: فَغَمَزَ ذِرَاعِي ثُمَّ قَالَ: اِقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ! فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ.)) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ يَقُولُ اللّٰهُ: حَمِدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ:

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو یہ نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے، ناقص ہے مکمل نہیں ہے۔ (راوی نے کہا) میں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو انھوں (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نے میرا ہاتھ جھٹکا پھر فرمایا: اے فارسی! اسے اپنے دل میں پڑھ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز آدھوں آدھ تقسیم کر دی ہے پس آدھی میرے لئے ہے اور آدھی میرے بندے کے لئے ہے اور بندہ جو مانگے گا اسے ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَقُولُ اللّٰهُ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ يَقُوْلُ اللّٰهُ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ فَهٰذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَاسَأَلَ، يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ .))

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اضْطِرَابُ أَلْفَاظِ رُوَاتِنَا فَأَثْبَتُّهُ عَلٰى نَصِّ الدَّبَّاغِ إِلَّا فَهٰذِهِ فَإِنَّهَا عَلٰى لَفْظِ عِيْسَى وَالنُّسْخَةُ عِنْدَ الدَّبَّاغِ فَهٰذَا .

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کہتا ہے (تو) اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی، بندہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے (تو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ بندہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے (تو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تمجید (بزرگی) بیان کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تو یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور بندہ جو مانگے گا اُسے ملے گا۔

بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تو یہ بندے کے لئے ہے اور بندہ جو مانگے گا اسے ملے گا۔

(اس کتاب کے جامع امام) ابوالحسن (القابسی) نے کہا: اس حدیث کے الفاظ میں ہمارے (موطأ کے) راویوں نے اضطراب کیا ہے لہٰذا میں نے (ابوالحسن علی بن محمد بن مسرور) الدباغ کے الفاظ درج کئے ہیں، سوائے اس کے کہ یہ عیسیٰ (بن مسکین) کے لفظ پر ہے اور نسخہ الدباغ کے پاس تھا، پس یہ بات ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۴، ۸۵ ح ۱۸۵، ک ۳ ب ۹ ح ۳۹) التمہید ۲۰/۱۸۷، الاستذکار: ۱۶۱

☆ وأخرجہ مسلم (۳۹/۳۹۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ شاگرد نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں امام کی قراءت سن رہا ہوتا ہوں؟ تو انھوں نے فرمایا: اے فارسی! اپنے دل میں پڑھ۔ (مسند ابی عوانہ ۲/۱۲۸، وسندہ صحیح) اس کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: آہستہ پڑھ، بلند آواز سے نہ پڑھ۔ (مرقاۃ المفاتیح ۲/۵۴۹ ح ۸۲۳)

اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث میں پڑھنے سے مراد سراً بغیر جہر کے پڑھنا ہے۔ دیکھئے کتاب القراءت للبیہقی (ص ۳۱)

شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی نے کہا: ''یعنی آہستہ بخوان تا غیر تو آنرا نشود'' یعنی آہستہ پڑھ تا کہ تیرے سوا دوسرا کوئی اسے نہ سنے۔

(مسوی مصفی شرح موطأ ج ۱ ص ۱۰۶)

معلوم ہوا کہ جو لوگ اس سے ہونٹ ہلانے کے بغیر صرف اخبار پڑھنے والا تدبر مراد لیتے ہیں غلط ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا: جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو تُو اسے پڑھ اور امام سے پہلے ختم کرلے۔

(جزء القراءۃ للبخاری: ۲۳۷ وسندہ صحیح وقال النیموی التقلیدی فی آثار السنن: ۳۵۸ ''وإسنادہ حسن'')

معلوم ہوا کہ پڑھنے سے مراد صرف تدبر نہیں بلکہ ہونٹوں سے خفیہ آواز کے ساتھ پڑھنا ہے ورنہ امام سے پہلے ختم کرنے کا کیا مطلب ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ و تابعین بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے:

۱۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	(جزء القراءۃ للبخاری: ۵۱ وھو صحیح)
۲۔ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ	(جزء القراءۃ: ۱۱، ۱۰۵، وسندہ حسن)
۳۔ سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ	(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۵ ح ۳۷۷۰ وسندہ صحیح)
۴۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ	(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۵ ح ۳۷۷۳ وھو صحیح)
۵۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ	(کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۳۱ وسندہ حسن)
۶۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ	(کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۳۷ وسندہ حسن)
۷۔ حسن بصری رحمہ اللہ	(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۷۱، وسندہ صحیح)
۸۔ عامر الشعبی رحمہ اللہ	(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۴ ح ۳۷۶۴ وسندہ صحیح)
۹۔ ابو الملیح اسامہ بن عمیر رحمہ اللہ	(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۴ ح ۳۷۶۸ وسندہ صحیح)
۱۰۔ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ	(مصنف ابن ابی شبہ ۱/۳۷۴ ح ۳۷۶۶ وسندہ صحیح)

امام شافعی، امام اوزاعی اور امام بخاری وغیرہم رحمہم اللہ فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے لہٰذا اسے منسوخ یا قرآن کے خلاف قرار دینا غلط ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریہ'' اور ''نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری''

② حدیث بھی وحی ہے۔

③ نماز کی اصل سورۂ فاتحہ ہے یعنی اس کے بغیر نماز نماز نہیں ہے۔

④ حمد و ثنا سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ وغیر ذلك من الفوائد

مَعْبَدُ بْنُ كَعْبٍ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱٤٠] مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَخِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ .)) قَالُوا : وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((وَإِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ .)) قَالَهَا ثَلَاثًا .
كَمُلَ حَدِيْثُ الْعَلَاءِ وَهُوَ تِسْعَةُ أَحَادِيْثُ .

(سیدنا) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی (جھوٹی) قسم کے ساتھ کسی مسلمان کا حق کاٹ (کر قبضہ کر) لے تو اللہ نے اس شخص پر جنت حرام اور (دوزخ کی) آگ واجب کر دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ اراک (مسواک والے درخت) کی ایک ٹہنی ہی ہو۔ آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی۔
علاء (بن عبدالرحمٰن) کی (بیان کردہ) حدیثیں مکمل ہو گئیں اور یہ نو (۹) حدیثیں ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۷۲۷ ح ۱۴۷۳، ک ۳۶ ب ۸ ح ۱۱) التمهيد ۲۰/ ۲۶۳، الاستذكار: ۱۳۹۶

☆ وأخرجه أحمد (۵/ ۲۶۰ ح ۲۲۲۷۳) من حديث مالك، ومسلم (۱۳۷/۲۱۸)، ترقيم دارالسلام: ۳۵۳) من حديث العلاء به .

تفقه

① جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔
② اگر اللہ چاہے تو گناہ گار مسلمان کو بھی جہنم میں کچھ عرصے کے لئے پھینک دے اور اگر معاف فرما دے تو وہ غفور رحیم ہے۔
③ ظلم اور حق تلفی تھوڑی ہو یا زیادہ وہ ہر حال میں حرام ہے۔
④ ہر مسلمان کا مال و جان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔
⑤ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ امن و اتفاق رہے۔
⑥ اگر سوال کا جواب سمجھ میں نہ آئے تو اس کی وضاحت پوچھی جا سکتی ہے۔
⑦ سائل کو مطمئن کرنے اور اچھی طرح سمجھانے کے لئے جواب میں تکرار کی جا سکتی ہے۔

بَابُ الثَّاءِ وَاحِدٌ

ثَوْرُ بْنُ زَيْدِ الدِّيلِيِّ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۴۱] مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي الغَيْثِ سَالِمٍ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ قَالَ :فَأَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضَّبَبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَابِرٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ : هَنِيئًا لَهُ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا .)) فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَيْنِ مِنْ نَارٍ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ خیبر والے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے تو ہمیں مالِ غنیمت میں اموال (زمینیں)، اسباب اور کپڑوں کے سوا نہ سونا ملا اور نہ چاندی۔ بنوضبب (قبیلے) کے ایک آدمی رفاعہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو تحفے میں ایک کالا غلام دیا جسے مِدعم کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسے وادئ قریٰ کی طرف بھیجا۔ جب ہم وادئ قریٰ میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری سے مدعم کجاوہ اتار رہا تھا۔ اتنے میں ایک بے نشان تیر آیا تو اسے آلگا اور وہ فوت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے خیبر والے دن مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو چادر (چوری کر کے) چھپائی ہے وہ آگ بن کر اسے لپٹی ہوئی ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سُنی تو ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک تسمہ یا دو تسمے آگ میں سے ہیں۔

تَمَّ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ بِعَوْنِ اللّٰهِ وتأْييدِهِ.

اللہ کی مدد اور تائید سے جزءِ اول مکمل ہوا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۴۵۹ ح ۱۰۱۲، ک ۲۱ ب ۱۳ ح ۲۵، وعنده: سهم عائر) التمهيد ۲/۳، الاستذكار: ۹۴۹

☆ وأخرجه البخاري (٦٧٠٧) ومسلم (١١٥) من حديث مالك به .

تفقه

① معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔

② غزوۂ خیبر سات (۷) ہجری میں ہوا تھا۔

③ بعض راویوں نے اس روایت میں غزوۂ خیبر کے بجائے غزوۂ حُنین کا لفظ ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

④ چوری کرنا حرام ہے بالخصوص مالِ غنیمت میں سے چوری کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

⑤ دلیل (قرآن و حدیث) کے بغیر کسی خاص شخص کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی دینا غلط ہے۔

⑥ ضرورت کے وقت قسم کھانا جائز ہے بلکہ بغیر ضرورت کے بھی سچی قسم کھانا جائز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اپنی بات کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔

⑦ تحفہ قبول کرنا مسنون ہے بشرطیکہ رشوت وغیرہ حرام اُمور کا شک و شبہ نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الجِيْمِ وَاحِدٌ

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ : خَمْسَةُ أَحَادِيْثَ

[١٤٢] مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الحَجَرِ الأَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ حجرِ اسود سے رمل کیا (دوڑتے ہوئے چلے) حتیٰ کہ اس تک پہنچے، آپ نے اس طرح تین چکر لگائے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيٰ ١/٣٦٤ ح ٨٢٧، ك ٢٠ ب ٣٤ ح ١٠٧) التمهيد ٢/٦٨، الاستذكار: ٧٧٥

☆ وأخرجه مسلم (١٢٦٣/٢٣٥) من حديث مالك به .

تفقه

① اس پر اجماع ہے کہ حجرِ اسود سے طواف شروع کیا جاتا ہے پھر وہاں سے دائیں طرف (مقام ابراہیم کی طرف) چلا جاتا ہے اور بیت اللہ بائیں طرف ہوتا ہے پہلے تین چکروں میں دوڑنا اور آخری چار چکروں میں چلنا مسنون ہے۔

② حجر اسود کو چومنا، ہاتھ لگانا یا دُور سے بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اشارہ کرنا مسنون ہے۔ ③ اُلٹا طواف جائز نہیں ہے۔

④ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا تھا یعنی ان چکروں میں دوڑنے کی طرح تیز تیز چلے تھے اور اس وقت مشرکین مکہ میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا لہٰذا رمل قیامت تک کے لئے سنت ہے۔

⑤ اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر کوئی رمل نہیں بلکہ وہ طواف کے ساتوں پھیروں میں صرف چلیں گی۔

⑥ اگر کوئی شخص رمل نہ کرے تو اس پر دم واجب نہیں ہے اور اگر کثرتِ ازدحام کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

⑦ رمل حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک ہے، رکن یمانی تک کا رمل کمزوروں کے لئے ہے۔

[۱۴۳] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُوْلُ :((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد (بیت اللہ الحرام) سے صفا جانے کے ارادے سے نکلے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ نے شروع کیا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۷۲ ح ۸۴۶، ک ۲۰ ب ۴۱ ح ۱۲۶) التمہید ۲/۹۷، الاستذکار: ۷۹۴

☆ وأخرجه النسائي (۵/۲۳۹ ح ۲۹۷۲) من حديث ابن القاسم عن مالك به ورواه مسلم (۱۲۱۸) من حديث جعفر بن محمد به بلفظ آخر.

تفقه

① یہ مسلّم ہے کہ واو ترتیب کے لئے نہیں ہوتی لیکن نبی کریم ﷺ کا قول و فعل جہاں ترتیب ثابت کرتا ہے وہاں ترتیب ہی ضروری ہے مثلاً اگر کوئی شخص مروہ سے سعی کی ابتدا کرے تو اس کی سعی فاسد ہے اور اسے دوبارہ سعی کرنا پڑے گی۔

② اگر کوئی شخص اُلٹا وضو کرے تو اس کا وضو فاسد ہے کیونکہ یہ وضو نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ سے لہٰذا اسے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا اور اگر اُلٹے وضو کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہے تو نماز کا اعادہ کرے گا۔ نیز دیکھئے ح ۱۴۴، ۱۴۶

③ قرآن و سنت میں ذکر کی گئی ترتیب حکمت سے خالی نہیں، اس کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

[۱۴۴] وَبِهِ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ :((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا پر کھڑے ہوتے تو تین دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور فرماتے: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ

يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ .

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آپ یہ عمل تین دفعہ کرتے اور دعا فرماتے۔ آپ مروہ (کی پہاڑی) پر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۷۲ ح ۸۴۷، ک ۲۰ ب ۴۱ ح ۱۲۷) التمہید ۲/۹۱، الاستذکار: ۷۹۵

☆ وأخرجہ النسائی (۲۴۰/۵ ح ۲۹۷۵) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ ورواہ مسلم (۱۲۱۸) من حدیث جعفر بن محمد بہ .

تفقہ

① صفا ومروہ پر اس طرح چڑھا جائے کہ بیت اللہ سامنے نظر آئے تو یہ مسنون ہے۔

② صفا ومروہ کی سعی کے سات پھیرے ہیں۔ (۱) صفا سے مروہ (۲) مروہ سے صفا (۳) صفا سے مروہ (۴) مروہ سے صفا (۵) صفا سے مروہ (۶) مروہ سے صفا (۷) صفا سے مروہ

یہ آخری پھیرا ہے جس کے بعد قصر یا حلق کر کے عمرہ کرنے والا احرام کھول دیتا ہے سوائے حج افراد یا حج قران کے جن میں جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی یا حلق کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہوتی ہیں۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ صفا پر یہ دعا پڑھتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ﴿ اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ وَ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ '' اے اللہ! تو نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دعا قبول کروں گا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی ہے اسی طرح اسے ہمیشہ میرے پاس ہی رکھنا اور مجھے اس حال میں موت آئے کہ میں مسلم (مسلمان) ہوں۔ (موطأ امام مالک ۱/۳۷۲ ح ۸۴۸ وسندہ صحیح) معلوم ہوا کہ صفا ومروہ پر دوسری دعائیں بھی جائز ہیں۔

[۱۴۵] وَبِهِ :أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهِ بِيَدِهِ وَنَحَرَ غَيْرُهُ بَعْضَهُ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانوروں میں سے بعض خود اپنے ہاتھ سے ذبح کئے اور آپ کے بعض جانور دوسروں نے ذبح کئے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ ابی مصعب الزہری ۱/۵۳۴ ح ۱۳۸۱)

☆ وأخرجہ النسائی (۷/۲۳۱ ح ۴۴۲۴) من حدیث مالک بہ وجاء فی روایۃ یحییٰ بن یحییٰ (۱/۳۹۴ ح ۹۰۹) "مالك عن جعفر عن أبيه عن علي بن أبي طالب" وھو غلط، انظر التمہید (۲/۱۰۶) والاستذکار: ۸۴۹

تفقہ

① بہتر اور افضل یہی ہے کہ آدمی اپنی قربانی خود ذبح کرے اور اگر کسی دوسرے سے ذبح کروائے تو یہ بھی جائز ہے۔

② وکیل بنانا جائز ہے۔

③ اس حدیث میں "غیرہ" دوسرے سے مراد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔

[۱٤٦] وَبِهِ :أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشَى حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا (کی پہاڑی) سے اترتے تو چلتے حتیٰ کہ جب آپ وادی کے درمیان پہنچتے تو دوڑتے یہاں تک کہ اس سے نکل جاتے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۷۴، ۳۷۵ ح ۸۵۱، ک ۲۰ ب ۴۲ ح ۱۳۱) التمہید ۲/۹۳، الاستذکار: ۷۹۹

☆ وأخرجہ النسائی (۵/۲۴۳ ح ۲۹۸۴) من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک بہ .

تفقہ

① صفا اور مروہ کے درمیان پیدل حالت میں سعی کرنی چاہئے اور اگر کوئی عذر یا بیماری ہو تو پھر چلنے والی کرسیوں، ساتھیوں کے کندھوں یا چارپائی پر لیٹے ہوئے سعی کرنا جائز ہے۔

② اگر سعی کرنے والا اُجرت سے یا بغیر اُجرت کے کسی شخص کو اُٹھا کر سعی کرائے تو کرانے والے کی سعی بھی ہو جاتی ہے اور یہی حکم طواف کا ہے۔

③ سعی بیت اللہ کے طواف کے بعد ہے لہٰذا پہلے سعی اور بعد میں طواف کرنا غلط ہے۔

بَابُ الحَاءِ اِثْنَانِ لَهُمَا سَبْعَةُ أَحَادِيْثُ
حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ :سِتَّةُ أَحَادِيْثُ

[۱۴۷] قَالَ مَالِكٌ :حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى المُفْطِرِ وَلَا المُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو ہم میں سے روزہ رکھنے والا روزہ نہ رکھنے والے کو برا نہیں سمجھتا تھا اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے پر کوئی عیب نہیں لگاتا تھا۔

تحقیق صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/۲۹۵ ح ۶۶۱، ک ۱۸ ب ۷ ح ۲۳) التمہید ۲/۱۶۹، وقال :" هذا حديث متصل صحيح " الاستذکار: ۶۱۱

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۴۷) من حديث مالک بہ ورواہ مسلم (۱۱۱۸/۹۹) من حديث حميد الطّويل بہ وصرّح بالسماع عنده .

تفقه

① سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ اگر رمضان کے روزے افطار کئے تو بعد میں اُن کی قضا میں روزے رکھنا ہوں گے۔ اگر سفر میں گرمی زیادہ ہو اور سخت مشقت ہو تو افطار کرنا افضل ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۴۶۵

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (موطأ امام مالک ۱/۲۹۵ ح ۶۶۳ وسندہ صحیح)

جبکہ عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ سفر میں روزہ رکھتے تھے۔ (ایضاً ح ۶۶۴ وسندہ صحیح)

④ اگر دو کاموں کا ثبوت شریعت میں ہو تو ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

⑤ کتاب وسنت کے خلاف بات پر رد کرنا بالکل صحیح ہے۔

[۱۴۸] وَبِهِ قَالَ :خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ :((إِنِّي أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ حَتّٰى تَلَاحَى رَجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ والسَّابِعَةِ وَالخَامِسَةِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: مجھے آج رات (لیلۃ القدر) دکھائی گئی تھی حتیٰ کہ دو آدمی جھگڑ پڑے تو اُسے اٹھا لیا گیا لہٰذا اسے نویں، ساتویں اور پانچویں (راتوں) میں تلاش کرو۔

تحقیق: صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۲۰ ح ۷۱۳، ک ۱۹ ب ۶ ح ۱۳) التمہید ۲/۲۰۰، الاستذکار: ۶۶۲

☆ وأخرجہ النسائی فی السنن الکبریٰ (۳۳۹۶) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۲۰۲۳) من حدیث حمید الطویل: حدثني أنس عن عبادۃ بن الصامت بہ وسندہ صحیح.

تفقہ

① لیلۃ القدر کے بارے میں راجح یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ یہ رات ہر رمضان میں ہوتی ہے۔

② مسلمانوں کا آپس میں جھگڑنا سخت نقصان کا باعث ہے اور دنیا وآخرت کے خسارے کا بھی امکان ہے اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔

③ حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اس باب میں آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اس رات (لیلۃ القدر) کی کوئی خاص علامت نہیں ہوتی جس سے اس کی حقیقی معرفت کا یقین ہو جیسا کہ عوام کہتے ہیں۔ (التمہید ۲/۲۱۲)
لیکن یاد رہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اس رات کے بعد والی صبح میں سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اُس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔

④ عوام میں جو مشہور ہے کہ لیلۃ القدر کو درخت سجدہ کرتے ہیں۔ وغیرہ، ان کی کوئی اصل صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔

[١٤٩] وَبِهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلاً وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا لَمْ يَغْزُ حَتّٰى يُصْبِحَ فَأَصْبَحَ فَخَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ! مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر (فتح کرنے) کے لئے (مدینے سے) نکلے تو وہاں رات کے وقت داخل ہوئے، آپ جب کسی (اسلام دشمن) قوم پر حملہ کرنا چاہتے تو صبح سے پہلے حملہ نہیں کرتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو یہودی اپنی کدالیں اور ٹوکریاں لے کر نکلے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: محمد (ﷺ) ہیں، اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) اور (ان کا) لشکر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر، خراب ہوا خیبر، جب ہم کسی قوم کے پاس پہنچتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے جنھیں (جہنم اور عذاب سے) ڈرایا گیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۴۶۸، ۴۶۹ ح ۱۰۳۵، ک ۲۱ ب ۱۹ ح ۴۸، وعندہ: لم یغزُ) التمہید ۲/ ۲۱۵، الاستذکار: ۹۷۲

☆ وأخرجہ البخاری (۲۹۴۵) من حدیث مالک بہ وصرح حمید الطّویل بالسماع عند البخاری (۲۹۴۳)

تفقہ

① جن کافروں تک دینِ اسلام کی دعوت پہلے پہنچ چکی ہو تو انھیں جنگ کے وقت دوبارہ دعوت دینا ضروری نہیں ہے۔

② کفار کے خلاف جہادی مہم میں رات کو تیاری کر کے صبح کے وقت حملہ کرنا بہتر ہے۔

③ اپنی بات کی تائید کے لئے شرعی حدود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عندالضرورت قرآنی آیات سے استشہاد و استدلال جائز ہے۔

④ اہم موقع پر اللہ اکبر کہنا مسنون ہے لیکن یاد رہے کہ ہمارے زمانے میں مروجہ نعرۂ تکبیر کا کوئی ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے بلکہ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۲۹۹۲) وصحیح مسلم (۲۷۰۴)

⑤ وہ کافر جو دن رات مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوشاں ہیں، ان کے خلاف حملہ کی ابتدا کر کے اقدامی جہاد کیا جا سکتا ہے۔

[۱۵۰] (وَبِهِ:) أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟)) فَقَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.))

اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا (یہ کیا ہے؟)

انھوں (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے بتایا کہ انھوں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے اسے (حق مہر میں) کیا دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

تحقیق صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۵۴۵ ح ۱۱۸۴، ک ۲۸ ب ۲۱ ح ۴۷) التمہید ۲/ ۱۷۸، الاستذکار: ۱۱۰۴

☆ وأخرجہ البخاری (۵۱۵۳) من حدیث مالک بہ، ورواہ مسلم (۱۴۲۷/ ۸۱) من حدیث حمید الطّویل بہ وصرح حمید بالسماع

عندالبخاری (۵۰۷۲)

تفقه

① شادی پر حسبِ استطاعت ولیمہ کرنا مسنون ہے۔

② افضل یہی ہے کہ نکاح یا شادی کے وقت ہی حق مہر ادا کر دیا جائے۔

③ اپنی قوم سے باہر دوسری قوم میں شادی کرنا جائز ہے۔ دیکھئے تفقہ نمبر: ۵

④ حق مہر زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور کم بھی، اس میں کوئی خاص مقدار ثابت نہیں ہے۔ تاہم اس میں بہت زیادہ اسراف اور غلو نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔ دیکھئے سنن ابی داود (۲۱۰۶) و مسند امام احمد (۴۸/۱ ح ۳۴۰ و ھو حسن)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خير النكاح أيسره .)) بہترین نکاح وہ ہے جو آسان ہو۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۴۰۶۰ [دوسرا نسخہ ۴۰۷۲] وسندہ صحیح، ''سنن ابی داود: ۲۱۱۷، وصححہ الحاکم ۱۸۱/۲، ۱۸۲، علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

⑤ اپنے قبیلے میں اور قبیلے سے باہر دونوں طرح شادی کرنا بالکل صحیح اور جائز ہے۔

⑥ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

⑦ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں مروجہ بارات کا کوئی تصور نہیں ہے، وگرنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ اپنی محبوب ترین شخصیت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی بارات کے ساتھ لے کر نہ جاتے۔

[۱۵۱] وَبِهِ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ . فَقِيْلَ لَهُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! وَمَا تُزْهِي ؟ قَالَ :((تَحْمَرُّ .)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ ؟))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے پکنے سے پہلے انھیں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! پکنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: سرخ ہو جانا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلا بتاؤ! اگر اللہ پھل روک لے تو پھر تم کس وجہ سے اپنے بھائی کا مال لوگے؟

تحقیق صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۶۱۸/۲ ح ۱۳۴۱، ک ۳۱ ب ۸ ح ۱۱) التمہید ۱۹۰/۲، الاستذکار: ۱۲۶۱

☆ وأخرجہ البخاری (۱۴۸۸، ۲۱۹۸) ومسلم (۱۵۵۵/۱۵) من حدیث مالک بہ وصرح حمید بالسماع عندالبخاری (۲۱۹۷)

تفقه

① چونکہ اس طرح کے سودے میں کسی ایک فریق کے شدید نقصان کا اندیشہ رہتا ہے اور شدید اختلاف پیدا ہونے کا امکان ہوتا

ہے لہٰذا عام لوگوں کو اس سے منع کر دیا گیا ہے۔

② اسلامی تجارت کے خصائص میں سے ہے کہ فریقین میں سے کسی فریق کو بھی کوئی نقصان نہ ہو۔

③ نیز دیکھئے ح ۲۳۵

[۱۵۲] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :حَجَمَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنے لگائے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے (مزدوری میں) کھجوروں کا ایک صاع دیا جائے اور آپ نے اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ وہ اس پر خراج (مقرر کردہ رقم) میں کمی کر دیں۔

تحقیق صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۴ ح ۱۸۸۷، ک ۵۴ ب ۱۰ ح ۲۶ نحو المعنیٰ) التمہید ۲/۲۲۴، الاستذکار: ۱۸۲۳

☆ وأخرجہ البخاري (۲۱۰۲، ۲۱۱۰) من حدیث مالک، ومسلم (۱۵۷۷) من حدیث حمید الطّویل بہ وصرح حمید بالسماع عند مسلم (۱۵۷۷/۶۴)

تفقہ

① بیماری کے علاج کے لئے آلات کے ذریعے سے جسم کے کسی حصے سے خون نکالنے کے عمل کو پچھنے لگانا یا سینگی لگانا کہتے ہیں۔

② پچھنے لگانے کی اُجرت جائز ہے اور جن احادیث میں اسے خبیث کہا گیا ہے یا پچھنے لگانے سے منع کیا گیا ہے وہ کراہتِ تنزیہی پر محمول ہیں یا پھر منسوخ ہیں۔

③ اس سے ہمارے دور میں نائیوں کی مروجہ حجامت مراد نہیں ہے جس میں وہ سر وغیرہ کے بال کاٹتے ہیں۔ اگر مروجہ حجامت میں شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہو تو اس کی اُجرت بھی جائز اور حلال ہے۔ یاد رہے کہ داڑھی منڈانا یا ایک مُشت سے کم کاٹنا حرام ہے لہٰذا ایسی حرکت کرنے والے نائیوں (حجاموں) کی آمدنی حرام ہے۔

④ اگر اسلامی حکومت ہو تو غلامی جائز ہے۔ میدانِ جہاد میں قیدی کافروں کو غلام بنا کر بعد میں بیچا جا سکتا ہے۔

⑤ اچھے کام میں سفارش کرنا مسنون ہے۔

⑥ بیماری کا علاج کرانا مسنون ہے۔

حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ الْمَكِّيُّ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۵۳] مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ :كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ فَقَالَ لَهُ :يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنِّي أَصُوغُ الذَّهَبَ ثُمَّ أَبِيْعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ فَأَسْتَفْضِلُ فِي ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي، فَنَهَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ يَنْهَاهُ حَتّٰى انْتَهَى إِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ أَوْ إِلٰى دابَّتِهِ أَنْ يَرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ :الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا، هَذا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ.

مجاہد (بن جبر رحمہ اللہ تابعی) سے روایت ہے کہ میں (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا کہ ایک زرگر آیا اور ان سے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں سونا ڈھال کر زیور بناتا ہوں پھر اسے اس کے وزن سے زیادہ قیمت پر بیچتا ہوں، میں اپنے کام کے بدلے یہ اضافہ لیتا ہوں؟

تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے اس سے منع کیا۔ زرگر بار بار سوال دہراتا تھا اور عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اسے منع کرتے تھے حتیٰ کہ آپ مسجد کے دروازے یا اپنی سواری کے پاس پہنچ گئے اور اس پر سوار ہونے کا ارادہ کیا پھر عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: دینار دینار کے بدلے اور درہم درہم کے بدلے میں ہے، ان دونوں کے درمیان کوئی زیادتی نہیں ہے۔ ہمارے نبی کی ہمیں یہی وصیت ہے اور ہم تمھیں یہی وصیت کرتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۳۳ ح ۱۳۶۲، ک ۳۱ ب ۱۶ ح ۳۱) التمهيد ۲/۲۴۲، الاستذكار: ۱۲۸۲

☆ وأخرجه الامام الشافعي في الرسالة (ص ۲۷۷ ح ۷۶۰) من حديث مالك به مختصراً وللحديث لون آخر مختصر عند النسائي (۲۷۸/۷ ح ۴۵۷۲)!

تفقہ

① سودے میں ایک ہی جنس ہو تو کمی بیشی ناجائز ہے۔ سنار کو چاہئے کہ سونے کی مقدار کی قیمت اور اجرت الگ الگ بتائے۔
② حدیث کے مقابلے میں ہر شخص کی بات مردود ہے۔
③ لوگ راضی ہوں یا ناراض ہوں، اہلِ ایمان کو ہر وقت کتاب وسنت کی دعوت پھیلانے میں مستعدر ہنا چاہئے۔

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت کے عظیم مقام پر متمکن اور صراطِ مستقیم پر گامزن تھے۔

⑤ صحیح حدیث حجت ہے اگرچہ خبرِ واحد ہو۔

⑥ سود حرام ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے سود کی تحریم کے ساتھ اس کا ہر دروازہ بھی بند کر دیا ہے۔

⑦ اس حدیث کی تشریح میں ایک غلط قول کا رد کرتے ہوئے حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: لوگوں میں یہ باتیں صرف تقلید کی وجہ سے داخل ہوئی ہیں کیونکہ جو شخص گہری نظر نہیں رکھتا اگر اس کے سامنے کوئی عالم بات کرتا ہے تو وہ اسے لکھ کر دین بنا لیتا ہے اور دلیل دیکھے بغیر اپنے مخالفین کا رد شروع کر دیتا ہے لہٰذا خرابی کا شکار بن جاتا ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (التمہید ج ۲ ص ۲۴۸)

بَابُ الخَاءِ وَاحِدٌ

خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ :لَهُ حَدِيثَانِ

[۱۵٤] مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وِمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) یا (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (کی زمین) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۷ ح ۴۶۴، ک ۱۴ ب ۵ ح ۱۰) التمہید ۲/۲۸۵، الاستذکار: ۴۳۳

☆ وأخرجہ احمد (۲/۴۶۵، ۵۳۳) من حدیث مالک بہ نحوہ ورواہ البخاری (۷۳۳۵) من حدیث مالک بہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فقط بدون شک۔

تفقہ

① بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جنت سے مراد یہ ہے کہ زمین کا یہ ٹکڑا قیامت کے دن جنت میں رکھ دیا جائے گا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ رہتے تھے۔ لوگ آپ سے قرآن، ایمان اور دین کی باتیں سیکھتے تھے جو کہ عمل کرنے والے کو جنت میں پہنچاتی ہیں لہٰذا یہاں بطورِ مجاز اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے یعنی اللہ کے راستے میں قتال کرنے والا پرخلوص مومن جنت میں جائے گا۔ دیکھئے التمہید (۲/۲۸۷) واللہ اعلم

② بعض لوگ اس حدیث کے ذریعے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ افضل ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور نہ سلف صالحین نے یہ استدلال کیا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر (لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ) فرمایا ہے۔
دیکھئے سنن ابن ماجہ (۳۱۰۸، وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۳۹۲۵ والحاکم علیٰ شرط الشیخین ۳/۷ ووافقہ الذہبی) اور التمہید (۲۸۸/۲)
رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد اس مسئلے میں کسی اور کو اس کے خلاف گفتگو کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

③ اگر کسی روایت کے راوی کو دو ثقہ راویوں میں سے ایک کے تعین کے بارے میں شک ہو تو یہ چنداں مضر نہیں ہے بلکہ یہ روایت صحیح ہوتی ہے بشرطیکہ باقی سند بھی صحیح ہو۔ چونکہ صحابۂ کرام کلہم عدول (سارے کے سارے ثقہ) ہیں لہٰذا اس سند میں صحابی کا عدم تعین نقصان دہ نہیں ہے۔ والحمدللہ

④ حوضِ کوثر برحق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خصوصی طور پر عطا فرمایا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی متواتر احادیث میں حوض کا ذکر آیا ہے۔ اہل سنت والحق جو کہ الجماعۃ ہیں اس پر ایمان لاتے اور تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ شفاعت اور عذابِ قبر کی احادیث پر ایمان رکھتے اور تصدیق کرتے ہیں۔ (التمہید ۳۰۹/۲)

[۱۵۵] وَبِهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ. وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ.))

اسی سند کے ساتھ ابو سعید الخدری یا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات لوگوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اُس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: عادل حکمران، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا (جوان ہوا) ہو وہ آدمی جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد واپس آنے تک مسجد میں ہی اٹکا رہتا ہے، دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ آدمی جسے حسب نسب والی ایک خوبصورت عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جو صدقہ کرے تو اسے اتنا خفیہ رکھے کہ (گویا) اس کے بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۵۲، ۹۵۳ ح ۱۸۴۱، ک ۵۱ ب ۵ ح ۱۴) التمہید ۲/۲۷۹، الاستذکار: ۱۷۷۷

☆ وأخرجہ مسلم (۱۰۳۱) من حدیث مالک، والبخاری (۶۸۰۶) من حدیث خبیب بن عبدالرحمٰن الانصاری عن حفص بن ہاشم بہ .

تفقہ

① حافظ ابن عبدالبر نے اس حدیث میں ظل (سائے) سے مراد رحمت لی ہے اور اگر اس سے حقیقی سایہ مراد لیا جائے تو پھر یہ اللہ کے عرش کا سایہ ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے: ((**سبعة يظلهم الله تحت عرشه ...**)) سات آدمیوں کو اللہ اپنے عرش کے نیچے سائے میں رکھے گا۔ (مشکل الآثار للطحاوی، طبعۃ جدیدۃ ۱۵/۶۹ ح ۵۸۴۴ تحفۃ الاخیار ۷/۱۹۵ ح ۵۱۱۷ وسندہ صحیح)

جو شخص مقروض کے قرضے میں نرمی کرے گا ((**أظله الله يوم القيامة تحت ظل عرشه ...**)) اسے قیامت کے دن اللہ اپنے عرش کے سائے تلے رکھے گا۔ (سنن الترمذی: ۱۳۰۶، وقال: ''حسن صحیح غریب'' وسندہ صحیح)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ((**يظلهم الله في ظل عرشه**)) اللہ انھیں اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا، کے الفاظ ہیں۔ (المستدرک للحاکم ۴/۱۶۹ ح ۷۳۱۵، وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

② اس حدیث میں بہت سی اہم باتوں کی طرف اشارہ ہے مثلاً: (۱) عادل حکمران کی فضیلت (۲) ایسے نوجوان کی فضیلت جو جوانی کے ایام عبادتِ الٰہی میں گزار دے۔ (۳) دنیاوی امور کے بجائے مسجد سے وابستگی اور اس سے محبت کرنے والے کی فضیلت (۴) خود غرضی اور دنیاوی مفاد کے بجائے اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے کسی سے نفرت کرنے والے کی فضیلت (۵) تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے رونے والے کی فضیلت (۶) نسوانی حسن و جمال اور اس کی دعوتِ گناہ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کی فضیلت (۷) خفیہ طریقے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی فضیلت .

بَابُ الدَّالِ وَاحِدٌ
دَاوُد بْنُ الْحُصَيْنِ . لَهُ ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثُ

[**١٥٦**] مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ° قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْ نَسِيْتَ ؟

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا پھر ذوالیدین (رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میرے خیال

فَقَالَ :رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ :قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ ؟)) فَقَالُوا :نَعَم . فَأَتَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ السَّلَامِ .

کے مطابق) ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے کہا: یا رسول اللہ! ان دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف رُخ کر کے پوچھا: کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے باقی رہ جانے والی نماز پوری کی پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دوسجدے کئے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۹۴ ح ۲۰۷، ک ۳ ب ۱۵ ح ۵۹) التمہید ۲/۳۱۱، الاستذکار: ۱۸۲،۱۷۹

☆ وأخرجہ مسلم (۹۹/۵۷۳) من حدیث مالک بہ . ٥ من رواية يحيى بن يحيى و جاء في الأصل :حميد

تفقہ

① نماز میں بھول کر کلام کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

② مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں طرح جائز ہے لیکن یاد رہے کہ بعض آلِ تقلید کا سجدۂ سہو میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ سلام کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا بھی صحیح ہے اور مکمل تشہد کے بعد دوسجدے کر کے سلام پھیر دینا بھی صحیح ہے۔

③ ذوالیدین خرباق رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے۔ بدر میں شہید ہونے والے ذوالشمالین رضی اللہ عنہ تھے۔

④ نماز میں بھول کر باتیں کرنے کا یہ واقعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہوا تھا جیسا کہ حدیث کے الفاظ ''صلّى بنا'' سے ثابت ہے۔

⑤ بعض الناس کا اپنے تقلیدی مذہب کی اندھی حمایت میں اس حدیث کو مضطرب قرار دینا غلط ہے۔

⑥ اس حدیث سے صحابۂ کرام کا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں کمال ادب واحترام ثابت ہوتا ہے۔

⑦ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۲۸، اور آنے والی حدیث: ۴۸۹

[۱۵۷] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيمَا دُونَ

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عَرِیّہ والے کو درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں یا

خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، شَكَّ دَاوُدُ فِي خَمْسَةٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةٍ .

انگور کواندازے سے (اُگا) بیچنے کی اجازت دی بشرطیکہ یہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم ہوں ۔ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم میں داود (بن الحصین راوی) کو شک ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۲۰ ح ۱۳۴۵، ک ۳۱ ب ۹ ح ۱۴/۲) التمہید ۲/۳۲۳، الاستذکار: ۱۲۶۷

☆ وأخرجه البخاری (۲۱۹۰) ومسلم (۱۵۴۱/۷۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① کھجور کا درخت جس کا پھل مالک کسی دوسرے شخص کو بطورِ تحفہ یا بطورِ صدقہ عاریتاً کھانے کے لئے دے تو وہ عُر یہ کہلاتا ہے جس کی جمع عرایا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ انگور وغیرہ پھلوں میں بھی ہوسکتا ہے۔

② محمد بن اسحاق بن یسار المدنی نے فرمایا: عُریہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کھجوروں کے درخت ہبہ کردے پھر اس شخص پر اُن کی دیکھ بھال مشکل ہو تو وہ اندازے سے کھجوریں لے کر انھیں بیچ دے۔ (سنن ابی داود: ۳۳۶۶ وسندہ صحیح)

③ بعض علماء کہتے ہیں کہ عُریہ صرف اسی کو بیچنے کی اجازت ہے جس نے کسی دوست یا غریب کو یہ درخت اس سال کے پھل کے لئے تحفتاً دیا ہے یعنی یہ سودا صرف مالک ہی کرسکتا ہے۔

④ یہ حدیث آنے والی حدیث (۱۵۸) کے عموم کی تخصیص ہے۔

⑤ نیز دیکھئے ح ۲۳۷

[۱۵۸] وَبِهِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ . وَالْمُزَابَنَةُ اِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ .

(سیدنا) ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دوسَودوں) مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ یہ ہے کہ درختوں پر تازہ کھجوروں کو چھوہاروں کے بدلے میں خریدا جائے اور محاقلہ (مقرر) گندم کے بدلے میں زمین کو کرائے پر دینے کو کہتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۲۵ ح ۱۳۵۵، ک ۳۱ ب ۱۳ ح ۲۴) التمہید ۲/۳۱۳، الاستذکار: ۱۲۷۵

☆ وأخرجه البخاری (۲۱۸۶) ومسلم (۱۵۴۶/۱۰۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا: اس پر اجماع ہے کہ راوی اپنی روایت کی جو تشریح کرتا ہے وہی قابلِ تسلیم ہے کیونکہ وہ اپنی روایت کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ (التمہید ۳۱۳/۲)

② زمین کا ایک حصہ مخصوص کر کے اس کی فصل وغیرہ کے بدلے میں زمین کرائے پر دینا تو ممنوع ہے لیکن سونے چاندی (یا رقم) کے بدلے میں جائز ہے جیسا کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۲۳۴۶، ۲۳۴۷) وصحیح مسلم (۱۵۴۷) اور آنے والی حدیث (۱۶۲) اسی طرح کل فصل کے آدھ (نصف) وغیرہ پر زمین دینا بھی جائز ہے۔
دیکھئے صحیح بخاری (۲۳۲۸) وصحیح مسلم (۱۵۵۱) سعید بن المسیب رحمہ اللہ بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ (موطأ امام مالک ۷۱۵/۲ ح ۱۳۵۶، وسندہ صحیح)

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات سے منع فرمادیں اُس سے بچنا ضروری ہے اِلا یہ کہ جواز کی کوئی دلیل یا قرینہ صحیحہ ہو۔

④ اسلام میں ایسے سودوں کی ممانعت ہے جن میں کسی ایک فریق کے واضح نقصان کا اندیشہ ہو۔

بَابُ الرَّاءِ وَاحِدٌ

رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ :لَهُ خَمْسَةُ أَحَادِيْثَ

لَهُ عَنْ أَنَسٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۵۹] مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بَالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ ﷺ.
قَالَ مَالِكٌ :الْأَمْهَقُ . الْأَبْيَضُ . قَالَ أَبُو الْحَسَنِ : يُرِيْدُ الشَّدِيْدَ الْبَيَاضِ.

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ چھوٹے قد کے تھے، آپ نہ بالکل دودھیا تھے اور نہ بہت زیادہ گندمی، آپ کے بال نہ تو بہت زیادہ گھنگرالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا (نبی بنایا) آپ مکہ میں دس (اور تین) سال رہے اور مدینہ میں دس سال رہے۔ اللہ نے آپ کو ساٹھ (اور تین) سال کی عمر میں وفات دی۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم
مالک نے کہا: الامہق سفید کو کہتے ہیں۔ ابوالحسن (القابسی) نے کہا: اس سے مراد بہت زیادہ سفید ہونا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۱۹ ح ۱۷۷۲، ک ۴۹ ب ۱ ح ۱) التمہید ۳/۷، الاستذکار: ۱۷۰۴

☆ وأخرجه البخاري (۳۵۴۸) ومسلم (۲۳۴۷) من حديث مالك به .

تفقه

① اس حدیث میں صرف دہائیاں بیان کی گئی ہیں جبکہ دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۵۳۶) وصحیح مسلم (۲۳۴۹)

② سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام لوگوں میں رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے اور خلقت میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۵۴۹ وصحیح مسلم: ۲۳۳۶، دارالسلام: ۶۰۶۶)

آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح خوبصورت تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۵۵۲)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے الرسول كانك تراه (آئینۂ جمالِ نبوت) یہ کتاب میری تحقیق سے چھپ چکی ہے۔ والحمد للہ

③ اللہ کی مخلوقات میں نبی کریم ﷺ سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے خوبصورت اور صفاتِ عالیہ میں سب سے بلند ہیں۔ فداه أبي و أمي

④ دینِ اسلام مکمل حالت میں ہم تک پہنچا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی صورت، سیرت، سنت، احکام اور تقریرات سب محفوظ ومدوّن ہیں۔

القَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱٦٠] مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنِ القَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((الوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ .)) وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ البَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ ؟)) فَقَالُوا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ

نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: بریرہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں تین سنتیں ہیں۔

(۱) ان تین میں سے ایک سنت یہ ہے کہ جب وہ آزاد کی گئیں تو انھیں اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا (جو کہ غلام تھے)

(۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشتۂ ولاء اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

(۳) اور (ایک دن) رسول اللہ ﷺ (گھر میں) داخل ہوئے تو ہانڈی گوشت کے ساتھ اُبل رہی تھی

الصَّدَقَةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :
((وَهُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ .))

جب آپ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے وہ ہانڈی نہیں دیکھی تھی جس میں گوشت تھا؟
(گھر والوں نے) کہا: جی ہاں یارسول اللہ! لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقے میں دیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اس (بریرہ) کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/ ۵۶۲ ح ۱۲۲۳، ک ۲۹ ب ۱۰ ح ۲۵) التمهيد ۳/ ۴۸، الاستذكار: ۱۱۴۳

☆ وأخرجه البخاري (۵۲۷۹) ومسلم (۱۴/ ۱۵۰۴) من حديث مالك به .

تفقه

① لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اُسے اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ اپنے سابقہ خاوند کے ساتھ رہے یا جدا ہو جائے بشرطیکہ لونڈی کی آزادی کے بعد خاوند نے (اس کی مرضی سے) اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آزاد شدہ لونڈی کو اس وقت تک اختیار رہتا ہے جب تک اس کا سابق خاوند اسے چھو نہ لے۔
(موطأ امام مالک ۲/ ۵۶۲ ح ۱۲۲۴، وسندہ صحیح)

③ اگر کوئی فقیر مسکین صدقے یا زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جائے اور پھر وہ اس میں سے کسی امیر کو تحفہ دے تو یہ مال اس امیر کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔

④ مالدار اور ہٹے کٹے کمانے والے شخص کے لئے صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ حلال نہیں بلکہ حرام ہے۔

⑤ اگر کوئی چیز کسی خاص علت کی وجہ سے حرام ہو اور پھر وہ علت ختم ہو جائے تو وہ چیز حرام نہیں رہتی۔

⑥ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل واولاد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ حکم فرض وواجب صدقات کے بارے میں ہیں اور نفلی صدقہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

⑦ رشتۂ ولاء کا مطلب ہے مولیٰ ہونا۔

⑧ گھر میں اگر پسندیدہ کھانا موجود ہے تو گھر سے طلب کرنا جائز ہے۔

⑨ فقراء ومساکین کو صدقات دینا اہلِ ایمان کا وطیرہ ہے۔

⑩ گھر میں کھانا پکانے اور پینے پلانے والے برتن رکھنا جائز ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ الأَنْصَارِيُّ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[١٦١] قَالَ مَالِكٌ :حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ :خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ واشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْفِداءَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ ، فَقُلْنَا :نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ :((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.))

ابن محیریز (تابعی) سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا پھر میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عزل کے بارے میں پوچھا تو ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم غزوۂ بنی المصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے تو وہاں عرب (کے کافروں) کی عورتیں ہماری لونڈیاں بنیں، ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورتوں کے بغیر رہنا ہمیں سخت گراں گزرا اور ہم (ان عورتوں کو بیچ کر) فدیہ بھی چاہتے تھے پس ہم نے عزل کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں، کیا ہم ان سے پوچھنے سے پہلے عزل کر سکتے ہیں؟ پھر ہم نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم پر عزل نہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں، قیامت تک جس روح نے پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۵۹۴/۲ ح ۱۳۰۰، ک ۲۹ ب ۳۴ ح ۹۵) التمہید ۱۳۰/۳، ۱۳۱، الاستذکار: ۱۲۱۸!

☆ وأخرجہ البخاری (۲۵۴۲) من حدیث مالک، ومسلم (۱۴۳۸/۱۲۵) من حدیث ربیعہ بن أبی عبدالرحمٰن بہ .

تفقه

① عزل سے مراد یہ ہے کہ شرمگاہ میں دخول کے بعد انزال اندر نہ کیا جائے بلکہ شرمگاہ سے باہر انزال کیا جائے۔
یہ عزل مع الکراہت جائز ہے۔ کراہت کی دلیل وہ صحیح احادیث ہیں جن میں عزل کی ممانعت ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عزل نہیں کرتے تھے اور عزل کو ناپسند کرتے تھے۔ (موطأ امام مالک ۵۹۵/۲ ح ۱۳۰۳، وسندہ صحیح)
جبکہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عزل کرتے تھے۔ (ایضاً ح ۱۳۰۱، وهو حديث صحيح)

③ اگر کسی شخص کی لونڈی اس سے حالتِ حمل میں ہے تو مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اسے بیچنا جائز نہیں ہے۔ (التمہید ۳/۱۳۶)
④ تقدیر برحق ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔
⑤ تمام معاملات میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنے میں ہی نجات اور کامیابی ہے۔
⑥ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یا حدیثِ رسول کے مقابلے میں اجتہاد وقیاس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔
⑦ ان احادیث میں ضبطِ ولادت کی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ عزل لونڈیوں سے کیا جاتا تھا جن سے اولاد مطلوب نہیں ہوتی بخلاف آزاد عورتوں کے کہ ان سے اولاد مطلوب ہے۔ ⑧ بغیر شرعی عذر کے شادی سے انکار کرنا فطرت سے جنگ ہے۔

حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الزُّرَقِيُّ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۶۲] مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا قَالَ :فَقُلْتُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ :أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

حنظلہ بن قیس الزرقی (رحمہ اللہ) نے (سیدنا) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) سے زمین کے کرائے کے بارے میں پوچھا تو رافع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انھوں نے پوچھا: سونے اور چاندی کے بدلے؟ تو رافع (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: سونے اور چاندی کے بدلے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۱۱ ح ۱۴۵۲، ک ۳۴ ب ۱ ح ۱) التمہید ۳/۳۲، الاستذکار: ۱۳۷۵

☆ وأخرجہ مسلم (۱۱۵/۱۵۴۷ بعد ۱۵۴۸) من حدیث مالک مثلہ ورواہ البخاری (۲۳۴۶، ۲۳۴۷) من حدیث ربیعۃ بہ .

تفقہ

① زمین کو رقم کے بدلے میں کرائے پر دینا جائز ہے۔
② سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے زمین کے کرائے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: سونے چاندی کے بدلے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (موطأ امام مالک ۲/۷۱۱ ح ۱۴۵۴، وسندہ صحیح)
③ عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ اپنی زمین کو سونے چاندی کے بدلے میں کرائے پر دیتے تھے۔ (موطأ امام مالک ۲/۷۱۲ ح ۱۴۵۶، وسندہ صحیح)
④ زمین کا ایک خاص حصہ اپنے لئے مقرر کر کے اس کی فصل کے بدلے میں زمین کو کرائے پر دینا جائز نہیں ہے۔ دیکھئے ح: ۱۵۸
⑤ زمین کو آدھ (نصف) یا چوتھائی وغیرہ حصے پر کاشت کے لئے دینا جائز ہے۔

يَزِيْدُ مَوْلَى الْمُنبَعِثِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱٦۳] مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ؟ فَقَالَ :((اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا .)) قَالَ : فَضَالَّةُ الْغَنَمِ ؟ قَالَ :((لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ .)) قَالَ : فَضَالَّةُ الْإِبِلِ ؟ قَالَ : ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.))

(سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور لقطے (گمشدہ چیز) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کی تھیلی وغیرہ اور اس کے بندھے ہوئے دھاگے کو (اچھی طرح) پہچان لو پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو پھر جب اس کا مالک آجائے تو دے دو ورنہ اسے خود استعمال کرلو۔

اس نے پوچھا: اگر گمشدہ بکری مل جائے تو؟ آپ نے فرمایا: وہ تیرے لئے یا تیرے بھائی کے لئے ہے یا پھر اسے بھیڑیا کھا جائے گا۔ اس نے پوچھا: اگر گمشدہ اونٹ مل جائے تو؟ آپ نے فرمایا: اس کے بارے میں تجھے کیا ہے؟ اس کا پانی اور چلنے والے جوتے اس کے پاس ہیں، وہ پانی پیئے گا اور درختوں سے کھائے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اسے مل جائے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۵۷ ح ۱۵۲۰، ک ۳٦ ب ۳۸ ح ٤٦) التمہید ۳/۱۰٦، ۱۰۷، الاستذکار: ۱٤٤۹

☆ وأخرجہ البخاری (۲٤۲۹) ومسلم (۱۷۲۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر کسی شخص کو کوئی گمشدہ چیز ملے جو معمولی نہ ہو تو اسے ایک سال تک اعلان کرنا چاہئے۔ اس چیز کے اصل مالک کی ملکیت کبھی زائل نہیں ہوتی اور نہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا صدقہ جائز ہے اگر کوئی شخص اس چیز کو خود استعمال کرلے یا صدقہ کردے اور کئی سالوں کے بعد اس چیز کا مالک آجائے تو یہ چیز اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

② عبداللہ بن بدر الجہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھیں شام کے راستے میں ایک تھیلی ملی جس میں اَسی دینار تھے تو انھوں نے

(سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے اس کا ذکر کیا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مسجدوں کے دروازوں پر اس کا اعلان کرو اور جو بھی شام سے آئے تو ایک سال تک اُسے بتاتے رہو پھر جب سال گزر جائے تو تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔

(موطأ امام مالک ۷۵۷/۲، ۷۵۸ ح ۱۵۲۱، وھو صحیح)

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا جسے کوئی گمشدہ چیز ملی تھی: اس کا اعلان کرتے رہو۔ اس نے کہا: میں نے کر دیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: میں تجھے اس کے کھانے کا حکم نہیں دیتا، اگر تم چاہتے تو اسے نہ اٹھاتے۔ (موطأ امام مالک ۷۵۸/۲ ح ۱۵۲۲، وسندہ صحیح)

بَابُ الزَّاي ثَلَاثَةٌ . لِجَمِيْعِهِمْ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ حَدِيْثًا

حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: حَدِيْثَانِ

[١٦٤] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ مشرق کی طرف سے دو آدمی آئے تو انھوں نے خطبہ دیا۔ لوگوں کو ان کے بیان پر تعجب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض بیان (خطبے وتقاریر) جادو ہوتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۸۶/۲ ح ۱۹۱۶، ک ۵۶ ب ۳ ح ۷ وعندہ: لسحرٌ) التمہید ۱۶۹/۵، الاستذکار: ۱۸۵۲

☆ وأخرجہ البخاري (۵۷۶۷) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① بعض ایسے خطیب ہوتے ہیں جن کے بیان میں جادو جیسی تاثیر ہوتی ہے۔ لوگ ان کے خطبوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے خطباء کو چاہئے کہ وہ موضوع و بے اصل روایات بیان کرنے کے بجائے قرآن مجید، صحیح احادیث اور صحیح آثار بیان کریں۔

② زید بن اسلم پر تدلیس کا الزام غلط ہے اور وہ تدلیس سے بری ہیں۔
دیکھئے میری کتاب ''الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین'' (ص ۲۲)

③ اگر کوئی خاص پروگرام ہو تو دو یا زیادہ اشخاص بھی تقریر کر سکتے ہیں۔

[۱۶۵] وَعَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ بَطَرًا .))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن اس شخص کو (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو اپنا کپڑا تکبر سے گھسیٹ کر چلتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۱۴ ح ۱۷۶۳، ک ۴۸ ب ۵ ح ۱۱ نحو المعنی) التمہید ۳/۲۴۴، ۱۷/۱۱۸، الاستذکار: ۱۶۹۵

☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۸۳، ۵۷۹۱) ومسلم (۲۰۸۵/۴۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① مخلوق کے لئے تکبر کرنا حرام ہے۔

② تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلنا حرام ہے۔

③ مزید فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۸

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۶۶] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ: فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ إِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ: فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَابِرٌ: فَقُمْتُ إِلٰى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوَقِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا ؟)) قَالَ فَقُلْتُ: خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مِنَ الْمَدِيْنَةِ . قَالَ جَابِرٌ: وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا قَالَ:

(سیدنا) جابر بن عبداللہ السلمی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی انمار (غزوۂ غطفان) میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے پھر (ایک دفعہ) میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نظر آئے تو میں کہا: یا رسول اللہ! سائے میں تشریف لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ وہاں اترے۔ جابر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر میں نے اپنے تھیلے کو اُٹھایا اور اس میں تلاش کیا تو مجھے ایک ککڑی ملی جسے توڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا: یہ تمھارے پاس کہاں سے آئی ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! مدینے سے لایا ہوں۔ جابر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہمارا ایک ساتھی تھا جس

فَجَهَّزْتُهُ ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلُقَا قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَالَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ ؟)) قَالَ فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَهُ ثَوْبَانِ فِي العَيْبَةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ: ((فَادْعُهُ فَمُرْهُ يَلْبَسْهُمَا)) قَالَ: فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَالَهُ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهُ أَلَيْسَ هَذا خَيْرًا لَهُ ؟)) قَالَ: فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! في سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.)) قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ في سَبِيْلِ اللّٰهِ.

کا زادِ سفر ہم نے تیار کیا تھا اور وہ ہمارے سواری کے جانور چراتا تھا۔ میں نے اس کا زادِ سفر تیار کیا پھر وہ پیٹھ پھیر کر جانور چرانے کے لئے چلا اور اس پر دو پرانی پھٹی ہوئی چادریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو پوچھا: کیا اس کے پاس ان دو چادروں کے سوا کوئی کپڑے نہیں ہیں؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیوں نہیں، میں نے اسے دو کپڑے دیئے ہیں جو گٹھڑی میں بندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے بلاؤ اور حکم دو کہ وہ انھیں پہن لے۔ میں نے اسے بلایا تو اس نے وہ دو کپڑے پہن لئے پھر جب وہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا ہے، اللہ اس کی گردن مارے، کیا یہ اس کے لئے بہتر نہیں تھا؟ تو اس آدمی نے یہ سن کر کہا: یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں۔ (اس کی گردن ماری جائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں۔ پھر وہ آدمی اللہ کے راستے میں شہید ہوگیا۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۱۰، ۹۱۱ ح ۱۷۵۳، ک ۴۸ ب ۱ ح ۱) التمہید ۳/۲۵۱، ۲۵۲، الاستذکار: ۱۶۸۵

☆ وأخرجہ ابن حبان (الاحسان ۵۳۹۴/ ۵۴۱۸) من حدیث مالک بہ ورواہ البزار (کشف الاستار: ۲۹۶۲) والحاکم (۴/۱۸۳ ح ۷۳۶۹) من حدیث ہشام بن سعد عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن جابر بن عبداللہ بہ وسندہ حسن وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم.

تفقہ

① جسے اللہ تعالیٰ نے بہترین لباس دیا ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ اسے پہنے اور پرانا لباس پہن کر خواہ مخواہ اپنے تقوے کا اظہار نہ کرتا پھرے۔ اسی طرح جسے اللہ نے مال دیا ہے تو اس کا اثر اس آدمی پر نظر آنا چاہئے۔

② اہلِ علم اور اصحابِ فضیلت کی قدر و احترام ضروری ہے لہٰذا ان کی خدمت میں کوئی فروگزاشت اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

③ ابوالاحوص کے والد سیدنا مالک بن نضلہ الجشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں (لباس وغیرہ کے لحاظ سے) اچھی حالت میں نہیں تھا۔ آپ نے پوچھا: کیا تمھارے پاس کچھ مال (و دولت) ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں!

آپ نے پوچھا: کیا مال ہے؟ میں نے کہا: ہر قسم کا مال ہے۔، اونٹ، غلام، گھوڑے اور بکریاں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
((إذا آتاك الله مالاً فلير عليك .)) جب اللہ نے تجھے مال دیا ہے تو اس کا اثر تجھ پر نظر آنا چاہئے۔

(مسند احمد ۳/۴۷۳ ح ۱۵۸۸۸، وسندہ صحیح، سنن ابی داود: ۴۰۶۳)

④ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد ﷺ کی دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔ انھی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی قبول ہوئی۔

⑤ بعض صوفی لوگ اپنے تصوف کی وجہ سے اور بغیر کسی شرعی عذر کے گندے، میلے کچیلے اور پھٹے پرانے لباس پہنتے ہیں بلکہ بعض تو لباس سے ہی عاری بالکل ننگے ہوتے ہیں جبکہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

⑥ ہر قسم کا بہترین لباس پہننا جائز ہے سوائے اس لباس کے جس کی اسلام میں ممانعت ہے مثلاً مردوں کے لئے ریشمی لباس یا عورتوں سے مشابہت والا لباس ممنوع ہے۔

⑦ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کا ہر معاملے میں خاص خیال رکھتے تھے اور ان کی بہترین تربیت پر ہمیشہ توجہ دیتے تھے۔

⑧ مہمان کی میزبانی میں حتی الوسع کوئی کسر اور کمی نہیں رہنی چاہئے۔

أَسْلَمُ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ :حَدِيْثَانِ

[۱۶۷] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً فَسَأَلَهُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ عُمَرُ! نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ، قَالَ قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتّٰى تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ فَقُلْتُ :لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ :((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ

اسلم (تابعی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں جا رہے تھے اور (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بھی رات کے وقت آپ کے ساتھ سفر کر رہے تھے پھر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ پھر (دوبارہ) پوچھا تو آپ نے جواب نہیں دیا پھر (سہ بارہ) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے (اپنے آپ سے) کہا: اے عمر! تجھے تیری ماں گم پائے، تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین دفعہ اصرار کر کے سوالات کئے اور ہر دفعہ آپ نے جواب نہیں دیا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی حتیٰ کہ میں لوگوں کے سامنے پہنچ گیا اور مجھے ڈر لگا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے ایک آواز دینے

ثُمَّ قَرَأَ : ﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴾ .))

والے کی اونچی آواز سنی تو میں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو گیا ہے پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پیاری ہے جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ پھر آپ نے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی (سورۃ الفتح) کی تلاوت فرمائی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ :قَوْلُهُ قَالَ :فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِي إِلَى آخِرِهِ يُبَيِّنُ أَنَّ أَسْلَمَ عَنْ عُمَرَ رَوَاهُ .

ابوالحسن (القابسی) نے کہا: راوی کا قول کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: پھر میں نے اونٹ کو حرکت دی.....الخ یہ واضح کرتا ہے کہ اس روایت کو اسلم نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۳، ۲۰۴ ح ۴۷۸، ک ۱۵ ب ۴ ح ۹) التمہید ۳/۲۶۳، الاستذکار: ۴۴۷

☆ وأخرجہ البخاری (۴۱۷۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① بعض اوقات کسی مصروفیت یا عذر کی وجہ سے اگر سائل کے سوال کا جواب نہ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے ہر وقت ڈرنا چاہئے۔

③ سورۂ فتح سفر میں نازل ہوئی تھی جبکہ آپ سواری پر سوار تھے۔

④ رات کو سفر کرنا جائز ہے۔

⑤ عالم پر ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے لہٰذا اگر عالم جواب نہ دے تو سائل کو ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے چپ ہو جانا چاہئے، اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ فوری جواب دے۔

⑥ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تقویٰ اور حبِ رسول کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

⑦ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بڑا مقام تھا۔

⑧ سند حدیث سے اس کے مرسل ہونے کا گمان ہوتا ہے، ابوالحسن القابسی رحمہ اللہ نے اسی شبہے کا ازالہ کیا ہے۔

[۱٦٨] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ :حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَهُ مِنْهُ وظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :((لَا تَشْتَرِهِ وإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فإِنَّ العَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (اسلم سے) روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اللہ کے راستے میں ایک گھوڑا صدقہ کیا تو جس کے پاس یہ گھوڑا تھا اُس نے (کمزور کر کے) ضائع کر دیا پھر میں نے یہ ارادہ کیا کہ اسے اُس سے خرید لوں کیونکہ میرا یہ خیال تھا کہ وہ اسے سستا بیچے گا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اگرچہ وہ تمھیں ایک درہم کا ہی کیوں نہ دے، کیونکہ اپنا صدقہ واپس لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قے (اُلٹی) کو چاٹ لیتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲۸۲/۱ ح ٦۲۹، ک ۱۷ ب ۲٦ ح ۴۹) التمهيد ۲۵۷/۳، الاستذكار: ۵۸۰

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۹۰) ومسلم (۱٦۲۰) من حديث مالك به .

تفقه

① نیز دیکھئے حدیث: ۲۱۴

② جو شخص کسی کو صدقہ دے تو اسے واپس (یعنی دوبارہ) خرید نہیں سکتا۔

③ جسے صدقہ دیا جائے وہ ضرورت کے وقت اسے بیچ سکتا ہے۔

④ صدقہ واپس لینا جائز نہیں ہے۔ ⑤ شریعت نے حیل (حیلہ بازی) کا سدِ باب کیا ہے۔

عَطاءُ بْنُ يَسَارٍ : سِتَّةُ أَحَادِيثُ

[۱٦٩] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے صبح (کی نماز) میں سے ایک رکعت پائی تو اس نے صبح (کی نماز) پالی اور جس نے سورج کے غروب

تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ.))

ہونے سے پہلے عصر (کی نماز) میں سے ایک رکعت پائی تو اس نے عصر (کی نماز) پالی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶ ح۴، ک ا ب ا ح۵) التمہید ۳/۲۷۰، الاستذکار:۵

☆ وأخرجه البخاري (۵۷۹) ومسلم (۶۰۸) من حديث مالک بہ.

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق:۹۶

② اس صحیح حدیث سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت صبح کی پڑھ لے اور پھر سورج طلوع ہو جائے تو اس نے صبح کی نماز پالی ہے لہٰذا وہ اب دوسری رکعت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیرے گا اور اس کی صبح کی نماز ہو گئی ہے۔ بعض الناس کہتے ہیں کہ ''ایسی حالت میں صبح کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔'' ان لوگوں کا یہ قول بلا دلیل اور باطل ہے۔ اس مسئلے پر بے دلیل بحث کرتے ہوئے رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا: ''غرضیکہ یہ مسئلہ ابھی تک تشنۂ تحقیق ہے، معہذا ہمارا فتویٰ اور عمل امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے۔'' (ارشاد القاری الی صحیح البخاری ص ۴۱۲)

اس اعتراف سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

اول: تقلیدی حضرات قرآن، حدیث اور اجماع کو حجت نہیں مانتے بلکہ اپنے امام کی طرف منسوب اپنے مفتیٰ بہ قول کو حجت مانتے ہیں۔

دوم: آلِ تقلید کے نزدیک ایک ہی حدیث کا آدھا حصہ واجب العمل اور دوسرا آدھا حصہ قابلِ عمل نہیں ہے۔

چہارم: آلِ تقلید کے نزدیک دلیل نہ ہونے کے باوجود بے دلیل بات سے چمٹے رہنا چاہئے۔

پنجم: تقلید کا موذی مرض انکارِ حدیث کی بنیاد ہے۔

[۱۷۰] وَبِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری کے کندھے کا (بھونا ہوا) گوشت کھایا پھر آپ نے نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۲۵ ح ۴۷، ک۲ ب۵ ح ۱۹) التمهيد ۳/۳۲۹، الاستذكار:۴۹

☆ وأخرجه البخاري (۲۰۷) ومسلم (۳۵۴) من حديث مالك به .

تفقه

① معلوم ہوا کہ وضو کرنے کے بعد آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن یاد رہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۳۶۰، دارالسلام:۸۰۲) لہٰذا یہ مستثنیٰ ہے۔

② سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (الموطأ ۱/۲۷ ح ۵۳ وسندہ صحیح)

③ ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر رحمہ اللہ نے (سیدنا) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کا کھانا کھایا پھر انھوں نے نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔ (الموطأ ۱/۲۶ ح ۴۹ وسندہ صحیح)

④ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روٹی اور گوشت کھایا پھر کلی کی اور ہاتھ دھوئے اور اپنے چہرے پر اس کے ساتھ مسح کیا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (الموطأ ۱/۲۶ ح ۵۰ وسندہ صحیح)

⑤ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ آگ پر پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۲۷ ح ۵۲ وسندہ صحیح)

⑥ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب عراق سے (مدینہ) تشریف لائے تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں اُن کے پاس (ملاقات کے لئے) آئے۔ آپ نے ان دونوں کی خدمت میں آگ پر پکا ہوا کھانا پیش کیا تو انھوں نے اس سے کھایا پھر انس رضی اللہ عنہ وضو کرنے لگے تو دونوں صحابیوں نے پوچھا: اے انس! یہ کیا ہے؟ کیا عراقیت ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں ایسا نہ کرتا۔ سیدنا ابوطلحہ اور سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہ کیا۔ (الموطأ ۱/۲۷، ۲۸ ح ۵۵ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے والی حدیث منسوخ ہے، اس سے صرف اونٹ کا گوشت مستثنیٰ ہے، یہ گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

⑦ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کے قائل تھے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قائل نہیں تھے، پھر جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بات کی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انھیں وضو نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی۔ دیکھئے مسند احمد (۱/۳۶۶ ح ۳۴۶۴ وسندہ صحیح) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا لہٰذا معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنے عمل سے رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم

⑧ اگر کوئی چکنائی والی چیز کھائی جائے یا دودھ پیا جائے تو کلی کرنی چاہئے۔

[١٧١] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَالَ :نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ :ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلاً ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُونَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ :

((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ :((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَابَقِيَتِ الدُّنْيَا. وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا قَطُّ أَفْظَعَ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ .)) قَالُوا : بِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيْلَ : أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ ؟ قَالَ :((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .))

اوراسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: رسول اللہ (ﷺ) کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو (بہت) لمبا قیام فرمایا یعنی سورۃ البقرۃ کے برابر، پھر آپ نے (بہت) لمبا رکوع کیا پھر اُٹھ کر قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا۔ پھر (دوسری رکعت میں) آپ نے لمبا قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ (رکوع سے) اُٹھے تو لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا پھر سلام پھیرا اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ پس آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کے مرنے یا جینے سے گرہن نہیں لگتا لہٰذا اگر تم ایسی حالت پاؤ تو اللہ کا ذکر کرو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنے اس مقام پر کھڑے ہو کر کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی یا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے ایک گچھا لینے کا ارادہ کیا اور اگر میں اس سے لے لیتا تو تم جب تک دنیا باقی ہے، اس سے کھاتے رہتے۔ اور میں نے (جہنم کی) آگ دیکھی تو آج تک اس جیسا خوفناک منظر نہیں دیکھا اور میں نے اس میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: ان کے کفر کی وجہ سے۔

پوچھا گیا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنے خاوندوں کے ساتھ کفر یعنی ناشکری کرتی ہیں اور احسان (نیکی) کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تم کسی کے ساتھ ساری عمر نیکی کرتے رہو پھر وہ تم سے کوئی ایسی چیز دیکھے (جو اسے ناپسند ہے) تو وہ کہہ دیتی ہے: میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۸۶، ۱۸۷ ح ۴۴۶، ک ۱۲ ب ۱ ح ۲) التمہید ۳/۳۰۱، ۳۰۲، الاستذکار: ۴۱۶

☆ وأخرجہ البخاری (۱۰۵۲) ومسلم (۹۰۷) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① سورج گرہن والی نماز میں دو رکعتیں ہوتی ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں۔

② کسی شخص کے پیدا ہونے، مرنے یا کسی خاص واقعے کی وجہ سے نہ سورج کو گرہن لگتا ہے اور نہ چاند کو بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے تکوینی حکم کے ماتحت ہوتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ نے جنت (پیدا فرما کر) اہلِ ایمان کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

④ چونکہ عام عورتوں میں جہالت، ناسمجھی، اپنے شوہروں کی نافرمانی اور شرک و بدعات زیادہ ہوتی ہیں اور دنیا میں اکثریت بھی عورتوں کی ہی ہے لہٰذا جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہوگی سوائے ان کے جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لا ينظر الله إلى امرأة لا تشكر لزوجها و هي لا تستغني عنه'' اللہ اس عورت کو (رحم کی نظر سے) نہیں دیکھے گا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی اور (حال یہ ہے کہ) وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (التمہید ۳/۳۲۷، ۳۲۸ وسندہ حسن)

[۱۷۲] وَبِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اِسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلُ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ. فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ

(سیدنا) ابو رافع (رضی اللہ عنہ) مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا اونٹ قرض لیا پھر جب آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اس شخص کا قرض ادا کر دوں جس سے چھوٹا اونٹ لیا تھا۔ میں

إِلَّا جَمَلاً خِيَارًا رَبَاعِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً.))

نے کہا: میں تو اونٹوں میں چھ سال کے بہترین اونٹوں کے سوا کچھ بھی نہیں پاتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی میں سے اسے دے دو، کیونکہ لوگوں میں بہترین وہ انسان ہیں جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/ ۶۸۰ ح ۱۴۲۱، ک ۳۱ ب ۴۳ ح ۸۹) التمهيد ۴/ ۵۸، الاستذكار: ۱۳۴۲

☆ وأخرجه مسلم (۱۶۰۰) من حديث مالك به .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ نے مساکین کو دینے کے لئے اونٹ قرض لئے تھے جن میں سے چھوٹا اونٹ بھی تھا پھر یہ قرضہ صدقے والے اونٹوں سے ادا کر دیا۔ معلوم ہوا کہ خرید وفروخت علیحدہ چیز ہے اور قرض لینا علیحدہ ہے۔

② اکثر علماء کے نزدیک صدقہ زکوٰۃ اپنے وقت سے پہلے ادا کر دینا جائز ہے۔ (التمہید ۴/ ۵۹)

③ حیوانوں کی خرید وفروخت نقد ہو یا قرض، دونوں طرح جائز ہے۔

④ اگر کوئی شخص کسی آدمی سے بغیر کسی شرط کے قرض لے اور بعد میں یہ قرض ادا کرے اور اس کے ساتھ اپنی خوشی سے کچھ زیادہ تحفتاً دے دے تو جائز ہے۔ اگر قرض لیتے وقت کوئی ایسی شرط لگائی جائے کہ ضرور اضافہ دینا ہے تو یہ سُود (ربا) ہے جو کہ حرام ہے۔ دیکھئے التمہید (۴/ ۶۸)

سیدنا ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کچھ دراہم قرض لئے۔ بعد میں انھوں نے یہ قرض اسے اچھے دراہم دے کر ادا کیا تو اس شخص نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے آپ کو جو دراہم قرض دیئے تھے، یہ اُن سے اچھے ہیں۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے پتا ہے لیکن میرا دل اس پر خوش ہے۔ (الموطأ ۲/ ۶۸۱ ح ۱۴۲۲، وسندہ صحیح)

[۱۷۳] وَبِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بن أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ ؟))

اور اسی سند کے ساتھ عطاء بن یسار سے روایت ہے، انھوں نے (سیدنا) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے وحشی گدھے (گورخر) کے بارے میں ابو النضر جیسی حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ زید بن اسلم کی (روایت کردہ) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی چیز ہے؟

تحقيق صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ١/١٥١ح ٣٩٦، ک ٢٠ ب ٢٤ ح ٨٧) التمهيد ٤/٢٦ ١، الاستذكار: ٧٤٥

☆ وأخرجه البخاري (١٤٩١ ٥) ومسلم (١٩٦/٥٨ ١١) من حديث مالک به .

تفقه

① زید بن اسلم تابعی والی یہی روایت ہے جسے انھوں نے عطاء بن یسار سے اور عطاء بن یسار نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ابوالنضر والی روایت آگے آرہی ہے۔(ح ٤٢٦) ان شاءاللہ

② گورخر ایک چرنے والا جانور ہے جو حلال ہے، اسے نیل گائے بھی کہتے ہیں۔

③ ایک روایت کی سند ضعیف ہو اور اس کے متن کی بعینہ تائید دوسری صحیح روایت سے ہو تو یہ روایت بھی صحیح ہو جاتی ہے، اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔

④ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ح ٤٢٦

[**١٧٤**] وَبِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ قَالَ : نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الغَرْقَدِ فَقَالَ لِي أَهْلِي: اِذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلاً يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ)) فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ : لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا .)) قَالَ الأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ : لَلُقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ. قَالَ مَالِكٌ : وَالأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا . قَالَ الأَسَدِيُّ : فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ

بنو اَسد کے ایک آدمی (صحابی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں اور میرے گھر والے بقیع غرقد میں اُترے تو میرے گھر والوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ہمارے لئے کھانے کے لئے کچھ چیز مانگو۔ وہ اپنی محتاجیاں اور ضرورتیں بیان کرنے لگے۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ کے پاس ایک آدمی دیکھا جو سوال کر رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: میرے پاس تجھے دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر وہ آدمی یہ کہتے ہوئے غصے سے واپس لوٹا کہ میری زندگی کی قسم! آپ جسے چاہتے ہیں اُسے نوازتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھ پر (اس وجہ سے) غصہ کر رہا ہے کہ میرے پاس اسے دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ تم میں سے اگر کوئی شخص (اس حالت میں) سوال کرے کہ اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی یا اس کے برابر ہوگا تو اس نے لپٹ لپٹ کر سوال کیا۔ اَسدی

فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللّٰهُ .

(صحابی رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہماری دودھ دینے والی اونٹنی تو ایک اوقیہ چاندی سے بہتر ہے۔

(امام) مالک نے فرمایا: اوقیہ چالیس درہم کو کہتے ہیں۔

اَسدی (صحابی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر میں واپس چلا گیا اور آپ سے کچھ بھی نہیں مانگا۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جَو اور خشک انگور لائے گئے تو آپ نے اس میں سے تقسیم کر کے ہمیں بھی دیا حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں بے نیاز کر دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ٢/٩٩٩ ح ١٩٤٩، ك ٥٨ ب ٢ ح ١١) التمهيد ٩٣/٤ وقال: ''وهو حديث صحيح'' الاستذكار: ١٨٨٦

☆ وأخرجه النسائي (٩٨/٥، ٩٩ ح ٢٥٩٧) من حديث ابن القاسم عن مالك، وأبوداود (١٦٢٧) من حديث مالك به .

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ٧٨

② صحابی کا نام معلوم نہ ہونا صحتِ حدیث میں بالکل مضر نہیں ہے۔ جهالة الصحابة لاتضر .

③ لپٹ لپٹ کر (مانگنے اور) سوال کرنے کی ممانعت کی طرف قرآنِ مجید میں اشارہ ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرہ: ٢٧٣

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض ایسے بدنصیب لوگ بھی تھے جو اپنے نفاق کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے تھے اور آج کل بدنصیب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت احادیث پر اعتراضات کرتے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کا منہج اور طریقۂ کار ایک ہی ہے۔

⑤ بغیر شرعی عذر کے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٧٥] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے نہ دے،

أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ .))

جتنی استطاعت ہو اسے ہٹائے پھر اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کرے کیونکہ یہ شیطان ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۴ ح ۳۶۱، ک ۹ ب ۱۰ ح ۳۳) التمہید ۴/۱۸۵، الاستذکار: ۳۳۱

☆ وأخرجه مسلم (۵۰۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نمازی کے آگے سترہ رکھنا واجب ہے یا سنت؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور راجح یہی ہے کہ سترہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ دیکھئے التمہید ۴/۱۹۳) مسند البز ار میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے بغیر سترے کے نماز پڑھی ہے۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال ج ۲ ص ۱۷۵) اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے اور شواہد کے ساتھ یہ صحیح ہے۔

معلوم ہوا کہ جن احادیث میں سترے کے ساتھ نماز پڑھنے یا سترے کے بغیر نماز نہ پڑھنے کا حکم ہے وہ استحباب پر محمول ہیں۔

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سترے کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۸ ح ۲۸۷۱ وسندہ صحیح)

② اگر کوئی شخص سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو تو سترے کے اندر سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب نماز میں سترہ نہ ملتا تو وہ کسی آدمی کو سترہ بنا لیتے اور فرماتے: میری طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھ جاؤ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۹ ح ۲۸۷۸ وسندہ صحیح)

④ اس پر اجماع ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ کسی نمازی کے سامنے سے گزرتے اور نہ کسی نمازی کو گزرنے دیتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۵۵ ح ۳۶۵ وسندہ صحیح)

⑥ نیز دیکھئے ح ۴۲۲

⑦ مسجد میں سترہ رکھنا جائز ہے۔ مشہور تابعی اور ثقہ امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو مسجدِ حرام میں دیکھا، آپ لاٹھی گاڑ کر اس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۷ ح ۲۸۵۳ وسندہ صحیح)

⑧ مشہور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ اپنا کوڑا (زمین پر) ڈال کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۸ ح ۲۸۶۴ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ سترے کی بلندی کے لئے کوئی حد ضروری نہیں ہے تاہم مرفوع احادیث کے پیشِ نظر بہتر یہی ہے کہ سواری کے کجاوے جتنا (یعنی کم از کم ایک فٹ بلند) سترہ ہو۔ واللہ اعلم

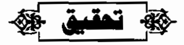
⑨ نماز میں ضروری عمل جائز ہے اگرچہ عمل کثیر ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ شریعت میں اس کی دلیل ہو۔

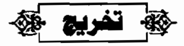
⑩ نماز میں خشوع کی بڑی اہمیت ہے لہٰذا اس کو باقی رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عِيَاضٌ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٧٦] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ العَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاسَعِيْدٍ الخُدْرِيَّ يَقُولُ : كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ.

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم اناج کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع یا خشک انگور کا صاع صدقۂ فطر ادا کرتے تھے۔

 **تحقیق** سنده صحيح

 **تخريج** متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٢٨٤ ح ٦٣٤، ك ١٧ ب ٢٨ ح ٥٣) التمهيد ٤/١٢٧، الاستذكار: ٥٨٥

☆ وأخرجه البخاري (١٥٠٦) ومسلم (٩٨٥) من حديث مالك به .

 **تفقه**

① یہ صدقۂ فطر مسلمانوں پر فرض ہے۔ دیکھئے ح ٢١١

② ایک روایت میں آیا ہے کہ ہم صدقۂ فطر ادا کرتے تھے.... جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہوتے تھے۔ (صحیح مسلم: ٩٨٥ [٢٢٨٤]) معلوم ہوا کہ درج بالا حدیث مرفوع ہے۔

③ صاع کے وزن کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ ڈھائی کلو وزن کے مطابق صاع نکالا جائے تا کہ آدمی کسی شک میں نہ رہے۔

④ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے گندم کا آدھا صاع ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے پورا صاع ثابت ہے لہٰذا راجح یہی ہے کہ پورا صاع ادا کیا جائے۔

⑤ بہتر اور افضل یہی ہے کہ گندم، جو، کھجور اور انگور وغیرہ پھلوں، غلے اور کھانے سے صاع نکالا جائے لیکن اگر مجبوری یا کوئی شرعی عذر ہو تو صاع کی مروجہ رقم سے ادائیگی بھی جائز ہے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بصرہ میں عدی کی طرف حکم لکھ کر بھیجا تھا کہ اہلِ دیوان کے عطیات میں سے ہر انسان کے بدلے آدھا درہم لیا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ٣/١٧٤ ح ١٠٣٦٨، وسندہ صحیح)

ابواسحاق السبیعی فرماتے تھے کہ میں نے لوگوں کو رمضان میں صدقۂ فطر میں طعام (کھانے) کے بدلے دراہم دیتے ہوئے پایا ہے۔ (ابن ابی شیبہ ح ١٠٣٧١، وسندہ صحیح)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صدقۂ فطر صرف کھجور میں سے دیتے تھے سوائے ایک دفعہ کے (جب کھجوریں نہ ملیں تو) آپ نے جو

دیئے۔ (الموطأ ۱/۲۸۴ ح ۶۳۵، وسندہ صحیح)

⑤ صدقۂ فطر صرف مساکین کا حق ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۱۶۰۹، وسندہ حسن)

لہٰذا اسے آٹھ قسم کے مستحقینِ زکوٰۃ میں تقسیم کرنا غلط ہے۔ دیکھئے زاد المعاد (۲/۲۲) اور ''عبادات میں بدعات اور سنت نبوی سے ان کارڈ'' (ص ۲۱۲)

القَعْقَاعُ بْنُ حَكِيْمٍ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۷۷] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قَالَ : أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا ثُمَّ قَالَتْ : إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ قَالَ : فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ثُمَّ قَالَتْ : سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

ابو یونس مولیٰ عائشہ (تابعی) سے روایت ہے کہ مجھے ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حکم دیا کہ میں ان کے لئے مُصحف (قرآن مجید) لکھوں، پھر آپ نے فرمایا: جب تم اس آیت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو۔ (البقرۃ: ۲۳۸) پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو انھیں بتایا۔ انھوں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نے مجھے لکھوایا: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾

پھر (ام المومنین رضی اللہ عنہا نے) فرمایا:

میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۳۸ ح ۳۱۱، ک ۸ ب ۸ ح ۲۵) التمہید ۴/۲۷۳ وقال : '' وحديث عائشة هذا صحيح، لا أعلم فيه اختلافاً'' الاستذکار: ۲۸۱

☆ وأخرجہ مسلم (۶۲۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① آیتِ مذکورہ ''وصلوۃ العصر'' کے الفاظ کے ساتھ موجودہ قرآن (مصحفِ عثمانی) میں موجود نہیں ہے۔ اس کی دو وجہ ہوسکتی ہیں:

اول: ان الفاظ کی تلاوت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہی منسوخ ہوگئی۔

دوم: یہ ﴿والصلوٰۃ الوسطی﴾ کی تشریح ہے کہ صلوۃ وسطیٰ سے مراد نمازِ عصر ہے اور یہی راجح ہے۔

② صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ اس سے مراد نمازِ عصر ہے۔

③ غلام سے پردہ ضروری نہیں۔

④ قرآنِ مجید میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نسخ کا وقوع برحق ہے۔ بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور بعض کا حکم منسوخ ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے وقت جو قرآن چھوڑ کر گئے ہیں، اب وہی مِن وعَن مسلمانوں کے پاس موجود ہے اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۷۸/۴)

⑤ وصلوٰۃ العصر میں واؤ تفسیریہ ہے، فاصلہ نہیں ہے۔

⑥ آیتِ کریمہ میں حفاظت سے مراد نمازوں کو ان کے اوقات پر اور باجماعت پڑھنا ہے۔

⑦ سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں قرآن وحدیث کی تشریحات لکھی اور لکھوائی جاسکتی ہیں۔

أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۷۸] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ . فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَةٌ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ . وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ . وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ .))
وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((لَمْ يَنْزِلْ

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بعض) گھوڑے آدمی کے لئے اجر (کا باعث) ہوتے ہیں اور بعض اس کا پردہ ہیں اور بعض آدمی پر بوجھ (گناہ) ہوتے ہیں۔ باعثِ اجر وہ گھوڑے ہیں جنھیں آدمی اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) تیار کرتا ہے پھر وہ ان کی رسی کسی جگہ یا باغ میں لمبی کرتا ہے تو وہ جتنی دور تک اس جگہ یا باغ میں چرتے ہیں تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر وہ رسی توڑ کر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر چڑھیں تو اس آدمی کے لئے ان کے قدموں اور لیدوں کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرتے ہوئے پانی پئیں اور وہ مالک انھیں پانی پلانے کے لئے نہ لایا ہو تو بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ اس کے لئے اجر ہے۔
دوسرا آدمی جو اپنی ضرورتوں کے لئے دوسرے لوگوں

عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ - ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾))

سے بے نیاز ہونے کے لئے اور دوسروں سے مانگنے سے بچنے کے لئے انھیں پالے اور ان کی گردنوں اور پیٹھوں میں اللہ کے حق کو نہ بھلائے تو یہ اس آدمی کے لئے پردہ ہیں۔

اور (تیسرا) آدمی جو فخر، ریا اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے گھوڑے پالتا ہے تو یہ اس کے لئے گناہ ہیں۔

نبی ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کے بارے میں مجھ پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی سوائے اس جامع منفرد آیت: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾ کے۔ (الزلزال: ۷، ۸)

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/ ۴۴۴، ۴۴۵ ح ۹۸۸، ک ۲۱ ب ۱ ح ۳) التمہید ۴/ ۲۰۱، الاستذکار: ۹۲۷۔

☆ وأخرجه البخاري (۲۸۶۰) من حديث مالك به .

تفقه

① اگر کسی مسئلے میں خاص دلیل نہ ہو تو عام دلیل سے استدلال کرنا بالکل جائز ہے۔

② نبی کریم ﷺ دین میں بغیر وحی کے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے سوائے بعض حالتوں میں اجتہاد فرمانے کے۔ آپ کا اجتہاد بھی شرعی حجت ہے سوائے اس کے جس کی تخصیص ثابت ہے یا جس کے خلاف وحی نازل ہوئی ہے۔

③ اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت اور اجماع میں نہ ملے تو آثارِ سلف صالحین کی روشنی میں اجتہاد کرنا جائز ہے۔

④ جہاد فی سبیل اللہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

⑤ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

⑥ گھوڑوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے تو وہ وحی میں سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث بھی وحی ہے۔

⑦ ریاکار کا عمل مردود ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے ح ۳۴۵، ۳۴۶

إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٧٩] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ :أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا فِي الْأَبْوَاءِ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ :يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ :لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ . قَالَ : فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلٰى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ :فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ :مَنْ هٰذَا ؟ فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ يَغْسِلُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ . قَالَ :فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَالِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ :هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ .

عبداللہ بن حنین (تابعی) سے روایت ہے کہ ابواء کے مقام پر عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ (رضی اللہ عنہما) میں اختلاف ہو گیا تو عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: احرام باندھنے والا اپنا سر دھوئے گا اور مسور (رضی اللہ عنہ) نے کہا: احرام باندھنے والا سر نہیں دھوئے گا۔ پھر عبداللہ بن عباس نے مجھے ابو ایوب الانصاری (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجا تو میں نے دیکھا کہ وہ کنویں کی دولکڑیوں کے درمیان کپڑے سے پردہ کئے ہوئے نہارہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں، مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ احرام میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ پس ابو ایوب (رضی اللہ عنہ) نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا تو مجھے آپ کا سر نظر آنے لگا۔ پھر انھوں نے پانی ڈالنے والے انسان کو کہا: پانی ڈالو، تو اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا۔ پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی اور انھیں آگے پیچھے لے گئے پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٣٢٣ ح ٧٢٠، ك ٢٠ ب ٢ ح ٤) التمهيد ٤/٢٦٠، الاستذكار: ٦٦٩

☆ وأخرجه البخاري (١٨٤٠) ومسلم (١٢٠٥) من حديث مالك به .


تفقہ

① لوگوں کے سامنے ننگے ہو کر نہانا ممنوع وحرام ہے اور اگر ننگا نہ ہو تو جائز ہے۔

② اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

③ حالتِ احرام میں کسی عذر یا ضرورت کی وجہ سے سر دھونا جائز ہے۔

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عمرے یا حج کی حالت میں جب مکے میں داخل ہوتے تو داخل ہونے سے پہلے غسل کرتے تھے۔
(الموطأ ۱/۳۲۴ ح ۷۲۲ وسندہ صحیح)

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ حالتِ احرام میں سر نہیں دھوتے تھے اِلا یہ کہ آپ حالتِ احتلام میں ہوتے۔
(الموطأ ۱/۳۲۴ ح ۷۲۳ وسندہ صحیح)

⑥ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ کی حدیث سُنی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ کے ساتھ کبھی جھگڑا نہیں کروں گا۔ (التمہید ۴/۲۶۳ وسندہ صحیح)

⑦ ابن عبدالبر نے کہا: امت اگر کسی چیز پر اجماع کرلے تو یہ اجماع حجت ہے، یہ حق ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (التمہید ۴/۲۶۷)

عَمْرُو بْنُ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيُّ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۸۰] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا.))

عمرو بن (سعد بن) معاذ الاشہلی کی دادی (حواء رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والی عورتو! اپنی پڑوسن کے ساتھ نیکی میں کسی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

تحقیق: صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۳۱ ح ۱۷۹۵، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۵) التمہید ۴/۲۹۵، الاستذکار: ۱۷۲۸

☆ وأخرجہ أحمد (۴/۶۴، ۵/۳۷۷، ۶/۴۳۴) والدارمی (۱۶۷۹) والبخاری فی الأدب المفرد (۱۲۲) من حدیث مالک بہ وللحدیث شواہد عند البخاری (۲۵۶۶) ومسلم (۱۰۳۰) وغیرہما وھو بہا صحیح والحمد للہ.


تفقہ

① چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، اللہ کے راستے میں صدقہ دیتے رہنا چاہئے اور کسی بھی نیک عمل کو حقیر نہیں جاننا چاہئے۔

② ایک دوسرے کو، چاہے رشتہ دار ہوں یا پڑوسی یا دوست احباب، تحفے تحائف دیتے رہنا چاہئے۔

③ پڑوسی کا پڑوسی پر بہت زیادہ حق ہوتا ہے۔
④ ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی اور نیکی، اسلام کا اہم شعار ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۸۱] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : ((رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ .))

محمد بن بجید الانصاری (تابعی) کی دادی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائل کو (کچھ دے کر) واپس بھیجو اگرچہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۲۳/۲ ح ۱۷۷۹، ک ۴۹ ب ۵ ح ۸ وعندہ: ابن بجید) التمہید ۲۹۸/۴، الاستذکار: ۱۷۱۱

☆ وأخرجہ النسائی (۸۱/۵، ۸۲ ح ۲۵۶۶) من حدیث مالک، وابوداود (۱۶۶۷) والترمذی (۶۶۵ وقال: حسن صحیح) من حدیث ابن بجید بہ وصححہ ابن خزیمۃ (۱۱۱/۴ ح ۲۴۷۳) وابن حبان (الاحسان: ۳۳۶۳/۳۳۷۴) والحاکم (۴۱۷/۱) والذہبی وأخطأ من ضعفہ۔

تفقہ

① ابن بجید کے نام میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن بجید ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ انھیں ابن خزیمہ، ابن حبان اور ترمذی وغیرہم نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ صحابۂ کرام میں سے ہوں۔ واللہ اعلم

② پیشہ ور مانگنے والے کے علاوہ اگر کوئی شخص سوال کرتا ہے تو اسے خالی ہاتھ واپس نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو کچھ میسر ہو دے دینا چاہئے۔ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جو لوگ (مال ہونے کے باوجود) بہت زیادہ مال اکٹھا کرنے کے لئے مانگتے ہیں تو اُن کے چہرے پر قیامت کے دن کوئی گوشت نہیں ہوگا۔
دیکھئے صحیح بخاری (۱۴۷۴) وصحیح مسلم (۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ترقیم دارالسلام: ۲۳۹۶_۲۳۹۹)

③ سیدہ ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! صلّی اللّٰهُ عليكَ [اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے] میرے (گھر کے) دروازے پر مسکین کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کچھ بھی نہ ہو تو جلا ہوا کھر ہی اُسے دے دو۔ (سنن ابی داود: ۱۶۶۷، وسندہ صحیح، وقال الترمذی [۶۶۵]: ''حسن صحیح'')

④ اہلِ ایمان سخی ہوتے ہیں، سائل کو خالی نہیں لوٹاتے۔

⑤ دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۰

ابْنُ وَعْلَةَ المِصْرِيُّ :حَدِيْثَانِ

[۱۸۲] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ المِصْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ .))

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۹۸ ح ۱۱۰۰، ک ۲۵ ب ۶ ح ۱۷) التمہید ۴/۱۵۲، الاستذکار: ۱۰۳۲

☆ وأخرجہ مسلم (۳۶۶/۱۰۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① حلال جانوروں کی جلد کو اہاب کہتے ہیں۔ مشہور نحوی امام ابوالحسن النضر بن شمیل المازنی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) نے فرمایا: اونٹ، گائے اور بکریوں کی کھال کو اِہاب اور درندوں کی کھال کو جلد کہا جاتا ہے۔

(مسائل الامام احمد واسحاق بن راہویہ، روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج ۱/۲۱۵ فقرہ: ۴۷۷ وسندہ صحیح)

تقریباً یہی بات اختصار کے ساتھ امام اسحاق بن راہویہ نے کہی ہے۔ (ایضاً: ۴۷۷) نیز ملاحظہ فرمائیں لسان العرب (مادۃ: أھب)

معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کی کھالیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں۔ واضح رہے کہ اس سے درندے مثلاً کتے وغیرہ مراد نہیں ہیں۔ درندوں کی کھالوں کی ممانعت کے لئے دیکھئے ح: ۵۲

② مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۵۲

[۱۸۳] وَبِهِ أَنَّهُ سَأَلَ ابنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ العِنَبِ ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ :أَهْدَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ :((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا ؟)) فَقَالَ :لَا . فَسَارَّ إِنْسَانًا إِلَى جَانِبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((بِمَ سَارَرْتَهُ ؟)) فَقَالَ :أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا .)) فَفَتَحَ المَزَادَتَيْنِ حَتَّى

اور اسی سند کے ساتھ (ابن وعلہ المصری سے) روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے انگور کے شربت کے بارے میں پوچھا تو عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شراب سے لدا ہوا جانور بطورِ تحفہ پیش کیا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تجھے پتا نہیں کہ اللہ نے اسے حرام کر دیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، پھر اس آدمی نے اپنے قریب والے کسی شخص سے سرگوشی کی تو رسول اللہ

ذَهَبَ مَا فِيهِمَا.

ﷺ نے پوچھا: تم نے اس سے کیا خفیہ بات کی ہے؟ اس نے کہا: میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اسے (شراب کو) بیچ دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا (بھی) حرام کیا ہے۔ پھر اس آدمی نے دونوں مشکیزے کھول دیئے حتیٰ کہ ان میں سے ساری شراب بہہ گئی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۸۴۶ ح ۱۶۴۳، ک ۴۲ ب ۵ ح ۱۲) التمهيد ۴/۱۴۰، الاستذكار: ۱۵۷۱

☆ وأخرجه مسلم (۱۵۷۹) من حديث مالك به .

تفقه

① شراب بیچنا حرام ہے، اسی طرح ہر وہ چیز جو حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے اِلا یہ کہ کسی خاص چیز کے بارے میں کوئی خاص دلیل ہو جیسے گدھوں کا بیچنا اور خریدنا حلال و جائز ہے۔ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ دور سے پیدل چل کر نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی تشریف لاتے تھے، انھیں کہا گیا: اگر آپ ایک گدھا (سواری کے لئے) خرید لیں تو اندھیری رات اور قہر گرمی میں اس پر سوار ہو کر آسکتے ہیں۔ انھوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرے چلنے والے قدم میرے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے یہ سب تمھارے لئے (نامۂ اعمال میں) لکھ دیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۶۳، ترقیم دارالسلام: ۱۵۱۴)

معلوم ہوا کہ گدھے کی خرید و فروخت جائز ہے۔

② جو شخص عدمِ علم کی وجہ سے کسی غلطی کا ارتکاب کرے تو وہ معذور ہے لیکن دو باتیں ہمیشہ مدنظر رہنی چاہئیں:

(۱) جب علم ہو جائے تو فوراً رجوع کرنا چاہئے۔ (۲) ہر وقت علم و تحقیق کی جستجو میں رہنا چاہئے۔

③ ضرورت کے وقت سرگوشی جائز ہے بشرطیکہ تین یا تین سے زیادہ آدمی ہوں۔

④ صحابۂ کرام میں نبی ﷺ کی اتباع کا جذبہ کس قدر ہے کہ جیسے ہی اس صحابی کو مسئلہ معلوم ہوا تو ساری شراب بہا دی۔ رضی اللہ عنہ

⑤ شراب کا سرکہ بنانا جائز نہیں ہے۔

⑥ قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے۔

⑦ حرام چیز کا تحفہ دینا یا قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

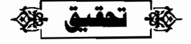
⑧ ضرورت کے پیشِ نظر سرگوشی کرنے والے سے پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ نے کیا باتیں کی ہیں؟

بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۸۴] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الدِّيلِ يُقَالُ لَهُ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟)) قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلَكِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ.))

(سیدنا) محجن (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں (بیٹھے ہوئے) تھے پھر نماز کے لئے اذان دی گئی تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی پھر واپس آئے تو محجن (رضی اللہ عنہ) اپنی مجلس میں (ہی) موجود تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا: تم نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ کیا تم مسلمان آدمی نہیں ہو؟ محجن نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ! میں مسلمان ہوں لیکن میں نے (یہ) نماز گھر میں پڑھ لی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: اگر تم نماز پڑھ چکے ہو اور (مسجد) آؤ تو لوگوں کے ساتھ (دوبارہ بھی) نماز پڑھو۔


تحقیق سندہ حسن


تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۳۲/۱ ح ۲۹۴، ک ۸ ب ۳ ح ۸) التمہید ۲۲۲/۴، الاستذکار: ۲۶۴

☆ وأخرجہ النسائی (۱۱۲/۲ ح ۸۵۸) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الاحسان: ۲۳۹۸/ ۲۴۰۵) والحاکم (۲۴۴/۱) وحسنہ البغوی فی شرح السنۃ (۱۳۰/۳ ح ۸۵۶)


تفقہ

① جو شخص گھر میں فرض نماز پڑھ لے اور پھر کسی وجہ سے مسجد یا باجماعت نماز سے مل جائے تو اسے چاہئے کہ یہی نماز دوبارہ پڑھ لے، ان میں سے ایک نفل ہو جائے گی۔

② جس حدیث میں آیا ہے کہ ایک نماز دو دفعہ نہ پڑھو، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہی نماز دو دفعہ باجماعت یا دو دفعہ انفرادی طور پر نہ پڑھو۔ واللہ اعلم

③ نماز نہ پڑھنا غیر مسلموں کا کام ہے۔

④ بسر بن محجن صدوق حسن الحدیث ہیں کیونکہ ابن حبان، حاکم اور بغوی نے ان کی توثیق کر رکھی ہے۔

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لے تو انھیں امام کے ساتھ نہ دہرائے۔ (الموطأ ۱/۱۳۳ ح ۲۹۸ وسندہ صحیح)
اس اثر کے مقابلے میں حدیث سے ثابت ہے کہ جو شخص صبح کی نماز گھر میں پڑھ چکا ہے تو اس کے لئے جماعت کے ساتھ دوبارہ یہ نماز جائز ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۵۷۶، ۵۷۵ وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۲۱۹ وابن خزیمہ: ۱۲۷۹، وابن حبان، الموارد: ۴۳۴، ۴۳۵)

⑥ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر میں گھر میں نماز پڑھ لوں پھر امام کے ساتھ نماز پاؤں تو کیا (وہ بھی) پڑھ لوں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، اس نے پوچھا: میری کون سی نماز (فرض) ہوگی؟ انھوں نے فرمایا: کیا یہ تیرے اختیار میں ہے؟ یہ تو اللہ کی مرضی ہے جسے (مقبول) بنا لے۔ (الموطأ ۱/۱۳۳ ح ۲۹۵ وسندہ صحیح)
اسی طرح کا قول سعید بن المسیب سے بھی ثابت ہے۔ (ایضاً ح ۲۹۶ وسندہ صحیح)

⑦ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک آدمی عصر کی نماز پڑھ لے اور پھر جماعت کے ساتھ دوبارہ پڑھے تو کون سی فرض ہے؟ انھوں نے فرمایا: پہلی نماز فرض ہے۔ (التمہید ۴/۲۵۳، وسندہ حسن) نیز دیکھئے تفقہ: ۶

⑧ کسی شرعی عذر کی بنا پر گھر میں فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[**۱۸۵**] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ ضَمْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ؟ فَقَالَ: ((لَا أُحِبُّ الْعُقُوْقَ)) وَكَأَنَّهُ إِنَّمَا كَرِهَ الإِسْمَ وَقَالَ: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ .))

بنو ضمرہ کے ایک آدمی سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا، گویا کہ آپ نے اس نام کو ناپسند کیا اور فرمایا: جس کا بیٹا (یا بیٹی) پیدا ہو پھر وہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا پسند کرے تو قربانی کر لے۔

كَمُلَ حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَهُوَ اثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ حَدِيْثًا.

زید بن اسلم کی بیان کردہ حدیثیں مکمل ہو گئیں، یہ بائیس حدیثیں ہیں۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۰۰ ح ۱۱۰۳، ک ۲۶ ب ۱ ح ۱، وسندہ ضعیف) التمہید ۴/۳۰۴، الاستذکار: ۱۰۳۵

☆ وأخرجہ احمد (۵/۳۶۹) من حدیث مالک بہ .

ورواہ ابوداود (۲۸۴۲) من حدیث عمرو بن شعیب عن أبیہ: أراہ عن جدہ بہ نحوہ وھو حدیث حسن ولہ شواہد .

تفقه

① عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ ''پسند کرے'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔ دیکھئے التمہید (۳۱۱/۴)
② اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جڑواں پیدا ہونے والے دونوں بچوں کا علیحدہ علیحدہ عقیقہ کرنا چاہئے۔ دیکھئے التمہید (۳۱۳/۴)
③ ینسک کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے عقیقے کا جانور اسی طرح ہونا چاہئے جیسا کہ قربانی کا جانور ہوتا ہے۔
④ عقیقے میں ایک بچے کی طرف سے دو بکریاں اور ایک بچی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا مسنون ہے۔ اگر بچے یا بچی کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کر لیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۲۸۴۱ وسندہ صحیح)
⑤ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، بچے کا سر منڈوا کر اس کا نام بھی ساتویں دن رکھنا چاہئے۔ اگر ساتویں دن عقیقہ رہ جائے تو بعد میں جب موقع ملے عقیقہ کر لینا چاہئے کیونکہ بچہ اپنے عقیقے کے بدلے میں رہن رہتا ہے۔
⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کے لئے بچہ ہو یا بچی: عقیقے میں ایک ایک بکری ذبح کرتے تھے۔ (الموطأ ۵۰۱/۲ ح ۱۱۰۶، وسندہ صحیح)
یہی عمل عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا بھی تھا۔ (الموطأ ۵۰۱/۲ ح ۱۱۰۹، وسندہ صحیح)
⑦ ابراہیم بن الحارث بن خالد التیمی رضی اللہ عنہ عقیقے کو مستحب سمجھتے تھے اگر چہ ایک چڑیا ہی کیوں نہ ذبح کر دی جائے۔ (!)
(الموطأ ۵۰۱/۲ ح ۱۱۰۷، وسندہ صحیح)
⑧ مشہور تابعی اور مفسرِ قرآن امام قتادہ نے فرمایا: جس طرح قربانی پر نام لیا جاتا ہے اُسی طرح عقیقے پر بھی نام لینا چاہئے:
''**بسم الله عقيقة فلان**'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۵۶/۸ ح ۲۴۲۶۰ وسندہ صحیح)
⑨ عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بچہ پیدا ہوا تو (ان کی بہن) عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: اے ام المومنین! آپ اس کی طرف سے اونٹ ذبح کریں۔ انھوں نے فرمایا: معاذ اللہ! لیکن (وہ ذبح کریں گے) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو سالم برابر بکریاں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۰۱/۹ وسندہ صحیح)

زَيْدُ بْنُ رَبَاحٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرُّ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۸۶] مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجدِ حرام کے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱۹٦/۱ ح ۴٦۳، ک ۱۴ ب ۵ ح ۹) التمهيد ۱٦/٦، ۱۹/۱۴، ۲۱۴، الاستذكار: ۴۳۲

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۹۰) من حديث مالك به .

تفقه

① تمام مسجدوں کے مقابلے میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے پر ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے سوائے مسجد حرام (کعبۃ اللہ) کے، کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ (۱۴۰٦، وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام ، وصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة صلاة في هذا.**))

دوسری مسجدوں کے مقابلے میں میری اس مسجد میں نماز ہزار درجے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام (کعبہ) میں نماز میری اس مسجد میں نماز سے سو درجے افضل ہے۔ (مسند احمد ۵/۴ ح ۱٦۱۱۷، وسندہ صحیح وصححہ ابن حبان: ۱٦۲۰)

② مسجد نبوی کے مقابلے میں مسجد حرام میں نماز کا ثواب زیادہ ہے۔

③ جو لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ مکے سے زیادہ افضل ہے، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور بہتر یہی ہے کہ ایسے امور میں سکوت کیا جائے اور بے فائدہ کلام سے اجتناب کیا جائے۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزورہ (مکہ کے ایک مقام) پر کھڑے ہو کر فرمایا: ((**واللّٰه !إنك لخير أرض اللّٰه وأحب أرض اللّٰه إليّ ، واللّٰه !لو لا أني أخرجت منك ما خرجت .**)) اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور مجھے اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اللہ کی قسم! اگر مجھے تجھ سے جدا نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ نکلتا۔

(سنن ابن ماجہ: ۳۱۰۸ وسندہ صحیح، وصححہ الترمذی: ۳۹۲۵ وابن حبان: ۳۷۰۰ والحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

⑤ بیت اللہ (مسجد حرام) اور مسجد نبوی دو ایسے مقام ہیں جہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مساجد کی نسبت زیادہ ہے اور بعض روایات میں بیت المقدس کا ذکر بھی آتا ہے لیکن اپنی طرف سے گھڑ کر عوام میں یہ مشہور کرنا کہ اجمیر یا رائے ونڈ میں نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے، بالکل باطل اور مردود ہے۔

زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۸۷] مَالِكٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُونَ : كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ . قَالَ : وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

طاؤس (تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے پایا ہے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ طاؤس نے کہا: میں نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا

يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے تقدیر سے ہے حتیٰ
((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى العَجْزُ وَالكَيْسُ .)) کہ عاجزی اور عقل مندی بھی تقدیر سے ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۸۹۹/۲، ۲۸، ۱۷، ک۴۶ ب ۱ ح۴) التمهيد ۶۲/۲، الاستذكار: ۱۶۶۰

☆ وأخرجه مسلم (۲۶۵۵) من حديث مالک به .

٥ من رواية يحيى بن يحيى وجاء في الأصل :عمر بن مسلم

تفقه

① تقدیر برحق ہے۔

② ہر چیز اپنے وجود سے پہلے اپنے خالق اللہ تعالیٰ کے علم ومشیت میں ہے۔

③ ہر مخلوق کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی تقدیر کا منکر نہیں تھا۔

⑤ عاجزی سے مراد دنیاوی عاجزی یا بقولِ بعض: نافرمانی ہے اور دانائی سے مراد دنیاوی دانائی یا اللہ ورسول کی اطاعت ہے۔ واللہ اعلم

⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' العجز والكيس بقدر '' عاجزی اور دانائی تقدیر سے ہے۔
(کتاب القدر للامام جعفر بن محمد الفریابی: ۳۰۴ وسندہ صحیح)

⑦ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تقدیر کے منکر کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔
(دیکھئے کتاب السنۃ للخلال: ۹۴۸ وسندہ صحیح)

⑧ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''تقدیر پر ایمان لانا فرضِ عین ہے، اس کا منکر بدعتی بلکہ بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت نے تقدیر پر ایمان کو فرض قرار دیا ہے۔ تو اس کے انکار کا مطلب شریعت کے اس پہلو کا انکار ہے۔

معنی قدر: تقدیر کا معنی کسی چیز کی حد بندی ہے، شرعی اصطلاح میں اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی ام الکتاب لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔ اس کا علم چیز کے وجود میں آنے سے پہلے کا ہے، کوئی چیز بھی اپنے وجود میں آنے سے پہلے اور بعد اس کے علم سے باہر نہیں، اس نے ہی پوری کائنات میں ہر ایک امر کو اس کے حدود واصول میں وضع کیا ہے، کوئی ایسا امر نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے خلق اور پیدائش سے پہلے ضبط اور لکھ نہ دیا ہو۔'' (عقیدہ اہلحدیث ص ۳۲۳)

⑨ مسئلۂ تقدیر پر تفصیلی تحقیق کے لئے دیکھئے ''شرح حدیثِ جبریل'' (ص ۱۵، ۹۶)

بَابُ الطَّاءِ: وَاحِدٌ

طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ .لهُ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[١٨٨] مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِالمَلِكِ الأَيْلِيِّ عَنِ القَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ .))

نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہو تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ٢/٤٧٦ ح ١٠٤٩، ک ٢٢ ب ٤ ح ٨) التمہید ٦/٩٠، الاستذکار: ٩٨٣

☆ وأخرجہ البخاری (٦٦٩٦) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① کتاب وسنت کے خلاف اور غلط نذر پوری کرنا جائز نہیں ہے مثلاً اگر کسی نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر اس کا یہ کام ہو گیا تو وہ فلاں قبر پر چڑھاوا چڑھائے گا تو یہ نذر پوری کرنا حرام ہے کیونکہ یہ شرکیہ نذر ہے۔

② ایک آدمی نے نذر مانی تھی کہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، سائے میں نہیں جائے گا اور بات نہیں کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ بات کرے، سائے میں جائے، بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ (صحیح بخاری: ٦٧٠٤)

③ ایک عورت نے آکر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو ابن عباس نے فرمایا: اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔ ایک آدمی نے پوچھا: اس میں کفارہ کس طرح ہے؟ تو ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ظہار کرنے والوں کے لئے کفارہ مقرر کیا ہے۔ (الموطأ ٢/٤٧٦ ح ١٠٤٨، وسندہ صحیح)

④ بعض لوگ عادت کے طور پر ویسے ہی قسمیں کھاتے رہتے ہیں مثلاً واللہ وغیرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے لغو قسم قرار دیا ہے۔ (الموطأ ٢/٤٧٧ ح ١٠٥٠، وسندہ صحیح)

⑤ اگر کوئی شخص قسم کھا کر ان شاء اللہ کہہ دے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں ہے۔ (دیکھئے الموطأ ٢/٤٧٧ ح ١٠٥١، وسندہ صحیح)

⑥ عام قسم کا کھانا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک دس مسکینوں کو ایک مُد گندم کا کھانا کھلانا ہے اور اگر تاکیدی قسم ہو تو ان کے نزدیک ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے۔ (الموطأ ٢/٤٧٩ ح ١٠٥٣، وسندہ صحیح)

⑦ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز ماننا ہی حرام ہے چہ جائے کہ اسے پورا کیا جائے۔

بَابُ الْمِيْمِ: خَمْسَةٌ سِوَى مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ لِجَمِيْعِهِمْ سِتَّةُ أَحَادِيْثَ: مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدِيْثَان

[۱۸۹] مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ: بَيْدَاءُ كُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا، مَا أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ - يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ .

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (اے لوگو!) یہ تمھارا بیداء (ایک خاص میدانی مقام) جسے تم غلطی سے، رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرتے ہو (حالانکہ) رسول اللہ ﷺ نے تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے ہی لبیک کہی تھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۳۲ ح ۷۴۷، ک ۲۰ ب ۹ ح ۳۰) التمہید ۱۳/۱۶۵، الاستذکار: ۶۹۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۴۱) ومسلم (۱۱۸٦) من حديث مالك به .

تفقه

① جو شخص حدیث کی مخالفت کرے تو مصلحت کے ساتھ اس کا سختی سے رد کرنا جائز ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مقابلے میں ہر قول و فعل مردود ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے پھر وہاں سے باہر نکل کر سوار ہو جاتے۔ پھر جب آپ کی سواری (مکے کی طرف) سیدھی ہو جاتی تو لبیک کہتے۔ (الموطأ ۱/۳۳۳ ح ۷۴۹ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے صحیح بخاری (۱۵۱۴) وصحیح مسلم (۱۱۸۷، ترقیم دارالسلام ۲۸۲۰-۲۸۲۲)

④ تلبیہ (لبیک الخ) اونچی آواز سے کہنا چاہئے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۱۸۱۴، والموطأ ۱/۳۳۴ ح ۷۵۱ وسندہ صحیح)

یہ حکم مردوں کے لئے ہے کیونکہ امام مالک نے اہلِ علم سے نقل کیا ہے کہ عورتیں اونچی آواز سے لبیک نہیں کہیں گی۔ (الموطأ ۱/۳۳۴ ح ۷۵۲)

⑤ حق بات بیان کر دینی چاہئے چاہے لوگ خوش ہوں یا ناراض ہوں۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنا افضل جہاد ہے۔ دیکھئے مسند احمد (۵/۲۵۱ ح ۲۲۱۵۸ وسندہ حسن، ۵/۲۵٦ ح ۲۲۲۰۷ وسندہ حسن) وسنن ابن ماجہ (۴۰۱۲)

⑥ صحابہ میں سے ہر ایک نے جو دیکھا سنا تو اسے اپنے علم کے مطابق روایت کر دیا، یاد رہے کہ روایات کی تفاصیل میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن یہ اختلاف تناقض نہیں ہے بلکہ سب روایات کو اکٹھا کر کے ان کا مفہوم سمجھنا چاہئے۔

[۱۹۰] مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

(سیدنا) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے حتیٰ کہ جب (مزدلفہ سے پہلے) ایک گھاٹی پر اُترے تو پیشاب کیا پھر وضو کیا اور پورا وضو نہ کیا۔ میں نے آپ سے کہا: نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: نماز آگے ہے پھر آپ سوار ہوئے اور جب مزدلفہ میں پہنچے تو اُتر کر وضو کیا اور پورا وضو کیا پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر انسان نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام پر بٹھا دیا۔ پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۴۰۰، ۴۰۱ ح ۹۲۵، ک ۲۰ ب ۶۵ ح ۱۹۷) التمهيد ۱۳/۱۵۶، الاستذكار: ۸۶۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۳۹) ومسلم (۱۲۸۰) من حديث مالك به.

تفقه

① مزدلفہ پہنچ کر نماز بلاتاخیر پڑھنی چاہئے۔ صحابہ نے سواریوں کے بیٹھنے کا بھی انتظار نہیں کیا، مغرب کی نماز پڑھ کر سواریاں بٹھائیں۔

② ''پورا وضو نہ کیا'' سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تخفیف فرمائی، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ''**باب التخفيف في الوضوء**'' سے وضاحت کی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (قبل حدیث: ۱۳۸) یعنی اعضائے وضو پر پانی کم بہایا اور زیادہ ملنے یا دھونے کے بجائے ایک دفعہ پر ہی اکتفا کیا۔ واللہ اعلم

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں مزدلفہ میں پڑھتے تھے۔ (الموطأ ۱/۴۰۱ ح ۹۲۷ وسندہ صحیح)

④ بعض لوگ ایامِ حج میں پوری نمازیں پڑھتے رہتے ہیں، ان کا یہ عمل احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر کر فرمایا: اے مکے والو! اپنی نمازیں پوری کرو، ہم مسافر ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں تو ہم تک یہ نہیں پہنچا کہ انھوں نے مکے والوں سے کچھ فرمایا ہو۔

(الموطأ ۱/۴۰۲، ۴۰۳ ح ۹۳۰ وسندہ صحیح)

⑤ عرفات سے واپسی کے بعد مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں مزدلفہ کی وادی میں جمع کر کے (اور قصر کے ساتھ) پڑھنی

چاہئیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنتیں یا نوافل نہیں ہیں۔ نیز دیکھئے حدیث: ۴۸۸

⑥ امام مالک نے فرمایا: مکے والے بھی حج (کے دنوں) میں مکہ واپس آنے تک دو دو رکعتیں ہی پڑھیں گے۔

(الموطأ ۱/۴۰۲ ح۴۰ وترقیم الاستذکار: ۸۶۸)

مُوسَى بْنُ مَيْسَرَةَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۹۱] قَالَ مَالِكٌ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ أُمَّ هَانِيءٍ ابنَةَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا في ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

ابو طالب کی بیٹی (اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بہن) ام ہانی (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ فتحِ مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں اشتمال کئے ہوئے آٹھ رکعات پڑھیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۲ ح ۳۵۵، ک ۹ ب ۸ ح ۲۷) التمہید ۱۳/۱۸۴، الاستذکار: ۳۲۵

☆ وأخرجه أحمد (۶/۴۲۵ ح ۲۷۹۳۶) من حديث مالك به .

تفقه

① صلاۃ الضحیٰ (چاشت کی نماز) مستحب ہے۔

② اگر شرعی عذر ہو تو ایک کپڑے میں اشتمال کرتے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے اور عام حالات میں بہترین لباس میں نماز پڑھنی چاہئے۔

③ اس حدیث میں اشتمال سے مراد یہ ہے کہ چادر کو دائیں ہاتھ اور دائیں مونڈھے، پھر بائیں ہاتھ اور بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال کر لپیٹنا کہ کندھوں سے لے کر ٹخنوں تک سارا جسم چھپ جائے۔ نیز دیکھئے القاموس الوحید (ص ۸۸۸)

④ درج بالا حدیث میں نمازِ چاشت کی تعداد زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں مذکور ہیں جبکہ دوسری احادیث میں دو اور چار رکعات کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۷۸) وصحیح مسلم (۷۲۱، ۷۱۹)

⑤ سفر میں نمازِ تہجد اور چاشت کی نماز پڑھنا مشروع ہے، تاہم سننِ رواتب مشروع نہیں۔

⑥ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۳۷، اور آنے والی حدیث: ۴۲۱

⑦ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے، جیسا کہ قرآن قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔

مُوسَى بْنُ أَبِي تَمِيْمٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۱۹۲] مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دینار دینار کے بدلے اور درہم درہم کے بدلے (برابر برابر ہوں) ان کے درمیان کوئی اضافہ نہ ہو۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۶۳۲/۲ ح ۱۳۶۰، ک ۳۱ ب ۱۶ ح ۲۹) التمہید ۱۸۹/۱۳، الاستذکار: ۱۲۸۳

☆ وأخرجہ مسلم (۵۸۸/۸۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک سُنار نے پوچھا: میں سونا ڈھال کر (زیور بناتا ہوں) پھر اس کے وزن سے زیادہ قیمت پر بیچ دیتا ہوں اور یہ زیادہ قیمت (اضافہ) اپنی محنت کے بدلے میں لیتا ہوں؟ تو انھوں نے اس سنار کو منع کیا۔ وہ بار بار پوچھتا رہا اور آپ اسے منع کرتے رہے حتیٰ کہ سواری پر سوار ہونے کے لئے مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دینار دینار کے بدلے اور درہم درہم کے بدلے، اس میں کوئی زیادتی نہ ہو، یہی ہم سے ہمارے نبی (ﷺ) کا عہد و پیمان ہے اور یہی ہمارا تم سے عہد و پیمان ہے۔ (الموطأ ۶۳۳/۲ ح ۱۳۶۲، وسندہ صحیح) نیز دیکھئے یہی کتاب حدیث: ۱۵۳

② سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سونے چاندی کا ایک برتن، اس کے وزن سے زیادہ قیمت پر بیچا تو سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اِلا یہ کہ وہ برابر برابر ہو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: معاویہ کے معاملے میں کون میرا عذر مانتا ہے، میں اُسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے سناتا ہے۔ میں اس علاقے میں ہی نہیں رہوں گا جس میں (اے معاویہ!) تم رہتے ہو۔ پھر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (مدینہ میں) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ قصہ سنایا تو انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا: ایسی خرید و فروخت دوبارہ نہ کرو مگر برابر برابر۔ (الموطأ ۶۳۴/۲ ح ۱۳۶۴، وسندہ صحیح)

اس قسم کے اور بھی بہت سے صحیح آثار موطأ امام مالک میں موجود ہیں جن سے اس قسم کے سودے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

③ سُود کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں بہت سے لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔

④ نیز دیکھئے ح ۲۵۹

مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۹۳] مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ :فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا انتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ العَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ :فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ .

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زوجہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں ایک رات رہے جو کہ اُن کی خالہ تھیں، ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں سرہانے کی چوڑائی میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر والے اس کی لمبائی میں لیٹ گئے پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد میں رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر کر نیند (کے اثرات) دور کرنے لگے پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کے پاس گئے تو اس (کے پانی) سے بہترین وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر میں نے کھڑے ہو کر اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا پھر میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان (پیار سے) پکڑ کر مروڑنے لگے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں (کل بارہ رکعتیں ہوئی) پھر آپ نے (ایک) وتر پڑھا۔ پھر آپ لیٹ گئے حتیٰ کہ جب مؤذن آیا تو آپ نے کھڑے ہو کر ہلکی دو رکعتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۱، ۱۲۲ ح ۲۶۴، ک ۷ ب ۲ ح ۱۱) التمہید ۱۳/۲۰۶، الاستذکار: ۲۳۵

☆ وأخرجہ البخاري (۱۸۳) ومسلم (۱۸۲/۷۶۳) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① وضو کے بغیر زبانی قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

② نوافل کھڑے ہو کر ہی پڑھنے چاہئیں الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔

③ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کتاب وسنت کے علم اور اس پر عمل کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔

④ عبادات اور دینی امور اسی طرح سرانجام دینے چاہئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کئے ہیں۔

⑤ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو نماز میں عمل جائز ہے چاہے وہ عمل قلیل ہو یا عمل کثیر۔

⑥ رات کی نفل نماز دو دو رکعت ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۲۰۰، ۲۰۲

⑦ رسول اللہ ﷺ سے رات کی نفل نماز میں ایک سلام کے ساتھ چار اکٹھی رکعتیں پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

⑧ اگر دو آدمی جماعت سے نماز پڑھنا چاہیں تو امام بائیں طرف کھڑا ہوگا۔

⑨ ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ تہجد کبھی فوت نہ ہو اور تہجد کی نماز انتہائی لمبی اور خشوع وخضوع والی ہو اور اس میں ریاکاری کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ ایسی نماز پڑھیں گویا یہ آپ کی آخری نماز ہے۔

⑩ امام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نماز پڑھتے وقت مقتدیوں کی امامت کی نیت بھی کرے۔

اس حدیث سے دیگر فوائد بھی ثابت ہیں مثلاً رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت مستحب ہے۔ نیز دیکھئے التمہید (۱۳/۲۰۷۔۲۱۸) اور یہ کہ گیارہ رکعات سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ وغیرہ

مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۱۹۴] مَالِكٌ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِي وَقَالَ: اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قَالَ فَقُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ

علی بن عبدالرحمٰن المعاوی (تابعی) سے روایت ہے کہ مجھے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) دیکھا اور میں کنکریوں سے فضول کھیل رہا تھا پھر جب میں نے سلام پھیرا تو انھوں نے مجھے منع کیا اور فرمایا: اسی طرح کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اس حالت میں) کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب نماز میں بیٹھتے

أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِأُصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

تو دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور اپنی ساری انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی (سبابہ) سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۸، ۸۹ ح ۱۹۵، ک ۳ ب ۱۲ ح ۴۸) التمہید ۱۳/۱۹۳، الاستذکار: ۱۷۰

☆ وأخرجہ مسلم (۱۱۶/۵۸۰) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① نماز میں فضول حرکتیں کرنا منع ہے۔ اگر کنکریاں ہٹانا ہی ضروری ہے تو صرف ایک دفعہ انھیں ہٹالے۔

② نماز کے ہر تشہد میں شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا مسنون ہے اور یہ اشارہ شروع تشہد سے لے کر سلام تک جاری رہتا ہے۔ آخر میں دعا کے وقت اسے مسلسل حرکت دینا صحیح و محفوظ حدیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے سنن النسائی: ۱۲۶۹، وسندہ صحیح محفوظ، مختصر صحیح نماز نبوی ص ۲۲ حاشیہ فقرہ: ۳۹)

③ اشارے کے وقت شہادت کی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دینا چاہئے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۹۹۱) وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ (۷۱۶) وابن حبان (الاحسان: ۱۹۴۳)

④ جس روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہادت کی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے۔ (سنن ابی داود: ۹۸۹ و سنن النسائی: ۱۲۷۱) یہ روایت محمد بن عجلان مدلس کی تدلیس (یعنی عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑤ ہر وقت حتی الوسع امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مصروف رہنا چاہئے۔

⑥ رسول اللہ ﷺ کی حدیث حجت ہے بشرطیکہ صحیح و حسن سند کے ساتھ ثابت ہو۔

⑦ نماز میں فضول کام ممنوع ہیں۔ صرف وہی امور جائز ہیں جن کی شریعت میں دلیل ہے یا عذر شرعی ہو۔

⑧ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے لوگوں کو تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بتایا تو دایاں پاؤں کھڑا کیا اور بایاں پاؤں بچھایا اور بائیں ران پر بیٹھ گئے، پاؤں پر نہ بیٹھے پھر انھوں نے بتایا کہ مجھے یہ طریقہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر نے (عملاً) دکھایا تھا اور انھوں نے اپنے والد (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ) کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔ (الموطأ ۱/۹۰ ح ۱۹۶، وسندہ صحیح)

بَابُ النُّونِ : ثَلاثَةٌ
لِجَمِيعِهِمْ سِتَّةٌ وَسَبْعُونَ حَدِيثًا : نَافِعٌ...

[۱۹۵] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ.))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کا مال اور گھر والے سب کچھ اس سے چھن گیا اور وہ دیکھتا رہ گیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۱، ۱۲ ح ۲۰، ک ۱ ب ۵ ح ۲۱) التمہید ۱۴/۱۱۵، الاستذکار: ۱۹

☆ وأخرجه البخاري (۵۵۲) ومسلم (۶۲۶) من حديث مالك به .

تفقه

① تمام نمازوں کا اہتمام کرنا چاہئے لیکن بعض نمازوں مثلاً نمازِ عصر کے سلسلے میں سخت تاکید آئی ہے۔

② تارکِ نماز ایسا بدنصیب مفلس وکنگلا ہے جس کا مال ومتاع اور گھر بار سب تباہ وبرباد ہو چکے ہیں اور اسے شعور تک نہیں۔

③ تمام نمازیں اول وقت میں اور باجماعت پڑھنی چاہئیں اور عصر کی نماز اول وقت میں اور باجماعت پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

④ عصر کی نماز کا وقت ایک مثل پر داخل ہو جاتا ہے۔

(دیکھئے سنن الترمذی: ۱۴۹، وقال: حدیث حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲، وابن حبان: ۲۷۹ وابن الجارود: ۱۴۹، والحاکم ۱/۱۹۳، وغیرہم)

لہٰذا فوت ہونے سے بچنے کے لئے اول وقت پر ہی عصر پڑھ لینی چاہئے۔ نماز اول وقت پر پڑھنا بہترین عمل ہے۔

⑤ سیدنا ابن حدیدہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نمازِ عصر کے لئے جا رہا تھا، زوراء کے مقام پر مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: نماز کے لئے۔ انھوں نے فرمایا: تم نے بہت دیر کر دی، جلدی کرو۔ ابن حدیدہ نے کہا: میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھی پھر واپس آیا تو دیکھا کہ میری لونڈی جو پانی لینے گئی ہوئی تھی، اس نے تاخیر کر دی، میں اس کی طرف رُومہ کنویں پر گیا، پھر جب واپس آیا تو سورج اچھا یعنی بلند تھا۔ (الاستذکار ۱/۶۶ ح ۲۰ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز اول وقت پڑھنے کے قائل وفاعل تھے۔

⑥ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۵ ص ۶۵، اور ہدیۃ المسلمین: ۷

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ پر اتنی غشی آئی کہ آپ ہوش میں نہ رہے پھر آپ نے نماز کی قضا ادا نہ کی۔ (الموطأ ۱/۱۳ ح ۲۳ وسندہ صحیح)
امام مالک نے فرمایا: ہمارا خیال ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو گیا تھا اس وجہ سے آپ نے قضا ادا نہیں کی اور اگر وقت کے دوران میں افاقہ ہو جاتا تو آپ نماز پڑھتے۔ (الموطأ ایضاً وترقیم الاستذکار: ۲۲)
راجح یہی ہے کہ ایسی حالت میں نماز کی قضا ادا کر لینی چاہئے۔

[۱۹۶] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جان بوجھ کر طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت (نفل) نماز پڑھنے کی کوشش نہ کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۲۰ ح ۵۱۶، ک ۱۵ ب ۱۰ ح ۴۷) التمہید ۱۴/۱۲۷، الاستذکار: ۴۹

☆ وأخرجہ البخاری (۵۸۵) ومسلم (۸۲۸) من حدیث مالک بہ۔

تفقہ

① سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت بغیر سبب والی نفل نماز منع ہے۔
② مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۹۶
③ جو لوگ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت (نفل) نماز پڑھتے تو انھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے۔
(دیکھئے الموطأ ۱/۲۲۱ ح ۵۱۸ وسندہ صحیح)
④ فرض نمازیں، کفایہ ہوں یا عین اور مسنون نمازیں ان ممنوعہ اوقات میں (دوسرے دلائل کی رو سے) جائز ہیں۔
دیکھئے التمہید (۱۴/۱۳۰)

[۱۹۷] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۲۹ ح ۲۸٦، ک ۸ ب ۱ ح ۱) التمهید ۱۴/۱۳۷، الاستذکار: ۲۵۵

☆ وأخرجه البخاري (٦٤٥) ومسلم (٦٥٠) من حديث مالک به .

تفقه

① فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ح ۱۱

② سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرض نماز کے علاوہ تمھاری (نفل) نماز گھر میں افضل ہے۔ (الموطأ ۱/۱۳۰ ح ۲۸۹ وسندہ صحیح)

[۱۹۸] وَبِهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ فَقَالَ : أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ : أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

اور اسی سند کے ساتھ (نافع تابعی سے) روایت ہے کہ ایک ٹھنڈی اور (تیز) ہوا والی رات (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اذان دی تو فرمایا: سُن لو! اپنے ڈیروں (گھروں) میں نماز پڑھو۔ پھر فرمایا: جب بارش والی ٹھنڈی رات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ کہے: سن لو! اپنے ڈیروں میں نماز پڑھو۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۷۳ ح ۱۵۴، ک ۳ ب ۲ ح ۱۰) التمہید ۱۳/۲۷۰، الاستذکار: ۱۳۲

☆ وأخرجه البخاري (٦٦٦) ومسلم (٦٩٧) من حديث مالک به .

تفقه

① جب بارش ہو رہی ہو یا سخت سرد ہوا چل رہی ہو تو نماز با جماعت کے لئے مسجد میں جانا ضروری نہیں ہے۔

② بارش والے دن اذان کے بعد یہ اعلان کرنا جائز ہے کہ ''صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ'' لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں اقامت کے علاوہ کچھ (اذان) نہیں کہتے تھے سوائے صبح کے، وہ صبح کی اذان اور اقامت دونوں کہتے تھے اور فرماتے: اذان تو اس امام کے لئے ہوتی ہے جس کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ (الموطأ ۱/۷۳ ح ۱۵۵، وسندہ صحیح)
معلوم ہوا کہ اذان کے بغیر اور صرف اقامت کے ساتھ بھی نماز با جماعت ہو جاتی ہے۔ اگر شرعی عذر نہ ہو تو سفر میں بھی اذان بہتر ہے۔ شہر اور گاؤں میں اذان اسلام کا شعار ہے۔

④ عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ نے کہا: اگر تم سفر میں ہو تو تمھاری مرضی ہے کہ اذان اور اقامت کہو یا صرف اقامت کہہ دو اور اذان نہ دو۔ (الموطأ ۱/۷۳ ح ۱۵٦، وسندہ صحیح)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سواری پر اذان دینا جائز ہے۔ (الموطأ ۱/۷۴)

⑤ سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو شخص بیاباں علاقے میں نماز پڑھے تو اس کی دائیں طرف ایک فرشتہ اور بائیں طرف ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے۔ اگر وہ اذان اور اقامت کہے یا (صرف) اقامت کہے تو پہاڑوں جتنے (بہت زیادہ) فرشتے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ (الموطأ ۱/۷۳ ح ۱۵۷، وسندہ صحیح)

⑥ ابراہیم نخعی نے کہا: بغیر وضو اذان دینا جائز ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۱ ح ۲۱۸۸، ۲۱۸۹ وھو صحیح)

⑦ ایک آدمی مسجد میں آیا اور نماز ہو چکی تھی تو وہ اقامت کہنے لگا۔ اسے عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ نے کہا: اقامت نہ کہو کیونکہ ہم نے اقامت کہہ دی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲۱ ح ۲۳۰۵ وسندہ صحیح)

⑧ مشہور تابعی اور مفسرِ قرآن امام مجاہد نے فرمایا: اگر تم اپنے گھر میں اقامت سن لو اور چاہو تو تمھارے لئے یہ کافی ہے۔
(ابن ابی شیبہ ۱/۲۲۰ ح ۲۲۹۶ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ انفرادی نماز اذان اور اقامت کے بغیر بھی جائز ہے۔

[۱۹۹] وَبِهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جب جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر لیتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۴۴ ح ۳۲۷، ک ۹ ب ۱ ح ۳) التمہید ۱۴/۱۴۱، الاستذکار: ۲۹۷

☆ وأخرجه مسلم (۷۰۳) من حديث مالك به .

تفقہ

① سفر میں دو نمازیں مثلاً مغرب اور عشاء یا ظہر اور عصر جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔

② مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ح ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۹۰، ۴۸۸

③ جب بارش میں حکمران مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرتے تھے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ساتھ جمع کر لیتے تھے۔
(دیکھئے الموطأ ۱/۱۴۵ ح ۳۲۹ وسندہ صحیح)

④ مدینہ طیبہ کے مشہور تابعی اور فقیہ امام سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رحمہ اللہ نے سفر میں ظہر اور عصر کی نمازوں کے جمع کرنے کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الخ (الموطأ ۱/۱۴۵ ح ۳۳۰ وسندہ صحیح)

[۲۰۰] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهٖ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے، آپ مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے ۔ آپ جمعہ (پڑھنے) کے بعد (گھر) واپس آنے تک کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے پھر (گھر آ کر) دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۶ ح ۳۹۹، ک ۹ ب ۲۳ ح ۶۹) التمہید ۱۴/۱۶۷، الاستذکار: ۳۶۹

☆ وأخرجہ البخاری (۹۳۷) ومسلم (۸۸۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے نوافل کا ذکر ہے اور اُمت کے لئے یہ نمازیں سنت ہیں۔

② ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار سنتیں بھی ثابت ہیں۔ دیکھئے صحیح مسلم (۷۳۰) ترقیم دارالسلام (۱۶۹۹)
جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں چار رکعتیں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو (جہنم کی) آگ پر حرام قرار دے گا۔
(سنن النسائی ۳/۲۶۴، ۲۶۵ ح ۱۸۱۳، وسندہ حسن)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۲۷۱، وسندہ حسن)
عصر سے پہلے دو رکعتیں بھی ثابت ہیں۔ دیکھئے سنن ابی داود (۱۲۷۲، وسندہ حسن لذاتہ)

④ دن ہو یا رات نفل و سنت نمازیں دو دو رکعتیں کر کے پڑھنی چاہئیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعتیں ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۴۸۷ وسندہ صحیح)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۲۹۵، وسندہ حسن)

⑤ نافع سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) رات کو دو دو رکعتیں اور دن کو چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ۲/۵۰۱ ح ۴۲۲۵ وسندہ حسن، الاوسط لابن المنذر ۵/۲۳۶ ح ۲۷۷۳ وعندہ: عبیداللہ بن عمر!)
ابن عمر رضی اللہ عنہ دن کو چار چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۷۴ ح ۶۶۳۴ وسندہ صحیح)
معلوم ہوا کہ ایک سلام سے چار رکعتیں جائز ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

⑥ نمازِ جمعہ سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے اور جمعہ کے بعد دو پڑھیں یا چار دونوں طرح ثابت ہے۔

[۲۰۱] وَبِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھیں ام المومنین حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ جب مؤذن صبح کی نماز کے لئے اذان سے فارغ ہوکر خاموش ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۷ ح ۲۸۱، ک ۷ ب ۵ ح ۲۹) التمہید ۱۵/۳۰۹، الاستذکار: ۲۵۰

☆ وأخرجہ البخاری (۶۱۸) ومسلم (۷۲۳) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① صبح کی اذان کے بعد صرف دو سنتیں ہیں۔
② جو شخص گھر میں صبح کی دو سنتیں پڑھ کر مسجد جائے تو وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔ یا تو کھڑا رہے یا بیٹھ جائے۔
③ صبح صادق ہوتے ہی صبح کی اذان دینی چاہئے۔
④ صبح کی دو سنتیں بہت زیادہ لمبی نہیں پڑھنی چاہئیں۔
⑤ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتوں کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۶۹) وصحیح مسلم (۷۲۴/۹۴) معلوم ہوا کہ یہ سنتِ موکدہ ہیں۔ دیکھئے التمہید (۱۵/۳۱۱)

[۲۰۲] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى.))

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، پھر جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، اس نے جو نماز پڑھی ہے یہ اسے وتر بنا دے گی۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۳ ح ۲۶۶، ک ۷ ب ۳ ح ۱۳) التمہید ۱۳/۲۴۰، ۱۷/۱۱۹، الاستذکار: ۲۳۷

☆ وأخرجه البخاری (۹۹۰) ومسلم (۷۴۹) من حدیث مالک بہ .



تفقہ

① وتر ایک رکعت ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۲۵ ح ۲۷۲ وسندہ صحیح)

آپ رضی اللہ عنہ اگر تین وتر پڑھتے تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیتے اور ایک رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۲۵ ح ۲۷۳ وسندہ صحیح)

یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان: ۲۴۲۶ دوسرا نسخہ: ۲۴۳۵ وسندہ صحیح)

③ مغرب کی طرح تین وتر پڑھنا ممنوع ہے۔ (دیکھئے صحیح ابن حبان: ۲۴۲۰ وسندہ صحیح)

④ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سلام کے ساتھ تین وتر اکٹھے پڑھنا ثابت نہیں ہیں۔ جن روایات میں ایک سلام سے تین رکعتیں آئی ہیں، وہ سب کی سب بلحاظِ سند ضعیف ہیں۔

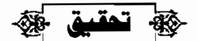
⑤ خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی دیوبندی نے انوار ساطعہ نامی کتاب کے بدعتی مصنف کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے: ''وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما صحابہؓ اس کے مقر اور مالکؒ، شافعیؒ و احمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا۔'' (براہین قاطعہ ص ۷)

⑥ نفل (سنت) دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے، خواہ دن ہو رات۔ دیکھئے سنن ابی داود (۱۲۹۵، وسندہ حسن)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۹۳، ۲۰۰

[۲۰۳] وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ (ابْنِ)° عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أُطْلِقَتْ ذَهَبَتْ .))

(سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحبِ قرآن (حافظ) کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں، اگر وہ ان کا خیال رکھے گا تو انھیں قابو میں رکھے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو یہ اونٹ (بھاگ کر) چلے جائیں گے۔



تحقیق سندہ صحیح



تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۲ ح ۴۷۵، ک ۱۵ ب ۴ ح ۶) التمہید ۱۴/۱۳۱، الاستذکار: ۴۴۴

☆ وأخرجه البخاری (۵۰۳۱) ومسلم (۷۸۹) من حدیث مالک بہ .

° من رواية يحيى بن يحيى و سقط من الأصل .


تفقه

① حافظ کو چاہئے کہ قرآن یاد کر لینے کے بعد بھی اس کی منزل مسلسل پڑھتا رہے تاکہ یہ اسے بھول نہ جائے۔ اگر منزل باقاعدگی سے نہ پڑھی جائے تو قرآن جلد بھول جاتا ہے۔

② طلبہ کو کثرت سے علمی مذاکرہ کرتے رہنا چاہئے۔

③ مثال دے کر بات سمجھانا بہترین طریقہ ہے۔

④ اعمال بجالانا آسان ہے جبکہ ان کی حفاظت کرنا مشکل ہے، اسی لئے اعمال کے ساتھ ان کی محافظت پر زور دیا گیا ہے۔

[۲۰۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ (کی نماز) کے لئے آئے تو وہ غسل کرے۔


تحقیق سنده صحيح


تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۰۲/۱ ح ۲۲۷، ک ۵ ب ۱ ح ۵) التمہید ۱۴۴/۱

☆ وأخرجه البخاري (۸۷۷) من حديث مالك ومسلم (۸۴۴) من حديث نافع به .


تفقه

① اس حدیث اور دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری (واجب) ہے لیکن بعض احادیث سے ثابت ہے کہ یہ غسل ضروری نہیں بلکہ سنت و مستحب ہے۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((من توضأ فبها و نعمت ومن اغتسل فذلك أفضل .)) جس نے وضو کیا تو اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۷۵۷، وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۳۵۴، والحسن البصری صرح بالسماع عند الطوسی فی مختصر الاحکام ۱۰/۳ ح ۳۳۴/ ۴۶۷ وسندہ حسن)

حسن بصری کی سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کتاب سے روایت کی وجہ سے حسن ہوتی ہے چاہے سماع کی تصریح ہو یا نہ ہو اور اس روایت میں تو انھوں نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ والحمدللہ

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: غسلِ جنابت کی طرح جمعہ کے دن غسل کرنا بھی ہر نوجوان پر واجب ہے۔

(الموطأ ۱۰۱/۱ ح ۲۲۴ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کے دن غسل سنت میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۹۶/۲ ح ۵۰۲۰ وسندہ صحیح، البزار فی کشف الاستار: ۶۲۷)

امام شعبی نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن وضو کرے تو اچھا ہے اور جو غسل کرے تو افضل ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹۶/۲، ۹۷ ح ۵۰۲۳ وسندہ صحیح)

③ مجاہد تابعی نے فرمایا: جمعہ کے دن جو شخص طلوعِ فجر کے بعد غسل کرے تو یہ اس کے لئے غسلِ جمعہ کی طرف سے کافی ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۹۹/۲ ح ۵۰۴۱ وسندہ صحیح)

④ نظافت کی ترغیب اور اجتماعات میں شرکت کے وقت نظافت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز دیکھئے ح ۲۷۱

[۲۰۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی طرف دیوار پر تھوک دیکھا تو اسے کھرچ (کر صاف کر) دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے سامنے اللہ ہوتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۹۴/۱ ح ۴۵۸، ک ۱۴ ب ۳ ح ۴) التمہید ۱۵۴/۱۴، الاستذکار: ۴۲۷

☆ وأخرجہ البخاری (۴۰۶) ومسلم (۵۴۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① قبلہ رخ تھوکنا حرام ہے۔

② ایک شخص کسی قبیلے کا امام تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں قبلے کی طرف تھوکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**لا یصلي لکم .**)) یہ تمھیں نماز نہ پڑھائے۔ پھر اس نے بعد میں نماز پڑھانے کی کوشش کی تو لوگوں نے اسے روک دیا۔

(سنن ابی داود: ۴۸۱ وسندہ حسن وصححہ ابن حبان: ۳۳۴)

معلوم ہوا کہ فاسق فاجر اور حدیث کی مخالفت کرنے والے شخص کو امامت سے ہٹایا جا سکتا ہے لہٰذا بدعتی کو کبھی امام نہیں بنانا چاہئے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مَنْ صَلَّى فَبَزَقَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَتْ بَزْقَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وَجْهِهِ''

جس شخص نے نماز پڑھی (اور) قبلے کی طرف تھوکا (تو) قیامت کے دن اس کا تھوک اس کے چہرے پر (لگا ہوا) ہوگا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳۶۵/۲ ح ۷۴۵۵، وسندہ صحیح)

④ اس حدیث سے بھی نماز کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

⑤ عالم ہو یا عامی، اپنی وسعت کے مطابق مسجد کی صفائی کرنا سنت ہے۔

⑥ اگر کسی شخص کو نماز میں تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو تو اپنی چادر یا کپڑے میں تھوک لے۔

⑦ مسلمان کو کسی طرح بھی تکلیف پہنچانا جائز نہیں ہے۔

⑧ اس پر اجماع ہے کہ عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دیکھئے التمہید (۱۴/۱۵۵)

⑨ اگر کوئی شخص کسی مجبوری یا بیماری کی وجہ سے لمبا سانس لیتا یا کھنکھارتا ہے تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی لیکن بعض لوگ عادت سے مجبور ہو کر یا ویسے ہی کھنکارتے رہتے ہیں، ان لوگوں کو ایسی حرکات سے اجتناب کرنا چاہئے۔

⑩ ''اس کے سامنے اللہ ہوتا ہے'' سے مراد ''اس کے سامنے اللہ کا قبلہ ہوتا ہے'' ہے۔ دیکھئے معالم السنن للخطابی (۱/۱۲۴) لہٰذا اس حدیث سے معتزلہ کا یہ استدلال غلط اور باطل ہے کہ اللہ ہر جگہ میں بذاتہ موجود ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو پھر کپڑے پر اور قدموں کے نیچے بھی تھوکنا جائز نہ ہوتا حالانکہ یہ بالا جماع جائز ہے۔ (التمہید ۱۴/۱۵۷)

نیز دیکھئے ح ۴۶۰

[۲۰۶] وَبِهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ كَانُوا يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَمِيعًا.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مرد اور عورتیں اکٹھے وضو کرتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴ ح ۴۳، ک ۲ ب ۳ ح ۱۵) التمہید ۱۴/۱۶۳، الاستذکار: ۴۶

☆ وأخرجه البخاری (۱۹۳) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اس روایت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

اول: خاوند اور بیوی یا محارم مل کر ایک دوسرے کے سامنے اکٹھے وضو کرتے تھے۔

دوم: غیر مرد اور غیر عورتیں مل کر ایک دوسرے کے سامنے اکٹھے وضو کرتے تھے۔

ان میں سے پہلا مفہوم ہی راجح ہے اور اگر دوسرا مفہوم مراد لیا جائے تو یہ پردے کے حکم سے پہلے کا عمل ہے جسے آیتِ پردہ نے منسوخ کر دیا ہے۔

② اگر عورت کسی برتن وغیرہ سے پانی لے کر وضو کرے اور پھر اس میں پانی باقی رہ جائے تو اس پانی سے مرد کا وضو کرنا جائز ہے۔

[۲۰۷] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ أَحَدَكُم إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ لَهُ : هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، اگر وہ جنتیوں میں سے تھا تو اسے جنت کا ٹھکانا اور اگر وہ جہنمیوں میں سے تھا تو اسے جہنم کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: جب اللہ قیامت کے دن تجھے دوبارہ اُٹھائے گا تو یہ تیرا ٹھکانا ہوگا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۳۹ ح ۵۶۷، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۴۷) التمهيد ۱۴/۱۰۳، الاستذكار: ۵۲۱

☆ وأخرجه البخاري (۱۳۷۹) ومسلم (۲۸۶۶) من حديث مالك به .

تفقه

① عذابِ قبر اور ثوابِ قبر برحق ہے۔

② دونوں ٹھکانے دکھائے جانے میں مومن کے لئے رحمت و نعمت اور کافر و منافق اور گناہگار کے لئے عذاب ہے۔

③ جسم اگر فنا بھی ہو جائے لیکن روح فنا نہیں ہوتی۔

④ اس حدیث میں دلیل ہے کہ جنت اور جہنم دونوں (پیدا شدہ) مخلوق ہیں جیسا کہ اہلِ سنت کا قول ہے۔ (التمہید ۱۴/۱۰۵)
جو اہلِ بدعت کہتے ہیں کہ ابھی جنت اور جہنم دونوں پیدا نہیں ہوئیں اور قیامت کے موقع پر پیدا کی جائیں گی، یہ قول غلط اور باطل ہے۔

⑤ موت کے بعد برزخی زندگی اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جانا برحق ہے۔

[۲۰۸] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ : ((لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُم فَاقْدُرُوا لَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: جب تک تم (رمضان کا) چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک تم (عید کا) چاند نہ دیکھ لو روزہ افطار (یعنی عید) نہ کرو اور اگر موسم ابر آلود ہو تو (تیس کی) گنتی پوری کرو۔

تحقیق: سنده صحیح

تخریج: متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲۸۶/۱ ح ۶۳۹، ک ۱۸ ب ۱ ح ۱) التمہید ۳۳۷/۷، الاستذکار: ۵۸۹

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۰۶) ومسلم (۱۰۸۰) من حديث مالك به .

تفقه

① ہر علاقے کے لوگ اپنا اپنا چاند دیکھیں گے۔ دُور کے علاقوں کی رُویت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

کریب مولیٰ ابن عباس نے جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک دن پہلے جمعہ کو چاند دیکھا تھا تو ابن عباس نے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا اور فرمایا: ہم نے تو ہفتہ کو چاند دیکھا تھا اور ہم اس کے مطابق روزے رکھتے رہیں گے حتیٰ کہ ہم چاند دیکھ لیں یا تیس دن پورے ہو جائیں۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم دیا تھا۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۰۸۷، ترقیم دارالسلام: ۲۵۲۸)

یہ مرفوع حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر شہر اور اس کے قریبی علاقوں کے لوگ اپنا اپنا چاند دیکھیں گے اور یہ ضروری نہیں کہ ساری دنیا میں ایک ہی دن روزہ یا ایک ہی دن عید ہو۔

② حافظ ابن عبدالبر الاندلسی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ خراسان کی رُویت کا اندلس میں اور اندلس کی رُویت کا خراسان میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ دیکھئے الاستذکار (۲۸۳/۳ ح ۵۹۲)

③ اگر آسمان پر انتیس تاریخ کو بادل چھائے ہوں تو پھر اس مہینے کے تیس دن پورے کر لینے چاہئیں۔

④ اعتبار رؤیت کا ہے حساب کا نہیں۔

[۲۰۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الوِصَالِ . فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ :((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ تو خود وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمھارے جیسا نہیں ہوں، مجھے (وصال کے روزوں کے دوران میں) کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

تحقیق: سنده صحیح

تخریج: متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۳۰۰/۱ ح ۶۷۶، ک ۱۸ ب ۱۳ ح ۳۸) التمہید ۳۶۱/۱۴، الاستذکار: ۶۲۶

☆ وأخرجه البخاري (١٩٦٢) ومسلم (١١٠٢) من حديث مالك به .

تفقه

① وصال کے روزے سے مراد یہ ہے کہ شام کو افطار کرنے کے بعد سحری نہ کھائی جائے بلکہ اگلے دن شام تک روزہ رکھ کر غروب آفتاب کے ساتھ افطار کیا جائے۔ اس طرح یہ چوبیس گھنٹے کا روزہ بن جاتا ہے۔

② اُمت پر شفقت اور رحمت کی وجہ سے وصال کا روزہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

③ بشر ہونے کے باوجود اُمتی اور نبی برابر نہیں ہیں۔

④ روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو وصال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر کھلایا پلایا جاتا تھا جبکہ اُمتیوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔

⑤ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں پر (بھوک کی تکلیف سے بچنے کے لئے) ایک ایک پتھر بندھا ہوا دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو پتھر (بندھے ہوئے) دکھائے۔

(سنن الترمذی: ۲۳۷۱ وسندہ حسن لذاتہ)

یہ روایت حسن لذاتہ یعنی حجت ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے اپنے رسول کو کھلانا پلانا وصال کے روزوں کے ساتھ خاص ہے ورنہ آپ دوسرے ایام میں بھوک بھی برداشت کرتے تھے۔ نیز دیکھئے ح ۳۴۴

[۲۱۰] وَبِهِ أَنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ: فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ لیلۃ القدر (رمضان کے) آخری سات دنوں میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے خواب لگاتار ایک دوسرے کے موافق ہیں کہ آخری سات دنوں میں لیلۃ القدر ہے۔ پس جو شخص اسے تلاش کرنا چاہے تو آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۲۱ ح ۷۴۱، ک ۱۹ ب ٦ ح ۱۴) الاستذکار: ٦٦٣

☆ وأخرجه البخاري (٢٠١٥) ومسلم (١١٦٥) من حديث مالك به .

تفقه

① لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔
② مختلف افراد کا ایک جیسے لگاتار خواب دیکھنا آسمانی اشارے یا بشارت میں سے ہے بشرطیکہ یہ کسی نصِ صریح کے خلاف نہ ہوں۔
③ مومن کا خواب نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔
④ خوابوں کے لئے دیکھئے ح ۱۲۱، ۱۲۷، ۳۷۵
⑤ لیلۃ القدر کے لئے دیکھئے ح ۱۴۸، ۲۸۳

[۲۱۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الفِطْرِ فِي رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ: ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى ، مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں لوگوں پر مسلمانوں میں سے ہر آدمی پر کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع فرض قرار دیا ہے، چاہے آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۸۴ ح ۶۳۳، ک ۱۷ ب ۲۸ ح ۵۲) التمہید ۱۴/۳۱۲، الاستذکار: ۵۸۴

☆ وأخرجہ البخاری (۱۵۰۴) ومسلم (۹۸۴) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۶

[۲۱۲] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ العَدُوِّ .
قَالَ مَالِكٌ : أُرَاهُ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ العَدُوُّ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اسلام کے) دشمنوں کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع کیا ہے۔
(امام) مالک نے کہا: میرا خیال ہے کہ اس میں یہ خوف ہے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج — متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۴۶ ح ۹۹۲، ک ۲۱ ب ۲ ح ۷) التمہید ۱۵/۲۵۳، الاستذکار: ۹۳۱

☆ وأخرجہ البخاری (۲۹۹۰) ومسلم (۱۸۶۹) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اگر بے حرمتی کا خوف ہو تو کافروں کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانا ممنوع ہے۔

② اگر بے حرمتی کا خوف نہ ہو تو کافروں کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانا منع نہیں ہے۔

③ اگر کافروں تک اسلام کی دعوت پہنچانا مقصود ہو تو قرآن کا ترجمہ یا اصل انھیں تحفتاً یا عاریتاً دینا جائز ہے۔
دیکھئے صحیح بخاری (۷) وصحیح مسلم (۱۷۷۳)

④ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید لکھی ہوئی حالت میں مدوّن تھا۔

⑤ حدیث کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین سے ثابت ہے۔

[۲۱۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمُ اثْنَي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف (مجاہدین کا) ایک دستہ روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ پھر انھیں مالِ غنیمت میں بہت سے اونٹ ملے تو ہر آدمی کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے پھر ہر ایک کو ایک ایک اونٹ زائد دیا گیا۔

تحقیق — سنده صحيح

تخریج — متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۵۰ ح ۱۰۰۰، ک ۲۱ ب ۶ ح ۱۵) التمہید ۱۴/۳۵، الاستذکار: ۹۳۹

☆ وأخرجہ البخاری (۳۱۳۴) ومسلم (۱۷۴۹/۳۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اگر امیر المومنین یا ان کا مامور خُمس نکالنے کے بعد مالِ غنیمت یا اس میں سے کچھ اپنے لشکر میں تقسیم کر دے تو لشکر والوں کے لئے یہ حلال ہے۔

② اگر کفار کی طرف سے حملے کا خطرہ ہو تو خلیفہ کے حکم سے جہادِ تقدیم کے طور پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔

③ کفار سے حالتِ جنگ میں جو مال ملے اُسے مالِ غنیمت کہتے ہیں۔

④ سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے تھے: لوگ جب میدانِ جہاد میں مالِ غنیمت کی تقسیم کرتے تو ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیتے تھے۔ (الموطأ ۲/۴۵۰ ح ۱۰۰۱، وسندہ صحیح)

[۲۱٤] وَبِهٖ أَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ . فَقَالَ : ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اللہ کے راستے میں ایک بہترین گھوڑا صدقہ کیا تھا پھر دیکھا کہ وہ گھوڑا بیچا جا رہا ہے تو اسے خریدنے کا ارادہ کیا پھر انھوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۸۲ ح ۶۳۰، ک ۱۷ ب ۲۶ ح ۵۰) التمهيد ۱۴/۲۴۷، الاستذكار: ۵۸۱

☆ وأخرجه البخاري (۲۹۷۱) ومسلم (۱۶۲۱) من حديث مالك به .

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۶۸

[۲۱۵] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((الخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ القِيَامَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی پر قیامت تک خیر لکھی گئی ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۴۶۷ ح ۱۰۳۱، ک ۲۱ ب ۱۹ ح ۴۴) التمهيد ۱۴/۹۶، الاستذكار: ۹۶۸

☆ وأخرجه البخاري (۲۸۴۹) ومسلم (۱۸۷۱/۹۶) من حديث مالك به .

تفقه

① جہاد کی نیت سے گھوڑے پالنا اور دیگر جہادی تیاریاں کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

② یہ حدیث علاماتِ نبوت میں سے ہے۔
③ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔
④ اس حدیث میں خیر سے مراد اجر اور مالِ غنیمت ہے۔
⑤ (جہاد میں) دوسرے جانوروں کی بہ نسبت گھوڑا افضل ہے۔ نیز دیکھئے ح ۱۷۸

[۲۱۶] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ - وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ گھوڑے جنھیں دبلا کر کے جہاد کے لئے تیار کیا گیا تھا، حفیاء (ایک مقام) سے ثنیۃ الوداع (دوسرے مقام) تک دوڑائے اور جنھیں تیار نہیں گیا گیا تھا وہ ثنیہ سے لے کر بنو زریق کی مسجد تک دوڑائے اور عبداللہ بن عمر اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس مقابلے میں حصہ لیا تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۶۷، ۴۶۸ ح ۱۰۳۲، ک ۲۱ ب ۱۹ ح ۴۵) التمہید ۱۴/۷۸، الاستذکار: ۹۶۹
☆ وأخرجہ البخاری (۴۲۰) ومسلم (۱۸۷۰/۹۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① میدانِ جنگ کے لئے گھوڑے پالنا اور انھیں تیار کرنا سنت ہے۔
② جُوئے وغیرہ کا خوف نہ ہو تو گھڑ دوڑ جائز ہے۔
③ جہاد کی تیاری اور ٹریننگ ہمہ وقتی عمل ہے۔

[۲۱۷] وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر اسلحہ اُٹھایا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

☆ وأخرجه البخاري (٧٠٧٠) ومسلم (٩٨) من حديث مالك به .



تفقه

① اہلِ ایمان کے خلاف جنگ کرنا کبیرہ گناہ ہے جس کی وجہ سے اہلِ حق کی جماعت سے حملہ آور خارج ہو جاتا ہے۔

② موطأ ابن القاسم والی یہ روایت محمد بن الحسن الشیبانی کی طرف منسوب الموطأ (ص ٣٧٠ ح ٨٦٦) میں بھی موجود ہے۔

③ مسلمان کے خلاف ناحق اسلحہ اٹھانا حرام ہے۔

④ لیس منا سے مراد: ''لیس علی طریقتنا'' یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

⑤ جو شخص تمام مسلمانوں کا قتل حلال سمجھتا ہو تو وہ کافر ہے۔

⑥ بغیر شرعی عذر اور اجتہاد کے اگر کوئی شخص کسی مسلمان یا مسلمانوں کو قتل کرتا ہے تو یہ شخص فاسق، فاجر اور سخت گناہ گار ہے۔

⑦ بطورِ مذاق بھی اسلحے کے ساتھ مسلمان کو ڈرانا حرام ہے۔

⑧ اجتہادی اختلاف کی وجہ سے اہلِ ایمان کی آپس میں جنگ ہو سکتی ہے۔ دیکھئے سورۃ الحجرات: ٩

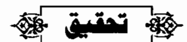
⑨ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص کہتا ہے کہ آؤ نماز کی طرف تو میں قبول کر لیتا ہوں اور جو کہتا ہے کہ آؤ فلاح کی طرف تو میں مان لیتا ہوں لیکن جو شخص کہتا ہے: آؤ مسلم بھائی کو قتل کریں اور اس کا مال چھین لیں تو میں نہیں مانتا۔

(طبقات ابن سعد ١٦٩/٤، ١٧٠، حلیۃ الاولیاء ٣٠٩/١ وسندہ صحیح)

⑩ دینِ اسلام امن وسلامتی کا علمبردار ہے۔

[٢١٨] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ ابنَ الخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :
((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا: (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ایک قافلے میں سفر کرتے ہوئے اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمھیں تمھارے والدین کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے لہٰذا جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔



تحقيق سنده صحيح



تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ٤٨٠/٢ ح ١٠٥٦، ك ٢٢ ب ٩ ح ١٤) التمهيد ٣٦٦/١٤، الاستذكار: ٩٩٠

☆ وأخرجه البخاري (٦٦٤٦) من حديث مالك به، ورواه مسلم (١٦٤٦/٣) من حديث نافع به .

تفقه

① غیر اللہ کی قسم کھانا ممنوع اور حرام ہے۔

② اگر کسی سے لاعلمی میں کتاب وسنت کی مخالفت میں کوئی کام سرزد ہو جائے تو وہ معذور سمجھا جائے گا تاوقتیکہ اسے علم ہو جائے لیکن اگر کوئی ممانعت ثابت ہونے کے باوجود باطل تاویل کے ساتھ دلیل کی مخالفت پر اڑا رہے تو مجرم ہے۔

③ نبی کریم ﷺ سے حدیث سننے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی ہے تو پھر میں نے کبھی ایسی قسم نہیں کھائی، نہ خود اور نہ کسی دوسرے سے نقل کرتے ہوئے۔

(صحیح بخاری: ۶۶۴۷، صحیح مسلم: ۱۶۴۶، ترقیم دارالسلام: ۴۲۵۴)

معلوم ہوا کہ اتباعِ سنت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اعلیٰ مقام پر تھے۔

④ ایک روایت میں آیا ہے، ''وأفلح وأبيه'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اور وہ کامیاب ہو گیا، اس کے باپ (کے رب) کی قسم!، یہاں ''و أبيه'' سے مراد ''ورب أبيه'' ہے۔

[۲۱۹] وَبِهِ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَايَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْأَخْفَافَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: احرام باندھنے والا کون سے کپڑے پہنے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حالتِ احرام میں) نہ قمیصیں پہنو اور نہ عمامے (پگڑیاں باندھو)، نہ شلواریں پہنو اور نہ ٹوپیاں (یا سر کے رومال) اور نہ بند جوتے (موزے) پہنو سوائے اِس کے کہ اگر کسی کے پاس کھلے جوتے نہ ہوں تو موزے (بُوٹ) پہن لے اور ٹخنوں سے نیچے والے حصے کو کاٹ دے۔ کپڑوں میں سے ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس (ایک خوش بودار بوٹی) لگی ہوئی ہو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية یحییٰ ۱/۳۲۴، ۳۲۵ ح ۷۴۲، ک ۲۰ ب ۳ ح ۸، وعنده: وَلَا الْخِفَافَ) التمهيد ۱۵/۱۰۳، الاستذكار: ۶۷۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۴۲) ومسلم (۱۱۷۷) من حديث مالك به.

تفقہ

① احرام دو سفید (اَن سلی) چادروں کو کہتے ہیں جن میں سے ایک کو حج یا عمرہ کرنے والا بطورِ ازار باندھتا ہے اور دوسری چادر کو اوڑھ لیتا ہے، یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کا عام لباس ہی ان کا احرام ہے۔

② اس حدیث میں جن اشیاء سے حالتِ احرام میں منع کیا گیا ہے، اس پر اتفاق ہے کہ یہ ممنوع ہیں۔

③ احرام کے دوران میں ممنوع کام تین طرح کے ہیں:

قسم اول: درج ذیل کام، مردوں اور عورتوں دونوں پر (حالتِ احرام میں) حرام ہیں:

۱۔ سر اور سارے جسم کے کسی حصے سے بال مونڈنا یا جان بوجھ کر گرانا۔ (اگر سر یا داڑھی کے بعض بال خارش کے دوران میں گر جائیں تو کوئی گناہ نہیں اور نہ اس سے دم واجب آتا ہے)

۲۔ ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن تراشنا۔ (نیز دیکھئے ح ۲۲۴)

۳۔ احرام باندھنے کے بعد جسم یا (احرام کے) کپڑے پر خوشبو لگانا۔

۴۔ (اپنی بیوی سے) جماع کرنا یا جماع کی طرف دعوت دینے والی حرکات کرنا مثلاً: نکاح کرنا یا باندھنا، شہوت سے دیکھنا یا بوسے لینا۔ وغیرہ

۵۔ (حلال جانوروں کا) شکار کرنا۔

۶۔ دستانے پہننا۔

قسم دوم: درج ذیل چیزیں صرف مردوں پر حرام ہیں عورتوں پر حرام نہیں ہیں:

۱۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً بنیان، (انڈرویئر، پاجامہ) شلوار وغیرہ۔

۲۔ کسی چپکی ہوئی چیز (مثلاً ٹوپی، رومال وغیرہ) کے ساتھ سر کو ڈھانپنا۔

قسم سوم: عورتوں پر (حالتِ احرام میں) درج ذیل کام حرام ہیں:

۱۔ نقاب پہننا، اسے عربی میں ''برقع'' بھی کہتے ہیں۔ (عورتوں پر میقات سے گزرنے کے بعد دستانے پہننا اور نقاب اوڑھنا حرام ہے) عورت اپنے ہاتھ کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ سکتی ہے۔ اگر اجنبی مرد نزدیک ہوں تو ان سے اپنا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں چھپانا واجب (یا افضل) ہے کیونکہ یہ عورت (پر لازم کیا گیا [یا جائز قرار دیا گیا]) ہے۔ (حاجی کے شب و روز ص ۳۳، ۳۴)

④ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''حاجی کے شب و روز'' (ص ۱۵، ۲۹، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۶، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۰)

⑤ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے فرمایا: (حالتِ احرام میں) ہمیان (روپے پیسے کی تھیلی یا پٹی باندھنا، لٹکانا) جائز ہے۔

(ابن ابی شیبہ فی المصنف ۴/۳۹۳ ح ۱۵۴۴۸، وسندہ صحیح)

مجاہد بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱۵۴۵۳، وسندہ صحیح)

[٢٢٠] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.))
قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں (لبیک کہیں) اور اہلِ شام جُحفہ سے اور اہلِ نجد قَرن سے احرام باندھیں۔ عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ یمن یلَملم سے احرام باندھیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٣٣٠ ح ٧٤٠، ك ٢٠ ب ٨ ح ٢٢) التمهيد ١٥/١٣٧، الاستذكار: ٦٨٩

☆ وأخرجه البخاري (١٥٢٥) ومسلم (١١٨٢) من حديث مالك به .

تفقه

① سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایتِ حدیث میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے۔

② صحابۂ کرام کی مراسیل (مرسل روایات) حجت ہیں جیسا کہ اصولِ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ امام بخاری (١٥٣٠) اور امام مسلم (١١٨١) نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ولأهل اليمن يلملم)) اور یمن والوں کا میقات یلملم ہے۔ والحمدللہ

③ ذوالحلیفہ کو آج کل ابیارِ علی کہتے ہیں۔ یہ علاقہ مدینہ طیبہ کے قریب ہے۔

④ حج اور عمرے کی نیت کرنے والا میقات سے احرام باندھے بغیر نہیں گزر سکتا۔ اگر گزر جائے تو پھر اس پر دم واجب ہو جاتا ہے یعنی وہ ایک بکری ذبح کر کے اہلِ مکہ کے غریبوں، مسکینوں کو کھلائے گا۔

⑤ یہ ضروری نہیں کہ سب سے بڑے عالم اور مجتہد کو ہر حدیث اور ہر مسئلہ معلوم ہو بلکہ بہت سے جلیل القدر صحابہ سے بعض احادیث کا مخفی رہ جانا اس کی دلیل ہے کہ بعض باتیں مخفی رہ سکتی ہیں۔

⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایلیاء (بیت المقدس) سے احرام باندھا تھا۔ (الام للشافعی ٧/٢٥٣ وسندہ صحیح)

آپ نے بیت المقدس سے احرام باندھا تھا۔ (مسند الشافعی ص ٣٦٤ ح ١٦٥٢، وسندہ صحیح)

اسود بن یزید تابعی نے کوفے سے احرام باندھا تھا۔ (ابن ابی شیبہ ٣/١٢٢ ح ١٢٦٨٢، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ جو شخص بذریعہ ہوائی جہاز حج یا عمرے کے لئے روانہ ہوتا ہے تو وہ ائیر پورٹ سے احرام باندھ سکتا ہے، بشرطیکہ دورانِ پرواز جہاز میں ہی میقات آ جائے۔

[۲۲۱] وَبِهِ أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ نَافِعٌ :وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا : لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ لبیک کہتے تھے: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں، حمد وثنا اور نعمت تیرے ہی لئے ہے اور ملک میں تیرا کوئی شریک نہیں۔ نافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) اس میں یہ اضافہ کرتے تھے: ''لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .'' حاضر ہوں، حاضر ہوں حاضر ہوں اور خیر تیرے ہاتھ میں ہے، حاضر ہوں اور (میری) رغبت تجھی سے ہے اور (میرا) عمل تیرے ہی لئے ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية یحییٰ ۱/۳۳۱، ۳۳۲ ح ۷۴۵، ک ۲۰ ب ۹ ح ۲۸) التمہید ۱۵/۱۲۵، الاستذکار: ۶۹۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۴۹) ومسلم (۱۱۸۴) من حديث مالک بہ .

تفقه

① عند الضرورت اجتہاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ نص (کتاب وسنت واجماع) کے خلاف نہ ہو۔

② ایسی دعا اور دم جس میں شرکیہ الفاظ یا مبالغہ نہ ہو، جائز ہے لیکن اسے سنت نہیں سمجھا جائے گا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ مسنون اذکار وادعیہ کو اختیار کیا جائے۔

③ لوگوں نے جب لبیک میں اضافہ کیا تو نبی ﷺ نے سننے کے باوجود ان کا کوئی رد نہیں کیا۔

(سنن ابی داود: ۱۸۱۳، وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۲۶۲۶)

تاہم بہتر یہی ہے کہ وہی الفاظ کہے جائیں جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔

[۲۲۲] وَبِهِ: عَنْ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک بیوی (سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تو عمرہ کر کے احرام کھول دیئے ہیں اور آپ نے اپنے عمرے سے (ابھی تک) احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے بال چپکا لئے تھے اور قربانی کے جانوروں کو مقرر کر لیا تھا لہٰذا میں قربانی کرنے تک احرام نہیں کھولوں گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۳۹۴ ح ۹۰۸، ک ۲۰ ب ۵۸ ح ۱۸۰) التمهيد ۱۵/۲۹۷، الاستذكار: ۸۴۸

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۶۶) ومسلم (۱۲۲۹) من حديث مالك به.

تفقه

① رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے حجِ افراد کی لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے تھے۔ بعد میں آپ نے اللہ کے حکم سے عمرہ کر کے اسے حجِ قران بنالیا۔ آپ حجِ تمتع کرنا چاہتے تھے مگر اس وجہ سے نہ کر سکے کہ آپ اپنے ساتھ مدینہ سے قربانی کے جانور لائے تھے۔

② حج کی تینوں قسمیں (قران، افراد اور تمتع) قیامت تک جائز ہیں مگر بہتر یہی ہے کہ حجِ تمتع کیا جائے۔

③ حجِ افراد میں احرام باندھنے والا حج سے فارغ ہونے تک احرام میں ہی رہتا ہے چاہے وہ ایک مہینہ پہلے مکہ پہنچ جائے۔

حجِ قران میں قربانی کے جانور کی وجہ سے عمرہ کرنے کے بعد بھی حاجی حج سے فارغ ہونے تک احرام میں رہتا ہے۔

حجِ تمتع میں عمرہ کرنے کے بعد احرام کھل جاتا ہے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو حاجی احرام باندھ کر منیٰ جاتا ہے اور حج سے فارغ ہونے تک حالتِ احرام میں رہتا ہے۔

[۲۲۳] وَبِهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ. ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) فتنے (جنگ) کے زمانے میں عمرہ کرنے کے لئے مکہ کی طرف چلے تو فرمایا: اگر مجھے بیت اللہ سے روک دیا گیا تو ہم اسی طرح کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا پھر انھوں نے اس وجہ سے

أَمْرِهِ فَقَالَ :مَا أَمْرُهُما إِلاَّ وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ :مَا أَمْرُهُمَا إِلاَّ وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْ جَبْتُ الحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ قَالَ :ثُمَّ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيٌّ عَنْهُ وَأَهْدَى .

عمرے کی لبیک کہی کہ حدیبیہ والے سال نبی ﷺ نے عمرے کی لبیک کہی تھی۔ پھر عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے مسئلے میں غور کیا تو فرمایا: دونوں (عمرے اور حج) کا تو ایک ہی حکم ہے، پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عمرے اور حج کا ایک ہی حکم ہے، میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ اپنے آپ پر حج لازم کر لیا ہے۔ پھر انھوں نے ایک طواف کیا اور یہ سمجھے کہ یہ کافی ہے اور قربانی کی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۳۶۰ ح ۸۱۸، ک ۲۰ ب ۳۱ ح ۹۹) التمهيد ۱۵/۱۸۹، الاستذكار: ۷۶۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۰۶) ومسلم (۱۲۳۰) من حديث مالك به .

تفقه

① عمرے کی نیت کرنے والا اگر بعد میں عمرے اور حج دونوں یعنی حجِ قران کی نیت کر لے تو جائز ہے۔

② اگر راستہ خطرناک ہو تو بھی حج اور عمرے کے لئے بیت اللہ کا سفر کرنا جائز ہے۔

③ اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں عمرہ یا حج کرنے کی نیت سے مکہ آئے اور کسی عذر کی وجہ سے حرم سے روک دیا جائے تو وہ احرام کھولے اور ایک بکری ذبح کر کے فدیہ دے۔ بعد میں اسے اس عمرے یا حج کی قضا ادا کرنا ہوگی۔ واللہ اعلم

④ تمام امور میں طریقۂ نبوی کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ ⑤ مسائل میں خوب غور وخوض کے بعد فتویٰ دینا چاہئے۔

⑥ اگر کسی مسئلے میں تحقیق بدل جائے تو سابقہ بات سے رجوع کر کے نئی تحقیق پر عمل کرنا چاہئے۔

[۲۲۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ :الغُرَابُ وَالحِدَأَةُ وَالعَقْرَبُ وَ الْفَأْرَةُ وَالكَلْبُ العَقُورُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالتِ احرام میں پانچ جانوروں کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۵۶ ح ۸۰۶، ک ۲۰ ب ۲۸ ح ۸۸) التمہید ۱۵/۱۵۳، الاستذکار: ۷۵۶

☆ وأخرجہ البخاری (۱۸۲۶) ومسلم (۱۱۹۹) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① حالتِ احرام میں مذکورہ جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے اور مُحرم (احرام پہننے والے) پر کوئی دَم (یا جرمانہ) نہیں ہے اور اسی پر قیاس کر کے حالتِ احرام میں ہر مُوذی جانور کو مارنا جائز ہے۔

② شریعت میں جن جانوروں کا قتل جائز ہے، ان کا کھانا حرام ہے لہٰذا کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کتا یہ سب حرام جانور ہیں۔

③ نیز دیکھئے ح ۲۸۶

تنبیہ: یہاں بطورِ فائدہ عرض ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ حالتِ احرام میں خارش کرنا جائز ہے۔

(دیکھئے الموطأ ۱/۳۵۸ ح ۸۱۱ وسندہ صحیح)

اگر کسی شخص کا حالتِ احرام میں ناخن ٹوٹ کر لٹکنے لگے تو سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اسے کاٹ دو۔

(الموطأ ۱/۳۵۸ ح ۸۱۴ وسندہ حسن)

④ الکلب العقور سے کاٹنے والا کتا اور تمام درندے مراد ہیں۔

⑤ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا احرام باندھنے والا سانپ کو قتل کر سکتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: وہ دشمن ہے، اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔ (التمہید ۱۵/۱۷۱، وسندہ حسن)

[**۲۲۵**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوا : وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ .)) قَالُوا : وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((وَالْمُقَصِّرِيْنَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اور سر کے بال کٹوانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اور سر کے بال کٹوانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: اور (رحم کر) سر کے بال کٹوانے والوں پر۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۹۵ ح ۹۱۲، ک ۲۰ ب ۶۰ ح ۱۸۴) التمہید ۱۵/۲۳۳، الاستذکار: ۸۵۲

☆ وأخرجہ البخاری (۱۷۲۷) ومسلم (۱۳۰۱/۳۱۷) من حدیث مالک بہ .


تفقه

① حج اور عمرے کے اختتام پر سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا عبادت اور مناسک میں سے ہے، اس کے علاوہ ہر وقت جائز ہے اور اسے عبادت و نیکی سمجھ کر منڈوانا خوارج کی علامت ہے۔ جو لوگ سر منڈوانے کو صرف حج اور عمرے کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور باقی لوگوں کے لئے اسے حرام یا ناجائز وغیرہ سمجھتے ہیں، ان لوگوں کا یہ نظریہ غلط ہے۔

② حج اور عمرے کے بعد سر کے بال ترشوانے سے منڈوانا زیادہ افضل ہے۔

③ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ جب رات کو مکہ میں عمرے کے لئے داخل ہوتے تو بیت اللہ کا طواف کرتے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے اور سر منڈوانا صبح تک مؤخر کر دیتے لیکن سر منڈوانے سے پہلے گھر نہیں جاتے تھے۔

(الموطأ ۳۹۵/۱ ح ۹۱۳ وسندہ صحیح)

[۲۲۶] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيهَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَسَأَلْتُ بِلَالاً حِيْنَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ الحجبی (رضی اللہ عنہم) کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے تو دروازہ بند کر کے وہاں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر جب آپ باہر آئے تو میں نے (سیدنا) بلال (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا عمل فرمایا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: آپ اس طرح کھڑے ہوئے کہ بائیں طرف ایک ستون تھا، دائیں طرف دو ستون تھے اور پچھلی طرف تین ستون تھے۔ ان دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی، آپ کے اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

تحقیق: سندہ صحیح

تخریج: متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۳۹۸/۱ ح ۹۲۱، ک ۲۰ ب ۶۳ ح ۱۹۳ مختصراً، وعندہ: جعل عمودًا عن یمینه وعمودین عن یساره)
التمہید ۳۱۳/۱۵، الاستذکار: ۸۶۱

☆ وأخرجه البخاري (۵۰۵) ومسلم (۱۳۲۹) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① کعبہ کے اندر (جدھر بھی رخ کیا جائے) نماز جائز ہے۔
② رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔
③ جن لوگوں کے پاس بیت اللہ کے انتظام کی ذمہ داری ہے اُن کے لئے جائز ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ عام لوگوں کے لئے بند رکھیں۔
④ راوی سے روایت لینا تقلید نہیں ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ مجتہدین کو مقلدین کے زمرے میں شامل کیا جائے۔
⑤ جب دونوں راوی ثقہ ہوں تو نفی پر اثبات مقدم ہے۔ مثلاً ایک راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی اور دوسرے راوی نے کہا: آپ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے تو دوسرے راوی کو ہی ترجیح حاصل ہوگی۔
⑥ ثقہ کی زیادت مقبول ہے اِلا یہ کہ دوسرے ثقہ راویوں کے خلاف ہو اور تطبیق وغیرہ ممکن نہ ہو سکے۔
⑦ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو! یہ ممکن ہے کہ بعض ایسی حدیثیں اُس سے مخفی رہ جائیں جو دوسروں کو معلوم ہوں لہٰذا اندھا دھند ترکِ ادلہ اور غلو فی تعظیم الرجال کا عقیدہ وطرزِ عمل غلط ہے۔ ⑧ حصولِ علم اور عمل کے لئے ''سنت'' کی جستجو میں رہنا چاہئے۔
⑨ نماز پڑھتے ہوئے سترہ تین ہاتھ کے فاصلے پر ہونا چاہئے۔

[۲۲۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد، حج یا عمرے سے واپس لوٹتے تو ہر اونچی زمین پر (چڑھتے ہوئے) تین تکبیریں کہتے پھر فرماتے: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ... وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.)) ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ واپس جارہے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے، اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے اللہ نے تمام گروہوں کو شکست دے دی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۲۱ ح ۹۷۱، ک ۲۰ ب ۸۱ ح ۲۴۳) التمہید ۱۵/۲۴۱، الاستذکار: ۹۱۲

☆ وأخرجہ البخاری (۱۷۹۷) ومسلم (۱۳۴۴/۴۲۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے تکبیر (اللہ اکبر) کہنا اور نیچے اترتے ہوئے سبحان اللہ کہنا سنت ہے۔

② ہر وقت اپنی زبان ذکرِ الٰہی سے تر رکھنی چاہئے۔

③ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے لہٰذا صرف اسی سے مدد مانگنی چاہئے۔

④ دینِ اسلام ایک کامل دین ہے، زندگی کے ہر قسم کے نشیب وفراز پر ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

⑤ مناظرِ قدرت کو دیکھ کر اللہ کی تکبیر وتسبیح بیان کرنی چاہئے۔

[۲۲۸] وَبِہٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ وَصَلّٰی بِھَا . قَالَ نَافِعٌ :وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ ذوالحلیفہ کے پاس بطحاء کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری بٹھائی اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی۔ نافع نے کہا: عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۰۵ ح ۹۳۳، ک ۲۰ ب ۶۹ ح ۲۰۶) التمہید ۱۵/۲۴۳، الاستذکار: ۸۷۴

☆ وأخرجہ البخاری (۱۵۳۲) ومسلم (۴۳۰/۱۲۵۷ بعد ح ۱۳۴۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① سُترے کا اہتمام کرنا چاہئے اور یہ کہ سواری کے جانور کو سترہ بنایا جا سکتا ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت میں ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

③ صحیح العقیدہ مسلمان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے امام اعظم نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتا رہے۔

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں محصب (مکہ کے قریب ایک مقام) پر پڑھتے پھر رات کو مکہ میں داخل ہوتے اور طواف کرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۴۰۵ ح ۹۳۴ وسندہ صحیح)

[۲۲۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۵۲۳ ح ۱۱۳۵، ک ۲۸ ب ۱ ح ۲) التمهيد ۱۳/۳۲۴، الاستذكار: ۱۰۵۹

☆ وأخرجه البخاري (۵۱۴۲) ومسلم (۱۴۱۲) من حديث مالك به .

تفقه

① دیکھئے حدیثِ سابق: ۹۸، اور آنے والی روایتیں: ۲۲۹، ۳۵۱

[۲۳۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ - والشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ الرَّجُلَ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ الرَّجُلُ الآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار (وٹے سٹے کے نکاح) سے منع فرمایا ہے۔ (نافع نے کہا:) اور شغار اسے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بچی کا نکاح دوسرے آدمی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بچی کا نکاح اس سے کرے گا (اور) دونوں کے درمیان حق مہر نہیں ہوگا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۵۳۵ ح ۱۱۵۹، ک ۲۸ ب ۱۱ ح ۲۴) التمهيد ۱۴/۷۰، الاستذكار: ۱۰۸۱

☆ وأخرجه البخاري (۵۱۱۲) ومسلم (۱۴۱۵/۵۷) من حديث مالك به .

تفقه

① شغار (ادلا بدلا کی شادی، بٹے کی شادی) جائز نہیں ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا: ''وأجمع العماء علٰى أن نكاح الشغار مكروه لا يجوز واختلفوا فيه إذا وقع (هل يصح) بمهر المثل أم لا ؟'' علماء کا اجماع ہے کہ شغار مکروہ ہے جائز نہیں ہے اور انھوں نے اس میں اختلاف کیا کہ اگر یہ نکاح کر دیا جائے تو کیا مہرِ مثل سے صحیح ہے یا نہیں؟ (التمہید ۱۴/۷۲)

② عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن حکم سے کیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح اُن سے کیا۔ وقد كانا جعلاه صداقًا . اور دونوں نے اس (نکاح) کو (ہی) حق مہر قرار دیا

تو خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) نے مروان (بن الحکم الاموی) کی طرف لکھ کر بھیجا کہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دو۔ انھوں نے اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۴۱۴۱یا۴۱۵۳وسندہ حسن، مسند ابی یعلیٰ: ۷۳۷۰وسندہ حسن)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے۔ ابن نمیر (راوی) نے یہ اضافہ روایت کیا ہے: اور شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کرواور میں اپنی بیٹی کا نکاح تمھارے ساتھ کرتا ہوں یا اپنی بہن کا نکاح میرے ساتھ کرواور میں اپنی بہن کا نکاح تمھارے ساتھ کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱۴۱۶، دارالسلام: ۳۴۶۹)

④ بعض علماء کہتے ہیں کہ مطلقاً نکاح شغار ممنوع ہے چاہے اس میں حق مہر ہو یا نہ ہو۔ یہ قول مرجوح ہے۔

[۲۳۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت ملے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے قبول کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۵۴۶/۲ ح ۱۱۸۶، ک ۲۸ ب ۲۱ ح ۴۹) التمہید ۱۴/۱۴، الاستذکار: ۱۱۰۶

☆ وأخرجہ البخاری (۵۱۷۳) ومسلم (۱۴۲۹/۹۶) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① ولیمہ کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے اِلا یہ کہ کوئی عذرِ شرعی ہو مثلاً مصروفیت، جائے دعوت کی دُوری، جائے دعوت پر غیر شرعی حرکات اور جان کا خوف وغیرہ۔

② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح ۸۳، ۱۵۰

[۲۳۲] وَبِهِ أَنَّ رَجُلاً لاَعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الوَلَدَ بِالمَرْأَةِ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا پھر اس عورت کے بچے کا باپ ہونے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی اور بچہ ماں کو سونپ دیا یعنی بچہ ماں کی طرف منسوب ہوا۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۶۷ ح ۱۲۳۳، ک ۲۹ ب ۱۳ ح ۳۵) التمہید ۱۵/۱۳، الاستذکار: ۱۱۵۳

☆ وأخرجہ البخاري (۵۳۱۵) ومسلم (۱۴۹۴/۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① لعان کیلئے دیکھئے حدیث سابق: ۶

② لعان شدہ عورت کے بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف ہوتی ہے۔ اس بچے کو اس عورت کے شوہر کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا لہٰذا یہ بچہ لعان والے باپ کی وارثت کا حقدار نہیں ہوتا اور نہ اس کا ''باپ'' اس کا وارث ہوتا ہے بلکہ اس کی ماں عصبہ ہوتی ہے۔

③ صحیح بخاری کی احادیث سے ثابت ہے کہ جب لعان کرنے والے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی لہٰذا جدائی کا سبب طلاق ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جدائی کا سبب لعان ہے لیکن یہ قول محلِ نظر ہے۔

④ جو شخص اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اور اس پر زنا کی تہمت لگاتا ہے تو اس شخص پر حدِ قذف نہیں لگتی۔

⑤ قولِ راجح میں زنا کا عینی گواہ قاذف کے حکم میں نہیں ہے اگرچہ چار کا نصاب پورا نہ بھی ہو۔

⑥ حاکم پر لازم ہے کہ شرعی احکامات طاقت سے نافذ کرے۔

⑦ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور لعان نہ کرے تو اسے (شوہر کو) کوڑے لگیں گے۔ دیکھئے التمہید (۱۵/۳۸ بحوالہ ابن ابی شیبہ عن الشعبی وسندہ حسن)

[۲۳۳] وَبِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو اُس کی حالتِ حیض میں (ایک) طلاق دی، پھر (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے (ابن عمر کو) حکم دو کہ وہ رجوع کرلے پھر اسے روکے رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے، پھر اسے حیض آئے پھر وہ اس سے پاک ہو جائے پھر اگر چاہے تو اسے اپنے نکاح میں رکھے اور اگر چاہے تو اسے چھونے سے پہلے طلاق دے دے۔

عورتوں کو طلاق دینے کی یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے
حکم دیا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية یحییٰ ۲/ ۵۷۶ ح ۱۲۵۳، ک ۲۹ ب ۲۱ ح ۵۳) التمہید ۱۵/ ۵۱ وقال: ''هذا حديث مجتمع على صحته من جهة النقل. '' الاستذکار: ۱۱۷۲

☆ وأخرجه البخاری (۵۲۵۱) ومسلم (۱۴۷۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① حالتِ حیض میں طلاق دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر دی جائے تو یہ شمار ہوتی ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حائضہ بیوی کو ایک طلاق دی تھی۔ (صحیح بخاری: ۵۳۳۲، صحیح مسلم: ۱۴۷۱، دارالسلام: ۳۶۵۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ طلاق (جو میں نے حائضہ بیوی کو دی تھی) ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔

(صحیح بخاری: ۵۲۵۳، صحیح مسلم: ۱۴۷۱، دارالسلام: ۳۶۵۸)

معلوم ہوا کہ حالتِ حیض والی بیوی کو طلاق دینا ممنوع ہے لیکن اگر دے دی جائے تو یہ طلاق شمار ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بدعی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ ایسی طلاق دینا غلط ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو (ایک) طلاق دے پھر وہ تیسرے حیض میں داخل ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بری ہو جاتی ہے اور خاوند اس سے بری ہو جاتا ہے۔ (الموطأ ۲/ ۵۷۸ ح ۱۲۵۸، وسندہ صحیح)

③ عالم خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو غلطی یا لغزش سے مبرا نہیں ہو سکتا۔

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أبغض الحلال إلى الله عز وجل الطلاق .))

اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابی داود: ۲۱۷۸ وسندہ حسن لذاتہ وأخطأ من ضعفه)

⑤ اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو انسان گناہ گار نہیں ہوتا لیکن علم ہو جانے کے بعد سابقہ کوتاہی پر توبہ ضروری ہے۔

⑥ قرآن مجید کا بیان رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث (اور آثارِ سلف صالحین) سے معلوم ہوتا ہے۔

[۲۳۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھجور کے وہ درخت بیچے جن کی پیوند کاری کی گئی ہو تو اس کے پھل کا

حقدار بیچنے والا ہے اِلا یہ کہ خریدنے والا شرط طے کر لے کہ پھل میرا ہوگا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/ ۶۱۷ ح ۱۳۳۹، ک ۳۱ ب ۷ ح ۹) التمهيد ۱۳/ ۲۸۲، الاستذكار: ۱۲۵۹

☆ وأخرجه البخاري (۲۲۰۴) ومسلم (۷۷/ ۱۵۴۳) من حديث مالك به .

تفقه

① عام دلیل اپنے عموم پر جاری رہتی ہے اِلا یہ کہ کوئی خاص دلیل اس کی تخصیص کر دے۔

② لین دین اور دیگر امور میں مسلمان آپس میں جو شرائط طے کر لیں ان کا اعتبار ہوگا اِلا یہ کہ یہ شرائط واضح طور پر کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو رد کر دی جائیں گی۔

③ درختوں کی پیوند کاری جائز ہے۔

④ عبادات ہوں یا معاملات اسلام ہر سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

⑤ معاملات میں جھگڑے سے بچنے کے لئے وضاحت اور صراحت مستحب ہے۔

[۲۳۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دکاندار اور گاہک دونوں کو پھلوں کے پکنے سے پہلے بیچنے اور خریدنے سے منع کیا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/ ۶۱۸ ح ۱۳۴۰، ک ۳۱ ب ۸ ح ۱۰) التمهيد ۱۳/ ۲۹۹، الاستذكار: ۱۲۶۰

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۹۴) ومسلم (۴۹/ ۱۵۳۴) من حديث مالك به .

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ۱۵۱

② شریعتِ اسلامیہ میں ہر انسان کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ایک دوسرے کے ضرر سے محفوظ رہیں۔

③ ایک چیز جو بعد میں نقصان دیتی ہے، سدِ ذرائع کے طور پر اس کے واقع ہونے سے پہلے منع کیا جا سکتا ہے۔

[۲۳٦] وَبِهِ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ: بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً وَبَيْعِ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلاً.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع کیا ہے (اور مزابنہ یہ ہے کہ) درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے تول کا سودا کیا جائے اور درخت پر لگے ہوئے انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے تول کا سودا کیا جائے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۲۴ ح ۱۳۵۴، ک ۳۱ ب ۱۳ ح ۲۳) التمهيد ۱۳/۳۰۷، الاستذكار: ۱۲۷۴

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۷۱) ومسلم (۱۵۴۲/۷۲) من حديث مالك به .

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ۱۵۸

② دینِ اسلام میں پوری انسانیت کے لئے فلاح ہی فلاح ہے۔

③ سدِ ذرائع کے طور پر اس ذریعے کو بند کر دینا چاہئے جس سے فساد اور شر پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

[۲۳۷] وَبِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے وہ (سیدنا) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کے مالک کو اجازت دی ہے کہ وہ اندازے سے (اٹکا) انھیں بیچ سکتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۱۹، ۶۲۰ ح ۱۳۴۴، ک ۳۱ ب ۹ ح ۱۴) التمهيد ۱۵/۳۲۳، الاستذكار: ۱۲۶۶

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۸۸) ومسلم (۱۵۳۹/۶۰) من حديث مالك به .

تفقه

① دیکھئے حدیثِ سابق: ۱۵۷

② اگر دکاندار اور گاہک دونوں راضی ہوں تو مال کو اندازے سے یعنی اُکا بیچا جا سکتا ہے۔

③ دینِ اسلام مکمل دین ہے جس میں زندگی کے ہر مرحلے اور مسئلے کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ والحمدللہ

[۲۳۸] وَبِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھانا (غلہ) خریدے تو جب تک اسے پورا اپنے قبضے میں نہ لے لے آگے نہ بیچے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۴۰ ح ۱۳۷۲، ک ۳۱ ب ۱۹ ح ۴۰، وعندہ: من ابتاع) التمہید ۱۳/۳۲۵ وقال: "ھٰذا حدیث صحیح الاسناد". الاستذکار: ۱۲۹۲

☆ وأخرجہ البخاری (۲۱۲۶) ومسلم (۳۲/۱۵۲۶) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① غلے کی خرید وفروخت پورا قبضہ لئے بغیر جائز نہیں ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۲۸۷، ۲۳۹

③ جمیل بن عبدالرحمٰن المؤذن نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے کہا: حکومت کی طرف سے لوگوں کے لئے جو غلے مقرر ہیں، میں انھیں جار (نامی ایک مقام) میں خرید لیتا ہوں پھر میں چاہتا ہوں کہ (قبضے کے بغیر) میعاد لگا کر اس غلے کو لوگوں کے ہاتھ بیچ دوں۔ سعید رحمہ اللہ نے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ لوگوں کو وہ غلہ بیچو جس کو تم نے (بغیر قبضے کے) خریدا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو سعید (بن المسیب رحمہ اللہ) نے اسے منع کر دیا۔ (الموطأ ۲/۶۴۲ ح ۱۳۷۱، وسندہ حسن)

[۲۳۹] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ، إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھانا (غلہ، اناج) خریدتے تھے تو آپ ہمارے پاس آدمی بھیج کر حکم دیتے کہ ہم نے جہاں سے یہ خریدا ہے دوبارہ بیچنے سے پہلے وہاں سے دوسرے مقام پر اسے منتقل کر دیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۶۴۱ ح ۱۳۷۴، ک ۳۱ ب ۱۹ ح ۴۲) التمهيد ۱۳/۳۳۵، الاستذكار: ۱۲۹۴

☆ وأخرجه مسلم (۳۳/ ۱۵۲۷) من حديث مالك به .

تفقه

① خریدا ہوا غلہ اپنے قبضے میں لے کر بیچنا چاہئے۔

② نیز دیکھئے ح ۲۳۸، ۲۸۷

[۲۴۰] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الجَاهِلِيَّةِ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الجَزُوْرَ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جانور کے پیٹ میں) حمل کے حمل کو بیچنے سے منع فرمایا ہے اور یہ سودا تھا جو اہلِ جاہلیت ایک دوسرے کے ساتھ کرتے تھے۔ آدمی اس اونٹ کا سودا کرتا تھا کہ اونٹنی ایک بچی جنے گی پھر اس سے جو اونٹ پیدا ہوگا وہ میرا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۶۵۳، ۶۵۴ ح ۱۳۹۴، ک ۳۱ ب ۲۶ ح ۶۲) التمهيد ۱۳/۳۱۳، الاستذكار: ۱۳۱۵

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۴۳) من حديث مالك، ومسلم (۱۵۱۴) من حديث نافع به .

تفقه

① جو چیز موجود ہی نہیں ہے اس کا بیچنا ممنوع ہے۔ ② سدِّ ذرائع کے طور پر بعض اُمور سے منع کیا جا سکتا ہے۔

③ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ اتفاق اور ہم آہنگی رہے۔ ④ حبل الحبلہ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ بیع کی میعاد یہ مقرر کر لے کہ جب تک یہ جنے پھر اس کا بچہ بھی جنے۔ یہ میعاد مجہول ہے اس لئے منع ہے۔

[۲۴۱] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((المُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الخِيَارِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو جدا ہو جانے سے پہلے اپنے ساتھی پر حقِ اختیار رہتا ہے اِلا یہ کہ (جدا ہو جانے کے بعد بھی) حقِ اختیار والا سودا ہو۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۶۷۱ ح ۱۴۱۱، ک ۳۱ ب ۳۸ ح ۷۹) التمهید ۱۴/۷، الاستذکار: ۱۳۳۲

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۱۱) ومسلم (۱۵۳۱/۴۳) من حديث مالک بہ .

تفقه

① اس حدیث میں جدائی سے مراد جسمانی جدائی یعنی تفرق بالابدان ہے۔ نافع رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کو سودا پسند آجاتا تو بیچنے والے سے (دور جاکر) جدا ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۲۱۰۷، صحیح مسلم ۱۵۳۱، دارالسلام: ۳۸۵۶)

② بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے خلاف اہلِ مدینہ کا اجماع ہے لیکن ایسے نام نہاد اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں ہے جس سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ باہر ہیں۔ نیز دیکھئے التمہید (۹/۱۴)

③ اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے محمود حسن دیوبندی (اسیرِ مالٹا) نے کہا:

"وخالف أبو حنيفة فيه الجمهور و كثيرًا من الناس من المتقدمين والمتأخرين صنفوا رسائل في ترديد مذهبه في هذه المسئلة ورجح مولانا شاه ولى الله دهلوى قدس سره فى رسائل مذهب الشافعي من جهة الأحاديث والنصوص و كذلك قال شيخنا مدظله يترجح مذهبه وقال :الحق والانصاف أن الترجيح للشافعي في هذه المسئلة و نحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة والله اعلم ."

اور اس (مسئلے) میں ابوحنیفہ نے جمہور اور متقدمین ومتاخرین میں سے بہت سوں کی مخالفت کی ہے، انھوں نے اس مسئلے میں ان کے مذہب کی تردید میں رسالے لکھے اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ نے رسالوں میں احادیث اور دلائل کی وجہ سے (امام) شافعی کے مذہب کو ترجیح دی اور اسی طرح ہمارے شیخ مدظلہ نے کہا: ان کا مذہب راجح ہے، اور کہا: حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ واللہ اعلم

(تقریر ترمذی ص ۳۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

غور کریں کہ تقلید نے ان لوگوں کو حق وانصاف اور دلائل سے کتنا دور کر دیا ہے۔!

[**۲۴۲**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۸۳ ح ۱۴۲۷، ک ۳۱ ب ۴۵ ح ۹۵) التمهيد ۱۳/۳۱۶، الاستذکار: ۱۳۴۸

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۶۵) ومسلم (۱۴۱۲/۷ بعد ح ۱۵۱۴) من حديث مالک به .

تفقه

① اگر ایک شخص سودا خرید رہا ہو تو دوسرے شخص کو یہ سودا خریدنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اگر سودے کی بولی لگ رہی ہے تو یہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۳۵۳

③ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مسئلہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہو اس لئے اگر صحیح حدیث یا آثار سلف صالحین سے بھی ثابت ہو جائے تو استدلال کرنا صحیح ہے۔ صحیح حدیث سے استدلال تو واجب وفرض ہے اور آثار سے استدلال جائز ہے۔

④ بولی لگانے میں اگر دھوکا دینا مقصود ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ دیکھئے ح ۲۴۳

[۲۴۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجش (جھوٹی بولی لگانے) سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۸۴ ح ۱۴۲۸، ک ۳۱ ب ۴۵ ح ۹۷) التمهيد ۱۳/۳۴۷، الاستذکار: ۱۳۵۰

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۴۲) ومسلم (۱۵۱۶/۱۳) من حديث مالک به .

تفقه

① لغت میں نجش کا مفہوم یہ ہے کہ ''بیع وغیرہ کی بولی میں بائع کی ہمدردی اور خریداری کی ترغیب کے لئے قیمت بڑھانا (اور خریدنے کا ارادہ نہ کرنا) اسے بیع مزایدہ کہتے ہیں، یہ شرعاً مکروہ ہے۔'' (القاموس الوحید ص ۱۶۱۳ ج۲)

امام مالک نے بھی تقریباً یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

② بولی میں اگر دھوکا مقصود نہ ہو تو جائز ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۲۴۲

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے آکر نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تمھارے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! ایک کمبل ہے جسے ہم اوڑھتے بھی ہیں اور بچھاتے بھی ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں یہاں لے آؤ۔ وہ لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: یہ چیزیں کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے دو یا تین دفعہ فرمایا: ایک درہم

سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں یہ دونوں چیزیں دو درہم میں خرید تا ہوں، آپ نے اس سے دو درہم لے کر اس انصاری کو دے دیئے...الخ

(سنن ابی داود: ۱۶۴۱، وسندہ حسن لذاتہ وحسنہ الترمذی: ۱۲۱۸، ابوبکر الحنفی حسن الحدیث ولم یصح قول البخاری فیہ: ''لایصح حدیثہ'' وأخطأ من ضعف ھذا الحدیث)

اس حسن لذاتہ حدیث سے جائز بولی کا جواز ثابت ہے۔

③ نیز دیکھئے ح ۳۵۳

[۲۴۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأُعْطِيَ شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (مشترکہ) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے، پھر اس کا مال اگر غلام کی قیمت کے برابر ہو تو غلام کی قیمت کا حساب لگا کر اس کی ملکیت میں شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں گے اور وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ اتنا حصہ ہی اُس میں سے آزاد ہوگا جو کہ آزاد ہوا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۷۲ ح ۱۵۴۳، ک ۳۸ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۶۵/۱۴، الاستذکار: ۱۴۷۲

☆ وأخرجہ البخاری (۲۵۲۲) ومسلم (۱۵۰۱) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① اسلام اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ غلاموں کو آزاد کیا جائے۔

② جس شخص نے کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو یہ غلام اس شخص کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا لیکن اگر کسی اور شخص کا حصہ باقی رہا تو یہ غلام دوسرے شخص کا غلام ہی رہے گا الا یہ کہ وہ بھی آزاد کر دے۔

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی پوری آزادی اسی کے ذمہ ہے بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو ورنہ غلام کی قیمت لگائی جائے گی اور اس غلام سے کہا جائے گا کہ وہ کوشش (مال جمع) کر کے اپنے آپ کو آزاد کروالے لیکن اس پر سختی نہ کی جائے۔ (صحیح بخاری: ۲۵۲۷، صحیح مسلم: ۱۵۰۳)

④ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا، ان کے علاوہ

اس کا اور کوئی مال نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان غلاموں کو بلایا اور ان کے تین حصے کئے پھر قرعہ اندازی کر کے دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلامی میں برقرار رکھا۔ آپ نے (اس طریقے سے) آزاد کرنے والے شخص کی مذمت فرمائی۔

(صحیح مسلم: ۱۶۶۸، دارالسلام: ۴۳۳۵)

معلوم ہوا کہ مرنے والا صرف ایک ثلث (ایک تہائی) کی ہی وصیت کر سکتا ہے۔

[۲۴۵] وَبِهٖ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ ؟)) فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ. فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا، فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ! فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودی آئے تو آپ کو بتایا کہ ان میں سے ایک مرد و عورت نے آپس میں زنا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: تم تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ تو انھوں نے کہا: ہم (زانیوں کو) ذلیل و رُسوا کرتے ہیں اور انھیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ (سیدنا) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے، تورات میں رجم والی آیت موجود ہے، تورات لاؤ اور اسے پڑھو۔ پھر انھوں نے تورات کھولی تو ان میں سے ایک آدمی نے رجم (سنگسار) والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا پھر اس نے آگے پیچھے سے پڑھا تو عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اُٹھا۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیتِ رجم تھی۔ یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اس نے سچ کہا، یہاں رجم والی آیت ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو انھیں رجم کیا گیا۔ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ مرد عورت پر اُسے پتھروں سے بچانے کے لئے جھک، جھک جاتا تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۱۹ ح ۱۵۹۲، ک ۴۱ ب ۱ ح ۱) التمہید ۱۴/۳۸۵، الاستذکار: ۱۵۲۱

☆ وأخرجہ البخاری (۳۶۳۵، ۶۸۴۱) ومسلم (۱۶۹۹/۲۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① جس چیز کو فریقِ مخالف حجت تسلیم کرتا ہے تو اسے اُس کے خلاف پیش کرنا بالکل صحیح اور برحق ہے۔

② شادی شدہ زانی کو رجم (سنگسار) کرنا برحق ہے اور صحیح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۴۱، ۵۴

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور آپ کو قُف (ایک وادی) کی طرف تشریف لانے کی دعوت دی تو آپ وہاں ان کے مدرسے میں تشریف لے گئے۔ انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے لہٰذا آپ فیصلہ کریں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تکیہ رکھا تھا جس پر آپ بیٹھے تھے پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس تورات لے آؤ۔ جب تورات لائی گئی تو آپ تکیے سے نیچے اتر گئے اور اس تکیے پر تورات رکھی اور فرمایا: میں تجھ پر ایمان لایا اور جس نے تجھے نازل کیا ہے اس پر ایمان لایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اس شخص کو بلاؤ جو تم میں سے بڑا عالم ہے۔

پھر ایک مضبوط نوجوان لایا گیا پھر انھوں نے مالک عن نافع کی روایت جیسا قصہ رجم بیان کیا۔ (سنن ابی داود: ۴۴۴۹ وسندہ حسن)

جب تحریف شدہ تورات کو احتراماً اوپر تکیے پر رکھا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید اور کتبِ احادیث کو بھی زمین سے بلند رکھنا چاہئے اور ان کا از حد احترام کرنا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مخالفین کی مقدس کتابوں کی اُن کے سامنے (یا ان کی غیر حاضری میں) توہین نہیں کرنی چاہئے۔

④ موجودہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ ''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اُس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا۔

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اُسے شہر میں پا کر اُس سے صحبت کرے۔ تو تم ان دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور اُنکو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اسلئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔''

(استثناء باب ۲۱ فقرہ: ۲۲ تا ۲۴، بائبل اردو ص ۱۸۷)

معلوم ہوا کہ موجودہ تورات میں بھی رجم کی سزا موجود ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے عیسائیوں پولسیوں کی محرّف انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائیگا لیکن

جوان پر عمل کرے گا اور انکی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائیگا..." (متی کی انجیل ب ۵ فقرہ: ۱۷ تا ۲۰، عہد نامہ جدید ص ۸)

⑤ یہودی جھوٹے لوگ ہیں۔

⑥ اسلامی حکومت میں اہلِ ذمہ (کفار و مشرکین) پر ان کی اپنی کتابوں کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔

⑦ شادی شدہ زانی پر رجم کا انکار کرنے والے اپنے عمل کی رُو سے یہودیوں کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں۔

⑧ باطل مذاہب و مسالک کا رد کرنے کے لئے ان کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ان کے بارے میں معلومات رکھنی چاہئیں تاکہ وہ کسی کذب بیانی سے کام نہ لے سکیں اور ان پر اِتمامِ حجت بھی کر دی جائے۔

[۲۴۶] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ سَارِقًا فِي مِجَنٍّ، ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ .
قَالَ مَالِكٌ :وَالْمِجَنُّ الدَّرَقَةُ وَالتُّرْسُ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چور کا (دایاں) ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جس نے تین درہم کی قیمت والی ڈھال چرائی تھی۔ (امام) مالک نے فرمایا: مجن چمڑے یا لوہے کی ڈھال کو کہتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰی ۲/۸۳۱ ح ۱۶۱۶، ک ۴۱ ب ۷ ح ۲۱) التمهید ۱۴/۳۷۵، الاستذکار: ۱۵۴۴

☆ وأخرجه البخاري (۶۷۹۵) ومسلم (۱۶۸۶/۶) من حديث مالك به .

تفقه

① تین درہم (ربع دینار) سے کم چوری میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

② ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا جس نے ایک دینار یا دس درہم کی چوری کی تھی۔ دیکھئے سنن ابی داود (۴۳۸۷) اس روایت کی سند محمد بن اسحاق بن یسار مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا قطع في ثمر ولا كثر .)) پھل اور گابھے چرانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(مسند الحمیدی بتحقیق: ۴۰۸ وسندہ صحیح، ورواہ الترمذی: ۱۴۴۹، وغیرہ وصححہ ابن حبان: ۴۴۴۹ یا ۴۴۶۶، وابن الجارود: ۸۲۶)

محدث ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ الیشکری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں ابوحنیفہ کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی نے سوال پوچھا: ایک آدمی نے کھجوریں چرائی ہیں۔ ابوحنیفہ نے فرمایا: اس کا ہاتھ کٹنا چاہئے۔ میں نے اس آدمی سے کہا: یہ بات نہ لکھو، یہ عالم کی غلطی ہے۔ انھوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھل اور گابھے چرانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (امام) ابوحنیفہ نے اس آدمی سے فرمایا: میرے فتوے کو کاٹ دو اور لکھو: ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۳۸۰ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ صحیح حدیث کے قائل و فاعل تھے اور اس کے ساتھ قرآن مجید کی تخصیص کے بھی قائل تھے۔ حق کی طرف رجوع کرنا، اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔

[۲۴۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں شراب پیئے، پھر اس سے توبہ نہ کرے تو آخرت میں اُس سے (یعنی پاکیزہ شراب سے) محروم رہے گا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۴۶ ح ۱۶۴۲، ک ۴۲ ب ۴ ح ۱۱) التمہید ۱۵/۵، الاستذکار: ۱۵۷۰

☆ وأخرجہ البخاری (۵۵۷۵) ومسلم (۲۰۰۳/۷۶) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① شراب حرام ہے اور شراب پینا کبیرہ گناہ ہے۔

② اگر کوئی شخص خلوصِ دل سے سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔

③ علماء کا اجماع ہے کہ اگر شرابی توبہ نہ کرے تو وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ (التمہید ۱۵/۱۰)

④ ایک حدیث میں ہے کہ اُمت میں سے شراب پینے والے کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔

(سنن النسائی ۸/۳۱۴ ح ۵۶۶۷ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ: ۹۳۹)

⑤ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث، فإنه كان رجل ممن خلا قبلكم يتعبد ويعتزل الناس فذكره مثله ، قال :فاجتنبوا الخمر فإنه والله! لا يجتمع والإيمان أبدًا إلا يوشك أحد هما أن يخرج صاحبه .'' شراب سے بچو کیونکہ یہ اُم الخبائث ہے۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو عبادت کرتا تھا اور لوگوں سے دور رہتا تھا، پھر انھوں نے ایسی حدیث بیان کی (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پھر اس کے سامنے دو باتیں کی گئیں: زنا کرو یا اس بچے کو قتل کردو یا شراب پیو۔ تو اس نے شراب کو اختیار کیا۔ شراب پینے کے بعد اس نے عورت سے زنا کیا اور بچے کو بھی قتل کردیا) شراب سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ کی قسم! یہ اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یا تو شراب ایمان کو نکال دیتی ہے یا ایمان شراب کو نکال دیتا ہے۔

(السنن المجتبیٰ للنسائی: ۵۶۷۰ وسندہ صحیح، ورواہ البیہقی ۸/۲۸۷، ۲۸۸)

⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شراب پی پھر اسے نشہ نہ ہوا (تو بھی) اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک شراب کا اثر

اس کی رگوں یا پیٹ میں باقی رہے گا اور اگر وہ مرجائے تو کافر (یعنی ناشکرا ہوکر) مرتا ہے۔ الخ

(السنن المجتبیٰ للنسائی: ۵۶۷۱ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للنسائی: ۵۱۷۸ فضیل ہو ابن عمرو الفقیمی)

[۲۴۸] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ فَانْصَرَفَ قَبْلَ أَنْ أَبْلُغَهُ فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ ؟ فَقَالُوا : نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے میں خطبہ دیا تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں آپ کی طرف چلا پھر میرے پہنچنے سے پہلے ہی آپ خطبے سے فارغ ہو گئے تو میں نے پوچھا: آپ نے کیا فرمایا ہے؟
لوگوں نے بتایا کہ آپ نے کدو کے برتن اور روغنی مرتبان میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۴۳ ح ۱۶۳۶، ک ۴۲ ب ۲ ح ۵) التمہید ۱۵/۳۳۱، الاستذکار: ۱۵۶۴

☆ وأخرجہ مسلم (۴۸/۱۹۹۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① برائی کی طرف لے جانے والے ذرائع کا بھی سدِ باب کرنا چاہئے۔
② تمام صحابہ عدول ہیں لہٰذا صحابی کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے بلکہ نامعلوم صحابی تک اگر سند صحیح ہو تو حدیث حجت ہوتی ہے۔
③ مختلف مقامات واوقات میں لوگوں کی اصلاح کے لئے درس وتدریس جاری رکھنا مسنون ہے۔
④ مزید تفقہ اور فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۶
⑤ بعض علماء اس ممانعت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔
⑥ ذوق وانہماک سے وعظ وخطبہ سننا چاہئے اور علم وعمل کے جذبے سے سرشار رہنا چاہئے۔

[۲۴۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَا حَقُّ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کے پاس وصیت والی کوئی چیز ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے پاس لکھنے (یا لکھوانے) کے بغیر دو راتیں بھی گزارے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۷۶۱ ح ۱۵۳۰، ک ۳۷ ب ۱ ح ۱) التمهید ۱۴/۲۹۰، الاستذکار: ۱۴۵۹

☆ وأخرجه البخاري (۲۷۳۸) ومسلم (۱۶۲۷) من حديث مالك به .

تفقه

① اس حدیث سے وصیت کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن دوسری صحیح حدیث نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فلا وصية لوارث .)) پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

(سنن الترمذی: ۲۱۲۰ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''هذا حديث حسن'' ورواہ ابوداود: ۲۸۷۰ وابن ماجہ: ۲۷۱۳)

② جو شخص وارثوں کے علاوہ کسی دوسرے کے بارے میں ثلث (ایک تہائی) میں سے وصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کے لکھنے میں جلدی کرے۔ اس جلدی کے مستحب ہونے پر اجماع ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۴/۲۹۲)

③ قرآن مجید میں والدین اور رشتہ داروں کے بارے میں وصیت کا حکم ہے جسے لا وصیة لوارث والی حدیث نے منسوخ کر دیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ حدیث کے ساتھ نسخ قرآن جائز ہے۔

④ اگر کسی شخص کا بیٹا فوت ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے پوتوں پوتیوں کے بارے میں وصیت لکھ دے۔

[۲۵۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غلام اپنے آقا کے لئے خیر خواہی کرتا ہے اور احسن طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۹۸۱ ح ۱۹۰۵، ک ۵۴ ب ۱۷ ح ۴۳) التمہید ۱۴/۲۳۶، الاستذکار: ۱۸۴۱

☆ وأخرجه البخاري (۲۵۴۶) ومسلم (۱۶۶۴/۴۳) من حديث مالك به .

تفقه

① اسلام میں سابقہ غلامی کی اجازت ہے لیکن یہ ترغیب دی گئی ہے کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ اس طرح سے غلامی کا بتدریج خاتمہ ہو جاتا ہے۔

② جو شخص کسی (مسلمان) کے پاس نوکری کر رہا ہو تو اسے چاہئے کہ ہر وقت اپنے آقا اور افسر کی خیر خواہی اور حسنِ سلوک میں

مصروف رہے اور اپنی زندگی کو کتاب وسنت کے قالب میں ڈھال کر رکھے۔

③ درج بالا حدیث میں مذکور غلام اس آزاد سے افضل ہے جو اپنے آقا کی فرماں برداری میں کوتاہی برتے۔

④ ایک جلیل القدر غلام کا تذکرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس سے حسنِ سلوک پیشِ خدمت ہے:

ایک دفعہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینے کی بعض نواحی بستیوں میں تشریف لے گئے، کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دستر خوان بچھالیا، دیکھا کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا ہے، اسے بلا کر فرمایا: ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ، وہ بولا: میرا روزہ ہے، آپ سخت حیران ہوئے کہ اتنی گرمی میں روزہ رکھتے ہو؟ وہ بولا: میں ان دنوں کو (مرنے کے بعد والی زندگی کے لئے) غنیمت سمجھتا ہوں، عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس کا امتحان لینے کے لئے پوچھا: ایک بکری ہمیں بیچ دو، وہ بولا: یہ بکریاں میری نہیں ہیں بلکہ مالک کی ہیں۔ آپ نے (بطور امتحان) فرمایا: مالک کو کہہ دینا کہ بھیڑیا بکری کو کھا گیا ہے۔ اس چرواہے نے جواب دیا: پھر اللہ کہاں ہے؟ یعنی اللہ دیکھ رہا ہے، آپ اتنے خوش ہوئے کہ اس غلام کو اس کے مالک سے خرید کر آزاد کر دیا اور بکریاں بھی خرید کر اس کے حوالے کر دیں۔ (تاریخ دمشق ملخصاً ۸۹/۳۳ وسندہ حسن)

[۲۵۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرُ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلُ طَعَامُهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی دوسرے کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ دوھے، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کمرے میں آ کر کوئی اس کا خزانہ توڑ دے پھر اس کا کھانا (غلہ) لے کر اپنے پاس منتقل کر لے؟ لوگوں کی خوراک (دودھ) کو ان کے جانوروں کے تھن جمع اور محفوظ رکھتے ہیں لہٰذا تم میں سے کوئی آدمی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس کے جانور کا دودھ نہ دوھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۷۱/۲ ح ۱۸۷۸، ک ۵۴ ب ۶ ح ۱۷) التمہید ۲۰۶/۱۴، الاستذکار: ۱۸۱۴

☆ وأخرجہ البخاری (۲۴۳۵) ومسلم (۱۷۲۶/۱۳) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① کسی مسلمان کا مال دوسرے مسلمان کے لئے اس کی اجازت کے بغیر حلال نہیں ہے اِلا یہ کہ بیوی بچے ہوں تو وہ معروف

طریقے سے گھر کا خرچہ چلا سکتے ہیں۔

② دودھ اور مشروب کو بھی کھانا کہا جا سکتا ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ:۲۴۹

③ قیاس جائز ہے بشرطیکہ نص کے خلاف نہ ہو۔

④ جو شخص اتنا دودھ چرائے جو نصاب (تین درہم) کی حد تک پہنچ جائے تو اس چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

⑤ استطاعت ہو تو دودھ دینے والے جانور پالنا اور رکھنا اچھا کام ہے۔

⑥ ہر وقت حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا خیال رکھنا چاہئے۔

⑦ اچھا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

[۲۵۲] وَبِهِ أَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّما يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ)) ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ أَكْسُهَا لِتَلْبَسَهَا)) فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی کپڑا بکتے ہوئے دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ اسے خرید لیں تو جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس کوئی وفد آئے تو پہن لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑے (مالِ غنیمت میں) لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک کپڑا (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو دیا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ کپڑا دیا ہے حالانکہ آپ نے عطارد کے کپڑے کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں یہ کپڑا پہننے کے لئے نہیں دیا۔ پھر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے مکہ میں اپنے مشرک بھائی کو یہ کپڑا پہننے کے لئے دے دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۱۷، ۹۱۸ ح ۱۷۷۰، ک ۴۸ ب ۸ ح ۱۸، وعنده: لم أكسكها) التمهيد ۱۴/۲۳۹، الاستذكار: ۱۷۰۲

☆ وأخرجه البخاري (۲۶۱۲،۸۸۶) ومسلم (۲۰۶۸/۲) من حديث مالك به .



① جمعہ، عیدین اور خاص موقعوں پر بہترین نیا یا پاک وصاف لباس پہننا مسنون ہے۔

② مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔

③ اگر خیر کی امید ہو تو کفار و مشرکین کو تحفے تحائف دینا جائز ہے۔

④ مسجد کے قریب اور دروازے سے باہر خرید و فروخت جائز ہے۔

⑤ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے، آپ کے کُرتے پر دونوں کندھوں کے درمیان میں ایک دوسرے کے اوپر تین پیوند لگے ہوئے تھے۔ (الموطأ ۱/۹۱۸ ح ۱۷۷۱، وسندہ صحیح)

⑥ اس پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لئے ریشمی لباس (اور سونا پہننا) حلال ہے۔ (التمہید ۱۴/۲۴۱)

⑦ کفار و مشرکین پر شریعتِ اسلامیہ کے عمومی احکامات نافذ نہیں الا یہ کہ کسی خاص حکم کی کوئی تخصیص ثابت ہو۔

⑧ بعض روایات و آثار سے ثابت ہے کہ اگر مردانہ لباس میں بعض جگہ تھوڑا سا ریشم استعمال کر لیا جائے تو جائز ہے اور اسی طرح سونے کا دانت لگانا بھی جائز ہے۔

⑨ اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس کے لئے ریشمی لباس مفید ہو تو استثنائی حکم کی وجہ سے اس کے لئے ریشمی لباس پہننا جائز ہے۔

⑩ حافظ ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیر مسلموں کو (جو اسلام کے دشمن ہیں) فرض زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور باقی صدقات مثلاً صدقۂ فطر، کفارۂ قسم اور کفارۂ ظہار بھی اسی حکم میں ہیں جبکہ نفلی صدقات دینا جائز ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۴/۲۶۳)

[۲۵۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِنَ اللِّمَمِ ، قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ :مَنْ هٰذَا ؟ فَقِيلَ لِي :الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ، ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ :هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات (اللہ نے) مجھے خواب دکھایا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں پھر میں نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا، تم نے جو گندمی لوگ دیکھے ہیں وہ اُن میں سب سے خوبصورت تھا، تم نے کندھوں تک سر کے جو لمبے بال دیکھے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوبصورت اس کے بال تھے جنھیں اس نے کنگھی کیا تھا، پانی کے قطرے اس کے بالوں سے گر رہے تھے، اس شخص نے دو آدمیوں یا ان کے کندھوں پر سہارا لیا ہوا تھا اور بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔

پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو دائیں آنکھ سے کانا تھا اور اس کے بال بہت زیادہ گھنگریالے تھے، اس کی (کانی) آنکھ اس طرح تھی جیسے پھولے ہوئے انگور کا دانہ ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ مسیح دجال ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۹۲۰ ح ۱۷۷۳، ک ۴۹ ب ۲ ح ۲) التمهيد ۱۴/۱۸۷، الاستذكار: ۱۷۰۵

☆ وأخرجه البخاري (۵۹۰۲) ومسلم (۱۶۹/۲۷۳) من حديث مالك به .

تفقه

① ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج والی رات میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، آپ **جَعْدٌ مَرْبُوْعٌ** گھنگریالے بال والے میانہ قد کے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۹۶)

معلوم ہوا کہ آسمان پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بال گھنگریالے تھے اور زمین پر نزول کے بعد کنگھی کرنے کی وجہ سے بال برابر اور خوبصورت ہوں گے۔ اس طرح دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ بعض منکرینِ ختمِ نبوت ان دو روایتوں کی وجہ سے دو عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ مردود ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ''**رَجُلاً آدَمَ طِوَالاً جَعْدًا**'' گندمی رنگ والے لمبے قد اور گھنگریالے بالوں والے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۹۶)

دوسری میں آیا ہے: ''**رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ**'' دُبلے سیدھے بال والے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۹۴)

کیا حلیے کے اس ظاہری اختلاف کی وجہ سے یہ عقیدہ رکھا جائے گا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہیں؟ نیز دیکھئے محمدیہ پاکٹ بک (ص ۵۹۳، ۵۹۴) وہاں دوسری لغوی بحث بھی ہے۔

② عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد موقع ملنے پر بیت اللہ کا حج کریں گے۔

③ دجال اکبر کوشش کرے گا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کو چاروں طرف سے گھیر لے۔ یاد رہے کہ دجال کا مکے اور مدینے میں داخلہ حرام ہے۔

④ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ دیکھئے کشف الاستار عن زوائد البزار (۴/۱۴۲ ح ۳۳۹۶، وسندہ صحیح)

⑤ کانا دجال ایک آدمی ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا۔ اس سے کوئی خاص قوم یا قبیلہ وغیرہ مراد لینا غلط ہے۔

⑥ نبی کا خواب حجت ہوتا ہے۔

[۲۵٤] وَبِهٖ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :
((إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِؤُهَا بِالْمَاءِ))
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنَّا الرِّجْزَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے سانس میں سے ہے لہٰذا اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔
اور ابن عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ اے اللہ! ہم سے عذاب دُور فرما۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹٤۵ ح ۱۸۲۵، ک ۵۰ ب ۶ ح ۱۶/۲، المرفوع فقط) الاستذكار: ۱۷۶۱

☆ وأخرجه البخاري (۵۷۲۳) ومسلم (۲۲۰۷/۷۹) من حديث مالك به المرفوع فقط. ورواه الجوهري (۷۰۴) عن ابن وهب عن مالك نحوه .

تفقه

① کچھ بخار (مثلاً ٹائیفائڈ) ایسے ہوتے ہیں کہ اگر جسم کو پانی یا برف وغیرہ کے ساتھ ٹھنڈا کیا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔
② ہر وقت اللہ ہی سے دعا کرنی چاہئے۔
③ مومن پر دنیا میں مصیبتوں اور آزمائشوں کا آنا اُس کے درجات کی بلندی کا سبب ہے بشرطیکہ وہ صبر وشکر کا مظاہرہ کرے۔
④ دیکھئے ح ۴۸۲

[۲۵۵] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ : ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ والسُّفْلٰى السَّائِلَةُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر صدقے اور مانگنے سے اجتناب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۹۸ ح ۱۹۴۶، ک ۵۸ ب ۲ ح ۸) التمهيد ۲۴۷/۱۵، الاستذكار: ۱۸۸۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۲۹) ومسلم (۱۰۳۳/۹۴) من حديث مالك به .



① شرعی عذر کے بغیر مانگنا ممنوع ہے۔ ② مستحق شخص کی امداد کرنے والا شخص افضل ہے۔

③ لوگوں کی اصلاح کے لئے منبر پر مسائل بیان کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

④ اللہ کے راستے میں صدقات دیتے رہنا اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔

⑤ محنت کر کے مال و دولت کمانا تا کہ اس میں سے اللہ کے راستے میں، اپنے آپ پر، اپنے اہل وعیال اور دوست احباب پر خرچ کیا جائے، یہ بہت پسندیدہ کام ہے۔

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**لا يفتح الإنسان على نفسه باب مسألة، إلا فتح الله عليه باب فقر، يأخذ الرجل حبله فيعمد إلى الجبل فيحتطب على ظهره فيأكل به خير له من أن يسأل الناس معطىً أو ممنوعًا .**)) جو شخص اپنے آپ پر سوال (لوگوں سے مانگنے) کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس پر فقر (غربت) کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ آدمی اپنی رسی لے کر پہاڑ پر چڑھے پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں (رکھ کر) لے آئے تو اُس سے (یعنی انھیں بیچ کر) کھائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، کوئی اسے دے اور کوئی دھتکار دے۔

(مسند احمد ۲/۴۱۸ ح ۹۴۲۱ وسندہ صحیح)

⑦ نیز دیکھئے ح ۸۷، ۱۷۴، ۳۷۱

[۲۵٦] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا كَلْبِ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ .))

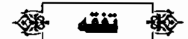
اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی شکاری اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی کتا پالے تو اس کے اجر وثواب (نیکیوں) میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۹ ح ۱۸۷۴، ک ۵۴ ب ۵ ح ۱۳، نحو المعنیٰ) التمہید ۱۴/۲۱۷، الاستذکار: ۱۸۱۰

☆ وأخرجہ البخاری (۵۴۸۲) ومسلم (۵۰/۱۵۷۴) من حدیث مالک بہ .



① احادیثِ صحیحہ سے صرف تین قسم کے کتے پالنے اور رکھنے کا ثبوت ملتا ہے: شکار کے لئے، جانوروں کی حفاظت کے لئے اور کھیتی باڑی (زمین) کی حفاظت کے لئے۔

تیسرے کتے کی دلیل ہے، لئے دیکھئے صحیح بخاری (۲۳۲۲) صحیح مسلم (۱۵۷۶) اور یہی کتاب (ح ۵۱۸) ان تین اقسام اور جاسوسی و تفتیش والے کتوں کے علاوہ ہر قسم کے کتے پالنا اور رکھنا حرام ہیں۔

② مصالحِ مرسلہ اور انسانوں کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ ایسے کتے پالنا جو چور یا گمشدہ چیز کی کھوج لگائیں، شکاری کتے کے حکم میں ہونے کی وجہ سے جائز ہیں۔

③ ایسے اعمال سے بچنا ضروری ہے جن سے اُخروی نقصان کا خدشہ ہو۔

④ مصلحتِ راجحہ کو اس کام پر ترجیح حاصل ہے جس میں نقصان زیادہ ہو۔

⑤ ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔ ⑥ قیراط وزن اور پیمائش کی ایک مقدار کو کہتے ہیں۔

[٢٥٧] وَبِهِ مِنْ رِوَايَةِ أَحْمَدَ وَحْدَهُ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ .

اور صرف (ابو جعفر) احمد (بن ابی سلیمان: راویٔ کتاب) کی روایت کے ساتھ اسی سند سے (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۹ ح ۱۸۷۵، ک ۵۴ ب ۵ ح ۱۴) التمہید ۱۴/۲۲۴، الاستذکار: ۱۸۱۱

☆ وأخرجہ البخاری (۳۳۲۳) ومسلم (۱۵۷۰/۴۳) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ نے شروع میں شکاری، جانوروں کی حفاظت والے اور زمین کی رکھوالی والے کتوں کے علاوہ عام کتوں کے قتل کا حکم دیا تھا، پھر آپ نے اس حکم کو منسوخ فرماتے ہوئے کتوں کے قتل سے منع کر دیا۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۵۷۲، دارالسلام: ۴۰۲۰)

لیکن واضح رہے کہ نبی ﷺ نے کالے کتے کو شیطان قرار دیا ہے بالخصوص جن کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں اور انھیں مارنے کا حکم برقرار ہے، منسوخ نہیں ہوا۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۵۷۲) سنن ابی داود (۲۸۴۶، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بعد میں شکاری، جانوروں اور زمین کی رکھوالی کے لئے کتے رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۵۷۳، دارالسلام: ۴۰۲۱، ۴۰۲۲) لہٰذا کتوں کے قتل والا حکم منسوخ ہے۔

② کتا نجس ہے۔

③ دین اسلام کے ہر حکم میں لوگوں کی اصلاح اور خیر خواہی مطلوب ہے۔

④ مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے۔

[۲۵۸] وَبِهٖ مِنْ رِوَايَةِ عِيْسٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ.))
كَمُلَ حَدِيْثُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَذٰلِكَ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ حَدِيْثًا وَتَقَدَّمَ لَهُ حَدِيْثُ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) فِي بَابِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.

اور (ابوموسیٰ) عیسیٰ (بن مسکین: راویٔ کتاب) کی روایت سے اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر، دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ نافع کی ابن عمر سے روایتیں مکمل ہو گئیں اور یہ چونسٹھ (۶۴) حدیثیں ہیں اور ایک حدیث ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) زید بن اسلم کے باب میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث سابق: ۱۶۵)

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۸۹ ح ۱۹۲۳، ک ۵۶ ب ۶ ح ۱۴) التمہید ۱۵/۲۸۷، الاستذکار: ۱۸۵۹

☆ وأخرجہ البخاری (۶۲۸۸) ومسلم (۲۱۸۳) من حدیث مالک بہ۔

تفقه

① دو آدمیوں کا آپس میں دوسروں سے خفیہ رازدارانہ باتیں کرنا تناجی اور نجویٰ کہلاتا ہے۔
② اگر مجلس میں کل تین آدمی ہوں تو دو آدمیوں کا بلا اجازت ایسی زبان میں باتیں کرنا ممنوع ہے جسے تیسرا آدمی نہیں سمجھتا۔
③ دینِ اسلام کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ اتفاق و اتحاد رہے اور آپس میں کسی قسم کی غلط فہمی یا سوئے ظن نہ ہو۔
④ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزتِ نفس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔

أَبُو سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲۵۹] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ:
((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ.))

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے میں نہ بیچو مگر برابر برابر، اس میں بعض کو بعض پر زیادتی و اضافہ نہ دو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو مگر برابر برابر، اس میں بعض کو بعض پر زیادتی و اضافہ نہ دو اور ان میں سے کوئی چیز بھی ادھار کے بدلے نقد نہ بیچو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۶۳۲/۲ ح ۱۳۶۱، ک ۳۱ ب ۱۶ ح ۳۰) التمهید ۵/۱۶، الاستذکار: ۱۲۸۱

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۷۷) ومسلم (۱۵۸۴) من حديث مالك به .

تفقه

① سونے چاندی کے لین دین میں اضافہ حرام ہے، چاہے نقد ہو یا ادھار۔

② اگر جنس علیحدہ ہو تو کرنسی کا تبادلہ جائز ہے مثلاً ریال دے کر روپے لینا یا روپے دے کر ریال وغیرہ لینا۔

③ محمد طاہر القادری (بریلوی) نے احمد رضا خان بریلوی سے نقل کیا ہے کہ ''اگر کوئی شخص دس (۱۰) روپے کا نوٹ دوسرے شخص کو سال بھر کے وعدے پر بارہ (۱۲) روپے میں بیچ دے تو یہ جائز ہے۔'' (بلاسود بنکاری/عبوری خاکہ طبع سوم جولائی ۱۹۸۷ء ص ۱۰۰)

بریلوی صاحب کا اس عمل کو جائز قرار دینا سراسر غلط ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ صریح سود ہے۔

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''كلُّ قرض جرّ منفعة فهو وجه من وجوه الربا''

ہر وہ قرض جو نفع کھینچے، سود کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۵۰/۵ وسندہ صحیح وأخطأ من ضعفه)

④ نیز دیکھئے ح ۱۰

القَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲۶۰] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟)) قَالَتْ : اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَتَوَسَّدُهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ بِهَا، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خلقتُم)) ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.))

ام المومنین عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک تکیہ نما چھوٹا کمبل خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھے اور کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں، مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نمرقہ (چھوٹا تکیہ) کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہو

گا، انھیں کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اُسے زندہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۶،۹۶۷ ح ۱۸۶۹، ک ۵۴ ب ۳ ح ۸) التمہید ۱۶/۵۰،۵۱، الاستذکار:۱۸۰۵

☆ وأخرجہ البخاری (۲۱۰۵) ومسلم (۹۶/۲۱۰۷) من حدیث مالک بہ .

o وفي رواية يحي بن يحي :" وَتَوَسَّدُهَا " .

تفقه

① کپڑا ہو یا کاغذ وغیرہ، جانداروں کی تصاویر بنانا حرام ہے۔

② کتاب وسنت کے خلاف کاموں پر غصہ کرنا جائز ہے۔

③ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

④ اگر لاعلمی میں غلطی ہو جائے تو معاف ہے لیکن صاحبِ علم کو چاہئے کہ اس شخص کو جو انجانے میں غلطی کر رہا ہے دلیل سے سمجھا دے۔

⑤ نیز دیکھئے ح ۱۲۵

⑥ جن کپڑوں پر جانداروں کی تصویریں ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔

⑦ جس کپڑے پر تصویریں تھیں اسے نبی ﷺ نے پھاڑ دیا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۲۴۷۹) وصحیح مسلم (۲۱۰۷)

⑧ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر وہاں ایک پردہ لٹکا ہوا دیکھ کر واپس چلے گئے۔

(مسند احمد ۵/۲۲۰، ۲۲۱ ح ۲۱۹۲۲ وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۳۷۵۵ وصححہ ابن حبان مختصراً: ۶۳۲۰ والحاکم ۱/۱۸۶ ح ۲۷۵۸ ووافقہ الذہبی، نیز دیکھئے صحیح بخاری: ۲۶۱۳)

⑨ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس گھر میں دعوت کھانے سے انکار کر دیا تھا جہاں تصویر لگی ہوئی تھی۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۷/۲۶۸ وسندہ حسن وصححہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۹/۲۴۹ قبل ح ۵۱۸۱)

⑩ تمام امور میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور یہ اہلِ حق کا امتیاز ہے۔

☆ اگر شوہر کی اجازت ہو تو بیوی شرعی حدود اور پردے کے احکام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خرید وفروخت کر سکتی ہے۔

☆ بیوی اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر اور شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے ساتھ تصرف کر سکتی ہے۔

إِبْرَاهِيمُ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲٦١] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: نَهَانِيْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ .

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: هٰذَا لَفْظُ كِتَابِ الْجَامِعِ وَفِي كِتَابِ الصَّلَاةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَقَالَ فِيْهِ: وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ .

(سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے، زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قراءت کرنے (یعنی رکوع میں قرآن پڑھنے) سے منع فرمایا ہے۔

ابوالحسن (القابسی) نے کہا: یہ کتاب الجامع کے الفاظ ہیں اور کتاب الصلاۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ رکوع میں قراءتِ قرآن سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق إسناده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۰/۱ ح ۱۷۳، ک ۳ ب ٦ ح ۲۸ [کتاب الصلوٰۃ] بلفظ: ''عن علي بن أبي طالب أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس القسي وعن تختم الذهب وعن قراء ة القرآن في الركوع.'') التمہید ۱۱۱/۱٦، الاستذکار: ۱۵۲

☆ وأخرجہ مسلم (۲۰۷۸) من حدیث مالک بہ بلفظ: ''أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس القسيّ و المعصفر وعن تختم الذهب وعن قراء ة القرآن في الركوع '' ورواہ النسائی (۱۹۱/۸ ح ۵۲۷۱) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ مختصراً.

تفقہ

① مردوں کے لئے ریشمی لباس حرام ہے اِلا یہ کہ عذرِ شرعی ہو اور عورتوں کے لئے ریشمی لباس مطلقاً حلال ہے۔

② رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس حالت میں قرآنی دعاؤں کے بجائے مسنون وغیر قرآنی دعائیں پڑھی جائیں۔

③ جس حدیث میں عورتوں کو سونے کی انگوٹھی (وغیرہ) سے منع کیا گیا ہے وہ بالا جماع منسوخ ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۱۵/۱٦)

④ مردوں کے لئے سونے کے دانت لگانے یا اُن میں سونے کی تار لگانا جائز ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۱۷۷۰، وسندہ حسن)

⑤ مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے بلکہ بعض مستثنیات کو چھوڑ کر ہر قسم کا سونا پہننا حرام ہے۔

⑥ مردوں کے لئے زرد رنگ کے کپڑے پہننا صحیح نہیں ہے۔

زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲٦۲] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :((الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ .))

نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ (غٹ غٹ) بھرتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۴، ۹۲۵ ح ۱۷۸۲، ک ۴۹ ب ۷ ح ۱۱) التمہید ۱۶/۱۰۱، الاستذکار: ۱۷۱۴

☆ وأخرجہ البخاری (۵٦۳۴) ومسلم (۲۰٦۵) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔

② کفار و مشرکین کے شعار کا استعمال یا ان کے ایسے امور سے مشابہت کرنا جن کی ممانعت کتاب و سنت سے ثابت ہے، حرام ہے۔

③ سونے اور چاندی کے برتن بنانا جائز نہیں۔

④ اگر کوئی برتن ٹوٹ جائے تو اسے سونے یا چاندی کے تاروں سے جوڑنا جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ایک پیالہ ٹوٹ گیا تھا جسے چاندی کے تاروں سے جوڑا گیا تھا۔ یہ پیالہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جس سے انھوں نے نبی ﷺ کو کئی بار (دودھ یا پانی) پلایا تھا۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس پیالے کے لوہے کے حلقے کو ہٹا کر سونے یا چاندی کا حلقہ بنا دیں۔ جب سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انھوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''لا تغيرن شيئًا صنعه رسول الله ﷺ'' رسول اللہ ﷺ نے جو کام کیا ہے، اسے ہرگز تبدیل نہ کرنا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵٦۳۸)

⑤ فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیالے کی ایسی جگہ سے پینا ممنوع قرار دیا گیا ہے جہاں سے وہ ٹوٹا ہوا ہو۔ دیکھئے المعجم الاوسط للطبرانی (٦۸۲۹ وسندہ حسن، نیز دیکھئے سنن ابی داود: ۳۷۲۲)

صَفِيَّةُ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[٢٦٣] مَالِكٌ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ حَفْصَةَ أُمَّي الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ .))

ام المومنین حفصہ (رضی اللہ عنہا) اور ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی عورت کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے، حلال نہیں کہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی موت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۹۸ ح ۱۳۰۷، ک ۲۹ ب ۳۵ ح ۱۰۴) التمہید ۱۶/۴۱، الاستذکار: ۱۲۲۷

☆ وأخرجه الامام الشافعي (الام ۵/۲۳۱، المسند ص ۳۰۱) عن مالک به وقال: ''عن عائشة وحفصة أو عائشة أو حفصة''

ورواه مسلم (۱۴۹۰) من حديث نافع به .

تفقه

① شوہر کے علاوہ ہر اُمتی پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

② جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس پر چار مہینے اور دس دن عدت (سوگ) منانا ضروری ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرہ (۲۳۴)

③ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو وضعِ حمل (بچے کی پیدائش) کے بعد اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۹۰۹، ۵۳۳۷) وصحیح مسلم (۱۴۸۵)

④ سوگ کا مطلب اظہارِ غم اور ترکِ زینت ہے۔

⑤ عدت کے تفصیلی احکام کے لئے دیکھئے مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ کی کتاب ''احکامِ عدت''

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَمَّ :حَدِيثَانِ

[٢٦٤] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ (ﷺ) ○ يَنْهٰى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِغَائِطٍ أَوْ لِبَوْلٍ .

ایک انصاری آدمی کے باپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت قبلہ رُو ہو کر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۳ ح ۴۵۶، ک ۱۴ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۶/۱۲۵، الاستذکار: ۴۲۵

☆ وأخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار (۲۳۲/۴) من حدیث مالک بہ والسند ضعیف وللحدیث شواھد صحیحۃ منھا الحدیث السابق: ۱۲۴

○ من رواية يحي بن يحي.

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ۱۲۴

② یہ روایت رجل من الانصار کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

[۲٦٥] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَهَا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ : ((لَا بَأْسَ بِهَا فَكُلُوهَا .))

معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ (سیدنا) کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی ایک لونڈی سلع (کے مقام) پر بکریاں چرا رہی تھی پھر ان میں سے ایک بکری مصیبت کا شکار (زخمی یا بیمار) ہوئی تو اس نے وہاں پہنچ کر اسے پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پس تم اسے کھاؤ۔

تحقیق صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۸۹ ح ۱۰۷۷، ک ۲۴ ب ۲ ح ۴) التمہید ۱۶/۱۲۶، الاستذکار: ۱۰۷۷

☆ وأخرجہ البخاری (۵۵۰۵) من حدیث مالک بہ .

رجل من الأنصار صحابي ، ذكره ابن مندة وغيره في الصحابة كما في إرشاد القاري للقسطلاني (۲۷۹/۸) وقال ابن العجمي: " وهو عبدالله بن كعب بن مالك " (التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح مخطوط مصور ص ۳۲۲) والحمد للہ

تفقه

① عورت اگر اللہ کا نام لے کر حلال جانور یا پرندہ وغیرہ ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے، جمہور کا یہی مسلک ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۶/۱۲۸)

② ذبح کے لئے چھری کا ہونا ضروری نہیں بلکہ جس چیز سے بھی خون بہہ جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہے۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((ما أنهر الدّم و ذكر اسم الله فكلوه مالم يكن سنّ ولا ظفر .)) جو چیز خون بہادے اور اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھالو بشرطیکہ دانت یا ناخن نہ ہو۔ (صحیح بخاری:۵۵۴۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر بندوق وغیرہ سے فائر کیا جائے تو شکار حلال ہے بشرطیکہ شکار کا خون بہہ چکا ہو۔

③ اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہو تو مصلحت کی وجہ اور مالک کی عام اجازت سے لیکن ضرورت کے وقت خاص اجازت کے بغیر بھی اس میں تصرف کر سکتا ہے۔

④ اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہو اور وہ اس کی کوتاہی کے بغیر خود بخود ضائع ہو جائے تو اس کا اُس پر کوئی ہرجانہ نہیں ہے۔

نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٢٦٦] مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَرْسَلَ إِلٰى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَأَبَانُ يومَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ :إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ ابْنَ عُمَرَ ابْنَةَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَقَالَ :سَمِعْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لاَ يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلاَ يَخْطُبُ وَلاَ يُنْكِحُ .)) قَالَ أَبُو الْحَسَنِ :أَنْ يَكُونَ نُبَيْهٌ سَمِعَ أَبَانَ يَقُولُ هٰذَا . وَقَدْ جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ غَيْرِ مَالِكٍ مَا يُصَحِّحُ هٰذَا وَلَوْ لَمْ يَأْتِ ذٰلِكَ لَكَانَ مُمْكِنًا أَنْ يَسْمَعَهُ مِنَ الرَّسُولِ فَيَصِيرَ مُتَّصِلاً مِنْ حَدِيْثِ مَالِكٍ بِمَنْ لَم يُسَمَّ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ .
كَمُلَ حَدِيْثُ نَافِعٍ وَهُوَ اثْنَانِ وَسَبْعُونَ حَدِيْثًا .

نبیہ بن وہب (تابعی) سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان (بن عفان) کی طرف پیغام بھیجا کہ میں (طلحہ) بن عمر (القرشی التیمی) کا شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ آپ بھی اس میں حاضر ہوں۔ ان دنوں ابان (رحمہ اللہ) حاجیوں کے امیر تھے۔ اور دونوں (عمر بن عبید اللہ اور ابان) حالتِ احرام میں تھے تو ابان بن عثمان نے عمر بن عبید اللہ (کی دعوت) کا انکار کیا اور فرمایا: میں نے (اپنے والد سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام باندھنے والا نہ نکاح کرے اور نہ منگنی کرے اور نہ کسی کا نکاح کرائے۔

ابو الحسن (القابسی) نے کہا: ہو سکتا ہے کہ نبیہ نے اسے ابان سے سنا ہو۔ (امام) مالک کے علاوہ دوسروں کی روایت سے اسی بات کی تصحیح (وتائید) ہوتی ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو ممکن ہے کہ انھوں نے پیغام لے جانے والے سے سنا ہو، پس یہ روایت نامعلوم راوی کی سند کے ساتھ متصل ہو جاتی ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

نافع کی بیان کردہ احادیث مکمل ہوگئیں اور یہ بہتر (۷۲) حدیثیں ہیں۔

تحقیق صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۴۸، ۳۴۹ ح ۷۸۸، ک ۲۰ ب ۲۲ ح ۷۰) التمہید ۱۶/۴۵، الاستذکار: ۷۳۸

☆ وأخرجہ مسلم (۱۴۰۹) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① حالتِ احرام میں نکاح کرنا یا کروانا اور منگنی کرنا جائز نہیں ہے۔

② سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ) میمونہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا تھا اور آپ محرم تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۸۳۷، صحیح مسلم: ۱۴۱۰)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حرم (مکہ) میں داخل تھے۔ اس سے حالتِ احرام مراد نہیں ہے کیونکہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کا نکاح حالتِ حلال میں ہوا تھا۔ (صحیح مسلم: ۱۴۱۱)

یزید بن الاصم رحمہ اللہ (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) نے بھی یہی بات کہی ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۴۱۰)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ حلال میں میمونہ سے نکاح کیا تھا اور پیغام رسانی کا فریضہ میں نے ہی انجام دیا تھا۔ (سنن الترمذی: ۸۴۱ وسندہ حسن وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن)

③ امام مالک رحمہ اللہ کی درج بالا حدیث صحیح اور متصل ہے۔ نبیہ بن وہب نے اس حدیث کو ابان بن عثمان سے سنا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۴۰۹/۴۲، دارالسلام: ۳۴۴۷)

④ ایسی دعوت جو غیر شرعی امور پر مبنی ہو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے۔

⑤ صاحبِ علم کو ہمہ وقت کتاب وسنت کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے تاکہ جہالت کی تاریکی چھٹ جائے۔

⑥ کلمۂ حق بیان کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔

⑦ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بڑی فضیلت والے اور صاحبِ علم وعمل تھے۔

⑧ اگر تطبیق نہ ہو سکے تو تعارض کی حالت میں ثقہ راویوں کی جماعت کو ترجیح حاصل ہے۔

أَبُو سُهَيْلٍ وَاسْمُهُ نَافِعٌ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٢٦٧] مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُولَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ :((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((وَصِيَامُ رَمَضَانَ)) قَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ:((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ :وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ :((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ :فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ :وَاللّٰهِ! لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :

((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.))

(سیدنا) طلحہ بن عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نجد والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، اس کی آواز کی گنگناہٹ سنائی دیتی لیکن اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسلام کے بارے میں کچھ پوچھ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض ہیں۔) اس نے کہا: کیا ان (پانچوں) کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اِلا یہ کہ تم اپنی مرضی سے نوافل پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور رمضان کے روزے (فرض ہیں۔) اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی روزے مجھ پر فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں اِلا یہ کہ تم اپنی مرضی سے نفلی روزے رکھو۔

اور رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اس نے پوچھا: کیا اس (زکوٰۃ) کے علاوہ اور بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اِلا یہ کہ تم اپنی مرضی سے نفلی صدقے دو۔

پھر وہ آدمی یہ کہتے ہوئے پیٹھ پھیر کر روانہ ہوا: اللہ کی قسم! میں ان پر نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۷۵ ح ۴۲۵، ک ۹ ب ۲۵ ح ۹۴) التمہید ۱۶/۱۵۷، ۱۵۸، الاستذکار: ۳۹۵

☆ وأخرجه البخاري (۵٦) ومسلم (۱۱) من حدیث مالک به .

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کامیابی کا دارومدار عقائد کے بعد اعمال اور فرائض کی ادائیگی پر ہے تاہم سنن ونوافل کو بھی نہیں چھوڑنا چاہئے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ جب فرائض میں کمی ہوگی تو سنن ونوافل کام آئیں گے۔

② اہلِ نجد میں سے آدمی کون تھا؟ حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ ابن بطال وابن العجمی وغیرہما کا خیال ہے کہ وہ ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شرح ابن بطال ۱/۹۷ والتوضیح لمبہمات الجامع الصحیح لابن العجمی، قلمی ص ۱۳) اور یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ دیکھئے تفقہ: ٦

③ اسلام فرائض واعمال کا نام ہے معلوم ہوا کہ مرجئہ کا عقیدہ باطل ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اعمال ایمان سے خارج ہیں۔

④ اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہے جب کہ دوسری احادیث سے حج کا فرض ہونا ثابت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر ایک دلیل میں کوئی مسئلہ مذکور نہیں اور دوسری دلیل میں وہ مسئلہ مذکور ہے تو اسی کا اعتبار ہوگا، اس حالت میں عدمِ ذکر کو عدمِ شئ کی دلیل نہیں بنایا جائے گا۔

⑤ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنتِ موکدہ ہے۔ اس کی تائید سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درج ذیل قول سے بھی ہوتی ہے:

"لَيْسَ الْوِتْرُ بِحَتْمٍ كَالصَّلٰوةِ وَلٰكِنَّهٗ سُنَّةٌ فَلَا تَدَعُوْهُ"

وتر (فرض) نماز کی طرح ضروری (واجب) نہیں ہے، لیکن یہ سنت ہے اسے نہ چھوڑو۔ (مسند احمد ۱/۱۰۷ ح ۸۴۲ وسندہ حسن)

ایک شخص ابو محمد نامی نے کہا کہ وتر واجب ہے تو سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ (بدری صحابی) نے فرمایا: "كَذَبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ" ابو محمد نے جھوٹ (غلط) کہا ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۴۲۰، وسندہ حسن، مؤطا امام مالک ۱/۱۲۳، وصحیح ابن حبان، الموارد: ۲۵۲، ۲۵۳)

⑥ عربی زبان میں بلند وسخت جگہ کو نجد اور پست اور نچلی زمین کو غور کہتے ہیں۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۶۱۱، ۱۱۸۹)

عرب کے علاقے میں بہت سے نجد ہیں۔ مثلاً نجد برق، نجد خال، نجد عفر، نجد کبکب اور نجد مریع (دیکھئے معجم البلدان ۵/۲٦۲)

تہامہ سے عراق کی زمین تک نجد ہے۔ (لسان العرب ۳/۴۱۳)

جن احادیث میں قرن الشیطان، زلزلوں اور فتنوں والے نجد کا ذکر ہے، ان سے مراد نجد العراق ہے دیکھئے "اکمل البیان فی شرح حدیث نجد قرن الشیطان" (از حکیم محمد اشرف سندھو) اور "فتنوں کی سرزمین نجد یا عراق" (از رضاء اللہ عبدالکریم)

حدیثِ ہذا میں جس نجدی کا ذکر ہے وہ جلیل القدر صحابی (ضمام بن ثعلبہ) رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ اوپر گزر ا ہے (نمبر ۲) نیز دیکھئے الاصابۃ (ص ٦۲۷ ت ۴۳۴۲)

⑦ جن احادیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ادھر سے شیطان کا سینگ نکلے گا اور ادھر سے فتنے

وزلزلے ہوں گے۔ ان سے مراد عراق والا نجد ہے۔ مسند احمد میں آیا ہے کہ (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عراق کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ((ها، إن الفتنة ها هنا ، إن الفتنة ها هنا - ثلاث مرات - من حيث يطلع قرن الشيطان .)) خبردار، فتنہ ادھر سے ہے، خبردار فتنہ ادھر سے ہے۔ آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (مسند احمد ۲/۱۴۳ ح ۶۳۰۲ وسندہ صحیح)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے بارے میں کئی دفعہ برکت کی دعا فرمائی۔ کہا گیا: اور عراق کے بارے میں (دعا فرمائیں)؟ تو آپ نے فرمایا: (([إن]بها الزلازل و الفتن و بها يطلع قرن الشيطان .)) وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۳۸۴ ح ۱۳۴۲۲، وسندہ حسن)

عراق کے لفظ کے ساتھ اسی طرح کی روایت ابونعیم الاصبہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء میں بھی موجود ہے۔ (ج ۶ ص ۱۳۳، وسندہ حسن)

سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ نے عراقیوں سے کہا: اے عراق والو! ہم تم سے کسی چھوٹی چیز کے بارے میں نہیں پوچھتے تو بڑی چیز کے بارے میں کس طرح پوچھ سکتے ہیں؟ میں نے اپنے ابا عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: فتنہ ادھر سے آئے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا اور تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے ... (صحیح مسلم: ۵۰/۲۹۰۵، دارالسلام: ۷۲۹۷)

معلوم ہوا کہ نجد میں شیطان کا سینگ نکلنے سے مراد عراق والا نجد ہے لہٰذا بعض اہلِ بدعت کا نجد سے نجدِ حجاز یا نجدِ ریاض مراد لینا غلط ہے۔

⑧ نیز دیکھئے ح ۳۶۳

⑨ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے ورنہ آپ یہ نہ فرماتے: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ .)) تفکر جدًا .

نُعَيْمٌ : ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثُ

[۲۶۸] مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ : أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ : أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ : فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ : ((قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

(سیدنا) ابومسعود الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی مجلس میں ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بشیر بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے، پس ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہماری یہ خواہش ہوئی کہ (کاش) انھوں نے آپ سے (یہ) سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا: کہو ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ . وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ .))

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .))

اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود بھیج جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر درود بھیجا، اور محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں/ اور سلام (التحیات) اسی طرح ہے جیسا کہ تم نے جان لیا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۵، ۱۶۶ ح ۳۹۷، ک ۹ ب ۲۲ ب ۶۷) التمہید ۱۶/۱۸۳، الاستذکار: ۳۶۷

☆ وأخرجہ مسلم (۴۰۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① درود کا جو بھی صیغہ حدیث سے ثابت ہے وہ پڑھنا مسنون اور مشروع ہے۔

② نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب اور پہلے تشہد میں بہتر و مستحب ہے۔

③ عام طور پر نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے وہ درج ذیل ہے:

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ "

اس کا ثبوت صحیح بخاری (۳۳۷۰) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۱۴۸ ح ۲۸۵۶ وسندہ صحیح) میں ہے۔

④ آل سے مراد اہلِ بیت مثلاً نبی ﷺ کی بیویاں اور آلِ علی وغیرہ بھی ہیں اور کتاب وسنت کی اتباع کرنے والی امت بھی اس میں شامل ہے یعنی یہاں آل سے مراد اہل واتباع ہیں۔

⑤ قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب (۵۶) میں جس درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اُس سے مراد نماز میں درج بالا اور دوسرے مسنون درود پڑھنا ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ساری زندگی میں ایک دفعہ درود پڑھنا واجب ہے۔ علماء کا یہ قول مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ ہر نماز میں درود پڑھنا فرض ہے۔

[۲۶۹] وَعَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ قَالَ : كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .)) قَالَ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِهِ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ : أَنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ ! . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلاً .))

(سیدنا) رفاعہ بن رافع الزرقی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا اور فرمایا: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) جس نے اللہ کی حمد کی اسے اللہ نے سنا ہے۔ آپ کے پیچھے (نماز پڑھنے والے) ایک آدمی نے کہا: ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ'' اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے حمد وثنا ہے، بہت زیادہ، پاک اور مبارک۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ابھی کس نے (نماز میں) کلام کیا تھا؟ ایک آدمی نے کہا: میں نے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیس (۳۰) سے زیادہ فرشتے دیکھے کہ اسے پہلے لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۱۱، ۲۱۲ ح ۴۹۴، ک ۱۵ ب ۷ ح ۲۵) التمهيد ۱۶/۱۹۷، الاستذکار: ۴۶۳

☆ وأخرجه البخاري (۷۹۹) من حديث مالك به .

تفقہ

① رکوع کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دونوں طرح کہنا جائز ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ پڑھا جائے، اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

② امام ہو یا مقتدی سب کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ إلخ کہنا چاہئے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ دیکھئے سنن الدارقطنی (۱/۳۳۹، ۳۴۰، ح ۱۲۷۰، وسندہ حسن)

③ اجتہاد جائز ہے۔

④ ذکر کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر چہ وہ ذکر اپنے اجتہاد سے کیا جائے بشرطیکہ یہ کتاب وسنت کے مخالف نہ ہو۔

⑤ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرشتے دکھا دیتا تھا جبکہ عام لوگ انھیں دیکھ نہیں سکتے تھے۔

⑥ آواز سننے کے باوجود آدمی کو نہ پہچاننا اور پھر اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ غیب

نہیں جانتے تھے۔

[۲۷۰] وَعَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :
((عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ .))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مدینے کے راستوں پر فرشتے ہیں، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۸۹۲ ح ۱۷۱۵/۲، ک ۴۵ ب ۴ ح ۱۶) التمهید ۱۶/۱۷۹، الاستذکار: ۱۶۴۶

☆ وأخرجه البخاری (۱۸۸۰) ومسلم (۱۳۷۹) من حديث مالک به .

تفقه

① حرمِ مدینہ اور حرمِ مکہ میں دجالِ اکبر داخل نہیں ہو سکتا۔
② مدینہ میں طاعون کی ایسی بیماری نہیں آسکتی جس سے سارے لوگ مرجائیں۔
③ دنیا کے تمام شہروں کے مقابلے میں مکہ اور مدینہ افضل ہیں۔
④ مزید فوائد کے لئے دیکھئے ح ۳۵۳
⑤ طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ دیکھئے ح ۴۳۳

بَابُ الصَّادِ ثَلَاثَةٌ: صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ حَدِيْثَانِ

[۲۷۱] مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.))

(سیدنا) ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بالغ پر غسلِ جمعہ واجب ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱۰۲ ح ۲۲۶، ک ۵ ب ۱ ح ۴) التمهید ۱۶/۲۱۱، الاستذکار: ۱۹۶

☆ وأخرجه البخاري (۸۷۹) ومسلم (۸۴۶) من حديث مالك به .

تفقه

① راجح یہی ہے کہ غسلِ جمعہ سنت ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے لہٰذا یہاں واجب کا لفظ اپنے وجوبی معنی میں نہیں ہے۔

② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح ۲۰۴

[**۲۷۲**] وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ° سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ بَنِي الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ ابنَ أبي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِالدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! ﷺ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَهُوَ°° الطَّهُورُ مَاؤُهُ ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جاتے ہیں، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (سمندر) کا پانی پاک اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰ ۲۲/۱ ح ۴۰، ک ۲ ب ۳ ح ۱۲) التمهيد ۲۱۷/۱۶، الاستذكار: ۴۳

☆ وأخرجه ابوداود (۸۳) والترمذي (۶۹ وقال: ''حسن صحيح'') والنسائي (۵۰/۱ ح ۵۹) وابن ماجه (۳۸۶) كلهم من حديث مالك به وصححه ابن خزيمة (۱۱۱) وابن حبان (الموارد: ۱۱۹) ° من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل : '' صَفْوَانَ عَنْ سُلَيْمٍ '' وهو خطأ

°° وفي رواية يحي : '' هُوَ الطَّهُوْرُ '' إلخ

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے پانی کا پاک ہونا شرط اور ضروری ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

② سمندر کا پانی پاک ہے۔

③ سمندر میں جو مچھلی بذاتِ خود مر جائے تو حلال ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۵۴۹۳)

سریۃ العنبر والی حدیث میں آیا ہے کہ سمندر نے عنبر نامی ایک مچھلی کو باہر پھینک دیا تھا جسے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام کافی عرصے تک کھاتے رہے۔ دیکھئے آنے والی حدیث: ۴۸۶

بعد میں نبی ﷺ نے اس مچھلی کا گوشت کھایا تھا، جب وہ آپ کے پاس مدینہ طیبہ میں لایا گیا تھا۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۹۳۵/۱۷)

④ جس آدمی کو مسئلہ معلوم نہ ہو، اسے چاہئے کہ عالم سے مسئلہ پوچھ لے، یہ تقلید نہیں بلکہ تحقیق ہے۔

⑤ سمندری سفر جائز ہے، چاہے دینی ضرورت کے لئے ہو یا دنیاوی ضرورت کے لئے۔

⑥ سمندر کی ساری مچھلیاں حلال ہیں، سوائے درندہ مچھلیوں کے مثلاً شارک وغیرہ۔

⑦ مردہ مچھلی حلال ہے، اسے ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ اس کا ذبح کرنا کسی صریح دلیل سے ثابت ہے۔

⑧ اگر عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو سائل کے فائدے کے لئے وہ سوال سے زیادہ باتوں کا جواب بھی دے سکتا ہے۔

⑨ جس حدیث میں سمندر میں سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۲۴۸۹) اس کی سند دو مجہول راویوں: بشر اور بشیر کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑩ اس حدیث کی مفصل تحقیق اور تصحیح کے بعد حافظ ابن الملقن نے اسے عظیم حدیث، اصولِ طہارت کی اصل اور بہت سے احکام و قواعد کی اصل قرار دیا ہے۔ دیکھئے البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر (ج ۱ ص ۳۷۴)

صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ : حَدِيْثَانِ

[۲۷۳] مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا] زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نماز (پہلے) سفر اور حضر میں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی پھر سفر والی نماز تو (اپنے حال پر) باقی رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۴۶/۱ ح ۳۳۳، ک ۹ ب ۲ ح ۸ وقال: ھذا حدیث صحیح الإسناد عند جماعۃ أھل النقل)

التمہید ۲۹۳/۱۶، الاستذکار: ۳۰۴

☆ وأخرجہ البخاری (۳۵۰) ومسلم (۶۸۵) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① مغرب کے علاوہ سفر میں ہر نماز دو دو رکعت فرض ہے۔ مغرب کی تین رکعتوں کے استثناء ''إلا المغرب فإنها كانت ثلاثاً'' کی روایت مسند احمد (ج ۶ ص ۲۷۲ ح ۲۶۳۳۸ وسندہ حسن) میں موجود ہے۔ والحمدللہ

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضر (گھر، گاؤں اور شہر) میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور حالتِ خوف میں ایک رکعت فرض کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۵۷۵)

یعنی مقیم پر چار رکعتیں اور مسافر پر دو رکعتیں فرض ہیں سوائے نماز مغرب کے۔

③ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قصر کرتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پوری پڑھتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أحسنت یا عائشة!)) اے عائشہ! تو نے اچھا کیا ہے۔ (سنن النسائی ۱۲۱/۳ ح ۱۴۵۷، وسندہ حسن وأخطأ من ضعفه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز پڑھتی تھیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۴۵۲/۲ ح ۸۱۸۹ وسندہ صحیح)

ابو قلابہ (تابعی) رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم سفر میں دو رکعتیں پڑھو تو سنت ہے اور اگر چار پڑھو تو (بھی) سنت ہے۔

(ابن ابی شیبہ ح ۸۱۸۸ وسندہ صحیح)

سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر سفر میں مرضی ہو تو دو رکعتیں پڑھو اور اگر مرضی ہو تو چار پڑھو۔ (ابن ابی شیبہ: ۸۱۹۲ وسندہ صحیح)

عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قصر کرو تو رخصت ہے اور اگر پوری پڑھو تو تمھاری مرضی ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۸۱۹۱ وسندہ صحیح)

[۲۷۴] وَعَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: (([قَالَ:] أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي، مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.))

(سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر رات کی بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تمھیں پتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (اللہ فرماتا ہے:) میرے بندوں میں سے کچھ بندوں نے صبح اس حال میں کی ہے کہ ان میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر۔ جو شخص کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور رحمت کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو یہ شخص مجھ پر ایمان لانے والا (مومن) ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے۔

اور جو کہتا ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو یہ شخص میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۹۲ ح ۴۵۲، ک ۱۳ ب ۳ ح ۴) التمهید ۱۶/۲۸۳، الاستذکار: ۴۲۱

☆ وأخرجه البخاري (۸۴۶) ومسلم (۷۱) من حديث مالک به ۔ ٥ من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① نماز سے سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سوال جواب کرنا اور درس دینا مسنون ہے۔

② یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں نفع یا نقصان کی وجہ فلاں ستارے کا طلوع یا غروب ہونا ہے، کفر ہے۔

③ بعض نجومی ستاروں کا نام لے کر لوگوں کی قسمت کا حال بتاتے رہتے ہیں، یہ سب فراڈ اور باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۱/۲۲۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من أتى عرّافا فسأله عن شيءٍ لم تقبل له صلاة أربعين ليلةً .)) جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے پھر اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو اس کی چالیس رات (دن) کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم: ۲۲۳۰، دارالسلام: ۵۸۲۱)

جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر اس کی تصدیق کرتا ہے تو وہ محمد ﷺ پر نازل شدہ (دین) کا انکار کرتا ہے۔

(دیکھئے سنن ابن ماجہ: ۶۳۹ وسندہ حسن وصححہ ابن الجارود: ۱۰۷)

④ مخلوقات کی زندگی موت اور نفع نقصان میں ستاروں اور اجرام فلکیہ کا کوئی اثر نہیں ہے۔

⑤ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

⑥ موقع کی مناسبت سے درس دینا بہت مفید ہے کیونکہ یہ زیادہ پر اثر ہوتا ہے۔

صَيْفِيٌّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۲۷۵] مَالِكٌ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَبَيْنَمَا هُوَ بِهِ إِذْ جَاءَهُ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! ائْذَنْ لِي أُحْدِثُ بِأَهْلِي عَهْدًا فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ الْفَتَى فَإِذَا هُوَ بِامْرَأَتِهِ بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا، فَقَالَتْ : لَا تَعْجَلْ

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (غزوہ) خندق کی طرف گئے تو ایک انصاری نوجوان کو دیکھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں ایک بار پھر گھر سے ہو آؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دے دی پھر وہ نوجوان اپنے گھر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دونوں دروازوں کے پاس کھڑی ہے۔ وہ نیزہ لے کر اپنی بیوی کو مارنے کے

حَتّٰى تَدْخُلَ وَتَنْظُرَ ، قَالَ :فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلٰى فِرَاشِهِ فَلَمَّا رَآهَا رَكَزَ فِيْهَا ثُمَّ نَصَبَهُ قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ :فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ حَتّٰى وَخَرَّ الْفَتٰى فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَأْذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))

قَالَ مَالِكٌ :يَخْرُجُ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَقُوْلُ : اخْرُجُ عَلَيْكَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ لَا تَتَبَدَّا لَنَا وَلَا تَخْرُجَ.

لئے بڑھا تو اس نے کہا: جلدی نہ کرو، اندر داخل ہو کر دیکھو کیا ہے؟ پھر وہ گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک سانپ کنڈلی مارے اس کے بستر پر موجود ہے۔

جب اس نے سانپ کو دیکھا تو اسے نیزہ چبھو کر اُٹھالیا۔

ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: سانپ نیزے پر تڑپ تڑپ کر مر گیا اور نوجوان بھی گر پڑا۔ (اور فوت ہو گیا۔)

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: مدینے میں ایسے جن ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو انھیں تین دن تک تنبیہ کرو (کہ ہمارے گھر سے چلے جاؤ) پھر اگر وہ اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دو کیونکہ یہ شیطان (کافر جن) ہے۔

(امام) مالک نے کہا: اس کے سامنے آ کر تین دفعہ کہے: تجھے اللہ اور قیامت کے دن کی قسم! نکل جا، نہ ہمارے سامنے ظاہر ہونا اور نہ یہاں دوبارہ آنا۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۶، ۹۷۷ ح ۱۸۹۴، ک ۵۴ ب ۱۲ ح ۳۳ مطولاً) التمہید ۱۶/۲۵۷-۲۵۹، الاستذکار: ۱۸۳۰

☆ وأخرجه مسلم (۲۲۳۶) من حديث مالك به .

تفقه

① جنات کا وجود برحق ہے۔

② جن نظر نہ آنے والی مخلوق ہے جس کے لئے ممکن ہے کہ سانپ وغیرہ مختلف جانوروں کی شکل اختیار کر لے۔

③ مومن کی غیرت کبھی برداشت نہیں کرتی کہ اس کی بیوی، بہن یا بیٹی بے پردہ ہو کر باہر نکلے۔

④ انسان جنوں کو اور جن انسانوں کو اللہ کے اذن سے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

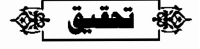
⑤ سانپ موذی جانور ہے جسے قتل کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ما سالمنا هن منذ حاربنا هن ، من

ترك شيئاً خيفة فليس منا.)) ہم نے جب سے ان سانپوں سے جنگ شروع کی ہے تو کبھی صلح نہیں کی، جس نے ان میں سے کسی کو ڈر کے مارے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسند احمد ۴۳۲/۲ ح ۹۵۸۸ وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۵۲۴۸)

بَابُ الضَّادِ وَاحِدٌ . ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَازِنِيُّ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٢٧٦] مَالِكٌ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ° أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ :مَاذَا يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ ؟ فَقَالَ : كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ .

ضحاک بن قیس (رحمہ اللہ) نے (سیدنا) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ سورۂ جمعہ کے بعد (دوسری رکعت میں) کیا پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ سورۂ غاشیہ پڑھتے تھے۔

 تحقیق: سنده صحيح

 تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۱۱/۱ ح ۲۴۳، ک ۵ ب ۹ ح ۱۹، وقال: هذا حديث متصل صحيح) التمہید ۳۲۱/۱۶، الاستذکار: ۲۱۴

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۱۲۳) والنسائی (۱۱۲/۳ ح ۱۴۲۴) من مالک بہ ورواہ مسلم (۸۷۸) من حدیث ضمرۃ بن سعید بہ

o من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل :" عُتَيْبَةَ " !

 تفقه

① جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۸۷۸، دارالسلام: ۲۰۲۸)

② جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھنا بھی مسنون ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۸۷۷، دارالسلام: ۲۰۲۶)

③ علم نہ ہو تو عالم سے مسئلہ پوچھ لینا چاہئے۔

④ عالم کو چاہئے کہ ہر سوال کا جواب دلیل سے دے۔

⑤ نمازوں میں مسنون قراءت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

⑥ نماز میں پہلی رکعت میں چھوٹی صورت اور دوسری رکعت میں بڑی صورت پڑھنا جائز ہے۔

بَابُ الْعَيْنِ: سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً لِجَمِيْعِهِمْ فِيْهِ مِائَةُ حَدِيْثٍ وَسَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ حَدِيْثًا.

حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ : لَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اثْنَانِ وعِشْرُوْنَ حَدِيْثًا وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ.

[۲۷۷] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ :إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ .

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ لوگ قُبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف رُخ کرو۔ وہ لوگ شام (قبلۂ اولیٰ) کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو انھوں نے نماز میں ہی کعبہ کی طرف رخ پھیر لئے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱۹۵/۱ ح ۴۶۰، ک۱۴ ب۴ ح۶) التمهيد ۴۵/۱۷، الاستذكار: ۴۲۹

☆ وأخرجه البخاري (۴۰۳) ومسلم (۵۲۶) من حديث مالك به .

تفقه

① اگر راوی ثقہ وصدوق ہو تو خبر واحد حجت ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

② شرعی احکامات میں نسخ واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا اپنے بعض احکامات کو منسوخ فرما دیا۔ وهو على كل شئ قدير.

③ پہلے بیت المقدس (قبلۂ اولیٰ) کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی بعد میں بیت اللہ (مکہ) کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا۔ اب قیامت تک یہی قبلہ ہے۔ ④ قبلہ کی سمت میں غلطی ہو گئی، بعد میں کسی نے بتایا تو پہلی نماز پر بنا کرے گا۔

⑤ صحابۂ کرام ہر وقت کتاب وسنت پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

⑥ حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ جس آدمی نے آ کر کہا تھا وہ (سیدنا) عباد بن بشیر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (التمہید ۴۶/۱۷)

⑦ رسول اللہ ﷺ پر تئیس سالہ دورِ نبوت میں قرآن مجید مختلف اوقات میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے لیکن سارا قرآن لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا پر بیت معمور میں نازل کر دیا گیا تھا۔

⑧ اگر حالتِ نماز میں کسی عذر کی وجہ سے حالت بدل جائے تو نماز اس کے مطابق جاری رکھنی چاہئے۔
⑨ اگر نیت صحیح ہو تو اجتہاد میں غلطی کی وجہ سے ثواب ملتا ہے۔ ایسی حالت میں نماز کے اعادے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
⑩ جب شرعی عذر ہو تو نماز میں عملِ کثیر بھی جائز ہے۔

[۲۷۸] وَبِهٖ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ : وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں اپنی سواری پر، جس طرف بھی اس کا رُخ ہوتا تھا (نفل) نماز پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن دینار (رحمہ اللہ) نے کہا: عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ بھی) اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۱ ح ۳۵۳، ک ۹ ب ۷ ح ۲۶) التمہید ۱۷/۱۷، الاستذکار: ۳۲۳
☆ وأخرجه مسلم (۷۰۰/۳۷) من حديث مالك، والبخاري (۱۰۹۶) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے لیکن فرض نماز جائز نہیں ہے جیسا کہ صحیح بخاری (۱۰۹۷۔۱۰۹۹) اور صحیح مسلم (۷۰۰) وغیرہما کی احادیث سے ثابت ہے۔
② نوافل میں سواری پر قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ قبلہ رخ ہو کر نفل شروع کئے جائیں۔
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سفر میں اپنے گدھے پر بغیر قبلہ رخ ہوئے نماز پڑھتے تھے، آپ اشارے سے رکوع اور سجدہ کرتے اور اپنے چہرے کو کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۵۱، وسندہ صحیح)
③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں ہر وقت مستعد اور پیش قدم رہتے تھے۔
④ جب کشتی چل رہی ہوتی تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور جب کشتی رُکی ہوتی تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۱۵۵، وسندہ صحیح)
⑤ نبی ﷺ سے کشتی میں نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو الا یہ کہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔
(المستدرک للحاکم ۱/۲۷۵ ح ۱۰۱۹، وصححہ علیٰ شرط مسلم وقال: وھو شاذ بمرۃ، ووافقہ الذہبی وسندہ حسن، محمد بن الحسین بن ابی الحنین ثقہ)
کشتی پر قیاس کرتے ہوئے ہوائی جہاز اور ریل گاڑی میں اضطراری حالت میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔
⑥ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے سواری پر وتر پڑھا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

[٢٧٩] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً مَاشِيًا وَرَاكِبًا .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدل چل کر اور سوار ہو کر (دونوں حالتوں میں) قبا کو جایا کرتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية ابی مصعب الزہری ۱/ ۲۱۷ ح ۵۵۳)

☆ وأخرجه مسلم (۵۱۸/ ۱۳۹۹) من حديث مالك به، ورواه البخاري (۷۳۲۶) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① پیدل یا سوار ہو کر مسجدِ قبا جانا اور دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔

② ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ہر ہفتے کے دن قبا جاتے تھے اور ابن عمر (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۵۲۱/ ۱۳۹۹، دارالسلام: ۳۳۹۶)

③ گھر سے وضو کر کے/ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرے کے (ثواب کے) برابر ہے۔
دیکھئے سنن الترمذی (۳۲۴ وسندہ حسن وقال الترمذی: حسن غریب) وسنن ابن ماجہ (۱۴۱۲)

[٢٨٠] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ : ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((تَوَضَّأْ واغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ (بعض اوقات) رات کو جنبی ہو جاتے ہیں (تو کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کرو اور اپنی شرمگاہ (ذَکر) دھو لو پھر سو جاؤ۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/ ۴۷ ح ۱۰۵، ک ۲ ب ۱۹ ح ۷۶) التمہید ۱۷/ ۳۳، الاستذکار: ۹۰

☆ وأخرجه البخاري (۲۹۰) ومسلم (۲۵/ ۳۰۶) من حديث مالك به .

تفقه

① جنبی کو چاہئے کہ استنجا اور وضو کر کے اگر سونا چاہے تو سو جائے۔

② اگر کوئی مجبوری ہو تو وضو اور غسل کے بغیر جنبی سو سکتا ہے۔

امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر جنبی بغیر وضو کے سونا چاہے تو سو جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۶۱ ح ۶۶۷ وسندہ صحیح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں وضو یا تیمم کر کے سو جاتے تھے۔

دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۲۰۰ وسندہ حسن غریب، وحسنہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۱/۳۹۴ ح ۲۹۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالتِ جنابت میں ہوتیں تو وضو یا تیمم کر کے سو جاتی تھیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۶۱ ح ۶۷۶ وسندہ صحیح)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنبی آدمی کو وضو کے بغیر نہیں سونا چاہئے۔ (الموطأ ۱/۴۸ ح ۱۰۶، وسندہ صحیح)

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حالتِ جنابت میں کھانا کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا چہرہ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوتے، سر کا مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سو جاتے تھے۔ (الموطأ ۱/۴۸ ح ۱۰۷، وسندہ صحیح)

⑤ لوگوں کو دین سمجھانے کے لئے ضرورت کے وقت حق بات بیان کرنے سے نہیں شرمانا چاہئے۔

⑥ جنابت سے مومن نجس نہیں ہوتا۔

[**۲۸۱**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بِلَالاً يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بلال رات کو اذان دیتے ہیں پس کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۷۴ ح ۱۵۸، ک ۳ ب ۳ ح ۱۴) التمہید ۱۷/۵، الاستذکار: ۱۳۷

☆ وأخرجہ البخاری (۶۲۰) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی اذان سے پہلے رات کی اذان مسنون ہے جسے آج کل سحری یا تہجد کی اذان کہا جاتا ہے۔

② جس حدیث میں آیا ہے کہ صبح کی پہلی اذان میں ''الصلوٰة خير من النوم'' کہو، اس سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ والی رات کی اذان مراد لینا غلط ہے بلکہ صبح کی دو اذانیں ہوتی ہیں: (۱) صبح کی اذان (۲) اقامت

اس میں اقامت کے بجائے صبح کی پہلی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا چاہئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''من السنة إذا قال المؤذن في أذان الفجر، حي على الفلاح قال: الصلوٰة خير من النوم.'' جب مؤذن اذانِ فجر میں حی علی الفلاح کہے تو الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا سنت ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۰۲ ح ۳۸۶ وسندہ صحیح وصححہ البیہقی ۱/۴۲۳)

اس حدیث سے ابو جعفر الطحاوی نے استدلال کیا ہے کہ یہ الفاظ صبح کی اذان میں کہنے چاہئیں۔ دیکھئے شرح معانی الآثار (۱/۱۳۷)

تفصیلی دلائل کے لئے دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۴۲۳) اور شیخ امین اللہ پشاوری کی کتاب فتاویٰ الدین الخالص (ج ۳ ص ۲۲۳۔۲۲۵)

شیخ امین اللہ حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ''وإن قول الشيخ الألباني حفظه الله ضعيف في هذه المسئلة''

بے شک شیخ البانی حفظہ اللہ (رحمہ اللہ) کا قول اس مسئلے میں ضعیف ہے۔ (فتاویٰ الدین الخالص ج ۳ ص ۲۲۵)

③ نابینا مؤذن کو اگر لوگ صحیح وقت بتا دیں تو اس کا اذان دینا صحیح ہے۔

[۲۸۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُم فَاقْدُرُوا لَهُ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) دنوں کا ہوتا ہے لہٰذا جب تک چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار (عید) نہ کرو۔ پھر اگر تم پر موسم ابر آلود ہو تو (تیس دن) پورے کر لو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۸۶ ح ۶۴۰، ک ۱۸ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۷/۷۹، الاستذکار: ۵۹۰

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۰۷) من حديث مالك به .

تفقه

① ہر علاقے کے لوگوں کو اپنا اپنا چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنا اور عید کرنی چاہئے۔

② مزید فقہی فوائد وفقہ الحدیث کے لئے دیکھئے ح ۲۰۸

③ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ساری دنیا کے لوگ ایک ہی دن روزہ رکھیں اور ایک ہی دن عید کریں۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ مکہ و مدینہ میں جب دن ہوتا ہے تو امریکہ کے بعض علاقوں میں اس وقت رات ہوتی ہے۔

[۲۸۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ عن زياد ١/٣٢٠ ح ٧١١، ک ١٩ ب ٦ ح ١١) التمهيد ١٧/٨٥، الاستذکار: ٦٦٠

☆ وأخرجه مسلم (١١٦٥/٢٠٦) من حديث مالک به .


تفقه

① لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں ہوتی ہے۔

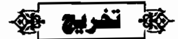
② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ٢١٠

[٢٨٤] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ :((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام پہننے والے کو ایسا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے جسے زعفران یا (خوش بودار بوٹی) ورس سے رنگا گیا ہو۔

اور آپ نے فرمایا: جس کے پاس کھلے جوتے (چپل) نہ ہوں تو وہ موزے (اور بوٹ) پہن لے اور انھیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ دے۔


تحقیق سنده صحيح


تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٣٢٥ ح ٧٢٥، ک ٢٠ ب ٤ ح ٩) التمهيد ١٧/٢٩، الاستذکار: ٦٧٤

☆ وأخرجه البخاري (٥٨٥٢) ومسلم (١١٧٧/٣) من حديث مالک به .


تفقه

① حالتِ احرام میں خوشبودار کپڑا پہننا ممنوع ہے اور خوشبو لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

② حالتِ احرام میں جوتوں کے بجائے کھلے چپل پہننے چاہئیں۔

③ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ٢١٩

[٢٨٥] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ :أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثُ . فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :وَأُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ مدینہ کو ذوالحلیفہ سے، اہلِ شام کو جُحفہ سے اور اہل نجد کو قرن سے احرام باندھنے کا حکم دیا ہے۔ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ تینوں باتیں تو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں

ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ .))

اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور اہلِ یمن یلملم سے احرام باندھیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۳۳۰، ۳۳۱ ح ۷۴۱، ک ۲۰ ب ۸ ح ۲۳، ۲۴) التمهيد ۱۷/۳۰، الاستذكار: ۶۹۱

☆ وأخرجه الشافعي (الام ۲/۱۳۷) عن مالك به ورواه الدارمي (۱۰/۳۰ ح ۱۷۹۸) من حديث مالك به مختصراً، ورواه البخاري (۷۳۴۴) ومسلم (۱۵/۱۱۸۲) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ۲۲۰

② میقات سے حالتِ احرام کے بغیر نہیں گزرنا چاہئے۔

[۲۸٦] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ: الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالتِ احرام میں پانچ جانوروں کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا، چیل اور کوا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۳۵٦، ۳۵۷ ح ۸۰۷، ک ۲۰ ب ۲۸ ح ۸۹) التمهيد ۱۷/۳۱، الاستذكار: ۷۵۷

☆ وأخرجه البخاري (۳۳۱۵) من حديث مالك، ومسلم (۷۹/۱۱۹۹) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① دیکھئے حدیث سابق: ۲۲۴

[۲۸۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا (غلہ وغیرہ) خریدے تو جب تک اپنے قبضے میں نہ لے لے آگے نہ بیچے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۴۰ ح ۱۳۷۳، ک ۳۱ ب ۱۹ ح ۴۱) التمهيد ۱۶/۳۳۹، الاستذكار: ۱۲۹۳

☆ وأخرجه النسائي (۷/۲۸۵ ح ۴۶۰۰) من حديث ابن القاسم عن مالك به ورواه البخاري (۲۱۳۳) ومسلم (۳۷/ ۵۲۶) وترقیم دارالسلام: ۳۸۴۵) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① اس حدیث کے فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۳۸

[۲۸۸] وَبِهٖ أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ .)) فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ : لَا خِلَابَةَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس کے ساتھ خرید وفروخت میں دھوکا کیا جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: جب تم کوئی چیز بیچو تو کہو: کوئی دھوکا نہیں ہے، پھر وہ آدمی جب کوئی چیز بیچتا تو کہتا: کوئی دھوکا نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۸۵ ح ۱۴۲۹، ک ۳۱ ب ۴۶ ح ۹۸) التمهيد ۱۷/۷، الاستذكار: ۱۳۵۱

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۱۷، ۶۹۶۴) من حديث مالك، ومسلم (۱۵۳۳) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① سودا کرتے وقت اگر کوئی کہہ دے کہ "کوئی دھوکا نہیں ہے" اور بعد میں ثابت ہو جائے کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے تو وہ سودا واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

② جس شخص کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ سیدنا منقذ بن حَبان رضی اللہ عنہ تھے۔

③ اسلام ہر شخص کے لئے خیر خواہی کا نام ہے۔

④ فریقین کی مرضی سے خرید وفروخت حلال ہے بشرطیکہ کتاب وسنت کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو۔

⑤ مشہور تابعی سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم ایسے علاقے میں جاؤ جہاں پورا پورا ماپ تول ہوتا ہو تو اس علاقے میں لمبا عرصہ قیام کرو اور اگر تم ایسے علاقے میں جاؤ جہاں ماپ تول پورا پورا نہیں ہوتا تو وہاں زیادہ عرصہ قیام نہ کرو۔

(الموطأ ۲/ ۶۸۵ ح ۱۴۳۰، وسندہ صحیح)

⑥ امام محمد بن المنکدر (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے، خریدتے وقت نرمی کرتا ہے، قرض ادا کرتے وقت نرمی کرتا ہے اور قرض وصول کرتے وقت بھی نرمی کرتا ہے۔ (الموطأ ۲/ ۶۸۵ ح ۱۴۳۱، وسندہ صحیح)

⑦ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ایک شخص (کسی سے) ایک جانور کرائے پر لیتا ہے اور پھر اس سے زیادہ کرائے پر کسی کو دے دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الموطأ ۲/ ۶۸۶ ح ۱۴۳۲ وسندہ صحیح)

[۲۸۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشتۂ ولاء کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۷۸۲ ح ۱۵۶۲، ک ۳۸ ب ۱۰ ح ۲۰) التمہید ۱۶/ ۳۳۳، الاستذکار: ۱۴۹۱

☆ وأخرجہ النسائی (۷/ ۳۰۶ ح ۴۶۶۲) من حدیث مالک بہ. ورواہ البخاری (۲۵۳۵) ومسلم (۱۵۰۶) من حدیث عبداللہ بن دینار بہ .

تفقہ

① جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے تو وہ اس کا ولی (وارث) بن جاتا ہے اور اسی کی طرف غلام کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اسے رشتۂ ولاء کہتے ہیں۔

② رشتۂ ولاء بیچنا جائز نہیں ہے لہٰذا غلام اسی کا مولیٰ ہے جس نے اسے آزاد کیا ہے۔

[۲۹۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((الَّذِيْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۹۱۴ ح ۱۷۶۱، ک ۴۸ ب ۵ ح ۹) التمہید ۱۷/ ۱۱۷، الاستذکار: ۱۶۹۳

☆ وأخرجه ابوالقاسم الجوهري في مسند الموطأ (۴۱۴/ ۴۷۷) من طريق القعنبي عن مالک به وصححه ابن حبان (الاحسان: ۵۶۵۲/ ۵۶۸۱) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① تکبر سے کپڑا گھسیٹنا حرام ہے۔

② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۶۵

③ اس حدیث کی دوسری سند کے لئے دیکھئے ح ۳۵۸

④ مومن کا ازار ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہئے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۸

[۲۹۱] وَبِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَبَذَهُ وَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا.)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور اسے پھینک دیا اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ تو لوگوں نے بھی اپنی (سونے کی) انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/ ۹۳۶ ح ۱۸۰۷، ک ۴۹ ب ۱۲ ح ۳۷) التمهيد ۱۷/ ۹۵، الاستذكار: ۱۷۴۲

☆ وأخرجه البخاري (۵۸۶۷) من حديث مالک به .

تفقه

① مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے بلکہ بعض استثنائی اُمور کو چھوڑ کر سونے کی ہر چیز کا استعمال ممنوع ہے۔

② صحابۂ کرام میں اتباعِ سنت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت کتاب وسنت پر عمل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے۔

③ شرعی احکامات میں ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ برحق ہے اور کئی مقامات پر بعض احکامات منسوخ ہوئے ہیں۔

④ سونے اور لوہے کی انگوٹھی کو چھوڑ کر دوسری انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: انگوٹھی پہنو اور لوگوں کو بتاؤ کہ میں نے تجھے یہ فتویٰ دیا ہے۔ (الموطأ ۲/ ۹۳۶ ح ۱۸۰۸، وسندہ صحیح)

⑤ نیز دیکھئے ح ۲۶۱

⑥ رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ (کی انگلی) میں انگوٹھی پہنی ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۶۲/ ۲۰۹۴، دارالسلام: ۵۴۸۷)

آپ نے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں بھی انگوٹھی پہنی ہے۔(صحیح مسلم: ۲۰۹۵، دارالسلام: ۵۴۸۹)
معلوم ہوا کہ دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے عرض ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں کی کلائیوں پر گھڑی باندھنا جائز ہے۔

[۲۹۲] وَبِهِ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ :السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ :عَلَيْكَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں میں سے کوئی جب تمھیں سلام کہتا ہے تو ''السَّامُ عَلَيْكُم'' (تم پر موت ہو یعنی تم مر جاؤ) کہتا ہے پس تم جواب دو: عَلَيْكَ (تجھ پر)

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۰ ح ۱۸۵۶، ک ۵۳ ب ۲ ح ۳) التمہید ۱۷/۸۷، الاستذکار: ۱۶۹۲

☆ وأخرجه البخاري (۶۲۵۷) من حديث مالك، ومسلم (۲۱۶۴) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① کفار کو السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے۔ اگر وہ سلام کریں تو وعلیکم سے ان کو جواب دینا چاہئے۔
② یہود و نصاریٰ اور تمام کفار مسلمانوں کے پکے دشمن ہیں اور اس دشمنی میں وہ سب متفق ہیں۔
③ سلام کا جواب دینا واجب اور ضروری ہے۔
④ نبی کریم ﷺ کی شان میں اگر کوئی کافر صریح گستاخی کرے تو دوسرے دلائل کی رُو سے اُسے قتل کر دیا جائے گا۔
دیکھئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مشہور کتاب: ''الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
⑤ ایک یمنی شخص نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کے بعد والے دور میں آپ کو سلام کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد اس شخص نے کچھ کلمات کا اضافہ کیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلام تو برکاتہ پر ختم ہو گیا ہے۔
(الموطأ ۲/۹۵۹ ح ۱۸۵۵، وسندہ صحیح)
⑥ اگر کوئی شخص کسی کے خلاف سخت زبان استعمال کرے تو شرعی حدود کو مدِنظر رکھتے ہوئے سختی کے ساتھ اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

[۲۹۳] وَبِهٖ أَنَّهُ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ يَقُولُ :
((هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا!إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا!مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: سُنو! یقیناً فتنہ یہاں ہے، یقیناً فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ (بڑا فتنہ) نکلے گا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۵ ح ۱۸۹۰، ک ۵۴ ب ۱۱ ح ۲۹) التمہید ۱۷/۱۱، الاستذکار: ۱۸۲۶

☆ وأخرجه البخاری (۳۲۷۹) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① مشرق سے مراد عراق کا علاقہ ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔
② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۲۰
③ شیطان کے سینگ سے مراد بڑا فتنہ ہے۔
④ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے غیب کی جو خبریں بتائی ہیں وہ من وعن پوری ہو کر رہیں گی۔
⑤ قیامت کی بہت سی نشانیوں کا ظہور ابھی تک باقی ہے۔
⑥ یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔
⑦ اللہ کے سچے رسول نبی کریم ﷺ پر نبیوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔
⑧ عراق میں بہت سے فتنے ہوئے تھے مثلاً شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ۔ دیکھئے التمہید (۱۲/۱۷)

یعنی فتنہ پردازوں اور ظالموں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا جو کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ عراق کربلاء (کرب وبلاء) میں ظالم اور مظلوم کے درمیان جو معرکہ ہوا اس کا خمیازہ ابھی تک اُمت بھگت رہی ہے۔

[۲۹٤] وَبِهٖ قَالَ :كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ جب ہم سننے اور اطاعت کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں فرماتے: جتنی تمھاری استطاعت ہو۔

تحقيق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۸۲ ح ۱۹۰۷، ک ۵۵ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۶/۳۴۷، الاستذکار: ۱۸۴۳

☆ وأخرجه البخاري (۷۲۰۲) من حديث مالک، ومسلم (۱۸۶۷) من حديث عبدالله بن دینار بہ .

تفقه

① ہر انسان پر اس کی استطاعت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔

② اسلام میں دو ہی بیعتیں ہیں:

اول: رسول اللہ ﷺ کی بیعت

دوم: خلیفہ اور حکمران کی بیعت

ان کے علاوہ کسی تیسری بیعت کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں ہے، چاہے یہ بیعت کسی نام نہاد کاغذی پارٹی کی ہو یا کسی پیر کی۔

③ سیدنا ابو غادیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ شاگرد نے پوچھا: آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ بیعت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ (مسند احمد ۵/۶۸ ح ۲۰۶۶۶ وسندہ حسن)

سیدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، اس دائیں ہاتھ کو ابو الاسود الجرشی رحمہ اللہ نے لے کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر پھیرا۔ دیکھئے مسند احمد (۳/۴۹۱ ح ۱۶۰۱۶، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ افضل ہے۔ اسی طرح بعض آثار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ بھی جائز ہے۔

[۲۹۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کی طرف یہ (فتویٰ) لوٹ جاتا ہے یعنی دونوں میں سے ایک کافر ہوتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۸۴ ح ۱۹۱۰، ک ۵۶ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۷/۱۳، الاستذکار: ۱۸۴۶

☆ وأخرجه البخاري (۶۱۰۴) من حديث مالک، ومسلم (۶۰) من حديث عبدالله بن دینار بہ .

تفقه

① صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کی تکفیر کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

② تکفیر اور تکفیریوں سے کلی اجتناب کرنا چاہئے۔ یہ لوگ کفار و مشرکین کو چھوڑ کر صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے رہتے ہیں۔

③ جو شخص واقعی کافر، مشرک یا گمراہ ہے تو اس سے اعلانِ براءت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور الولاء والبراء کا یہی تقاضا ہے۔

④ شرک و کفر کے علاوہ کسی گناہ کے ارتکاب سے کوئی بھی کافر نہیں ہوتا اِلا یہ کہ وہ اسے حلال سمجھے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک قرآن کا قاری اور اسلام کا دفاع کرنے والا تھا، اُس نے اپنے پڑوسی پر شرک کا فتویٰ لگا کر تلوار لے کر اس پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فتویٰ لگانے والے کو شرک کے زیادہ قریب قرار دیا۔ دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان: ۸۱ وسندہ حسن وحسنہ البزار فی البحر الزخار ۷/۲۲۰، ۲۲۱ ح ۲۷۹۳ والہیثمی فی مجمع الزوائد ۱/۱۸۷، ۱۸۸)

⑥ مشہور تابعی عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ نے کہا: ہر وہ چیز جس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے کبیرہ گناہ ہے۔
(شعب الایمان للبیہقی ۱/۲۷۳ ح ۲۹۳ وسندہ صحیح)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر وہ چیز جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، کبیرہ گناہ ہے۔
(شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۰۷ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے شعب الایمان: ۲۹۲ وسندہ حسن)

[۲۹۶] وَبِهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلًا آخَرَ حَتّٰى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَا: اسْتَأْخِرَا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے) روایت ہے کہ خالد بن عقبہ کا گھر جو بازار کے قریب ہے، میں اور (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) وہاں موجود تھے کہ ایک آدمی نے آ کر ان (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے سرگوشی (راز کی بات) کرنی چاہی اور عبداللہ بن عمر کے پاس میرے سوا کوئی دوسرا نہیں تھا سوائے اس مرد کے جو آپ سے راز کی بات کرنا چاہتا تھا تو عبداللہ نے ایک آدمی کو بلایا حتیٰ کہ ہم چار ہو گئے۔ پھر انھوں نے مجھے اور بلائے جانے والے آدمی کو کہا کہ تم دونوں ذرا پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (جب تین آدمی ہوں تو) ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ ۲/۹۸۸ ح ۱۹۲۲، ک ۵۶ ب ۶ ح ۱۳) التمہید ۱۷/۱۲۰، الاستذکار: ۱۸۵۸

☆ وأخرجہ ابن حبان (الاحسان: ۵۸۱) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر مجلس میں کل تین آدمی ہوں تو دو آدمیوں کے لئے آپس میں سرگوشی کرنا جائز نہیں ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں سنتِ نبوی کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔

③ ضرورت کے وقت بازار جانا جائز ہے۔

④ نیز دیکھئے حدیثِ سابق: ۲۵۸

[**۲۹۷**] وَبِهِ أَنَّ رَجُلاً نَادَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَاتَرَى فِي الضَّبِّ؟ فَقَالَ: ((لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کا ضب (سمسار) کے بارے میں کیا خیال ہے؟

تو آپ نے فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۶۸ ح ۱۸۷۲، ک ۵۴ ب ۴ ح ۱۱) التمہید ۱۷/۶۳، الاستذکار: ۱۸۰۸

☆ وأخرجہ الترمذی (۱۷۹۰ وقال: "ھذا حدیث حسن صحیح") والنسائی (۷/۱۹۷ ح ۴۳۲۰) من حدیث مالک بہ. ورواہ البخاری (۵۵۳۶) ومسلم (۱۹۴۳) من حدیث عبداللہ بن دینار بہ .

تفقہ

① ضب (سمسار/ سانڈا) حلال ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ۷۰

② اگر کوئی حلال چیز پسند نہ ہو تو اسے کھانا ضروری نہیں ہے۔

[**٢٩٨**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مِثْلُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ ؟)) فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوا : حَدِّثْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا هِيَ ؟ فَقَالَ : ((هِيَ النَّخْلَةُ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَحَدَّثْتُ بِالَّذِي وَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ : لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا .

كَمُلَ حَدِيثُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَتَقَدَّمَ حَدِيثُهُ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ)) فِي بَابِ زَيْدٍ وَحَدِيثُ: فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي بَابِ نَافِعٍ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے (سارا سال) نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان آدمی کی طرح ہے، مجھے بتاؤ کہ یہ کون سا درخت ہے؟ تو لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے اور میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں حیا کی وجہ سے نہ بولا۔ پھر لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں بتائیں کہ یہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: پھر میں نے (اپنے والد) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے وہ بات کہی جو میرے دل میں آئی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر تم یہ بات (اس وقت) کہہ دیتے تو میرے نزدیک فلاں فلاں چیز سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی۔

عبداللہ بن دینار کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیثیں مکمل ہوگئیں اور ایک حدیث زید (بن اسلم) کے باب (ح ١٦٥) میں گزر چکی ہے اور دوسری نافع کے باب (ح ٢٠٢) میں گزر چکی ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

☆ وأخرجه الجوهري (٤٨٦) من حديث مالك به. ورواه البخاري (١٣١) من حديث مالك، ومسلم (٢٨١١) من حديث عبدالله بن دينار به .

تفقه

① یہ روایت محمد بن الحسن الشیبانی کی طرف منسوب الموطأ (ص ٣٩٩، ٤٠٠ ح ٩٦٤) میں بھی امام مالک کی سند سے موجود ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم تھے۔

③ علم کی باتیں پوچھنے اور بتانے سے شرم نہیں کرنی چاہئے۔

④ کھجور کا درخت برکت والا درخت ہے۔
⑤ بعض اوقات پہیلی نما سوال کر کے شاگردوں کے علم کا امتحان لیا جا سکتا ہے۔
⑥ علم سمجھنے کے لئے پوری کوشش کے ساتھ ہر وقت مصروف رہنا چاہئے۔
⑦ اگر شریعت کی مخالفت نہ ہو رہی ہو تو ہر وقت بڑوں کا احترام ضروری ہے۔
⑧ کسی چیز کے ساتھ مشابہت کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں چیزیں ہر صفت میں ایک جیسی ہیں۔
⑨ صحیح سچے مسلمان کا کتاب وسنت کے مطابق ہر کام خیر ہی خیر ہوتا ہے۔
⑩ مزید فوائد کے لئے دیکھئے فتح الباری (۱/۱۴۵۔۱۴۷ ح ۶۱)

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[**۲۹۹**] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں کوئی صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے۔

كَمُلَ حَدِيْثُ ابن دينَارٍ.

عبداللہ بن دینار کی بیان کردہ حدیثیں مکمل ہوئیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۷۷ ح ۶۱۷، ک ۱۷ ب ۲۳ ح ۳۷) التمہید ۱۷/۱۲۳، الاستذکار: ۵۶۸

☆ وأخرجه مسلم (۹۸۲) من حديث مالك به .

تفقہ

① کسی آدمی کے جتنے بھی گھوڑے یا غلام ہوں، اُن پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔
② گھوڑوں کے سلسلے میں دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۸، ۲۱۵
③ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے حکم سے بعض چیزیں مستثنیٰ ہیں۔
④ عام کی تخصیص خاص دلیل سے جائز ہے۔

عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَتِيْكٍ :حَدِيْثَانِ

[۳۰۰] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي بَنِي مُعَاوِيَةَ وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِي :هَلْ تَدْرِي أَيْنَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ كُمْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ لَهُ :وَأَشَرْتُ لَهُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنْهُ فَقَالَ :هَلْ تَدْرِي مَاالثَّلَاثُ الَّتِي دَعَابِهِنَّ ؟ فَقُلْتُ :نَعَمْ !فَقَالَ :أَخْبِرْنِي بِهِنَّ فَقُلْتُ :دَعَا بِأَنْ لَّا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِيْنَ فَأُعْطِيَهُمَاوَدَعَا بِأَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمُنِعَهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ :صَدَقْتَ فَلَنْ يَزَالَ ° الْهَرْجُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

(سیدنا) عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انصار کے دیہاتوں میں سے ایک گاؤں بنو معاویہ میں ہمارے پاس عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) آئے تو مجھے کہا: کیا تمھیں پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھاری مسجد میں کہاں نماز پڑھی تھی؟ میں نے مسجد کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو انھوں نے کہا: کیا تمھیں پتا ہے کہ آپ نے کون سی تین دعائیں مانگی تھیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔ میں نے کہا: آپ نے دعا فرمائی کہ مسلمانوں پر غیر مسلم دشمنوں کو مکمل غلبہ نہ ہو اور اللہ (تمام) مسلمانوں کو قحط سالی اور بھوک سے ہلاک نہ کرے۔ یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں۔ اور آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ مسلمانوں کو آپس میں نہ لڑائے تو یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تم نے سچ کہا، قتل وقتال قیامت تک جاری رہے گا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲۱۶/۱ ح ۵۰۴، ک ۱۵ ب ۸ ح ۳۵) التمہید ۱۹/۱۹۴، الاستذکار: ۴۷۳

☆ وأخرجہ الحاکم (۵۱۷/۴) من حدیث مالک بہ وصححہ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی وللحدیث المرفوع شاہد عند مسلم (۲۸۹۰)

° من رواية يحي و جاء فى الأصل : "يَرَاكَ" .

تفقہ

① علم کے لئے سفر کرنا مسنون ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔

③ مسلمانوں میں باہم قتل وقتال قیامت تک ہوتا رہے گا۔

④ یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے جو من وعن پوری ہو چکی ہے۔

⑤ دینِ اسلام قیامت تک دنیا میں باقی رہے گا اور اسے مکمل طور پر فنا کرنے کی کوشش کرنے والے ہمیشہ ناکام رہیں گے۔

⑥ قحط سالی اور بھوک سے ساری امت کبھی ہلاک نہیں ہوگی۔

⑦ زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص بھی دعا کرتا ہے تو تین باتیں ہوتی ہیں: یا تو دعا قبول ہو جاتی ہے، یا اسے مؤخر کر دیا جاتا ہے اور یا اس (کے گناہوں) کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (الموطأ ۱/۲۱۷ ح ۵۰۵ وسندہ صحیح)

⑧ دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے۔

[۳۰۱] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَتِيْكِ ابْنِ الحَارِثِ بْنِ عَتِيْكٍ وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللّٰهِ: أَبُو أُمِّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَابِرَ بنَ عَتِيْكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيْعِ!)) فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيْكٍ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ.)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الوُجُوبُ؟ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ)) فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟)) قَالُوا: القَتْلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

((الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى القَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ: المَطْعُونُ شَهِيدٌ والغَرِقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الجَنْبِ شَهِيدٌ وَالمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الحَرِيقِ شَهِيدٌ والَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الهَدْمِ

(سیدنا) جابر بن عتیک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پرسی کے لئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ تکلیف کی وجہ سے مغلوب (بے ہوش) ہو گئے ہیں۔ آپ نے انھیں آواز دی تو انھوں (عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ) نے کوئی جواب نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا: اے ابو الربیع! ہم تمھارے بارے میں بے بس ہیں۔ تو عورتوں نے تیز باتیں کرنا اور رونا شروع کر دیا۔ (جابر) ابن عتیک (رضی اللہ عنہ) انھیں چپ کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو۔ جب وہ فوت ہو جائیں تو پھر کوئی بھی رونے والی (اونچی آواز سے) نہ روئے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وجوب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: جب فوت ہو جائیں۔ پھر ان کی بیٹی نے (اپنے باپ کو پکارتے ہوئے) کہا: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ تو شہید ہونا چاہتے تھے اور آپ نے جہاد پر جانے کے لئے تیاری بھی کر رکھی تھی! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ان کی نیت کے مطابق ان کا اجر بلند فرمایا ہے اور تم شہادت کسے سمجھتے ہو؟ لوگوں نے

شَهِيدٌ وَالمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ .))

کہا: اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں قتل ہو جانے کے سوا بھی اور سات شہادتیں ہیں: طاعون میں مرنے والا شہید ہے، ڈوب کر مرنے والا شہید ہے، ذات الجنب (پسلی کی ایک بیماری) میں مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر مر جانے والا شہید ہے، چھت اور دیوار کے نیچے دب کر مر جانے والا شہید ہے اور بچہ جننے کی حالت میں مر جانے والی عورت شہید ہے۔

تحقیق سنده حسن

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/۲۳۳، ۲۳۴ ح ۵۵۵، ک ۱۶ ب ۱۲ ح ۳۶ نحو المعنیٰ) التمہید ۱۹/۲۰۲، الاستذکار: ۵۰۹

☆ وأخرجه ابو داود (۳۱۱۱) والنسائی (۴/۱۳ ح ۱۸۴۷) من حدیث مالک به وصححه ابن حبان (الموارد: ۱۶۱۶، الاحسان: ۳۱۷۹، ۳۱۸۰/۳۱۸۹، ۳۱۹۰) والحاکم (۱/۳۵۲، ۳۵۳) ووافقه الذهبی .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ مشکل کشا نہیں بلکہ صرف ایک اللہ ہی مشکل کشا ہے۔
② میت یا مرنے والے پر آواز کے بغیر آنسوؤں کے ساتھ رونا جائز ہے۔
③ ہر شخص کو اس کی نیت کی مطابق اجر ملتا ہے۔
④ شہداء کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سے بعض کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔
⑤ مصیبت کا علم ہونے کے بعد انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا سنت اور فضیلت والا عمل ہے۔
⑥ اونچی آواز سے نوحہ کرتے ہوئے رونا ممنوع ہے۔
⑦ رسول اللہ ﷺ اپنے امتیوں پر بے حد مہربان تھے اور ہمیشہ ان کا خیال رکھتے تھے۔
⑧ بیمار کی بیمار پرسی کے لئے جانا سنت اور ثواب کا کام ہے۔
⑨ سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بڑی فضیلتوں والے صحابی تھے۔
⑩ مرنے والے سے ضروری اور مفید باتیں کرنا صحیح ہے۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ أَبُو طُوَالَةَ :حَدِيْثَانِ

[۳۰۲] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَعْمَرٍ الأَنْصَارِيِّ عن أَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ(عَنْ عَائِشَةَ)° زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ !إِنِّي أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((وَ أَنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَأَغْتَسِلُ وَأَصُومُ)) فَقَالَ الرَّجُلُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غُفِرَ لَكَ مِنْ ذَنْبِكَ (مَا تَقَدَّمَ)° وَمَا تَأَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((واللّٰهِ!إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وأَعْلَمَكُمْ بِحُدُودِهِ.))

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس کھڑے تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا: یارسول اللہ! میں رات کو جنبی ہو جاتا ہوں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی رات کو جنبی ہو جاتا ہوں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہوتا ہے تو میں نہاتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمارے جیسے نہیں ہیں، اللہ نے گناہوں کے اور آپ کے درمیان (نبوت سے) پہلے (بھی) اور بعد میں پردہ ڈالا ہوا ہے یعنی آپ تو گناہوں سے بالکل معصوم ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اُمید کرتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی حدود کو تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۸۹ ح ۶۴۸، ک ۱۸ ب ۴ ح ۹) التمهيد ۱۷/۴۱۸، الاستذکار: ۵۹۶

☆ وأخرجه ابوداود (۲۳۸۹) من حديث مالک، ومسلم (۷۹/۱۱۱۰) من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن الانصاري به .

° سقط من الأصل واستدركته من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① نبی کریم ﷺ گناہوں سے بالکل پاک تھے۔ آپ سے کسی گناہ کا صدور نہ نبوت سے پہلے ہوا ہے اور نہ نبوت کے بعد۔ صلّى اللّٰه عليه و آله وسلّم وفداه أبي و أمي و روحي .

② اگر رات کو کسی شخص پر جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل فرض ہو جائے تو اس پر فوراً نہانا ضروری نہیں ہے بلکہ نہانے کا تعلق صبح کی

نماز کے ساتھ ہے لہٰذا روزہ رکھنے والا پہلے سحری کھالے اور بعد میں نہالے۔

③ نبی ﷺ بشر ہونے کے باوجود ہمارے جیسے نہیں بلکہ خیر البشر اور نورِ ہدایت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ بھی کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

④ رسول اللہ ﷺ دونوں جہانوں کے سردار ہونے کے باوجود شرعی احکام سے مبرا نہیں تھے تو دوسرے انسان اعمال واحکام سے کیونکر بری ہو سکتے ہیں۔

⑤ نیز دیکھئے حدیث: ۳۹۵، ۴۳۶

[۳۰۳] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي؟ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: میری جلالتِ شان کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ میں آج انھیں اپنے (عرش کے) سائے میں رکھوں گا، آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۹۵۲ ح ۱۸۴۰، ک ۵۱ ب ۵ ح ۱۳) التمهيد ۱۷/۴۲۸، الاستذكار: ۱۷۷۶

☆ وأخرجه مسلم (۲۵۶۶) من حديث مالك به .

تفقه

① صرف اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا بہت فضیلت والا کام ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۱۵۵، ۴۴۶، ۴۱۴

③ قولِ راجح میں حدیثِ قدسی کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ دیکھئے تحریر علوم الحدیث تصنیف الشیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع العراقی وھو من المعاصرین (ج ۱ ص ۳۷)

④ ہر عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے۔

⑤ اسلام ہی وہ دین ہے جو محبت بانٹ رہا ہے اور آپس میں اخوت و بھائی چارے کو فروغ دے رہا ہے۔

حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ خَمْسَةَ عَشَرَ حَدِيثًا: لَهُ عَنْ عُرْوَةَ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۰٤] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوءُ فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَالِكَ فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ ابْنَةُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ° يَقُولُ: ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.))

عروہ بن الزبیر (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں مروان بن الحکم (الاموی) کے پاس گیا تو ہم نے مذاکرہ کیا کہ کس چیز سے وضو (لازم) ہوتا ہے تو مروان نے کہا: ذَکر (آلۂ تناسل) کو چھونے سے وضو (ضروری) ہے۔ عروہ نے کہا: مجھے اس کا علم نہیں ہے تو مروان نے کہا: مجھے بسرہ بنت صفوان (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی اپنے ذَکر کو چھوئے تو وضو کرے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۲ ح ۸۸، ک ۲ ب ۱۵ ح ۵۸) التمہید ۱۷/۱۸۳، الاستذکار: ۷۸

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۸۱) من حدیث مالک، والنسائی (۱/۱۰۰ ح ۱۶۳) من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک بہ. وسندہ حسن وقواہ ابن الملقن فی تحفۃ المحتاج (۱/۱۵۱ ح ۲۵) وللحدیث شواہد کثیرۃ ۔ ° وزاد في الأصل هاهنا بعده: ''وَسَلَّمَ''!

تفقہ

① مروان بن الحکم پر روایتِ حدیث میں جرح مفسر ثابت نہیں ہے لہٰذا اس کی بیان کردہ روایت کم از کم حسن لذاتہ کے حکم میں ہے اور باقی سند بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں۔ مثلاً: حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۱۱۵)

حدیث زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ (احمد ۵/۱۹۴ ح ۲۱۶۸۹ وسندہ ضعیف، الزہری مدلس وعنعن وباقی السند حسن لذاتہ)

سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''من مسّ ذکرہ توضأ'' جو اپنے ذکر کو چھوئے وہ وضو کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۴ ح ۱۷۳۶، وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''إذا مست المرأۃ فرجھا توضأت'' اگر کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ وضو کرے۔

(المستدرک للحاکم ۱/۱۳۸ ح ۴۸۱ وسندہ حسن)

② سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا: کیا تم نے اپنے ذکر کو ہاتھ لگایا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُٹھ اور وضو کر۔ (الموطأ ۱/۴۲ ح ۸۹ وسندہ صحیح)

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔ (الموطأ ۴۲/۱ ح ۹۰ وسندہ صحیح)
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تھا پھر بھول کر نماز پڑھ لی پھر جب انھیں یاد آیا تو دوبارہ وضو کر کے اس نماز کا اعادہ کیا۔ (الموطأ ۴۳/۱ ح ۹۲ وسندہ صحیح)

④ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔ (الموطأ ۴۳/۱ ح ۹۰ ب، وسندہ صحیح)

⑤ ان احادیث و آثار کے برعکس فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے: ''مس ذکرہ أو ذکر غیرہ لیس یحدث عندنا....''
جو شخص اپنے یا کسی دوسرے کے ذکر کو چھوئے، ہمارے نزدیک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ج ۱ ص ۱۳) !!

⑥ حصولِ علم کی خاطر مختلف موضوعات پر مذاکرہ علمائے دین کا طرۂ امتیاز ہے۔

⑦ اگر کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو قیل وقال کے بجائے صاف انکار کر دینا چاہئے اور یہی سلف صالحین کا طریقۂ کار ہے۔

⑧ ایک روایت میں ذکر کے بارے میں آیا ہے کہ ((بضعة منه .)) یہ اس کا ایک ٹکڑا ہے۔ (ابوداود: ۱۸۲، وسندہ حسن)
یہ روایت درج بالا حدیث و آثار کی رُو سے منسوخ ہے۔

⑨ خبرِ واحد اگر صحیح ہو تو اس پر ایمان و عمل فرض ہے۔

عَبَّادٌ: ثَلَاثَةُ أَحَادِيثُ

[۳۰۵] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ .

(سیدنا) عبداللہ بن زید المازنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جائے نماز (عیدگاہ) کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ نے (نمازِ استسقاء پڑھ کر) پانی (بارش) کے لئے دعا مانگی اور جب (دعا کے لئے) قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر اُلٹ دی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۹۰/۱ ح ۴۴۹، ک ۱۳ ب ۱ ح ۱) التمہید ۱۶۷/۱۷، الاستذکار: ۴۱۸

☆ وأخرجه مسلم (۸۹۴) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نمازِ استسقاء سنت ہے۔ استسقاء پانی یعنی بارش مانگنے کو کہتے ہیں۔

② عباد بن تمیم رحمہ اللہ کے چچا سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی الانصاری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی دوسری سند میں آیا ہے کہ

میں نے نبی ﷺ کو اس دن دیکھا جب آپ استسقاء کے لئے نکلے، پھر آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ پھیری اور دعا کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کیا پھر آپ نے اپنی چادر پلٹ دی پھر آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جن میں جہری قراءت کی۔

(صحیح بخاری: ۱۰۲۵، صحیح مسلم: ۸۹۴)

اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ استسقاء کی نماز مسنون ہے لیکن اس کے برخلاف فقہ حنفی کی کتاب الہدایہ میں لکھا ہوا ہے: ''ليس في الاستسقاء صلوة مسنونة في جماعة'' (امام ابوحنیفہ نے کہا:) استسقاء کے موقع پر نماز با جماعت مسنون نہیں ہے۔ (ج ۱ ص ۱۷۶، باب الاستسقاء) !!

③ دعا کرتے وقت ہاتھ کی پشت آسمان کی طرف ہو۔ (صحیح مسلم: ۸۹۵)

ہتھیلیاں چہرے کے سامنے ہوں اور ہاتھ سر سے اونچے نہ ہوں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۸۷۶ وسندہ صحیح، سنن ابی داود: ۱۱۶۸)

④ چادر پلٹنے سے مراد یہ ہے کہ اے اللہ! لوگوں کی حالت بدل دے اور بارش نازل فرما۔

⑤ نیک اور متقی آدمی سے استسقاء کی نماز پڑھوانا اور دعا کروانا بہتر ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۰۱۰)

⑥ نیز دیکھئے ح ۴۴۸

⑦ نمازِ استسقاء کے لئے کھلے علاقے کا انتخاب کرنا چاہئے۔

[۳۰۶] وَبِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .))

(سیدنا) عبداللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۷ ح ۴۶۵، ک ۱۴ ب ۵ ح ۱۱) التمہید ۱۷/۱۷۹، الاستذکار: ۴۳۴

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۹۵) ومسلم (۱۳۹۰) من حديث مالك به .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ کے گھر (بیتِ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے لے کر مسجدِ نبوی کے منبر تک کا حصہ جنت کا حصہ ہے۔

② نیز دیکھئے حدیثِ سابق: ۱۵۴

[۳۰۷] وَبِهٖ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ: ((أَلَّا تُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.))

قَالَ مَالِكٌ: أَرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ.

(سیدنا) ابوبشیر الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک پیغامبر (اعلان کرنے والا) بھیجا۔ عبداللہ بن ابی بکر (رحمہ اللہ، راویٔ حدیث) فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ لوگ اپنی خوابگاہوں میں تھے کہ اس نے اعلان کیا: خبردار! کسی اونٹ کی گردن پر تانت کا پٹا یا کوئی اور پٹا کاٹے بغیر نہ چھوڑنا۔

(امام) مالک نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے نظر سے (بچاؤ) کے لئے یہ پٹے (گنڈے) ڈال رکھے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۳۷ ح ۱۸۰۹، ک ۴۹ ب ۱۳ ح ۳۹) التمہید ۱۷/۱۵۹، الاستذکار: ۱۷۴۴

☆ وأخرجه البخاري (۳۰۰۵) ومسلم (۲۱۱۵) من حديث مالك به.

تفقه

① دھاگے منکے وغیرہ لٹکا کر یہ سمجھنا کہ بیماری نہیں لگے گی یا نظر بد سے بچاؤ ہو جائے گا، جائز نہیں ہے مگر قرآنی اور غیر شرکیہ عبارات لکھ کر لٹکانے کے بارے میں سلف صالحین کے درمیان اختلاف ہے۔ سیدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ اسے جائز سمجھتے تھے۔ (دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۳۵۱ وسندہ صحیح) لیکن بہتر یہی ہے کہ ان سے بھی اجتناب کیا جائے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بچوں کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی وجہ سے تعویذ مکروہ سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۳۷۴ ح ۲۳۴۶۶ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۸/۱۶ ح ۲۳۸۲۳)

② اسحاق بن منصور الکوسج رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے قرآن لٹکانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہر شے (علاج کے لئے لکھ کر) لٹکانا مکروہ ہے۔ (دیکھئے مسائل اسحاق واحمد ج ۱ ص ۱۹۳ فقرہ: ۳۸۲، التمہید ۱۷/۱۶۴)

راجح یہی ہے کہ قرآنی وغیر شرکیہ تعویذ شرک یا بدعت نہیں ہے لیکن سدِ ذرائع کے طور پر یہ تعویذ بھی نہیں پہننے چاہئیں۔

③ شبہات والی اور مشکوک چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

④ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۷۴۰) وصحیح مسلم (۲۱۸۷) لیکن اس کا علاج تعویذ گنڈے نہیں بلکہ مسنون دعائیں ہیں۔ مثلاً: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ.)) والی دعا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۳۷۱)

عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَرْبَعَةُ أَحَادِيْثُ

[۳۰۸] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ أَو مُرِيْ صَاحِبَ الْهَدْيِ، قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

زیاد بن ابی سفیان نے نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف لکھ کر بھیجا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا: جو شخص (بیت اللہ کی طرف) قربانی کے جانور روانہ کرے تو اس پر قربانی کرنے تک وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں اور میں نے قربانی کے جانور روانہ کر دیئے ہیں لہٰذا آپ اپنا فیصلہ میری طرف لکھ کر بھیجیں یا جو شخص قربانی کے جانور لاتا ہے اُسے حکم دے دیں۔

عمرہ (بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ) نے کہا: تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: جس طرح ابن عباس نے کہا ہے اس طرح نہیں ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی گردن میں (قربانی کے نشان کے لئے) پٹے تیار کئے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں خود ڈالا تھا۔ پھر انھیں میرے والد (سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (بیت اللہ کی طرف) روانہ کیا تو آپ پر قربانی ذبح ہونے تک اللہ کی حلال کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں ہوئی تھی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۴۰، ۳۴۱ ح ۷۶۹، ک ۲۰ ب ۱۵ ح ۵۱) التمہید ۲۱۹/۱۷، الاستذکار: ۷۱۹

☆ وأخرجہ البخاری (۱۷۰۰) ومسلم (۱۳۲۱/۳۶۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① مجتہد سے غلطی یا بھول ہو سکتی ہے۔

② جواب ہمیشہ دلیل سے دینا چاہئے۔

③ جو شخص قربانی کے جانور حرم بھیج دے اور اپنے گھر میں مقیم رہے تو اس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آدمی پر احرام باندھے اور لبیک کہے بغیر چیزیں حرام نہیں ہوتیں۔ (الموطأ ۱/۳۴۱ ح ۷۷۰ وسندہ صحیح)

④ ایک آدمی نے قربانی کے جانور مقرر کر کے بھیج دیئے اور سلے ہوئے کپڑے اُتار دیئے۔ جب سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا: کعبے کے رب کی قسم! یہ بدعت ہے۔ (الموطأ ۱/۳۴۱ ح ۷۷۱ وسندہ صحیح)

⑤ اہلِ حق کا فقہی مسائل میں آپس میں اختلاف ہو سکتا ہے جو کہ مذموم نہیں ہے۔

⑥ صحابۂ کرام ہر وقت سنت پر عمل کرنے میں مستعد رہتے تھے۔

⑦ یہ ممکن ہے کہ بڑے سے بڑے عالم کو بعض حدیثیں معلوم نہ ہوں۔

⑧ تقلید جائز نہیں ہے بلکہ استطاعت کے مطابق تحقیق ضروری ہے۔

[۳۰۹] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ وَاقِدٍ أَنَّهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ: صَدَقَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ادَّخِرُوا الثَّلَاثَ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ.)) قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ بِضَحَايَاهُمْ وَيَجْمِلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) أَوْ كَمَا قَالَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَهَيْتَ عَنْ إِمْسَاكِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا.))

عبداللہ بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا، عبداللہ بن ابی بکر (راویٔ حدیث) فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس بات کا ذکر عمرہ بنت عبدالرحمٰن (رحمہا اللہ) سے کیا تو انھوں نے کہا: اُس (عبداللہ بن واقد) نے سچ کہا، میں نے نبی ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کے وقت کچھ (خانہ بدوش) لوگ مدینہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دن (گوشت کا) ذخیرہ کرو اور باقی صدقہ کر دو۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے، چربی پگھلاتے اور (کھالوں کی) مشکیں بناتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت روکے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمھارے پاس (مدینہ میں) آئے تھے۔ پس (اب) کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحیٰ ۲/۴۸۴، ۴۸۵ ح ۱۰۶۶، ک ۲۳ ب ۴ ح ۷) التمہید ۱۷/۲۰۷، الاستذکار: ۱۰۰۰

☆ وأخرجہ مسلم (۱۹۷۱) من حدیث مالک بہ . ○ وفي رواية يحي بن يحي: "لِثَلَاثٍ".

تفقہ

① علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تین دنوں سے زیادہ، قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے سے ممانعت والا حکم منسوخ ہے۔ دیکھئے التمہید (۳/۲۱۶)

② حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ جس طرح قرآن میں ناسخ ومنسوخ ہے اسی طرح حدیث میں بھی ناسخ ومنسوخ ہے اور یہ اوامر ونواہی (احکام) میں تخفیف ومصالح وغیرہما کے لئے ہوتا ہے۔ اخبارِ سابقہ میں قطعاً نسخ نہیں ہوتا۔ روافض اور خوارج نے اس کا انکار کر کے یہود کی موافقت کی ہے اور یاد رہے کہ یہ بدأ کے باب میں سے نہیں ہے۔ (انظر التمہید ۳/۲۱۵ ملخصاً)

بعض رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے بارے میں پہلے سے علم نہیں ہوتا اور بعد میں جب اس کا علم ہو جائے تو اس کی رائے بدل جاتی ہے، اسے بدأ کہتے ہیں۔ یہ عقیدہ صریحاً کفر ہے۔

③ ممانعت کے بعد جو حکم ہوتا ہے وہ اباحت پر محمول ہوتا ہے۔ (التمہید ۳/۲۱۷)

لہٰذا اب یہ جائز ہے کہ ساری قربانی کا گوشت خود کھایا جائے یا سارا صدقہ کر دیا جائے یا پھر ذخیرہ کر لیا جائے۔ بعض علماء اس گوشت کے تین حصے کرنا پسند کرتے ہیں: ایک تہائی خود کھایا جائے، ایک تہائی صدقہ کر دیا جائے اور ایک تہائی ذخیرہ کر لیا جائے لیکن پہلی بات راجح ہے۔ نیز دیکھئے سورۃ الحج: ۲۸، ۳۶

④ حج کے علاوہ دوسرے مقامات مثلاً مدینہ اور ساری زمین پر قربانی کرنا مسنون ومشروع ہے لہٰذا بعض منکرینِ حدیث کا یہ دعویٰ کہ قربانی حج کے ساتھ مخصوص ہے، غلط ہے۔

⑤ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۰۵

⑥ بات کی تصدیق یا تحقیق کے لئے کسی دوسرے کے سامنے بیان کرنا نہ صرف جائز بلکہ بہتر امر ہے۔

[۳۱۰] وَبِهِ○ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرَاهُ فُلَانًا)) لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ:

ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے کہ انھوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے ایک آدمی کی آواز سُنی جو (سیدہ) حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ آدمی (اندر آنے کی) اجازت مانگ رہا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ

يَارَسُولَ اللّٰهِ !لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّ لَهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((نَعَمْ !إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الوِلَادَةُ .))

نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ وہ فلاں آدمی ہے، حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: یارسول اللہ! اگر فلاں آدمی، جوکہ ان کا رضاعی چچا تھا، اگر زندہ ہوتا تو کیا میرے پاس (گھر میں) آسکتا تھا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، جو رشتے (حقیقی) اولاد ہونے کی وجہ سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۰۱ ح ۱۳۱۳، ک ۳۰ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۷/۲۱۱، الاستذکار: ۱۲۳۳

☆ وأخرجه البخاري (۲۶۴۶) ومسلم (۱۴۴۴) من حديث مالک به . ٥ سقط من الأصل و السياق يقتضيه .

تفقه

① جس طرح نسب سے رشتے حرام ہوتے ہیں اُسی طرح رضاعت سے بھی رشتے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً رضاعی بہن اُسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی بہن حرام ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۴۶۹،۳۹

③ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو سال کے اندر بچہ جو دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ ایک گھونٹ ہی ہو اور دو سال کے بعد اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۴۶۲ وسندہ صحیح)

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رضاعت صرف بچپن میں ہی ہوتی ہے، بڑی عمر کی رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(الموطأ ۲/۶۰۳ ح ۱۳۱۸، وسندہ صحیح/مفہوم)

⑤ سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: دو سال کے اندر اگر ایک قطرہ (دودھ) بھی ہو تو حرام ہو جاتا ہے۔الخ

(الموطأ ۲/۶۰۴ ح ۱۳۲۲، وسندہ صحیح)

⑥ بچہ اگر منہ ڈال کر پانچ مرتبہ دودھ پی لے، چوس لے تو رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

⑦ نیز دیکھئے ح ۳۱۱

⑧ غیر محرم سے پردہ ضروری ہے۔

[۳۱۱] وَبِهٖ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ قرآن میں (پہلے) ''عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ'' دس دفعہ دودھ پلانا ہے معلوم طریقے سے، نازل ہوئی پھر پانچ دفعہ معلوم طریقے سے، کے ساتھ یہ منسوخ ہوگئی، پھر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو یہ قرآن میں پڑھی جاتی تھی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۰۸ ح ۱۳۳۰، ک ۳۰ ب ۳ ح ۱۷) التمہید ۲۱۵/۱۷، الاستذکار: ۱۲۵۰

☆ وأخرجہ مسلم (۱۴۵۲) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① یہ منسوخ آیت (دس رضعات والی) وہی آیت ہے جو کسی صحیفے پر لکھی ہوئی تھی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سرہانے کے نیچے رکھی ہوئی تھی، اسے بعد میں بکری کھا گئی۔ دیکھئے مسند احمد (۲۶۹/۶ ح ۲۶۳۱۶ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۱۹۴۴)

خمس رضعات والی آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہوگئی تھی لیکن حکم باقی رہا۔

جس آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی تھی اگر وہ اس طرح سے نہ اُٹھائی جاتی تو یہ ڈر تھا کہ کہیں قرآن میں نہ لکھ دی جائے۔ اس سے رافضیوں کا وہ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا جس میں بعض کہتے ہیں کہ قرآن کے چالیس پارے تھے جن میں سے دس پارے بکری کھا گئی۔ رافضیوں کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۱۰

③ آیتِ مذکورہ نبی ﷺ کی زندگی میں ہی منسوخ ہوگئی تھی مگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم نہیں تھا۔

معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑے عالم پر بھی بعض دلائل مخفی رہ سکتے ہیں۔

④ قرآن وحدیث میں بعض احکام میں ناسخ ومنسوخ واقع ہوا ہے۔

⑤ یہ عین ممکن ہے کہ بعض لوگوں تک ناسخ نہ پہنچے اور وہ سابقہ حکم (منسوخ) پر ہی عمل کرتے رہیں۔

⑥ ناسخ کے آجانے اور علم ہونے کے بعد منسوخ پر عمل جائز نہیں ہے۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ: سِتَّةُ أَحَادِيْثَ .

[۳۱۲] مَالِكٌ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً .

(سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں آج رات ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کیسی نماز پڑھتے ہیں؟ لہٰذا میں آپ کی چوکھٹ یا خیمے کے پاس لیٹ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو لمبی لمبی لمبی رکعتیں پڑھیں پھر ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں جو کہ پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو کہ پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور وہ پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر وتر پڑھا تو یہ (کل) تیرہ رکعتیں تھیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۲۲/۱ ح ۲۶۵، ک ۷ ب ۲ ح ۱۲) التمہید ۲۸۷/۱۷، الاستذکار: ۲۳۶

☆ وأخرجہ مسلم (۷۶۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① عشاء کی دوسنتوں کو ملا کر رات کی نفل نماز کل تیرہ رکعتیں ہیں جن میں سے گیارہ رکعتیں عوام میں تہجد کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی رکعتیں رمضان میں تراویح کہلاتی ہیں۔

② صحابۂ کرام دین سیکھنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

③ دین سیکھنے سکھانے کے لئے صحابۂ کرام ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

④ علم سیکھنے سکھانے کے دوران میں جو سختیاں آئیں، اُن پر صبر کرنا چاہئے۔

⑤ نیز دیکھئے حدیث: ۳۶، ۴۱۷

[۳۱۳] وَبِهٖ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(سیدنا) ابوحمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا: کہو ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) اے اللہ! محمد (ﷺ)، آپ کی ازواج اور اولاد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر درود بھیجا اور محمد (ﷺ)، آپ کی ازواج اور اولاد پر برکتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تو حمد وثنا اور بزرگی والا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۵ ح ۳۹۶، ک ۹ ب ۲۲ ح ۶۶) التمہید ۱۷/۳۰۲، الاستذکار: ۳۶۶

☆ وأخرجه البخاری (۳۳۶۹) ومسلم (۴۰۷) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① نماز میں نبی ﷺ پر (پہلے) تشہد میں درود پڑھنا مستحب و افضل ہے جبکہ دوسرے تشہد میں ضروری (فرض) ہے۔

② درج ذیل درود بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے:

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) (صحیح البخاری ۱/۴۷۷ ح ۳۳۷۰)

③ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۶۸

④ دین کے ہر مسئلے کے لئے دلیل کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

⑤ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے لئے خیر کی دعائیں کرنا جزوِ ایمان ہے۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس رک کر نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) پر درود پڑھتے تھے۔

(الموطأ ۱/۱۶۶ ح ۳۹۸ وسندہ صحیح)

امام نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے تشریف لاتے تو مسجد (نبوی) میں داخل ہوتے پھر (نبی ﷺ کی) قبر کے پاس آ کر فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَبَا بَکْرٍ! اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَبَتَاہُ!

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۴۵/۵ وسندہ صحیح، طبقات ابن سعد ۱۵۶/۴، وسندہ صحیح)

⑦ سلام کہنا دعائیہ کلمات ہیں جن میں میت کو مخاطب کیا جا سکتا ہے مگر چند تخصیصات کے علاوہ یہ ثابت نہیں کہ مرنے والا سنتا ہے۔ اگر وہ سن رہا ہوتا تو سلام کا جواب ضروری تھا لیکن کسی صحیح حدیث سے سلام کا جواب ثابت نہیں ہے۔ سنن ابی داود میں ردِ سلام والی جو روایت آئی ہے وہ معلول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑧ ثابت شدہ کوئی سا بھی درود پڑھنا باعثِ ثواب اور مسنون ہے لیکن واضح رہے کہ من گھڑت اور خود ساختہ درودوں سے اجتناب ضروری ہے۔

⑨ درودِ لکھی، درود تنجینا اور درود تاج وغیرہ درودوں کا صحیح ثبوت حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔

[۳۱۴] وَبِہٖ عَنْ أَبِیْہِ أَنَّ أَبَا الْبَدَّاحِ بْنَ عَاصِمِ ابْنِ عَدِيٍّ أَخْبَرَہُ عَنْ أَبِیْہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَرْخَصَ لِرُعَاۃِ الْإِبِلِ فِي الْبَیْتُوتَۃِ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ یَرْمُوْنَ بِالْغَدَاۃِ أَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدَاۃِ بِیَوْمَیْنِ ثُمَّ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّفْرِ .

(سیدنا) عاصم بن عدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرانے والوں کو (منیٰ سے باہر) رات گزارنے کی اجازت دی، وہ قربانی والے دن (جمرات کو) کنکریاں ماریں گے پھر (اگلے) دودنوں میں صبح یا صبح کے بعد کنکریاں ماریں گے پھر واپسی والے (چوتھے) دن کنکریاں ماریں گے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۴۰۸/۱ ح ۹۴۶، ک ۲۰ ب ۷۲ ح ۲۱۸) التمہید ۲۵۰/۱۷، الاستذکار: ۸۸۷

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۹۷۵) والترمذی (۹۵۵ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'') والنسائی (۲۷۳/۵ ح ۳۰۷۱) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن خزیمۃ (۲۹۷۵) وابن حبان (الموارد: ۱۰۱۵) والحاکم (۴۷۸/۱، ۳۲۰/۳) ووافقہ الذہبی۔

تفقہ

① مجبوری کی حالت میں مسنون وقت سے پہلے یا بعد میں جمرات کو کنکریاں مارنا جائز ہے۔

② سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جمرات کے قریب (جمرۂ عقبہ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ قصویٰ کے پاس) شیطان آیا تھا تو آپ نے اسے تین دفعہ سات سات کنکریاں ماریں۔ دیکھئے مسند الامام احمد (۲۹۷/۱، ۲۹۸ ح ۲۷۰۷، وسندہ صحیح)

③ جمرات کو صرف تین دن (ایامِ تشریق میں) کنکریاں مارنا جائز اور چار دن مارنا بہتر ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ایام ثلاثہ (منیٰ کے تین دنوں) میں جمرات کو سورج کے زوال کے بعد ہی کنکریاں مارو۔ (الموطأ ۱/۴۰۸ ح ۹۴۵ وسندہ صحیح)

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دو جمروں کے پاس رمی سے فارغ ہونے کے بعد لمبی دیر تک کھڑے رہتے، حمد و تسبیح بیان کرتے اور دعا کرتے رہتے تھے۔ آپ جمرۂ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۴۰۷ ح ۹۳۹ وسندہ صحیح)

⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جمرے کو کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ (الموطأ ۱/۴۰۷ ح ۹۴۰ وسندہ صحیح)

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جو شخص منیٰ میں ہو اور ایام تشریق کے درمیانی دن میں سورج غروب ہو جائے تو اسے اگلے دن جمرات کو کنکریاں مارے بغیر نہیں نکلنا چاہئے۔ (الموطأ ۱/۴۰۷ ح ۹۴۲ وسندہ صحیح)

⑧ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے فرمایا: جدھر سے آسانی ہو کنکریاں ماریں۔ (الموطأ ۱/۴۰۷ ح ۹۴۴ وسندہ صحیح)

[۳۱۵] وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟)) قُلْنَ: بَلٰى! قَالَ: ((فَاخْرُجْنَ.))

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو حیض آ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غالباً وہ ہمیں (حج کے بعد سفر سے) روکنا چاہتی ہے، کیا اس نے تمھارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا؟ آپ کی بیویوں نے کہا: کیوں نہیں! وہ طواف کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر (سفر کے لئے) نکلو۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۱۲ ح ۹۵۵، ک ۲۰ ب ۵۷ ح ۲۲۶) التمہید ۱۷/۲۶۵ وقال: ''ھذا حدیث صحیح'' الاستذکار: ۸۹۵

☆ وأخرجہ البخاری (۳۲۸) ومسلم (۱۲۱۱/۳۸۵ بعد ح ۱۳۲۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① عورت حائضہ ہونے کی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

② اگر عورت طوافِ زیارت (طوافِ افاضہ) کر لے اور بعد میں اسے حیض کی بیماری لاحق ہو جائے تو اس کے لئے طوافِ وداع ضروری نہیں ہے جبکہ دوسرے لوگوں پر طوافِ وداع ضروری ہے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج ادا کرتیں اور ان کے ساتھ عورتیں ہوتیں تو آپ انھیں ان کے حیض کے خوف سے قربانی والے دن

ہی طواف الافاضہ کے لئے (بیت اللہ) بھیج دیتیں۔ پھر جب وہ عورتیں طوافِ افاضہ کرلیتیں اور انھیں حیض آجاتا تو ان کے پاک ہونے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ روانہ ہوجاتی تھیں۔ (الموطأ ۱/۴۱۳ ح ۹۵۶ وسندہ صحیح) ④ نیز دیکھئے ح ۳۸۸، ۴۶۸

[۳۱۶] وَبِهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ يَقُولُ : إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ : يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ : ((إِنَّهُم لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا .))

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے سامنے ذکر کیا گیا کہ (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: بے شک میت کو گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر) کی اللہ مغفرت فرمائے، انھوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا انھیں غلطی لگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تو ایک یہودی عورت (کی قبر) کے پاس سے گزرے جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا: یہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۳۴ ح ۵۵۶، ک ۱۶ ب ۱۲ ح ۳۷) التمہید ۱۷/۲۷۳، الاستذکار: ۵۱۰

☆ وأخرجہ البخاري (۱۲۸۹) ومسلم (۹۳۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① میت کو نوحہ کرکے رونے والوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، مذکورہ بالا حدیث کو درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی بیان کیا ہے:

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (سنن الترمذی: ۱۰۰۳، وقال: ''ھذا حدیث حسن غریب'' ابن ماجہ: ۱۵۹۴، مسند احمد ۴/۴۱۴ ح ۱۹۷۱۶، وسندہ حسن لذاتہ واللفظ لہ وصححہ الحاکم ۲/۴۷۱) سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (سنن النسائی ۴/۱۵ ح ۱۸۵۰، وسندہ حسن، ابن حبان، الاحسان: ۳۱۲۴ دوسرا نسخہ: ۳۱۳۴) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۱۲۹۱، صحیح مسلم: ۹۳۳) نیز دیکھئے نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود (مخطوط ص ۱۶۷ ح ۳۱۲۹)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہ بھولے ہیں اور نہ انھیں غلطی لگی ہے بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص جاہلیت کی طرح رونے پیٹنے کے خلاف تھا اور اس سے منع کرتا تھا تو اس پر ایسا رونے پیٹنے کی وجہ سے کوئی عذاب نہیں ہوتا اور سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ دلیل کا یہی مطلب ہے۔ جو شخص جاہلیت کی طرح روتا پیٹتا تھا اور اسے پسند کرتا تھا تو پھر اس پر رونے پیٹنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی بیان کردہ حدیث کا یہی مطلب ہے۔ نیز دیکھئے صحیح بخاری قبل ح ۱۲۸۴

② علمائے حق کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری صحیح روایت میں آیا ہے کہ "إنما مرّ رسول اللہ ﷺ علٰی قبر ... " رسول اللہ ﷺ تو قبر کے پاس سے گزرے تھے۔ الخ (مسند احمد ۲/۳۸ ح ۴۹۵۹ وسندہ صحیح، سنن ابی داود: ۳۱۲۹، سنن النسائی ۴/۱۷ ح ۱۸۵۶)

معلوم ہوا کہ یہودیہ کے پاس سے گزرے کا مطلب یہودیہ کی قبر کے پاس سے گزرے تھے، ہے۔

④ اگر کسی مسئلے میں دوسرے کی اصلاح مقصود ہو تو احسن انداز سے رد کرنا چاہئے۔

⑤ کفار ومشرکین اور منافقین وغیرہ کو عذابِ قبر ہوتا ہے۔

⑥ دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمیشہ حسنِ ظن کا جذبہ رکھنا چاہئے۔

[۳۱۷] وَبِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، أَنْ يُخْبِرَ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْئَلَهَا .))

(سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں گواہوں میں سے بہترین گواہ نہ بتا دوں؟ جو پوچھنے سے پہلے گواہی پیش کرتا ہے اور پوچھے جانے سے پہلے گواہی دے دیتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۲۰ ح ۱۴۶۲، ک ۳۶ ب ۲ ح ۳) التمہید ۱۷/۲۹۳، الاستذکار: ۱۳۸۶

☆ وأخرجہ مسلم (۱۷۱۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر سچا گواہ مطالبے کے بغیر سچی گواہی دے تو یہ انتہائی بہترین اور نیک کام ہے۔

② اس حدیث کی سند میں روایت کرنے والے چار تابعی ہیں: عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، عبداللہ بن عمرو بن عثمان اور ابوعمرہ بن ابی عمرہ الانصاری، رحمہم اللہ اجمعین .

③ بعض لوگ مطالبے کے بغیر گواہی دے دیتے ہیں۔ اگر یہ گواہی سچی ہے تو نیکی کا کام ہے اور اگر جھوٹی ہے تو کبیرہ گناہ ہے۔

④ شرعی عذر کے بغیر سچی گواہی چھپانا جائز نہیں ہے۔

⑤ حاضرین کو متوجہ کرنے کے لئے استفہامیہ (سوالیہ) انداز اختیار کرنا نہ صرف جائز بلکہ تعلیم و تدریس کے سلسلے میں مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۱۸] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الثَّلَاثَةِ :

قَالَ فَقَالَتْ زَيْنَبُ : دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ : خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ! مَالِي بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِإِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا))

فَقَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ !مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ :((لَا يَحِلُّ لِإِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا))

قَالَتْ زَيْنَبُ :وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ

حمید بن نافع (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدہ) زینب بنت ابی سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے انھیں تین حدیثیں بتائیں:

زینب نے کہا: جب نبی ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے والد ابوسفیان بن حرب (رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے تو میں ان کے پاس گئی، پھر ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی جس میں زعفران یا کوئی دوسری چیز ملی ہوئی تھی اور وہ خوشبو (تیل کے ساتھ) اپنی لونڈی کو لگائی پھر (باقی ماندہ حصے سے) اپنے رخساروں پر مل لی اور فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی مرنے والے پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے (اپنے) خاوند کے، اس پر وہ چار مہینے اور دس دن سوگ کرے گی۔

زینب (بنت ابی سلمہ) نے فرمایا: پھر میں زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) کے پاس گئی جن کا بھائی فوت ہوا تھا پھر انھوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں سے لگا کر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مرنے والے پر

ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَتَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا.)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: ((لَا.)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ٥ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ)) قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ: حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، مَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

قَالَ مَالِك: تَفْتَضُّ تَمْسَحُ وَالْحِفْشُ الْحِصْنُ ٥٥

كَمُلَ حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ.

تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے (اپنے) خاوند کے، اس پر وہ چار مہینے اور دس دن سوگ کرے گی۔ زینب (بنت ابی سلمہ) نے کہا: میں نے اپنی امی اُم سلمہ: نبی ﷺ کی بیوی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا: یارسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہے تو کیا وہ سُرمہ ڈال سکتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین دفعہ فرمایا: نہیں، پھر آپ نے فرمایا: یہ تو چار مہینے اور دس دن ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں تم عورتوں میں سے شوہر کے مرنے والی عورت ایک سال گزرنے پر مینگنی پھینک دیتی تھی۔ حمید بن نافع نے کہا: میں نے زینب (بنت ام سلمہ) سے پوچھا: سال گزرنے پر مینگنی پھینک دینے کا کیا مطلب ہے؟

تو زینب نے کہا: جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ایک گندی کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی اور گندے کپڑے پہن لیتی تھی، وہ نہ خوشبو لگاتی اور نہ کوئی دوسری چیز (صفائی کے لئے) استعمال کرتی۔ پھر جب ایک سال گزر جاتا تو کوئی جانور: گدھا، بکری یا پرندہ لایا جاتا تو اسے اپنے جسم سے لگاتی، وہ جس جانور کو اپنے جسم سے لگاتی تو وہ (عام طور پر) مرجاتا تھا۔ پھر وہ (کوٹھڑی سے) باہر نکلتی تو اسے (اونٹ کی) مینگنی (یا: لید) دی جاتی تو وہ اسے پھینکتی تھی پھر اس کے بعد وہ خوشبو وغیرہ لگاتی تھی۔

(امام) مالک نے کہا: تفتض کا مطلب ہے تمسح (چھوتی تھی) اور حفش (چھوٹی سی بند کوٹھڑی والے) قلعہ کو کہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکر کی بیان کردہ حدیثیں مکمل ہو گئیں۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۹۶۔۵۹۸ ح ۱۳۰۶، ک ۲۹ ب ۳۵ ح ۱۰۱۔۱۰۳) التمہید ۱۷/۳۱۰، ۳۱۱، الاستذکار: ۱۲۲۴۔۱۲۲۶

☆ وأخرجہ البخاری (۵۳۳۴۔۵۳۳۷) ومسلم (۱۴۸۶۔۱۴۸۹) من حدیث مالک بہ .

o من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل :" عَشْرًا " !

oo وفي رواية يحي بن يحي :وَالْحِفْشُ الْبَيْتُ الرَّدِئُ .

تفقہ

① عدت گزر جانے کے بعد عدت کی ممنوعات کو ختم کر دینا چاہئے۔

② ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب ہے اگرچہ بظاہر کسی مشکل کا سامنا ہو۔

③ حالتِ عدت میں آنکھوں میں سُرمہ ڈالنے سمیت کسی قسم کی زینت کی اجازت نہیں ہے۔

④ صحابیات اور صحابۂ کرام ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

⑤ اسلام عورت کے تحفظ اور عزت کا ضامن ہے۔

⑥ عورت پر شوہر کی وفات پر ترکِ زینت دورانِ عدت فرض ہے جبکہ کسی اور کی وفات پر تین دن تک ترکِ زینت کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ چنانچہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی وفات پر ایک دن بھی سوگ (ترکِ زینت) نہیں کیا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۴۷۰) وصحیح مسلم (۲۱۴۴) ⑦ نیز دیکھئے ح ۲۶۳

حَدِيْثُ أَبِى الزِّنَادِ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ : سِتَّةٌ وَّخَمْسُونَ حَدِيْثًا.

[۳۱۹] مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ .))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نیند سے بیدار ہو تو وضو کے پانی میں اپنا ہاتھ داخل کرنے سے پہلے اسے دھوئے کیونکہ اسے پتا نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے؟

تحقیق سنده صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۱ ح ۳۶ ک ۲ ب ۲ ح ۹) التمہید ۱۸/۲۲۷، الاستذکار: ۴۰

☆ وأخرجه البخاري (۱۶۲) من حديث مالک به .

تفقه

① تھوڑا پانی (جو دوقلّوں سے کم ہو) نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

② وضو سے پہلے علیحدہ پانی لے کر دونوں ہاتھ دھونا بہتر ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سو جاتے تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے اور اسی وضو سے نماز پڑھتے تھے۔
دیکھئے الموطأ (۲۲/۱ ح ۳۹ وسندہ صحیح) لیکن بہتر یہی ہے کہ بیٹھ کر سوئے یا لیٹ کر، دونوں حالتوں میں دوبارہ وضو کرنا چاہئے۔
سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث: ((ولكن من غائطٍ و بولٍ و نومٍ .)) سے ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً نوم (نیند) سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس حدیث کے لئے دیکھئے سنن الترمذی (۳۵۳۶ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' وسندہ حسن)

[۳۲۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ :
((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ ° وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی داخل کرے پھر ناک جھاڑ کر صاف کرے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق ڈھیلے استعمال کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۹/۱ ح ۳۲، ک ۲ ب ۱ ح ۲) التمهيد ۲۲۷/۱۸، الاستذکار: ۴۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۶۲) من حديث مالک به مطولاً .

° وفي رواية يحي بن يحي : " ثُمَّ لِيَنْثِرْ " .

تفقه

① وضو میں ایک عمل ناک میں پانی چڑھانا اور اسے جھاڑنا بھی ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے واضح ہے لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ناک میں پانی تو ضرور ڈالا جاتا ہے مگر جھاڑا نہیں جاتا لہٰذا وضو کے اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

② دینِ اسلام مکمل دین ہے جس میں زندگی کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ تفصیلی فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۷۵

[۳۲۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى النَّاسِ أَوْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے لوگوں یا مومنوں کی مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انھیں ضرور مسواک (کرنے) کا حکم دیتا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۶۶ ح ۱۴۲، ک ۲ ب ۳۲ ح ۱۱۴) التمهيد ۲۹۹/۱۸، الاستذکار: ۱۲۱

☆ وأخرجه البخاري (۸۸۷) من حديث مالک به .

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۳۲

② رسول اللہ ﷺ اپنے امتیوں پر بہت مہربان تھے۔

[۳۲۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی لے تو اسے سات مرتبہ دھوئے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۴ ح ۶۴، ک ۲ ب ۶ ح ۳۵) التمهيد ۲۶۳/۱۸، الاستذکار: ۵۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۷۲) ومسلم (۲۷۹) من حديث مالک به .

تفقه

① سیدنا عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إذا ولغ الكلب في الإناء فاغسلوه سبع مرات، و عفروه الثامنة في التراب .)) جب برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات دفعہ دھولو اور آٹھویں دفعہ مٹی سے مانجو۔ (صحیح مسلم: ۲۸۰، دارالسلام: ۶۵۳)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کسی برتن میں کتا منہ ڈالے تو برتن میں جو کچھ ہے اسے بہا دو پھر اسے تین دفعہ دھولو۔

(سنن الدارقطنی ۱/۶۶ ح ۱۹۳، وسندہ صحیح، شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری مشہور روایت میں ہے: اسے بہا دو اور اس برتن کو سات دفعہ دھولو۔

(سنن الدارقطنی ۱/۶۴ ح ۱۸۰، وقال: ''صحیح موقوف'' وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ تین دفعہ دھونے والا فتویٰ منسوخ ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات دفعہ دھونا چاہئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۷ ح ۱۸۳، وسندہ حسن لذاتہ، عبداللہ العمری عن نافع: حسن الحدیث)

④ جدید دور کی سائنس سے ثابت ہو چکا ہے کہ برتن کو سات دفعہ دھونے اور مٹی سے مانجنے سے کتے کے جراثیم بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔

[۳۲۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی شدید ہو جائے تو (ظہر کی) نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس (باہر نکالنے) میں سے ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶ ح ۲۸، ک ا ب ۷ ح ۲۹) التمہید ۱۸/۲۹۴

☆ وأخرجہ ابن ماجہ (۶۷۷) من حدیث مالک بہ.

ورواہ البخاری (۵۳۳) من طریق صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ .

تفقہ

① صحیح بخاری (۵۳۶) وصحیح مسلم (۶۱۵) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی دوسری سندیں بھی ہیں۔

② گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو، کا تعلق سفر سے ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ح ۵۳۹، باب الإبراد بالظهر فی السفر)

③ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ظہر کی نمازیں پڑھتے تھے تو گرمی سے بچنے کے لئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۵۴۲، صحیح مسلم: ۶۲۰)

اس پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ (الافصاح لابن ہبیرہ ۱/۷۶)

④ جلیل القدر ثقہ تابعی سوید بن غفلہ رحمہ اللہ نمازِ ظہر اول وقت ادا کرنے پر اس قدر ڈٹے ہوتے تھے کہ مرنے کے لئے تیار ہو گئے مگر یہ گوارا نہ کیا کہ ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور لوگوں کو بتایا کہ ہم (سیدنا) ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے اول وقت نمازِ ظہر ادا کیا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۲۳ ح ۳۲۷۱ وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نمازِ ظہر کا وقت دوپہر میں زوالِ شمس ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۱/۳۲۳ ح ۳۲۷۰ وسندہ صحیح، حبیب بن شہاب بن مدلج العنبری وابوہ ثقتان)

⑤ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہنم کے سانس باہر نکالنے کی وجہ سے گرمی کی شدت ہوتی ہے لیکن اگر کسی علاقے میں موانع ہوں مثلاً اونچے پہاڑ، برف، درخت اور ائر کنڈیشنر وغیرہ تو وہاں یہ شدت محسوس نہیں ہوتی۔ استثنائی حالتوں کی وجہ سے صحیح حدیث پر رد کرنا

ان لوگوں کا کام ہے جو انکارِ حدیث کے مرتکب ہیں اور قرآن کو رسول کے بغیر سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔!

⑥ نیز دیکھئے ح ۳۷۶

[۳۲۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ° أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ لَهُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پاد مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے پھر جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو (دوبارہ) آجاتا ہے۔ اسی طرح جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے پھر جب اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے حتیٰ کہ انسان اور اس کے دل کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ فلاں فلاں بات یاد کرو، جو اسے پہلے یاد نہیں ہوتی تھی حتیٰ کہ (وسوسوں کی وجہ سے) آدمی کو پتا نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۹، ۷۰ ح ۱۴۹، ک ۳ ب ۱ ح ۶) التمہید ۱۸/۳۰۵، الاستذکار: ۱۲۸

☆ وأخرجه البخاري (۶۰۸) من حدیث مالک بہ . ° وفي رواية يحي بن يحي: "لِلصَّلَاةِ" .

تفقه

① انسانوں کی طرح شیطان کی ہوا بھی خارج ہوتی ہے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

② اذان اور نماز شیطان پر بہت بھاری ہے۔

③ شیطان سے مراد ابلیس اور اس کی ساری ذریت ہے۔ جہاں ابلیس بذاتِ خود موجود ہو تو اذان سنتے وقت بھاگتا ہے اور جہاں وہ نہ ہو تو اس کی ذریت (مثلاً اذان دینے والے کا شیطان: قرین اور اس کی ذریت) بھاگتی ہے۔

④ لوگوں کے دلوں میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے بالخصوص دورانِ نماز میں لہٰذا جب ایسا معاملہ ہو جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں یعنی تعوذ پڑھ کر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۲۰۳، دارالسلام: ۵۷۳۸)

⑤ فرض نماز کے لئے اذان دینا ضروری یا سنت مؤکدہ ہے۔

⑥ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میت کے سوال جواب کے وقت شیطان اسے بہکانے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا اس وقت اذان دینی چاہئے، لیکن اس خیال کا کوئی ثبوت سلف صالحین سے نہیں ہے۔

⑦ بعض لوگ مصیبت ٹالنے کے لئے اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

تاہم جنوں اور شیطانوں کو بھگانے کے لئے اذان دینا جائز ہے۔ دیکھئے التمہید (۳۰۹/۱۸، ۳۱۰)

⑧ باجماعت نماز کے لئے اقامت کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

[٣٢٥] وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں تو لکڑیاں اکٹھی کی جائیں پھر میں نماز کے لئے اذان کا حکم دوں پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر (نماز نہ پڑھنے والے) لوگوں کو ان کی لاعلمی میں جا پکڑوں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان (باجماعت نماز نہ پڑھنے والے) لوگوں میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ اسے موٹی ہڈی یا بکری کے دو اچھے کھر ملیں گے تو وہ ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ١٢٩/١، ١٣٠ ح ٢٨٨، ك ٨ ب ١ ح ٣) التمهيد ٣٣١/١٨، الاستذكار: ٢٥٧

☆ وأخرجه البخاري (٦٤٤) من حديث مالك به .

تفقه

① نماز باجماعت واجب ہے الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔

② کتاب وسنت کے مخالفین کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

③ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔ (الموطأ ١٣٠/١ ح ٢٨٩ وسنده صحیح)

④ نیز دیکھئے ح۱۱، ۱۹۷

[۳۲۶] وَبِهٖ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس میں تخفیف کرے کیونکہ لوگوں میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۳۴ ح ۲۹۹، ک ۸ ب ۴ ح ۱۳) التمہید ۱۹/۴، الاستذکار: ۲۶۹

☆ وأخرجه البخاري (۷۰۳) من حديث مالك به .

تفقه

① امام کو چاہئے کہ مسنون قراءت کے علاوہ عام فرض نمازوں میں لمبی قراءت نہ کرے۔

② مقتدیوں کا خیال رکھنا مسنون ہے۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں (نماز میں) تخفیف کا حکم دیتے اور ہمیں سورۂ صافات کی قراءت کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔ (السنن المجتبیٰ للنسائی ۲/۹۵ ح ۸۲۷ وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۱۶۰۶)

تخفیف سے مراد یہ نہیں ہے کہ رکوع و سجود ادھورے کئے جائیں بلکہ تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ خشوع و خضوع کے ساتھ مختصر اور مسنون نماز ادا کی جائے۔

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کے بندوں کے دلوں میں اللہ کی نفرت پیدا نہ کرو۔ پوچھا گیا: یہ کیسے ہے؟ فرمایا: ایک آدمی لوگوں کا امام بن کر اتنی لمبی نماز پڑھائے کہ لوگ بغض کرنے لگیں اور لوگوں کی نصیحت کے لئے تقریر کرنے بیٹھے تو اتنی لمبی تقریر کرے کہ لوگ بغض کرنے لگیں۔ (التمہید ۱۹/۱۱، طبع جدیدہ ج ۴ ص ۲۶۴ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ ساری ساری رات تقریریں یا بہت لمبی تقریریں کرنا اچھا کام نہیں ہے۔ تقریر ہو یا نماز دونوں صورتوں میں لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

⑤ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک نماز میں ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے کھڑا ہو گیا، میرے ساتھ کوئی دوسرا نہیں تھا پھر انھوں نے مجھے اپنے برابر کر دیا۔ (الموطأ ۱/۱۳۴ ح ۳۰۰ وسندہ صحیح)

⑥ ایک آدمی کے باپ کا علم نہیں تھا کہ کون ہے تو اسے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے امامت سے ہٹا دیا تھا۔
دیکھئے الموطأ (۱/۱۳۴ ح ۳۰۱ وھو صحیح)

[۳۲۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پھر اگر دونوں کی آمین ایک دوسرے سے مل جائے تو اس شخص کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۸ ح ۱۹۳، ک ۳ ب ۱۱ ح ۴۶) التمہید ۱۸/۳۴۸، الاستذکار: ۱۶۹

☆ وأخرجه البخاري (۷۸۱) من حديث مالک بہ .

تفقه

① آمین کہنا بہت فضیلت والا کام ہے۔ ② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ح ۱۸، ۴۲۹

[۳۲۸] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللّٰهِ! مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میرا قبلہ یہاں دیکھتے ہو؟ اللہ کی قسم! مجھ پر تمھارا خشوع اور تمھارا رکوع مخفی نہیں ہے، میں تمھیں پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۷ ح ۴۰۰، ک ۹ ب ۲۳ ح ۷۰ نحو المعنیٰ) التمہید ۱۸/۳۴۶، الاستذکار: ۳۷۰

☆ وأخرجه البخاري (۴۱۸) ومسلم (۴۲۴) من حديث مالک بہ .

تفقه

① حالتِ نماز میں رسول اللہ ﷺ کو پیٹھ پیچھے سے بھی اسی طرح نظر آتا تھا جس طرح سامنے سے نظر آتا ہے اور یہ آپ کا ایک

عظیم معجزہ ہے۔

۲) نماز پورے خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہئے۔

۳) کبھی کبھار بشری تقاضوں اور لوگوں کی حرکات کی وجہ سے نماز میں توجہ ہٹ سکتی ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔

[۳۲۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اسے (اپنے انتظار میں) روکے رکھتی ہے۔ وہ نماز کی وجہ سے اپنے گھر واپس نہیں جاتا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰى ۱/۱۶۰ ح ۳۸۲، ک ۹ ب ۱۸ ح ۵۲) التمهيد ۱۹/۲۶، الاستذكار: ۳۵۲

☆ وأخرجه البخاري (۶۵۹) ومسلم (۶۴۹/۲۷۵ بعد ح ۶۶۱) من حديث مالك به .

تفقه

۱) نماز کا انتظار کرنا بڑے ثواب اور فضیلت کا کام ہے۔

۲) فرض نماز مسجد میں پڑھنی چاہئے۔

۳) نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۳۳۰، اور حدیث سابق: ۱۳۴

۴) ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو شخص صبح یا شام کو مسجد صرف اس لئے جاتا ہے کہ علم سیکھے یا بھلائی حاصل کرے پھر وہ گھر واپس جاتا ہے تو اس کی مثال اس مجاہد جیسی ہے جو مالِ غنیمت لے کر گھر واپس آتا ہے۔ (الموطأ ۱/۱۶۱ ح ۳۸۳ وسندہ صحیح)

[۳۳۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ : اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نماز پڑھ کر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا گو رہتے ہیں جب تک کہ اس کا وضو ٹوٹ نہ جائے۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے ہمارے اللہ! اس پر رحم فرما۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/ ۱٦۰ ح ۳۸۱، ک ۹ ب ۱۸ ح ۵۱ نحو المعنىٰ) التمهيد ۱۸/ ۳۹، الاستذکار: ۳۵۱

☆ وأخرجه البخاري (٦۵۹) من حديث مالک به .

تفقه

① باوضو ہو کر مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا ایسا عظیم عمل ہے کہ فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۴، ۳۲۹

[۳۳۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُم مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے درمیان رات اور دن کو فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر جنھوں نے تمھارے درمیان رات گزاری (ہوتی ہے صبح کو) اوپر چڑھ جاتے ہیں تو ان سے (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے اور وہ ان سے زیادہ جانتا ہے: میرے بندوں کو تم کس حال پر چھوڑ کر آئے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم انھیں اس حالت میں چھوڑ آئے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/ ۱۷۰ ح ۴۱۲، ک ۹ ب ۲۴ ح ۸۲) التمهيد ۱۹/ ۵۰، الاستذکار: ۳۸۲

☆ وأخرجه البخاري (۵۵۵) ومسلم (٦۳۲) من حديث مالک به .

تفقه

① اللہ تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے جیسا کہ قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ و اجماع تابعین سے ثابت ہے۔

② فرشتوں کا آسمان پر جانا اور آنا روشنی کی رفتار کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ ایسی رفتار سے آتے جاتے ہیں جو روشنی کی رفتار سے

بے حد زیادہ ہے۔ ہم اس کی کیفیت سے بے خبر ہیں۔

③ اہل ایمان کے دل و دماغ میں ہر وقت نماز کا خیال رہتا ہے۔

④ باجماعت نماز میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

⑤ غیب پر ایمان لانا ضروری ہے بشرطیکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔

⑥ فجر اور عصر کی نمازیں بہت زیادہ فضیلت و اہمیت کی حامل ہیں۔

[۳۳۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.))
وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، يُقَلِّلُهَا.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا: اس میں ایک ایسا وقت ہے جس میں مسلمان بندہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے پھر اللہ سے جو بھی سوال کرتا ہے تو اللہ اسے قبول فرماتا ہے۔
اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱۰۸/۱ ح ۲۳۸، ک ۵ ب ۷ ح ۱۵) التمہید ۱۷/۱۹، الاستذکار: ۲۰۹

☆ وأخرجه البخاري (۹۳۵) ومسلم (۸۵۲) من حديث مالك به .

تفقه

① جمعہ کے دن مقبولیتِ دعا کے وقت کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے:

ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ جمعہ کے دن کا آخری وقت ہوتا ہے۔ دیکھئے حدیث: ۵۱۵

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وقت امام کے (منبر پر) بیٹھنے اور نماز ختم ہونے کے درمیان ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۵۳، دارالسلام: ۱۹۷۵)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر.))

اسے عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔ (سنن ابی داود: ۱۰۴۸، وسندہ صحیح، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۲۷۹/۱ ووافقہ الذہبی)

بعض کہتے ہیں کہ فالتمسوھا سے آخر تک ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ راویٔ حدیث کا قول ہے لیکن اس قول کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ممکن ہے کہ مختلف لوگوں کے احوال کے لحاظ سے مقبولیتِ دعا کی یہ گھڑی کسی کے لئے بعد از عصر ہو اور کسی کیلئے خطبے اور نماز کے درمیان ہو۔ واللہ اعلم

② کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مذکورہ شخص نماز کا پابند ہو۔

دیکھئے التمہید (۱۹/۱۸، ۱۹) اور فتح الباری (۲/۴۱۶ تحت ح ۹۳۵)

③ طاؤس تابعی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ وقت جس کی اُمید ہے، جمعہ کے دن عصر کے بعد ہوتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۴۴ ح ۵۴۷۱ وسندہ صحیح)

④ باقی ایام کی بہ نسبت جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔

⑤ نماز میں اپنے لئے عربی زبان میں ہر اچھی دعا مانگنا جائز ہے اگر چہ اس کے الفاظ حدیث میں نہ ملیں۔

⑥ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہوئے تو انھوں نے جمعہ کے دن کی گھڑی کے بارے میں تذکرہ کیا پھر ان کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ یہ جمعے کی آخری گھڑی ہے۔ (الاوسط لابن المنذر ۴/۱۳، وسندہ صحیح)

⑦ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح میں طویل بحث و تحقیق لکھی ہے۔ رحمہ اللہ

[۳۳۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ يَعْنِي بِذٰلِكَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام جب جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے ساتھی سے کہو کہ چُپ ہو جا، تو تم نے لغو (باطل) کام کیا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۰۳ ح ۲۲۸، ک ۵ ب ۲ ح ۶) التمہید ۱۹/۲۹، الاستذکار: ۲۰۰

☆ وأخرجه احمد (۲/۴۸۵) والدارمی (۱۵۵۶) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۸۵۱/۱۲) من حدیث ابی الزناد بہ .

تفقه

① مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۱۲۶ ح ۵۳۰۹) میں صحیح سند کے ساتھ اسماعیل بن ابی خالد (ثقہ) سے منقول ہے کہ میں نے ابراہیم النخعی رحمہ اللہ کو جمعہ کے دن ایک آدمی سے بات کرتے ہوئے دیکھا اور امام خطبہ دے رہا تھا۔

ابراہیم نخعی کا یہ عمل حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے یا پھر انتہائی شدید اضطراری حالت پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

ابوالہیثم المرادی (صدوق) سے روایت ہے کہ امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا تھا کہ میں نے ابراہیم (نخعی) کو سلام کیا تو انھوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۱ ح ۵۲۶۸ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ ابراہیم النخعی کا جمعے کے دن بات کرنے والا عمل منسوخ ہے۔

② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو تو کوئی یہ کہے کہ چپ کر، تو اس شخص نے لغو (باطل) کام کیا۔ (ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۶ ح ۵۳۰۸ وسندہ صحیح)

③ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ (جمعے کا) خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے تو ہم خاموش ہو جاتے پھر ہم میں سے کوئی بھی بات نہیں کرتا تھا۔ (الموطأ ۱/۱۰۳ ح ۲۲۹ وسندہ صحیح، الزہری صرح بالسماع)

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا تھا اور دو آدمی باتیں کر رہے تھے تو انھوں نے ان دونوں کو کنکریوں سے مارا تاکہ چپ ہو جائیں۔ (الموطأ ۱/۱۰۴ ح ۲۳۱ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے بعض اوقات طاقت کے ساتھ سمجھانا بھی جائز ہے بشرطیکہ طاقت استعمال کرنے والا بذاتِ خود صحیح العقیدہ عالم ہو اور اسے اصحابِ اقتدار کی حمایت حاصل ہو۔

⑤ جو شخص جمعہ کے دن امام کے نکلنے کے بعد مسجد میں داخل ہو تو اس کے بارے میں حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا: وہ سلام کرے گا اور لوگ جواب دیں گے۔ اسے اگر چھینک آجائے پھر وہ الحمد للہ کہے تو لوگ اس کا جواب (یرحمک اللہ) دیں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۰ ح ۵۲۶۰ وسندہ صحیح نحو المعنی بتصرف یسیر)

بہتر یہی ہے کہ باہر سے آنے والا جمعہ کے دن حالتِ خطبہ میں سلام نہ کرے اور اگر لوگ جواب دیں تو اشارے سے دیں۔ واللہ اعلم

⑥ ایک آدمی نے جمعہ کے دن خطبے کی حالت میں چھینکنے والے کا جواب دیا تو سعید بن المسیب نے اسے آئندہ ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ (الموطأ روایۃ ابی مصعب الزہری ۱/۱۷۱ ح ۴۴۲ وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲۱ ح ۵۲۶۶ وسندہ صحیح)

⑦ فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۱۳۰

[۳۳۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثًا كَسْلَانَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سوتے ہو تو شیطان تمھاری گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ پر کہتا ہے کہ رات بہت لمبی ہے سو جا۔ پھر جب وہ نیند سے بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور یہ آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ چاق چوبند اور خوش مزاج ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ ڈھیلا سست تھکا ہوا اور بد مزاج ہوتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۶/۱۷ ح ۴۲۶، ک ۹ ب ۲۵ ح ۹۵) التمهيد ۱۹/۴۵، الاستذكار: ۳۹۶

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۴۲) من حديث مالك به .

تفقه

① رات کو تہجد کے لئے اٹھنا اور تہجد پڑھنا انتہائی فضیلت کا کام ہے۔

② شیطان اور اس کی ذریت ہر وقت اسی کوشش میں لگی رہتی ہے کہ لوگوں کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیں۔

③ ہمیشہ صبح کی نماز اول وقت پر باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

④ اللہ کے ذکر سے شیطان بھاگتا ہے لہٰذا کثرت سے مسنون ذکر کرتے رہنا چاہئے۔

⑤ تمام عبادات اور مسنون کام ذکر میں سے ہیں۔

⑥ کتاب وسنت میں جن اُمورِ غیبیہ کا ذکر کیا گیا ہے، اُن پر کسی شک وشبہ کے بغیر ایمان لانا ضروری ہے۔

⑦ اہلِ ایمان خوش اخلاق ہوتے ہیں۔

[**۳۳۵**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الآخِرَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک (مقبول ہونے والی) دعا عطا کی گئی تھی جسے اس نبی نے مانگ لیا اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے باقی رکھ دوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۱۲ ح ۴۹۵، ک ۱۵ ب ۸ ح ۲۶) التمهيد ۱۹/۶۲، الاستذكار: ۴۶۴

☆ وأخرجه البخاري (۶۳۰۴) من حديث مالك به .

تفقه

① نبی ﷺ کا اپنی اُمت (مسلمانوں) کے لئے اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاعت (سفارش) کرنا برحق ہے۔ اسے درج ذیل صحابۂ کرام نے بھی روایت کیا ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۶۳۰۵، صحیح مسلم: ۲۰۰) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۰۱) سیدنا عبداللہ بن عمرو

بن العاص رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۰۲) سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ (الشریعہ للآجری ص ۳۳۸ ح ۸۰۷ وسندہ صحیح) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ (احمد ۲/۱۱، ۱۲، وسندہ حسن، ابن ماجہ: ۴۲۸۰ وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۴/۵۸۵، ۵۸۶) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (المستدرک للحاکم ۱/۶۸ ح ۲۲۷ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی) وغیرہم.

بلکہ شفاعت والی حدیث متواتر ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر للکتانی (ح ۳۰۴)

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت پر بے حد مہربان تھے اور اللہ نے آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔

③ ہر نبی کی ایک دعا قطعی طور پر عند اللہ مقبول ہوتی رہی ہے اور نبی کو اس دعا کا علم بھی ہوتا تھا۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

⑤ جو مسلمان شرک و کفر نہ کرے، اگرچہ کتنا ہی گناہگار ہو جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

[۳۳۶] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی بھی (دعا کے وقت) یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر۔ تاکید کے ساتھ (اللہ سے) سوال کرنا چاہئے کیونکہ اسے مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۱۳ ح ۴۹۷، ک ۱۵ ب ۸ ح ۲۸ نحو المعنیٰ) التمہید ۱۹/۴۹، الاستذکار: ۴۶۶

☆ وأخرجه البخاري (۶۳۳۹) من حديث مالك به .

تفقه

① دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے۔

② اللہ تعالیٰ سے اس جذبے کے ساتھ بطورِ جزم دعا مانگنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ضرور دعا قبول فرمائے گا۔

③ نیز دیکھئے حدیثِ سابق: ۴۰۷

[۳۳۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ: إِذَا هُوَ مَاتَ فَأَحْرِقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، اپنے گھر والوں سے

وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ! وَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ: فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ.))

کہا: اگر وہ مر جائے تو اسے جلا دیں پھر اس کی آدھی راکھ خشکی اور آدھی سمندر میں اڑا دیں کیونکہ اگر اللہ نے اس پر سختی (باز پُرس) کی تو اسے ایسا عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا۔
پھر جب وہ آدمی مر گیا تو انھوں نے وہی کیا جس کا اس نے حکم دیا تھا پھر اللہ نے خشکی کو حکم دیا تو اس نے اس آدمی کے ذرات اکٹھے کر لئے اور سمندر کو حکم دیا تو اس نے (بھی) اس آدمی کے ذرات اکٹھے کر لئے پھر اللہ نے فرمایا: تو نے یہ کیوں کیا ہے؟ تو اس نے کہا: اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے ڈر کی وجہ سے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴۰ ح ۵۷۱، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۵۱) التمہید ۱۸/۳۷، الاستذکار: ۵۲۵
☆ وأخرجہ البخاری (۷۵۰۶) ومسلم (۲۷۵۶) من حدیث مالک بہ۔

تفقه

① اس روایت میں مذکورہ شخص نے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کوئی شک نہیں کیا تھا بلکہ یہ گمان کیا تھا کہ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ اُس پر سختی نہیں کرے گا۔ دیکھئے زاد المسیر لابن الجوزی (ص ۹۴۰، الانبیاء: ۸۷) اور التمہید (۱۸/۴۳)

② عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ قوانینِ قدرت کا محتاج نہیں بلکہ ہر چیز اسی کی محتاج ہے اور ہر چیز کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔

④ سچی توبہ سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑤ میت کو جلانا جائز نہیں ہے بلکہ اسے قبر میں دفن کرنا ضروری ہے۔

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((کان رجل ممن کان قبلکم لم یعمل خیرًا قط إلا التوحید.)) تم سے پہلے ایک آدمی تھا جس نے توحید کے علاوہ نیکی کا کوئی کام نہیں کیا تھا۔ (مسند احمد ۲/۳۰۴ ح ۸۰۴۰ وسندہ صحیح)
پھر انھوں نے حدیثِ بالا کے مفہوم والی روایت بیان کی۔
معلوم ہوا کہ مذکورہ شخص موحد تھا لہٰذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس نے قدرت میں شک کیا ہو۔

⑦ موحد (توحید ماننے والا) آخر کار جنت میں جائے گا بشرطیکہ اسلام کے مناقض اُمور میں سے کسی بات کا ارتکاب نہ کرے۔

[۳۳۸] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ :
((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنَاتَجُ الإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ ؟)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ! أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ :
((اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی (وغیرہ) بنا دیتے ہیں جیسا کہ اونٹوں سے صحیح سالم بچے پیدا ہوتے ہیں، کیا تم ان میں سے کوئی کان کٹا یا ناک کٹا دیکھتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر کوئی بچہ بچپن میں ہی مر جائے تو؟ آپ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ وہ (بچے) کیا عمل کرنے والے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴۱ ح ۵۷۲، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۵۲) التمهید ۱۸/۵۷، الاستذکار: ۵۲۶

☆ وأخرجه ابوداود (۴۷۱۴) من حديث مالك به ورواه مسلم (۲۶۵۹) من حديث ابي الزناد به مختصراً .

تفقه

① دنیا کے عام انسان دینِ فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شرک و کفر کا شائبہ تک نہیں ہوتا لیکن ان کے والدین، رشتہ دار، دوست اور دوسرے لوگ انھیں کافر و مشرک بنا دیتے ہیں۔ اس کی تائید اس حدیثِ قدسی سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد (مسلم) پیدا کیا ہے اور شیطانوں نے آ کر انھیں دین سے بھٹکا دیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۶۵)

② اسلام دینِ فطرت ہے۔

③ دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ کافروں کے مرنے والے نابالغ بچوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔
دیکھئے میری کتاب اضواء المصابیح فی تحقیق مشکوٰۃ المصابیح ح ۹۳

④ بعض لوگ صحیح احادیث اور صفاتِ باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ یہ معتزلہ، خوارج، معطلہ، جہمیہ، روافض اور منکرینِ حدیث وغیرہ کہلاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے نظریات قرآن و حدیث اور سلف صالحین سے نہیں لئے بلکہ اہلِ باطل اَخلاف سے لئے ہیں یا خود گھڑ لئے ہیں۔

⑤ تقدیر برحق ہے۔

⑥ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے جانور پیدا ہوتے رہتے ہیں جن میں سے بعض کے اعضاء کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عام طور پر جانور صحیح وسالم پیدا ہوتے ہیں لیکن انسان اُن کے کان کاٹ کر کن کٹا بنادیتے ہیں۔ اسی طرح عام طور پر انسان دینِ اسلام پر پیدا ہوتے ہیں لیکن ان کے والدین انھیں کافر ومشرک بنادیتے ہیں۔ ''یعنی ایسا کبھی نہیں ہوتا'' کے الفاظ حدیث میں نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات حقیقت پر مبنی ہے اور یہی حق ہے اگرچہ منکرین حدیث اس کا کتنا ہی انکار کرتے پھریں۔

[۳۳۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ : يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے اور یہ نہ کہے: ہائے افسوس! میں اس کی جگہ ہوتا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۴۱ ح ۵۷۳، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۵۳) التمهيد ۱۸/۱۴۷، الاستذكار: ۵۲۷

☆ وأخرجه البخاري (۷۱۱۵) ومسلم (۱۵۷/۵۳ بعد ح ۲۹۰) من حديث مالك به .

تفقه

① جوں جوں قیامت نزدیک آرہی ہے آنے والے لوگ عام طور پر گزرے ہوئے لوگوں کی بہ نسبت بد سے بدتر آرہے ہیں۔

② شرعی عذر، فتنے میں مبتلا ہونے کے خوف اور شدید غم وپریشانی کے بغیر موت کی تمنا کرنا جائز نہیں ہے۔

③ قیامت سے پہلے اُمت میں بڑے فتنے ہوں گے۔

④ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جس غیب کی اطلاع دی وہ آپ جانتے تھے۔

⑤ حتی الوسع فتنوں سے دُور رہنا چاہئے۔

⑥ ہر وقت عاجزی اور تواضع اختیار کرنا چاہئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''يا ليتني إذا متّ كنت نسيًا منسيًا.'' افسوس! کاش میں مرنے کے بعد بھلادی جاتی۔ (کتاب المتمنین لابن ابی الدنیا ح ۲۷ وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/۳۵۹ ح ۳۴۷۲۴ وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا: ''يا ليتني كنت شجرة .'' ہائے افسوس! میں درخت ہوتی۔

(کتاب المتمنین: ۲۸ وسندہ حسن، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/۳۵۹ ح ۳۴۷۲۵ وسندہ حسن)

یہ تمام اقوال تواضع اور عاجزی پر محمول ہیں۔

⑦ حدیث میں ذکر کردہ بیان، علاماتِ قیامت میں سے ایک نشانی ہے۔ ⑧ قبر سے مراد یہی دنیاوی قبر ہے۔

[۳٤٠] وَبِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : إِذَا أَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ أَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهٗ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ (موت کے وقت) میری ملاقات پسند کرتا ہے تو میں اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں اور جب وہ میری ملاقات ناپسند کرتا ہے تو میں اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہوں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴۰ ح ۵۷۰، ک ۱٦ ب ۱٦ ح ۵۰) التمہید ۱۸/۲۵، الاستذکار: ۵۲۴

☆ وأخرجہ البخاری (۷۵۰۴) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا طلب گار رہے تو وہ ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں مصروف رہتا ہے۔ ایسا شخص اللہ کا محبوب بندہ ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

② اس حدیث میں ملاقات پسند کرنے سے مراد موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرنا ہے۔

③ مومن کو ہر وقت اللہ کی رحمت سے پر اُمید اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہنا چاہئے۔

[۳٤١] وَبِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ ، مِنْهُ خُلِقَ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کا ہر حصہ زمین کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے، اسی سے وہ پیدا ہوا ہے اور اسی سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۳۹ ح ۵٦۸، ک ۱٦ ب ۱٦ ح ۴۸) التمہید ۱۸/۱۷۳، الاستذکار: ۵۲۲

☆ وأخرجہ ابوداود (۴۷۴۳) والنسائی (۴/۱۱۱، ۱۱۲، ح ۲۰۷۹) من حدیث مالک بہ . ورواہ مسلم (۱۴۲/ ۲۹۵۵) من حدیث

ابی الزناد بہ .

تفقہ

① عام انسانوں کا بدن مٹی کھا جاتی ہے مگر انبیاء، صحابہ اور بعض شہداء وصالحین کے اجسام محفوظ رہتے ہیں۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو چھ مہینے بعد قبر سے نکالا تو جسم خراب نہیں ہوا تھا۔ دیکھئے طبقات ابن سعد (۵۶۳/۳ روایۃ حماد بن زید عن ابی سلمہ عن ابی نضرۃ عنہ وسندہ صحیح)

③ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ تستر کی فتح کے بعد ایک صندوق میں ایک نبی کا جسم مبارک ملا تھا جو کہ بالکل محفوظ تھا۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۲۷/۱۳، ۲۸ ح ۳۳۸۰۸ وسندہ صحیح)

[۳۴۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے، پس اگر تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو فحش بات نہ کہے اور نہ جہالت کی بات کہے۔ اگر کوئی آدمی اس سے لڑے یا گالیاں دے تو یہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۳۱۰/۱ ح ۶۹۶، ک ۱۸ ب ۲۲ ح ۵۷) التمہید ۵۳/۱۹، الاستذکار: ۶۴۵

☆ وأخرجہ البخاری (۱۸۹۴) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① روزے کے تقاضے پورے کرنے والے مسلمان، روزے کی حالت میں بُرائیوں سے اس طرح محفوظ رہتے ہیں جس طرح ڈھال کے ذریعے سے مخالف کی تلوار وغیرہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔

② قیامت کے دن روزے جہنم کی آگ سے بچائیں گے۔

③ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: آپ مجھے کوئی حکم دیں جسے میں (مضبوطی سے) پکڑلوں۔ آپ نے فرمایا: ((عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .)) تو روزے رکھ، کیونکہ ان جیسا کوئی (عمل) نہیں ہے۔

(سنن النسائی ۱۶۵/۴ ح ۲۲۲۲ وسندہ صحیح وصححہ ابن حبان: ۹۲۹ وابن حجر فی فتح الباری ۱۰۴/۴، تحت ح ۱۸۹۴)

④ روزے کی حالت میں ممنوعہ کاموں میں سے بعض کا ارتکاب روزے کو ختم کر سکتا ہے اور اس کے ثواب کو بھی ملیا میٹ کر سکتا

ہے لہٰذا ہر قسم کے ممنوعہ امور سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔

⑤ دن کو روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع جائز نہیں ہے لیکن روزہ افطار کرنے کے بعد رات کو صبح طلوع ہونے سے پہلے تک جائز ہے۔ نیز دیکھئے حدیث:۳۴۳

[۳۴۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ ، كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے ہاں کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے (اللہ فرماتا ہے:) یہ اپنی شہوت، کھانا اور پینا میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے، پس روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی ان کا بدلہ دوں گا۔ ہر نیکی (کا اجر) دس گُنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے سوائے روزے کے، وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۱۰ ح ۶۹۷، ک ۱۸ ب ۲۲ ح ۵۸) التمهيد ۱۹/۵۷، الاستذكار: ۶۴۶

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۹۴) من حديث مالك به .

تفقه

① اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ محبوب ترین عمل ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۴۴

② دربارِ الٰہی میں لوگوں کی نیتوں اور اعمال کے لحاظ سے ہر نیکی کا کئی گنا اجر ملتا ہے۔

③ ضرورت کے وقت تاکید اور اہم بات سمجھانے کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔

④ خوشبو سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزے کو قبول فرماتا ہے اور قیامت کے دن روزے دار کے منہ سے کستوری جیسی خوشبو نکلے گی جو کہ انتہائی پسندیدہ خوشبو ہے۔

⑤ صوم (روزے) کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کھانے، پینے اور شہوات و خواہشات جیسی تمام چیزوں سے رک جانا۔

[۳۴٤] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ)) قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصال کے روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ تو خود وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں، مجھے رات کو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۰۱ ح ۶۷۷، ک ۱۸ ب ۱۳ ح ۳۹) التمهيد ۱۸/۲۹۵، الاستذكار: ۶۲۷

☆ وأخرجه احمد (۲/۲۳۷) والدارمي (۱۷۱۰) من حديث مالك به ورواه مسلم (۵۸/۱۱۰۳) من حديث مالك به.

تفقه

① اُمتیوں پر شفقت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے انھیں وصال کے روزے رکھنے سے منع کر دیا ہے۔

② وصال کے روزوں کا کیا مطلب ہے؟ اس کے لئے اور مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۰۹

[۳٤٥] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا مِنْ صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو مسلسل بغیر کسی توقف کے روزے رکھتا رہے اور ہمیشہ نماز پڑھتا رہے حتیٰ کہ مجاہد (اپنے گھر) واپس آجائے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۴۴۳ ح ۹۸۶، ک ۲۱ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۸/۳۰۲، الاستذكار: ۹۲۵

☆ وأخرجه احمد (۲/۴۶۵ ح ۱۰۰۱) من حديث مالك به وتفرد به دون الستة.

تفقه

① اللہ کے راستے میں جہاد کرنا نفلی روزوں اور نفلی نمازوں سے افضل ہے۔

② جہاد فی سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو دنیا میں سر بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا۔

③ نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۸، ۳۴۶

④ حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ احکام میں تشبیہ و تمثیل کے ساتھ قیاس جائز ہے۔ (التمہید ۱۸/۳۰۳)

⑤ جہاد کی تیرہ اقسام ہیں:

☆ نفس سے جہاد (دین وہدایت کا علم، کتاب وسنت پر عمل، دین کی دعوت دینا، دعوت کے راستے میں مشکلات پر صبر کرنا) = ۴

☆ شیطان سے جہاد (شیطان کے وسوسوں پر عمل نہ کرنا، شیطانی چالوں کے خلاف جدوجہد کرنا) = ۲

☆ منافقین وکفار سے جہاد (دل سے نفرت کرنا، زبان سے رد کرنا، اس کے لئے مال صرف کرنا، جسم کے ساتھ جہاد یعنی قتال کرنا) = ۴

☆ ظالمین اور اہل بدعت ومنکرات سے جہاد (ہاتھ کے ذریعے سے، زبان کے ذریعے سے، دل کے ذریعے سے) = ۳

دیکھئے حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ کی کتاب احکام ومسائل جلد دوم (ص ۶۷۷، ۶۷۸ ملخصاً)

معلوم ہوا کہ مدرسے چلانا، غلبۂ اسلام کے لئے مالی امداد کرنا، کتاب وسنت کی دعوت عام کرنے کے لئے کتابیں لکھنا، مناظرے کرنا، تقریریں کرنا اور دعوت دینا، یہ سب جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔ والحمدللہ

[**۳۴۶**] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے (اور اس کا مطمح نظر) جہاد فی سبیل اللہ، (اعلائے) کلمۃ اللہ (اور اس) کی تصدیق کے سوا کچھ نہیں تو اللہ اسے جنت کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اسے اس میں داخل کرے گا یا اجر یا غنیمت عطا کرنے کے بعد اسے گھر واپس بھیج دے گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۴۳، ۴۴۴ ح ۹۸۷، ک ۲۱ ب ۱ ح ۲) التمہید ۱۸/۳۴۱، الاستذکار: ۹۲۷

☆ وأخرجه البخاري (۷۴۶۳) من حديث مالك به. ورواه مسلم (۱۸۷۶/۱۰۴) من حديث أبي الزناد به .

تفقه

① ہر عمل کے لئے نیت کا خالص ہونا ضروری ہے ورنہ سارے اعمال باطل اور رائیگاں ہو جائیں گے۔

② جہاد کے لئے عقیدے کا صحیح ہونا ضروری ہے جیسا کہ ''اس کے کلمے کی تصدیق کے لئے نکلتا ہے'' سے ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحیح حدیث کا انکار کرنے والے لوگ ہر قسم کے جہاد سے محروم وبدنصیب ہیں۔

③ جہاد اسلام کا عظیم الشان رکن بلکہ اسلام کی چوٹی ہے۔
④ نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۸، ۳۴۵، ۳۴۷

[۳۴۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ .)) فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ ثَلَاثًا : أَشْهَدُ بِاللّٰهِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں قتال کروں پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں (تو قتال کروں) پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تین دفعہ فرماتے: میں اللہ (کی قسم) کے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۴۶۰ ح ۱۰۱۴، ک ۲۱ ب ۱۴ ح ۲۷) التمهيد ۱۸/۳۴۰، الاستذكار: ۹۵۱

☆ وأخرجه البخاري (۷۲۲۷) من حديث مالك، ومسلم (۱۸۷۶/۱۰۶) من حديث أبي الزناد به .

تفقہ

① جہاد اس قدر افضل اور عظیم الشان رکن ہے کہ نبی کریم ﷺ حتی الوسع ہر جہاد میں بذاتِ خود شامل ہوتے تھے۔
② میدانِ جنگ وغیرہ میں نبی اور رسول قتل یعنی شہید ہو سکتا ہے۔
③ سچی قسم کھانا ہر وقت جائز ہے۔
④ ہر وقت دل میں شہادت کی تمنا سجائے رکھنا اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۴۶

[۳۴۸] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ دو آدمیوں پر ہنستا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔) جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے (اور) دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ شخص فی سبیل اللہ قتال کرتا ہے تو قتل ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ (اسلام

قبول کرنے) کی توفیق دیتا ہے پھر وہ قتال کرتا ہے تو شہید ہو جاتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/ ۴۶۰ ح ۱۰۱۵، ک ۲۱ ب ۱۴ ح ۲۸) التمهید ۱۸/ ۳۴۴، الاستذکار: ۹۵۲

☆ وأخرجه البخاري (۲۸۲۶) من حديث مالک، ومسلم (۱۸۹۰) من حديث ابي الزناد به .

ورواه النسائي (۶/ ۳۸، ۳۹ ح ۳۱۶۸) من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم به .

تفقه

① روایتِ مذکورہ میں قاتل کافر اور مقتول مسلمان ہے۔ مسلمان میدانِ جنگ میں کافر کے ہاتھوں شہید ہوا ہے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے کافر کو مسلمان ہونے کی توفیق بخشی لہٰذا سابق کافر اور حال مسلمان نے اسلام قبول کرنے کے بعد کافروں سے جہاد کیا جس میں اسے بھی شہادت کا رتبہ مل گیا۔ اس لحاظ سے سابقہ قاتل و حال مقتول دونوں جنتی ہیں۔

② اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور استہزاء فرمانا اس کی ایک صفت ہے۔ کما یلیق بجلالہ عزوجل، اسے مخلوق سے مشابہت دینا باطل و مردود ہے۔

③ اہل ایمان کو ہر وقت جہاد میں مستعد رہنا چاہئے۔

④ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین وشہداء کے لئے جنت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔

⑤ سچی توبہ کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑥ ایمان قول وعمل اور دلی یقین کا نام ہے۔

⑦ حافظ ابن عبدالبر نے اللہ تعالیٰ کے ہنسنے سے اس کا رحم (اور فضل وکرم) مراد لیا ہے۔

دیکھئے التمہید (۱۸/ ۳۴۵) لیکن ابن الجوزی کے نزدیک اس عقیدے کے ساتھ اسے بیان کرنا چاہئے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور مخلوق سے مشابہ نہیں ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۶/ ۴۰ تحت ح ۲۸۲۶) اور یہی راجح ہے۔

[۳۴۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے جو آدمی بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے تو یہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم

سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور اس
کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۴۶۱ ح ۱۰۱۶، ک ۲۱ ب ۱۴ ح ۲۹) التمهید ۱۳/۱۹، الاستذکار: ۹۵۳

☆ وأخرجه البخاري (۲۸۰۳) من حديث مالک، ومسلم (۱۰۵/۱۸۷۶) من حديث ابي الزناد به.

تفقه

① عام کاموں میں سب سے افضل کام اللہ کے راستے میں جہاد ہے۔

② حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اس حدیث کے عموم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو نیکی، حق اور خیر کے لئے نکلے، نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے۔ دیکھئے التمہید (۱۴/۱۹)

③ جو شخص جس حال میں شہید ہوتا ہے تو اسی حال میں اسے زندہ کیا جائے گا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا۔

④ ہاتھ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ صفت کا انکار کر کے اس سے قدرت مراد لینا باطل ہے۔

⑤ بیان کی تاکید کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔

⑥ حدیث کے الفاظ: ''اور اللہ جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔'' مجاہد کے لئے خلوصِ نیت کی ضرورت واہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

[۳۵۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی دیکھا جو قربانی کا جانور لے کر (پیدل) جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے تو آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا: تمھاری خرابی ہو (اس پر سوار ہو جاؤ۔)

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۷۷ ح ۸۵۹، ک ۲۰ ب ۴۵ ح ۱۳۹) التمہید ۱۸/۲۹۶، الاستذکار: ۸۰۷

☆ وأخرجہ البخاری (۱۶۸۹) ومسلم (۱۳۲۲) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

② حدیث حجت ہے۔

③ قربانی والے جانور پر بوقتِ ضرورت سواری جائز ہے۔

④ نبی ﷺ کی حدیث کی مخالفت میں خرابی ہی خرابی ہے۔

⑤ حج کے لئے پیدل اور سوار ہو کر دونوں طرح جانا جائز ہے۔

⑥ اپنے آپ کو شرعی عذر کے بغیر مشقت میں ڈالنا جائز نہیں ہے۔

[۳۵۱] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (روایۃ ابی مصعب: ۱۴۶۵)

☆ وأخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار (۳/۴) من حدیث مالک بہ. ورواہ مالک عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن الاعرج عن ابی ہریرۃ بہ کما تقدم: ۹۷

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۹۷، ۲۲۹

② اسلام بھائی چارے اور ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی کا دین ہے۔

[۳۵۲] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوی اور اس کی پھوپھی کو (ایک نکاح میں) جمع نہ کیا جائے اور بیوی اور اس کی خالہ کو (ایک نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۳۲ ح ۱۱۵۴، ک ۲۸ ب ۸ ح ۲۰) التمهید ۱۸/۲۷۶ وقال: ''هذا حديث صحيح ثابت مجتمع علىٰ صحته''

الاستذکار: ۱۰۷۷

☆ وأخرجه البخاري (۵۱۰۹) ومسلم (۳۳/ ۱۴۰۸) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① جس طرح بیک وقت ایک نکاح میں دو بہنوں کو اکٹھا رکھنا حرام ہے اسی طرح بیک وقت بھانجی اوراس کی خالہ یا بھتیجی اوراس کی پھوپھی سے نکاح حرام ہے۔

② حدیث قرآن کی شرح، بیان اور تفسیر ہے۔

③ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

④ دینِ اسلام میں عام انسانوں کے لئے خیر خواہی اور امن کا پیغام ہے۔

⑤ یہ کہنا کہ ہر مسئلے کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کرو، باطل اور مردود ہے۔

[۳۵۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا : إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہر سے سودا لانے والوں کو سودا خریدنے کے لئے پہلے جا کر نہ ملو اور نہ تم میں سے کوئی آدمی دوسرے سودے پر سودا کرے اور (دھوکا دینے کے لئے جھوٹی) بولی نہ لگاؤ اور شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اور اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں (بیچنے کیلئے) دودھ نہ روکو پھر اگر کوئی شخص اس کے بعد ایسا جانور خرید لے تو اسے دوھنے کے بعد دو میں سے ایک اختیار ہے: اگر اسے پسند ہو تو (سودا باقی رکھ کر) اس جانور کو اپنے پاس رکھ لے اور اگر ناپسند ہو تو اس جانور کو کھجوروں کے ایک صاع کے ساتھ واپس کر دے۔

تحقیق سنده صحیح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۸۳، ۶۸۴ ح ۱۴۲۸، ک ۳۱ ب ۴۵ ح ۹۶) التمهيد ۱۸/۱۸۴، الاستذکار: ۱۳۴۹

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۵۰) ومسلم (۱۱/۱۵۱۵) من حديث مالک به .

تفقه

① مسلمانوں کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔

② منڈی کے بھاؤ سے ناواقف شخص سے سستا سودا خریدنا تاکہ اسے مسلمانوں کے ہاتھوں پر مہنگے داموں بیچا جائے، حرام ہے۔

③ جھوٹی بولی لگانا جائز نہیں ہے۔

④ جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر جانور بیچنا حرام ہے۔ اس میں صریح دھوکا ہے۔

⑤ اگر کوئی شخص تھنوں میں دودھ روکے ہوئے جانور کو خرید لے تو پھر اسے اختیار ہے کہ تین دن کے اندر اندر اسے بیچنے والے کو واپس کردے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع (ڈھائی کلو) بھی دے دے۔

جلیل القدر فقیہ صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جو شخص تھنوں میں دودھ روکی ہوئی بکری خریدے تو اس کے ساتھ کھجور کا ایک صاع بھی واپس کردے۔ (صحیح بخاری: ۲۱۴۹، وصحیح مسلم: ۱۵۱۸)

معلوم ہوا کہ حدیثِ بالا قیاس کے خلاف نہیں ہے لہٰذا بعض منکرینِ حدیث کا اس حدیث کے سلسلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا یا آپ کو غیر فقیہ کہنا غلط ہے۔

⑥ اس حدیث کے مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے التمہید (۱۸/۱۸۴۔۲۱۹)

[۳۵٤] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار آدمی کا قرض اُتارنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر کوئی (قرض دار آدمی) تمھیں کسی مالدار کے حوالے کر دے (کہ وہ تمھارا قرض ادا کرے گا) تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۷۴ ح ۱۴۱۶، ک ۳۱ ب ۴۰ ح ۸۴) التمهيد ۱۸/۲۸۵، الاستذکار: ۱۳۳۷

☆ وأخرجه البخاري (۲۲۸۷) ومسلم (۱۵۶۴/۳۳) من حديث مالک به .

تفقه

① اگر مقروض قرض خواہ سے کہے کہ آپ کو فلاں شخص یا ادارہ میرا قرض ادا کرے گا تو اس پیش کش کو قبول کر لینا چاہئے بشرطیکہ وہ شخص یا ادارہ قابلِ اعتماد ہو اور مذکورہ رقم ادا کرنے کی ہامی بھر لے۔

② موسیٰ بن میسرہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے پوچھتے ہوئے سنا: میں ایسا آدمی ہوں کہ قرض کے ساتھ خرید کر (آگے) بیچتا ہوں تو سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تک تو اسے اپنے گھر میں نہ لے جائے تو آگے نہ بیچ۔

(الموطأ ۲/۶۷۴ ح ۱۴۱۷، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ کسی شخص سے ادھار سودا خرید کر آگے دوسرے آدمی پر بیچنا صحیح نہیں ہے اور اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ کمپنیوں وغیرہ کے شیئرز کا کاروبار بھی غلط ہے۔

③ مال و دولت ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے والا شخص ظالم ہے لہٰذا وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔

④ شرعی عذر کے بغیر قرض ادا کرنے میں سستی کرنے والے شخص کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اصحابِ اقتدار کی حمایت حاصل ہو۔ اگر کوئی قرضدار سخت مجبور ہو اور اس کے پاس ادائیگی کے لئے کچھ بھی نہ ہو تو پھر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے مہلت دینے میں ثواب ہے اور اسے صدقہ کر دینا بہترین امور میں سے ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرہ: ۲۸۰

⑤ قرض ادا کرنے میں سستی اور ٹال مٹول کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران: ۷۵، جبکہ اہل ایمان وعدے کی پاسداری کرتے اور قرض وقت پر ادا کر دیتے ہیں۔ دیکھئے فتح الباری (۴/۶۶۴ تحت ح ۲۲۸۷)

⑥ دلوں میں جدائی اور نفرت ڈالنے والے امور کا خاتمہ دینِ اسلام میں محبوب و مطلوب ہے۔

⑦ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا مال (بطورِ قرض واپس) ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کرے گا (یعنی قرض اتارنے کے وسائل مہیا کرے گا) اور جو کوئی ادا نہ کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تباہ کر دے گا۔ (صحیح بخاری: ۲۳۸۷)

⑧ قرض اور نیت دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان قرض لیتا ہے اور اللہ اس بارے میں جانتا ہے کہ وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض دنیا ہی میں اُتار دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۲۴۰۸، سنن النسائی: ۴۶۹۰، حسن حدیث ہے۔)

اور جو اس کے برعکس نیت رکھتا ہے تو اس کے بارے میں فرمایا: جو کوئی قرض لیتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہوتا ہے کہ اسے واپس نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے چور بن کر پیش ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۴۱۰، حسن)

[۳۵۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فالتو پانی نہ روکا جائے تا کہ اس طرح گھاس بچی رہے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۴۴ ح ۱۴۹۸، ک ۳۶ ب ۲۵ ح ۲۹) التمہید ۱۹/۱، الاستذکار: ۱۴۲۷

☆ وأخرجه البخاري (۲۳۵۳) ومسلم (۳۶/۱۵۶۶) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اسلام پوری انسانیت کے لئے خیر خواہی کا دین ہے۔

② اگر کسی آدمی کی زمین میں کسی ذریعے سے پانی آرہا ہے تو وہ اپنی ضرورت سے زائد پانی چھوڑ دے تا کہ اس کے ہمسائے اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔

③ پڑوسیوں اور دوسرے مسلمانوں کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔

④ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ پانی بیچنا جائز ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۳۲/۵ تحت ح ۲۳۵۳)

⑤ اس حدیث میں ممانعت سے مراد تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے جیسا کہ جمہور کی تحقیق ہے لیکن بعض علماء اسے واجب سمجھتے ہیں۔

⑥ سدِّ ذرائع کے طور پر ایسے کام سے منع کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہو۔

⑦ اس حدیث کے عموم سے ظاہر ہے کہ روزمرہ کی تمام اشیاء جن سے مسلمانوں کی ضرورتیں وابستہ ہیں، روکنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا غلط ہے۔

[۳۵٦] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوپائے مویشی (کا زخمی کرنا وغیرہ) رائیگاں ہے (یعنی اس کے مالک پر کوئی دیت یا جرمانہ نہیں ہے) اور (ہر قسم کی) کان (میں زخمی ہونا یا موت واقع ہونا) رائیگاں ہے (یعنی اس کے مالک پر کوئی دیت یا جرمانہ نہیں ہے) اور کنواں رائیگاں ہے (یعنی کنویں میں گرنے کی وجہ سے اس کے مالک پر کوئی دیت یا جرمانہ نہیں ہے) اور دفینے (مل جانے کی صورت) میں پانچواں حصہ (اللہ کے لئے نکالنا ضروری) ہے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج

☆ وأخرجه النسائی فی الکبریٰ (تحفۃ الاشراف ۱۹۸/۱۰ ح ۱۳۸۵۸) من حدیث مالک بہ ومن طریقہ رواہ الجوہری فی مسند الموطأ (۵۵۷) ورواہ الحمیدی (۱۰۸۶ بتحقیقی) عن سفیان بن عیینہ: ثنا ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ بہ .

تفقہ

① اگرچہ حدیث کے الفاظ بہت مختصر ہیں لیکن دریا کوزے میں بند ہے۔ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بریکٹوں کے اضافے کے ساتھ ترجمے میں طوالت اختیار کی گئی ہے۔

② مویشی چوپایوں کا زخمی کرنا اس صورت میں رائیگاں ہے جب ان کے پاس مالک موجود نہ ہو یا مالک انھیں روکنے کی بھرپور کوشش کرے۔ اگر اس حملے میں مالک کی رضامندی یا اس کی کوتاہی شامل ہو تو وہ ذمہ دار ہے اور اس پر ہرجانہ بھی ہے۔

③ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۱۹

[۳۵۷] وَبِهٖ أَنَّهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ :عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ الْوَاحِدَ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو پہناووں اور دو سودوں سے منع فرمایا ہے: دو سودے تو ملامسہ اور منابذہ ہیں اور (دو پہناووں سے مراد یہ ہے کہ) کوئی آدمی ایک کپڑے میں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو اور کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح اشتمال کرے کہ اس کا ایک کندھا ننگا ہو۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۱۷/۲ ح ۱۷۶۹، ک ۴۸ ب ۸ ح ۱۷) التمہید ۳۴/۱۸، الاستذکار: ۱۷۰۱

☆ وأخرجه البخاری (۵۸۲۱) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۱۵۱۱) من حدیث ابی الزناد بہ مختصراً جداً .

تفقہ

① ملامسہ اور منابذہ کی تحقیق اور فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۹۹

② اپنی بیوی اور زرخرید لونڈیوں کے علاوہ تمام لوگوں سے شرمگاہ کا چھپانا فرض ہے۔

③ اسلام شرم و حیا کا خاص خیال رکھتا ہے اور یہی دینِ فطرت ہے۔

④ نماز میں کندھا ننگا کرنا جائز نہیں ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۵۹) وصحیح مسلم (۵۱۶، دارالسلام: ۱۱۵۱)

⑤ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا جب آپ امیر المومنین تھے، آپ کے کندھوں کے درمیان کُرتے پر اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے تھے۔

(الموطأ النسخۃ الباکستانیہ ص۱۱۷، واللفظ لہ دوسرا نسخہ ۹۱۸/۲ ح۱۷۷۱، وسندہ صحیح)

[۳۵۸] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر سے اپنا ازار گھسیٹ کر چلے گا تو اللہ اسے قیامت کے دن (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۱۴/۲ ح۱۷۶۱، ک۴۸ ب۵ ح۱۰) التمہید ۱۱۷/۱۷، الاستذکار:۱۶۹۳

☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۸۸) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① تکبر سے ازار یا چادر وغیرہ گھسیٹ کر چلنا حرام ہے لیکن اگر کسی شدید مصروفیت یا بے خیالی میں کپڑا گھسٹ جائے تو حرام نہیں ہے۔

② اس حدیث کے عموم سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ عام لوگوں سے الگ خاص قسم کا قیمتی کپڑا پہن کر تکبر سے چلنا ممنوع ہے اور اس کی نمائش کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

③ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق:۱۶۵

[۳۵۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ. لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی ایک جوتے میں نہ چلے البتہ دونوں پاؤں میں پہن لے یا پھر دونوں پاؤں ننگے رکھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۱۶/۲ ح۱۷۶۶، ک۴۸ ب۷ ح۱۴) التمہید ۱۷۷/۱۸، الاستذکار:۱۶۹۸

☆ وأخرجه البخاري (۵۸۵۵) ومسلم (۶۸/ ۲۰۹۷) من حديث مالك به .

تفقه

① دینِ اسلام میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے چاہے بڑا مسئلہ ہو یا چھوٹا اور اس حل میں لوگوں کے لئے خیر خواہی ہے۔

② کعب الاحبار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے جوتے اُتار دیئے تو انھوں نے کہا: تو نے جوتے کیوں اُتارے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ تو نے اس حکم کی تعمیل کی ہو: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ پس تم جوتے اتار دو، تم طوی کی مقدس وادی میں ہو۔ (طٰہٰ:۱۲)

پھر کعب نے اس آدمی سے کہا: کیا تجھے پتا بھی ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے جوتے کیسے تھے؟.... وہ مُردہ گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔ (الموطأ ۲/ ۹۱۶ ح ۱۷۶۸، وسندہ صحیح)

③ اگر کسی شخص کا ایک ہی پاؤں ہو تو حالتِ اضطراری کی وجہ سے وہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس کے لئے ایک جوتے میں چلنا جائز ہے۔

④ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ آپ جس چیز کے مالک ہیں اگر اس کے استعمال سے منع کیا گیا ہے تو یہ ممانعت تادیبی ہے اِلا یہ کہ کوئی دوسری دلیل اسے حرام کردے۔ دیکھئے التمہید (۱۸/ ۱۷۷، ملخصاً)

⑤ اگر پاؤں کو تکلیف یا کانٹے چبھنے کا اندیشہ نہ ہو تو ننگے پاؤں چلنا جائز ہے۔

⑥ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ نیز دیکھئے ح ۳۶۰

[۳۶۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُم فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ ° أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے اور جب جوتا اتارے تو بائیں سے شروع کرے، پہننے میں دایاں اول اور اتارنے میں دایاں آخر میں ہونا چاہئے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/ ۹۱۶ ح ۱۷۶۷، ک ۴۸ ب ۷ ح ۱۵) التمهيد ۱۸/ ۱۸۱، وقال: ''هذا حديث صحيح''، الاستذكار: ۱۶۹۹

☆ وأخرجه البخاري (۵۸۵۶) من حديث مالك به . ° وفي رواية يحي بن يحي : '' الْيُمْنٰى ''.

تفقه

① اعمالِ صالحہ میں دائیں طرف کو بائیں طرف پر فضیلت حاصل ہے۔

② استنجا اور اُمورِ مخصوصہ کے علاوہ ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۵۸۵۴، صحیح مسلم:۲۶۸، دارالسلام:۶۱۶)

بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ہر معاملے میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔(صحیح مسلم:۶۷/۲۶۸، دارالسلام:۶۱۷)

حدیث میں مذکور جوتا پہننے اور اتارنے کا طریقہ سننِ مہجورہ میں سے ہے یعنی اس سلسلے میں بہت زیادہ کوتاہی برتی جاتی ہے بلکہ لوگوں کی اکثریت ایسی ہے کہ انھیں اس کا علم ہی نہیں ہے لہٰذا اس پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوا جائے بلکہ دوسروں کو بھی دعوتِ عمل دی جائے۔

[۳۶۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسٰى فَقَالَ لَهُ مُوسٰى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ : أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِهِ° ؟ قَالَ :نَعَمْ !قَالَ: أَفَتَلُومُنِي عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ ؟))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سیدنا) آدم (علیہ السلام) اور (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان مباحثہ ہوا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انھیں کہا: آپ وہ آدم ہیں جنھوں نے لوگوں کو جنت سے نکال دیا اور پھسلا دیا؟ تو آدم (علیہ السلام) نے انھیں جواب دیا: آپ وہ موسیٰ ہیں جنھیں اللہ نے ہر چیز کا علم دیا اور اپنی رسالت کے ساتھ لوگوں میں سے چنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آدم (علیہ السلام) نے کہا: آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۸۹۸ ح ۱۷۲۵، ک ۴۶ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۸/۱۱، الاستذكار: ۱۶۵۷

☆ وأخرجه مسلم (۲۶۵۲) من حديث مالک، والبخاري (۶۶۱۴) من حديث ابي الزناد به .

° وفي رواية يحي بن يحي :" بِرِسَالَتِهِ " .

تفقه

① آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہ بحث ومباحثہ اور مناظرہ عالمِ برزخ میں آسمانوں پر ہوا تھا۔ ایک دفعہ محدث ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر (متوفی ۱۹۵ھ) نے اس مناظرے والی حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے پوچھا: آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات

کہاں ہوئی تھی؟ یہ سن کر عباسی خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ سخت ناراض ہوئے اور اس شخص کو قید کر دیا۔ وہ اس شخص کے کلام کو ملحدین اور زنادقہ کا کلام سمجھتے تھے۔ (دیکھئے کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ۱۸۱/۲، ۱۸۲ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۲۴۳/۵ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ حدیث کا مذاق اڑانا ملحدین اور زنادقہ کا کام ہے۔

۴ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا فرمایا (دیکھئے سورۃ ص: ۷۵) جیسا کہ اس کی شان وجلالت کے لائق ہے۔

اللہ کا ہاتھ اس کی صفت ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہاں ہاتھ سے مراد قدرت لینا سلف صالحین کے فہم کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ومردود ہے۔ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب، غیر ثابت کتاب ''الفقہ الاکبر'' میں لکھا ہوا ہے کہ

" فماذكره الله تعالىٰ في القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس فهوله صفات بلاكيف ولا يقال إن يده قدرته أو نعمته لأن فيه إبطال الصفة وهو قول أهل القدر والإعتزال ولكن يده صفته بلاكيف "

''اور اس کے لئے ہاتھ منہ اور نفس ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لیکن ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ید سے قدرت اور نعمت مراد ہے کیونکہ ایسا کہنے سے اس کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ منکرینِ تقدیر اور معتزلہ کا مذہب ہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ہاتھ اس کی مجہول الکیفیت صفت ہے۔''

(الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری ص ۳۶، ۳۷، البیان الازہر، اردو ترجمہ صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی ص ۳۲)

مجہول الکیفیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے۔

تنبیہ: یہ حوالہ اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ حنفی وغیر حنفی علماء کا ایک گروہ اس کتاب کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف مانتا ہے۔ دیکھئے مقدمۃ البیان الازہر از قلم محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی (ص ۱۶ تا ۲۳)

سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

''غرضیکہ فقہ اکبر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کی تصنیف ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ'' (مقدمۃ البیان الازہر ص ۲۳)

اس دیوبندی ''لَا رَيْبَ فِيْهِ'' کتاب کا راوی ابومطیع الحکم بن عبداللہ البلخی جمہور محدثین کے نزدیک مجروح ہے۔ اس کے بارے میں امام اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''لا ينبغي أن يروى عنه ..شيّ'' اس سے کوئی چیز روایت نہیں کرنی چاہئے۔

(کتاب العلل ۲۵۸/۲ ت ۱۸۶۴)

اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وأبو مطيع الخراساني ليس بشيءٍ'' اور ابومطیع الخراسانی کچھ چیز (بھی) نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۴۷۶۰)

ان کے علاوہ دوسرے محدثین مثلاً امام نسائی، ابوحاتم الرازی اور حافظ ابن حبان وغیرہم نے اس پر جرح کی ہے۔ متاخرین میں سے حافظ ذہبی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فهٰذا وضعه أبو مطيع على حماد'' پس اس کو ابومطیع نے حماد (بن سلمہ) پر گھڑا ہے۔ (میزان الاعتدال ۴۲/۳)

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک ابومطیع مذکور وضاع (جھوٹا، حدیثیں گھڑنے والا) تھا۔ اس جرح کے باوجود بعض الناس کا

''الفقه الأکبر'' نامی رسالے کو'' لَارَیْبَ فِیْهِ'' کہنا انتہائی عجیب وغریب ہے۔!!

③ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔

④ جو لوگ کہتے ہیں کہ ''ابھی تک جنت پیدا نہیں ہوئی'' ان کا قول باطل ومردود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا تھا۔ اہلِ سنت کے نزدیک جنت اور جہنم دونوں پیدا شدہ ہیں اور دونوں ہمیشہ رہیں گی اور یہی عقیدہ حق ہے۔

⑤ غلطی اور گناہ کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

اول: جو غلطی اور گناہ کرنے کے بعد سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اور سخت پشیمان ونادم ہوتے ہیں اور آئندہ اصلاح کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

دوم: جو غلطی اور گناہ کرنے کے بعد بھی اسی پر اڑے رہتے ہیں، توبہ نہیں کرتے اور نادم وپشیمان بھی نہیں ہوتے اور نہ اصلاح ہی کی کوشش کرتے ہیں۔

اول الذکر کے لئے تقدیر سے استدلال کرنا جائز ہے اور ثانی الذکر کے لئے تقدیر سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شفاء العلیل لابن القیم (ص ۳۵، ۳۶) وشرح حدیث جبریل (عربی ص ۶۵۔ ۶۷، اردو ص ۱۰۴ تا ۱۰۷)

جو شخص گناہ اور کفر کرنے کے بعد توبہ نہیں کرتا اور پھر تقدیر سے استدلال کرتا ہے تو یہ طریقہ مشرکین وکفار کا ہے۔

دیکھئے سورۃ الانعام (آیت: ۱۴۸) اور سورۃ النحل (آیت: ۳۵)

⑥ صحیح مسلم والی یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی مختصراً موجود ہے۔ (ح ۳۴۰۹، ۴۷۳۶، ۷۵۱۵)

⑦ بحث ومباحثہ میں فریقِ مخالف کے خلاف وہ دلیل پیش کرنا جسے وہ صحیح وبرحق تسلیم کرتا ہے، بالکل صحیح ہے۔

[۳۶۲] وَبِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحَ، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کا پیالہ (اپنے لئے) خالی کرائے اور خود نکاح کرلے، پس اسے وہی ملے گا جو اس کے لئے مقدر ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۹۰۰ ح ۱۷۳۱، ک ۴۶ ب ۲ ح ۷) التمہید ۱۸/ ۱۶۵، الاستذکار: ۱۶۶۳

☆ وأخرجہ البخاری (۶۶۰۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① کوئی عورت اپنے شوہر سے یہ مطالبہ نہ کرے کہ وہ اپنی دوسری بیوی یعنی اس عورت کی سوکن کو طلاق دے اور نہ عام عورت کسی دوسری عورت کو طلاق دلوا کر اپنا گھر آباد کرنے کے سپنے دیکھے۔

② تقدیر برحق ہے۔

③ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ کہہ دو! ہمیں وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھا ہوتا ہے۔ (التوبہ:۵۱)

④ عورت کے ولی کے لئے یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ نکاح کرنے والا شخص بعد میں دوسرا نکاح نہیں کر سکتا۔

⑤ اگر نکاح کے وقت دولہا سے یہ شرط منوالی جائے کہ وہ اس شادی کے بعد جو نکاح بھی کرے گا تو اس کی بیوی کو تین طلاق یا طلاقِ بائن ہے وغیرہ تو یہ شرط فاسد و باطل ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اسی کو اختیار کر کے راجح قرار دیا ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۶۶/۱۸) بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ قسم کے حکم میں ہے لہٰذا اُسے قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

⑥ جس حدیث میں آیا ہے کہ نکاح کے وقت جو شرطیں مقرر کی جائیں ان کا پورا کرنا ضروری ہے تو اس سے مراد جائز شرطیں ہیں۔ (التمہید ۱۸/۱۶۸)

معلوم ہوا کہ ہر وہ شرط جو کتاب وسنت کے مطابق ہے، اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

⑦ ابوالزناد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ یہ شرط مقرر کی تھی کہ میرا گھر اس کا ہوگا پھر وہ بعد میں اسے نکالنے لگا تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ گھر اس عورت کا ہے، وہ اپنی بیوی کو اس گھر سے نہیں نکال سکتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۰۰/۴ ح ۱۶۴۴۸، وسندہ صحیح)

⑧ اپنے مفاد کی خاطر کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا انتہائی مذموم عمل ہے۔

[۳۶۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ [وَ] الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفر کا سر مشرق کی طرف ہے، فخر اور تکبر گھوڑوں والوں اور اونٹوں والوں میں اور بلند آواز سے بولنے والے خانہ بدوشوں میں ہے اور سکون بکریاں رکھنے والوں میں ہے۔

تحقيق: سنده صحيح

تخريج: متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۹۷۰/۲ ح ۱۸۷۶، ک ۵۴ ب ۶ ح ۱۵) التمہید ۱۴۲/۱۸، الاستذکار: ۱۸۱۲

☆ وأخرجه البخاري (۳۳۰۱) ومسلم (۸۵/۵۲) من حديث مالک بہ .

o سقط من الأصل و استدركته من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① مدینہ طیبہ کے مشرق یعنی عراق میں سے کفر کا سر نکلے گا۔

② نجد سے کیا مراد ہے؟ اس کے لئے اور مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۶۷

③ گھوڑے اور اونٹوں کی کثرت مالدار آدمی کی علامت ہے، ایسے شخص کا فخر وتکبر کے گھیرے میں آنا آسان ہے۔ (الامن رحم ربی) اور بکریاں فقیری کی علامت ہیں لہٰذا ایسے لوگ سکون میں ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

[۳٦٤] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ! فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ہائے زمانے کی رسوائی! کیونکہ اللہ ہی زمانہ (بدلنے والا) ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۹۸۴ ح ۱۹۱۲، ک ۵٦ ب ۱ ح ۳ بلفظ: لا يقل أحدكم ... إلخ) التمهيد ۱۸/۱۵۱، الاستذكار: ۱۸۴۸

☆ وأخرجه البخاري في الادب المفرد (۷٦۹) من حديث مالک بہ بلفظ: "لا يقولن أحدكم" إلخ ورواه مسلم (۲۲۴٦) من حديث ابي الزناد بہ .

تفقه

① زمانے کو بُرا کہنا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کیونکہ وہی زمانے کا خالق اور وہی زمانے کا مدبر ہے لہٰذا زمانے کو بُرا نہیں کہنا چاہئے۔

② ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قال الله عزوجل : يؤذيني ابن آدم ، يسب الدهر وأنا الدهر ، بيدي الأمر ، أقلّب الليل والنهار .)) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے ابن آدم ایذا (تکلیف) دیتا ہے، وہ زمانے کو بُرا کہتا ہے اور میں زمانہ (بدلنے والا) ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں اختیار ہے، رات اور دن کو میں ہی تبدیل کر رہا ہوں۔

(صحیح بخاری: ۴۸۲٦، صحیح مسلم: ۲۲۴٦)

اس حدیث سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں پانچ مزید فوائد پیشِ خدمت ہیں:

① اللہ کو تکلیف دینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔

② مطلقاً زمانے کو برا کہنا یعنی گالیاں وغیرہ دینا ممنوع ہے کیونکہ زمانے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس سے یہ مفہوم بھی نکل سکتا ہے کہ اعتراض کرنے والا زمانے کے خالق یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے۔ معاذ اللہ

③ دہریہ عقائد والے کفار زمانے کو برا کہتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول منقول ہے: ﴿ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ﴾ یعنی ہمیں صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ (الجاثیہ:۲۴)

انھی کی پیروی کرتے ہوئے بعض جاہل عوام زمانے کو برا کہہ بیٹھتے ہیں حالانکہ ہر انسان پر فرض ہے کہ وہ ان تمام کاموں سے بچے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

④ صرف اللہ ہی مدبر اور متصرف ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو لوگ اس کے شریک بنا لیتے ہیں، ان کے شرک اور شریکوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک اور بلند ہے۔

⑤ بعض روایتوں میں زمانے کی مذمت بھی آئی ہے مثلاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ ((لا يأتي عليكم زمان إلا والذى بعده أشر منه.)) تم پر جو زمانہ بھی آئے گا اس کے بعد والا زمانہ اس کی بہ نسبت زیادہ شر والا (خراب) ہوگا۔ (البخاری:۷۰۶۸)

تو ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اچھا زمانہ ہو یا بظاہر برا زمانہ، سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس میں زمانے کو برا نہیں کہا گیا اور نہ گالیاں دی گئی ہیں۔

[۳۶۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ شریر وہ شخص ہے جس کے دو چہرے ہوں، ایک گروہ کے سامنے وہ ایک چہرہ لے کر آئے اور دوسرے گروہ کے سامنے دوسرا چہرہ لے کر آئے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۹۱/۲ ح ۱۹۳۰، ک ۵۶ ب ۸ ح ۲۱) التمہید ۲۶۱/۱۸، الاستذکار: ۱۸۶۶

☆ وأخرجہ مسلم (۲۵۲۶ بعد ح ۲۶۰۴) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① منافقت حرام بلکہ انتہائی سنگین جرم ہے۔

② ایمان اور نفاق دو متضاد چیزیں ہیں لہٰذا اہلِ ایمان دو چہروں والے نہیں ہوتے۔

③ ریاکاری حرام ہے۔

[٣٦٦] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے ، ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو اور جاسوسی نہ کرو، دنیا کے لئے ایک دوسرے سے نہ جھگڑو اور حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور باہم عداوت رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۰۷، ۹۰۸ ح ۱۷۴۹، ک ۴۷ ب ۴ ح ۱۵) التمہید ۱۸/۱۹، الاستذکار: ۱۶۸۱

☆ وأخرجه البخاري (٦٠٦٦) ومسلم (٢٥٦٣) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① ہر صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا چاہئے اِلا یہ کہ وہ مجہول ہو، یاد رہے کہ مجہول کی روایت مردود ہوتی ہے۔

② تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں چاہے عربی ہوں یا عجمی، پنجابی، سندھی ہوں یا پٹھان بلوچی وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ألا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي، ولا لأحمر على أسود ولا لأسود على أحمر إلا بالتقوىٰ .)) سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، اور کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ کے۔ (مسند احمد ۵/۴۱۱ ح ۲۳۸۸۵ وسندہ صحیح)

③ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو غیبت بھی جائز ہے جیسا کہ فاسق اور بدعتی کے متعلق لوگوں کو متنبہ کرنا تا کہ وہ اس کے شر سے بچ جائیں۔ اسی طرح مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کی حفاظت کے لئے کفار کی جاسوسی کا بھی یہی حکم ہے۔

④ حدیثِ مذکور میں تمام احکامات صحیح العقیدہ مسلمان بھائیوں کے بارے میں ہیں۔ رہے کفار، منافقین اور مبتدعین وغیرہم تو اُن سے شرعی بغض رکھنا واجب ہے۔

⑤ یہ حدیث سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲، ۱۳، کی بہترین تشریح ہے۔

⑥ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۰

[۳۶۷] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعىً وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۹۲۴ ح ۱۷۸۰، ک ۴۹ ب ۶ ح ۹) التمهيد ۱۸/۵۳، الاستذكار: ۱۷۱۲

☆ وأخرجه البخاري (۵۳۹۶) من حديث مالك به .

تفقه

① عام طور پر کھانا تھوڑا کھانا چاہئے لیکن بعض اوقات ضرورت کے مطابق پیٹ بھر کر کھانا بھی جائز ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۹

② کھانے پینے میں اسراف اور غیر ضروری اخراجات اچھا کام نہیں ہے بلکہ کوشش کر کے کفایت شعاری کو اپنانا چاہئے تاہم ضرورت کے وقت مثلاً مہمان اور دوست وغیرہ کی میزبانی اور جائز خواہش کے مطابق بہترین کھانے تیار کر کے پیش کرنا اور خود کھانا بھی صحیح ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر پیش کر دیا تھا۔

③ جو چیز نقصان دہ ہو اُس سے بچنا ضروری ہے مثلاً شوگر کے مریض کے لئے چینی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

④ کم کھانے سے، اللہ کے فضل و کرم سے صحت اچھی رہتی ہے۔

⑤ کافر بہت زیادہ کھاتا اور پیتا ہے۔ دیکھئے حدیث: ۴۴۵

⑥ سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی کے پیٹ سے زیادہ بُری تھیلی کوئی نہیں جسے بھرا جاتا ہے۔ آدمی کے لئے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر کھانا پینا ضروری ہے تو ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے چھوڑنا چاہئے۔

(سنن الترمذي: ۲۳۸۰ وقال: ''هذا حديث حسن صحيح'' احمد ۴/۱۳۲ ح ۱۷۳۱۸، دوسرا نسخہ: ۱۷۱۸۶، وسنده حسن)

⑦ اس حدیث میں ایک بہترین نکتہ یہ بھی ہے کہ دنیا صرف کھانے پینے اور آرام کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ دنیا دار العمل ہے۔ اہلِ ایمان کے نزدیک رضائے الٰہی اول اور کھانا پینا ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

⑧ نیز دیکھئے حدیث: ۳۶۸

[۳۶۸] وَبِهٖ أَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۹۲۸/۲ ح ۱۷۹۰، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۰) التمهيد ۲۵/۱۹، الاستذكار: ۱۷۲۳

☆ وأخرجه البخاري (۵۳۹۲) ومسلم (۲۰۵۸/۱۷۸) من حديث مالك به .

تفقه

① کھانا تھوڑا کھانا چاہئے۔ کھانا تھوڑا ہو تب بھی فراخدلی سے دوسروں کو اس میں شریک کرنا چاہئے۔

② اس حدیث میں اخلاص اور اتحاد و اتفاق کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی مسلمانوں کو باہم متفق رہنا چاہئے۔

③ سخاوت موجبِ برکت ہوتی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۶۸

[۳۶۹] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرِدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ)) قَالُوا: فَمَنِ الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْئَلَ النَّاسَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں گھومنے والا مسکین نہیں ہے جو ایک دو نوالے اور ایک دو کھجوریں لے کر واپس چلا آتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جس شخص کے پاس اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے مال نہ ہو اور لوگوں کو اس (کی غربت) کا پتا نہ چلے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور یہ شخص اُٹھ کر لوگوں سے مانگتا بھی نہیں ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۹۲۳/۲ ح ۱۷۷۸، ک ۴۹ ب ۵ ح ۷) التمهيد ۴۸/۱۸، الاستذكار: ۱۷۱۰

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۷۹) من حديث مالك، ومسلم (۱۰۳۹/۱۰۱) من حديث ابي الزناد به .

تفقه

① پیشہ ور بھکاری مسکین کے حکم میں نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے سائل ہیں جن کا حق ہوتا ہے۔

② اپنے قبیلے، محلے اور جان پہچان والوں میں ایسے آدمی تلاش کر کے خفیہ طور پر ان کی مدد کی جائے جو سفید پوش اور غیرت مند ہوتے ہیں لیکن ان کا گزر اوقات مشکل ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے تعاون کرنا عظیم نیکی اور بہت ثواب کا کام ہے۔

③ سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصدقة على المسكين صدقة وهي على ذى الرحم المسكين ثنتان : صدقة و صلة .))

مسکین کو صدقہ دینا تو صدقہ ہے اور رشتہ دار مسکین کو دینا دو (صدقے) ہیں: صدقہ اور صلہ رحمی۔

(مسند الحمیدی بتحقیقی مخطوط ص ۶۲ ح ۸۲۵ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ۶۵۸ وقال: ''حدیث حسن'' وصححہ ابن خزیمہ: ۲۰۶۷، والحاکم ۱/ ۴۰۷، والذہبی ولم أر لمضعفہ حجۃ قویۃ)

[۳۷۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً والشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُو بِإِنَاءٍ وَتَرُوحُ بِآخَرَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین صدقہ بہت زیادہ دودھ دینے والی منتخب اونٹنی ہے جو بچہ جننے کے قریب ہو اور وہ کسی کو تحفہ دے دی جائے اور اس خاص بکری کا تحفہ ہے جو صبح کو (دودھ سے) ایک برتن بھرتی ہے اور شام کو دوسرا برتن بھرتی ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية الجوہری: ۵۷۲)

☆ وأخرجه البخاري (۲۶۲۹) من حديث مالك به نحو المعنىٰ .

تفقه

① صدقے میں اچھی اور پسندیدہ چیز دینا بڑے ثواب کا کام ہے جیسا کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پسندیدہ باغ اللہ کے راستے میں دے دیا تھا۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۶

② ایک دوسرے کو حسبِ استطاعت تحفے تحائف دینا اچھا کام ہے اور اس سے محبت بڑھتی ہے۔

③ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینے پر صدقے کا لفظ مجازی طور پر استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس عمل سے بھی ثواب ملتا ہے اور اسے قبول کرنا ہر شخص کے لئے جائز ہے۔

④ اونٹنی اور بکری کا دودھ مفید غذا ہے۔

[۳۷۱] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لِيَأْخُذْ° أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلاً أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْمَنَعَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی رسی لے پھر لکڑیاں اکٹھی کر کے اپنی پیٹھ پر (رکھ کر) لے آئے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس جا کر مانگے جسے اللہ نے اپنے فضل (مال) سے نواز رکھا ہو، وہ اسے دے یا دھتکار دے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۹۸، ۹۹۹ ح ۱۹۴۸، نحو المعنىٰ، ک ۵۸ ب ۲ ح ۱۰) التمهيد ۱۸/۳۲۰، الاستذكار: ۱۸۸۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۷۰) من حديث مالك به .

○ وفي رواية يحي بن يحي : " لَأَنْ يَأْخُذَ " .

تفقه

① بہترین رزق وہی ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں اور محنت سے کمائے۔
② شرعی عذر کے بغیر لوگوں سے مانگنا جائز نہیں ہے۔
③ نیز دیکھئے حدیث: ۷۸، ۱۷۴، ۲۵۵

[۳۷۲] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء ایک دینار بھی تقسیم میں نہیں لیں گے۔ میری بیویوں کے نان نفقے اور میرے عامل کے خرچ کے بعد میں نے جو بھی چھوڑا ہے سب صدقہ ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۹۳ ح ۱۹۳۶، ک ۵۶ ب ۱۲ ح ۲۸) التمهيد ۱۸/۱۷۱، الاستذكار: ۱۸۷۳

☆ وأخرجه البخاري (۳۰۹۶) ومسلم (۱۷۶۰) من حديث مالك به .

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۴۴

② انبیاء اور رسولوں کی مالی وراثت نہیں ہوتی بلکہ علمی وراثت ہوتی ہے۔ وہ جو مال بھی چھوڑ جائیں شرعی مصارف کے بعد باقی سب صدقہ ہوتا ہے۔

③ بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمے ہوتا ہے۔

④ موطأ امام مالک کے جس باب میں یہ حدیث مذکور ہے، اس سے ایک باب پہلے ماجاء فی التقی میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ایک چار دیواری میں (اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے) فرما رہے تھے: عمر بن خطاب! امیر المومنین ہو! واہ واہ! اللہ کی قسم! (اے عمر!) تجھے ضرور بالضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔ میں دیوار کے پیچھے سے یہ سن رہا تھا۔ (الموطأ ۲/۹۹۲ ح ۱۹۳۳، وسندہ صحیح)

⑤ موطأ امام مالک (روایۃ ابی مصعب الزہری) میں اس حدیث والے باب سے پہلے باب میں لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) جب رعد (کڑک چمک) کی آواز سنتے تو باتیں ترک کر دیتے اور فرماتے: ''سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ'' پاک ہے وہ ذات جس کی حمد کے ساتھ رعد تسبیح کر رہا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح کر رہے ہیں۔ پھر آپ فرماتے: زمین والوں کے لئے یہ شدید دھمکی ہے۔

(الموطأ روایۃ ابی مصعب ۲/۱۷۱ ح ۲۰۹۴، وسندہ صحیح، البخاری فی الأدب المفرد: ۷۲۳، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۳/۳۶۲)

[۳۷۳] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ: الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں آنے والے قیامت کے دن سبقت لے جانے والے ہوں گے باوجود اس کے کہ انھیں (یہود و نصاریٰ کو) ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں اُن کے بعد ملی۔ پس یہ دن ان پر فرض کیا گیا تو انھوں نے اس میں اختلاف کیا پھر اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت دی لہٰذا سب لوگ ہمارے بعد ہیں، یہودیوں کا دن کل (ہفتہ) اور نصاریٰ کا پرسوں (اتوار) ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ الجوہری باسانیدہ عن مالک:۵۷۶)

☆ وأخرجہ ابن خزیمہ (۱۰۹/۳، ۱۱۰ ح ۱۷۲۰) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۸۷۶) ومسلم (۸۵۵) من حدیث ابی الزناد بہ

تفقہ

① تمام قوموں پر مسلمانوں کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے تمام انبیاء ورسولوں کو مانا اوران پر ایمان لائے جبکہ یہود ونصاریٰ نے بعض نبیوں کو مانا اور بعض کا انکار کردیا۔

② عقیدہ اگر صحیح ہو تو تھوڑے عمل پر بھی بہت اجر ملتا ہے۔

③ بعض لوگ اس حدیث سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین حدیث نمبر ۷

تکمیلِ فائدہ کے لئے اس تحقیق کی نقل پیشِ خدمت ہے:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہودیوں نے دوپہر (نصف النہار) تک عمل کیا، عیسائیوں نے دوپہر سے عصر تک عمل کیا اور مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک عمل کیا تو مسلمانوں کو دوہرا اجر ملا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۵۵۷)

بعض لوگ اس سے استدلال کر کے عصر کی نماز لیٹ پڑھتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کا دوہرا اجر (رسول اللہ ﷺ سے پہلے گزرنے والے) تمام یہود ونصاریٰ کے مجموعی مقابلے میں ہے۔ یاد رہے کہ حضرو کے دیوبندی ''دائمی نقشہ اوقاتِ نماز'' کے مطابق سال کے دوسب سے بڑے اور سب سے چھوٹے دنوں کی تفصیل (حضرو کے وقت کے مطابق) درج ذیل ہے:

[۲۲ جون] دوپہر ۱۱-۱۲ مثل اول ۵۶-۳ (فرق ۴۵-۳) غروب آفتاب ۲۴-۷ (فرق ۲۸-۳)

[۲۲ دسمبر] دوپہر ۰۸-۱۲ مثل اول ۴۷-۲ (فرق ۳۹-۲) غروب آفتاب ۰۵-۵ (فرق ۱۸-۲)

اس حساب سے بھی عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث سے بعض الناس کا استدلال مردود ہے۔

[۳۷۴] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَارُ بَنِي آدَمَ الَّتِي تُوقِدُونَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْأً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ .)) فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ: ((فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْأً .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کی آگ جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہی آگ کافی تھی، آپ نے فرمایا: جہنم کی آگ اس پر انہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۹۴ ح ۱۹۳۷، ک ۵۷ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۸/۱۶۲، الاستذکار: ۱۸۷۴

☆ وأخرجه البخاري (۳۲۶۵) من حديث مالک، ومسلم (۲۸۴۳) من حديث ابي الزناد به .

تفقه

① جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے بہت زیادہ گرم ہے لہٰذا کفار و منافقین اور کتاب و سنت کے مخالفین اپنا آخری انجام سوچ لیں۔

② قیامت اور مرنے کے بعد زندگی برحق ہے۔

[۳۷۵] وَبِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ حَدِيْثٍ فِيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ)) قَالَ أَبُو الْحَسَنِ :وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي بَابِ إِسْحٰق وَتَقَدَّمَ لَهُ حَدِيْثٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَهُوَ فِي بَابِ ابْنِ حَبَّانَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب (الخ)

ابوالحسن (القابسی) نے کہا: یہ حدیث باب اسحاق میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے ح ۱۲۱)

اور باب ابن حبان میں ان کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ سے منع فرمایا ہے۔ (دیکھئے ح ۹۹)

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۵۶ ح ۱۸۴۶، ک ۵۲ ب ۱ ح ۱، ورواية ابي مصعب: ۲۰۱۰) التمهيد ۱۸/۹، الاستذکار: ۱۷۸۲

☆ وأخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار (۷/۵۷۹ ح ۶۱۶۳) من حديث الشافعي عن مالک به. ورواه ابوعوانه في مسنده من حديث ابي الزناد به (اتحاف المهرة ۱۵/۲۵۲ ح ۱۹۲۵۸)

تفقه

① نیک خواب والی حدیث گزر چکی ہے۔ دیکھئے ح ۱۲۱

② نیک خواب مومن کے لئے بشارت ہوتا ہے۔

عَبْدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيْدَ : خَمْسَةُ أَحَادِيْثُ

[۳۷٦] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمِ .)) وَذَكَرَ ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ : نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ .))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی (زیادہ) ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے میں سے ہے۔

اور آپ نے بیان کیا کہ (جہنم کی) آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس نے ہر سال میں دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سردیوں میں اور دوسرا گرمیوں میں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱٦ ح ۲۷، ك ۱ ب ۷ ح ۲۸) التمهيد ۱۹/۱۱۲، دیکھئے الاستذکار ۱/۹۷ ح ۲۵ .

☆ وأخرجه مسلم (۱۸٦/ ٦۱۷) من حديث مالك به .

تفقه

① نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو، اس حکم کا تعلق سفر سے ہے۔ دیکھئے حدیث: ۳۲۳

② جہنم کا سانس لینا برحق اور غیب میں سے ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔

③ جہاں موانع ہوں تو ان کی وجہ سے گرمی یا سردی سے رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

④ اللہ تعالیٰ جس سے اور جب چاہے کلام کرائے خواہ وہ زمین و آسمان ہوں یا جہنم ہو کیونکہ قوتِ گویائی اور ہر قوت اسی کے اختیار میں ہے۔

⑤ جنت اور جہنم پیدا شدہ اور موجود ہیں۔

[۳۷۷] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ بِهِمْ : ﴿ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا .

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے انھیں نماز پڑھائی تو ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (سورۂ انشقاق) کی قراءت کی پھر اس

(قراءت کے دوران) میں سجدہ کیا پھر جب سلام پھیرا تو لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سجدہ کیا تھا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۵ ح ۴۸۱، ک ۱۵ ب ۵ ح ۱۲) التمہید ۱۹/۱۱۸، الاستذکار: ۴۵۰

☆ وأخرجہ مسلم (۵۷۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نماز میں سجدۂ تلاوت آجائے تو سجدہ کرنا سنت ہے۔

② سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی جس میں سجدے والی آیت ہے تو آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۰۷۲) وصحیح مسلم (۵۷۷)

③ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جو سجدہ کرے تو ٹھیک کیا اور جو سجدہ نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۷۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا تھا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۷۷)

④ حدیث بالا میں نماز سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۰۷۸)

⑤ سنتِ نبوی ﷺ کی تعلیم کے لئے عملاً کردار ادا کرنا چاہئے۔

[۳۷۸] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ ابْنِ سُفْيَانَ وَأَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ .

ام المومنین (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بیٹھے (نفل) نماز پڑھتے اور قراءت بھی بیٹھے ہوئے ہی کرتے تھے پھر جب آپ کی قراءت سے تیس یا چالیس آیتوں کی مقدار باقی رہتی تو اُٹھ کر قراءت کرتے، پھر حالتِ قیام سے ہی رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱۳۸/۱ ح ۳۰۹، ک ۸ ب ۷ ح ۲۳) التمهيد ۱۶۹/۱۹، ۱۶۵/۲۱، الاستذكار: ۲۷۹

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۱۹) ومسلم (۷۳۱/۱۱۲) من حديث مالک به .


تفقه

① اگر کوئی شرعی عذر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ فرائض میں قیام فرض ہے۔

② اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور بعد میں دوسری یا کسی رکعت میں اس کی طبیعت بہتر ہو جائے تو وہ باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز شروع کرے مگر بعد میں اس کی طبیعت خراب ہو جائے جس کی وجہ سے اس کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہو تو باقی نماز حسبِ استطاعت بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

③ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے لیکن ثواب آدھا ملے گا۔ دیکھئے التمہید (۱۶۹/۱۹) تاہم نبی اکرم ﷺ کو پورا ثواب ملتا تھا۔

[۳۷۹] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَاعَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيْلَهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ : واللّٰهِ! مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((لَيْسَ لَكِ عَلَيهِ مِنْ نَفَقَةٍ)) فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ : ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي، اعتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى، تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِيْنِيْ)) قَالَتْ : فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمِ ابْنِ هِشَامٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ وَلٰكِنْ انْكِحِي أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ)) قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ : ((انْكِحِي أُسَامَةَ)) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا واغْتَبَطْتُ بِهِ .

(سیدہ) فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن حفص (رضی اللہ عنہ) نے انھیں (آخری تیسری طلاق) طلاق بتّہ دی اور وہ (مدینے سے) غیر حاضر تھے پھر انھوں نے اپنے وکیل کے ذریعے سے کچھ جَو بھیجے تو وہ (کم مقدار ہونے پر) ناراض ہوئیں۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم پر تمھارے لئے کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو یہ بات آپ کو بتائی۔ آپ نے فرمایا: تمھارے لئے اُن پر کوئی نان نفقہ (لازم) نہیں ہے۔ آپ نے انھیں ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا پھر فرمایا: اس عورت کے پاس (اس کی سخاوت کی وجہ سے) میرے صحابہ کثرت سے جاتے رہتے ہیں، تم ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کے پاس عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا آدمی ہیں، تم وہاں دوپٹا وغیرہ اُتار سکتی ہو۔ پھر جب عدت ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: جب میری عدت ختم ہوئی تو میں نے آپ کو بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم بن ہشام (رضی اللہ عنہما) نے میری طرف شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ابوجہم تو کندھے سے عصا نہیں اُتارتے اور معاویہ فقیر ہیں اُن کے پاس کوئی مال نہیں ہے، لیکن تم اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے شادی کرلو۔ (فاطمہ) کہتی ہیں: میں نے اسے ناپسند کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسامہ سے شادی کرلو، پھر میں نے ان سے شادی کرلی تو اللہ نے اس میں خیر رکھی اور میں ان پر قابلِ رشک حد تک خوش رہی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۸۰، ۵۸۱ ح ۱۲۶۷، ک ۲۹ ب ۲۳ ح ۶۷) التمہید ۱۹/۱۳۵، ۱۳۶، الاستذکار: ۱۱۸۶

☆ وأخرجہ مسلم (۱۴۸۰/۳۶) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① مبتوتہ (جسے تیسری طلاق دی گئی ہو) کے لئے طلاق دینے والے کے ذمہ نہ کوئی نان نفقہ ہے اور نہ سکونت ہے۔

② خبرِ واحد صحیح کے ساتھ قرآن واحادیثِ متواترہ کی تخصیص جائز ہے۔

③ سیدنا ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو مختلف اوقات میں تین طلاقیں دی تھیں۔

④ شرعی عذر ہو تو خیر خواہی کے طور پر کسی مسلمان پر تنقید کی جاسکتی ہے۔

⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم خیر و بھلائی پر مبنی ہے۔

⑥ طلاقِ بتہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس کے بعد میاں بیوی میں مکمل جدائی ہو جاتی ہے۔

⑦ بعض علماء کا سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی طرف وہم وخطا منسوب کر کے اس حدیث کو رد کرنا غلط ہے۔

⑧ عورت کے لئے غیروں سے پردہ کرنا ضروری ہے لیکن نابینا سے پردہ ضروری نہیں ہے۔ اگر نابینا سے بھی پردہ کرلیا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا ؟)) کیا تم دونوں اندھی ہو؟ سے ثابت ہے۔

دیکھئے سنن ابی داود (۴۱۱۲، وسندہ حسن وأخطأ من ضعفہ)

حدیثِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں نبہان مجہول نہیں ہے بلکہ ترمذی، ابن حبان، حاکم اور ذہبی (الکاشف ۳/۱۷۵) نے اس کی توثیق کر رکھی ہے۔ والحمد للہ

⑨ عورت ضرورت کے وقت غیر مردوں سے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے کلام کرسکتی ہے۔

⑩ طلاق یافتہ عورت معاشرے کا حصہ ہے لہٰذا اسے معیوب یا کمتر سمجھنا غلط ہے بلکہ اس کی دلجوئی اور دوسری جگہ شادی کرانے کا

بندوبست کرنا چاہئے، یہ بھی واضح رہے کہ بہتر یہی ہے کہ دوسری شادی کا پیغام ایامِ عدت کے بعد دیا جائے۔وغیر ذلك من الفوائد

[۳۸۰] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَاعَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ؟ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ ؟)) فَقَالُوْا :نَعَمْ ! فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ .

زید ابو عیاش (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے (سیدنا) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ کیا سلت (ایک غلے) کو گیہوں کے بدلے بیچنا جائز ہے۔ سعد (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: ان دونوں میں کون سا بہتر ہے؟ انھوں نے کہا: گیہوں، تو انھوں (سعد رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے تازہ کھجوروں کے بدلے چھوہارے خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا تازہ کھجوریں خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے اس (سودے) سے منع فرما دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۶۲۴/۲ ح ۱۳۵۳، ک ۳۱ ب ۱۲ ح ۲۲) التمہید ۱۷۰/۱۹، الاستذکار: ۱۲۷۳

☆ وأخرجہ ابوداود (۳۳۵۹) والترمذی (۱۲۲۵، وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'') والنسائی (۲۶۸/۷، ۲۶۹ ح ۴۵۴۹) وابن ماجہ (۲۲۶۴) کلھم من حدیث مالک بہ وصححہ ابن الجارود (۶۵۷) والحاکم (۳۸/۲، ۳۹) ووافقہ الذہبی .

تفقہ

① نصِ صریح نہ ہو تو قیاس کر کے پیش آمدہ مسئلے پر فتویٰ دینا جائز ہے۔
② اگر سائل کوئی مسئلہ پوچھے تو ضرورت کے وقت اس سے تفصیل معلوم کرنا جائز ہے۔
③ تازہ کھجوروں کے بدلے خشک کی بیع جائز نہیں ہے۔
④ اگر ایک سودے میں کسی دوسرے کو نقصان کا خدشہ ہو تو ایسے سودے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الفَضْلِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۸۱] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا والبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وإِذْنُهَا صُمَاتُهَا .))

(سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت کنواری نہ ہو تو وہ اپنے ولی کی نسبت زیادہ بااختیار ہے اور کنواری لڑکی سے (شادی کی) اجازت مانگی جاتی ہے اور اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۲۴، ۵۲۵ ح ۱۱۳۷، ک ۲۸ ب ۲ ح ۴) التمہید ۱۹/۷۳، الاستذکار: ۱۰۶۱

☆ وأخرجہ مسلم (۱۴۲۱) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① جس عورت کا خاوند مر جائے یا وہ طلاق شدہ ہو تو نکاح کے وقت اس کی زبانی اجازت ضروری ہے، اس کا صرف خاموش رہنا کافی نہیں ہے۔

② نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے ولی، صاحبِ رائے رشتہ داریا سلطان کے بغیر نکاح نہ کرے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۱۱۱، وسندہ قوی، روایۃ سعید بن المسیب عن عمر رضی اللہ عنہ قویۃ وباقی السند صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو عورت ولی کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۱۱۱، وقال: ''ھذا اسنادہ صحیح''، وسندہ حسن، روایۃ سفیان الثوری عن سلمۃ بن کہیل قویۃ وباقی السند صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أيما امرأة تزوجت بغير إذن وليها فنكاحها باطل ...))

جو عورت بھی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے۔

(منتقیٰ ابن الجارود ص ۲۳۵ حدیث: ۷۰۰ وسندہ حسن، المستدرک للحاکم ۲/۱۶۸ ح ۲۷۰۷)

اس حدیث میں سلیمان بن موسیٰ راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں لہٰذا حسن الحدیث ہیں۔ دیکھئے میری کتاب ''نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام'' (ص ۲۳۔۲۵)

③ بعض اوقات خاموشی بھی بیان ہوتا ہے الا یہ کہ کوئی قرینہ اس کی تخصیص کردے۔

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۸۲] مَالِكٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [عَنِ]° ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى آلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَجَبَتْ)) فَسَأَلْتُهُ : مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ : ((الْجَنَّةُ)) فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ : فَأَرَدْتُ أَنْ اذْهَبَ إِلَى الرَّجُلِ فَأُبَشِّرَهُ ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ .

(سیدنا)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا تو ایک آدمی کو ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ کہہ دو! وہ اللہ اکیلا ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ (سورۃ الاخلاص) کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ میں نے آپ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: جنت۔

(سیدنا)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ جا کر اس آدمی کو خوش خبری دوں لیکن پھر مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوپہر کا کھانا رہ جائے گا تو میں نے کھانے کو ترجیح دی پھر اس آدمی کی طرف گیا تو وہ جا چکا تھا۔

وَحَدِيْثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ قَدْ تَقَدَّمَ مَعَ زَيْدِ(بْنِ) رَبَاحٍ .

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِي مِنَ الْمُلَخَّصِ بِحَمْدِ اللّٰهِ .

عَدَدُ مَنْ وَقَعَ فِيْهِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ ثَلَاثُونَ رَجُلاً لِجَمِيْعِهِمْ فِيْهِ مِائَتَا حَدِيْثٍ وَأَرْبَعَةٌ وَثَلَاثُونَ حَدِيْثًا.

عبیداللہ الاغر کی حدیث زید بن رباح کے ساتھ گزر چکی ہے۔(ح ۱۸۶) اور الملخص کا دوسرا جزء مکمل ہوا۔ والحمدللہ

اس میں جن لوگوں سے (امام) مالک نے روایتیں بیان کی ہیں ان کی تعداد تیس آدمی ہے اور (ابوالحسن القابسی کی ترقیم کے مطابق) ان کی کل حدیثیں دوسو چونتیس ہیں۔

تحقیق سندہ حسن

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۸ ح ۴۸۷، ک ۱۵ ب ۶ ح ۱۸) التمہید ۲۱۵/۱۹، الاستذکار: ۴۵۶

☆ وأخرجه الترمذي (۲۸۹۷ وقال: هذا حديث حسن، إلخ) والنسائي (۱۷۱/۲ ح ۹۹۵) من حديث مالك به وصححه الحاكم (۵۶۶/۱) ووافقه الذهبي. ٥ من رواية يحي بن يحي، وسقط من الأصل.



① اس حدیث میں سورۂ اخلاص کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

② توحید سے محبت کرنے والا سچا موحد مسلمان جنت میں جائے گا۔

③ قرآنِ مجید کے تین حصے ہیں: ایمان (عقیدہ)، تذکیر (نصیحتیں) اور احکام (قوانین)

سورۃ الاخلاص کا تعلق اللہ پر ایمان سے ہے لہٰذا یہ سورت قرآن کا ایک تہائی (ثلث) ہے۔ دیکھئے حدیث: ۳۹۱

ایمان کی تین قسمیں ہیں: اللہ پر ایمان، رسول پر ایمان اور آخرت پر ایمان۔

④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کھانا بھی سعادت سمجھتے تھے۔

⑤ جو خود کھانے پینے کا محتاج ہو وہ کبھی مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہو سکتا۔

⑥ نیز دیکھئے حدیث: ۳۹۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ.

[۳۸۳] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ، قَالَ: فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ: إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى، فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ وہ دیکھتے تھے کہ (ان کے والد) عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جب نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے ہیں تو چار زانو بیٹھتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ (ایک دفعہ) میں نے بھی ایسا کیا اور ان دنوں میں چھوٹا بچہ تھا، تو عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے منع کیا اور فرمایا: نماز کی سنت تو یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں بچھا دو۔ میں نے آپ سے کہا: آپ تو چار زانو بیٹھتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میرے پاؤں مجھے اٹھا نہیں سکتے یعنی میں بیمار ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۸۹، ۹۰ ح ۱۹۸، ک ۳ ب ۱۲ ح ۵۱) التمهيد ۱۹/۲۴۵، الاستذكار: ۱۹۸

☆ وأخرجه البخاري (۸۲۷) من حديث مالك به.

تفقه

① اگر شرعی عذر ہو مثلاً بیماری تو حالتِ تشہد میں چار زانو بیٹھنا جائز ہے۔

② چھوٹے بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دینی چاہئے تا کہ وہ ایمان و عقائد اچھی طرح سیکھ لیں۔

③ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ آدمی (تشہد میں) چار زانو بیٹھ گیا پھر جب ابن عمر نے سلام پھیرا تو اسے اچھا نہ سمجھا یعنی منع کیا۔ اس شخص نے کہا: آپ خود چار زانو بیٹھے ہیں؟ تو (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں بیمار ہوں۔ (الموطأ ۱/۸۹ ح ۱۹۶، وسندہ صحیح)

ایک روایت میں آپ نے قدموں کے سینے پر اٹھنے کے بارے میں فرمایا: یہ نماز کے طریقے میں سے نہیں ہے، میں تو اس وجہ سے کرتا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔ (الموطأ ۱/۸۹ ح ۱۹۷، وسندہ صحیح)

④ قولِ راجح میں صحابی کا کسی کام کو سنت کہنا مرفوع یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوتا ہے۔ دیکھئے الام للشافعی (ج ۱ ص ۲۷۱) معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۲۲، دوسرا نسخہ ص ۱۵۶) اور اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (۱/۱۵۰، نوع: ۸)

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں: "وقد أجمعوا على أن قول الصحابي سنة حديث مسند" اور اس پر اجماع ہے کہ صحابی کا (کسی کام کو) سنت کہنا مسند (مرفوع) حدیث ہے۔ (المستدرک ۱/۳۵۸ ح ۱۳۲۳)

اجماع کے دعویٰ میں تو نظر ہے لیکن یہ جمہور کا قول ہے اور یہی قول راجح ہے۔

⑤ اضطراری حالت پر صحیح حالت کو قیاس کرنا غلط ہوتا ہے۔

[**۳۸٤**] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے) نکلے حتیٰ کہ ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ صحابہ اسے تلاش کرنے کے لئے رُک گئے اور وہاں پانی نہیں تھا اور نہ لوگوں کے پاس ہی پانی تھا۔ لوگ ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے اور کہا: آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا ہے، نہ یہاں پانی ہے اور

قَالَتْ :فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ :حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ والنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُوبَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلاَ يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلاَّ مَكَانُ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ ﴿ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴾

نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔
پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے، تو انھوں نے کہا: تُو نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو روک لیا ہے، نہ یہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے پھر مجھے (میرے ابا) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے ملامت کی اور جو اللہ چاہتا تھا کہا۔ وہ میری کوکھ پر ہاتھ چبھو رہے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے حرکت نہیں کر سکتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔
رسول اللہ ﷺ صبح تک سوئے رہے حتیٰ کہ صبح تک پانی نہ ملا تو اللہ نے تیمّم والی آیت نازل فرمائی: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ پس پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

(النساء:۴۳، المائدہ:۶)

فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الحُضَيرِ ○: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يا آلَ أَبِي بَكْرٍ! قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ .

تو اسید بن حضیر (رضی اللہ عنہ) نے (خوش ہو کر) فرمایا: اے آل ابو بکر! یہ تمھاری پہلی برکت نہیں ہے۔
پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے سے میرا ہار مل گیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۵۳، ۵۴ ح ۱۱۸، ک ۲ ب ۲۳ ح ۸۹) التمہید ۱۹/۲۶۵، الاستذکار: ۱۰۰

☆ وأخرجہ البخاری (۳۳۴) ومسلم (۳٦۷) من حدیث مالک بہ . ○ فی الأصل :" الْخُضَيْرِ " وهو خطأ .

تفقه

① مردوں کے ساتھ سفر میں ان کی عورتیں بھی جا سکتی ہیں، خواہ سفر جہادی ہو یا کوئی عام سفر ہو۔

② کہتے ہیں کہ حدیث بالا میں سفر سے مراد غزوۂ بنی المصطلق والا سفر تھا اور صلصل یا ابواء نامی مقام پر ہار گم ہوا تھا۔
دیکھئے التمہید (۱۹/۲٦۷)

③ اگر کوئی شخص اتنا مجبور ہو جائے کہ تیمّم بھی نہ کر سکے مثلاً اسے کسی نے باندھ رکھا ہو یا وہ ایسے مقام پر قید ہو جہاں پاک مٹی نہ ہو تو

وہ کیا کرے گا؟ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ اس موقع پر (تیمّم کے حکم سے پہلے) لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تھی۔ (ح ۵۸۸۲)
یہ حدیث صحیح مسلم (۱۰۹/۳۶۷، دارالسلام: ۸۱۷) اور سنن ابی داود (۳۱۷، وسندہ صحیح) وغیرہما میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درج بالا مجبور و اضطراری حالت والا شخص اس حالت میں نماز ترک نہیں کرے گا بلکہ وضو اور تیمّم نہ ہونے کی صورت میں بھی نماز ضرور پڑھے گا اور اللہ سے دعا کرے گا کہ اللہ اسے بخش دے اور اس مصیبت سے نجات دلائے۔
دیکھئے التمہید (۱۹/۲۷۵، ۲۷۶)

اس کے بعد اگر وہ جلدی ہی اس اضطراری حالت سے نکل جائے تو بہتر ہے کہ احتیاط کے طور پر قریبی گذشتہ نمازوں کی قضا پڑھ لے اور اگر لمبا عرصہ اس حالت میں رہے تو مجبورِ محض ہونے کی وجہ سے اس مسئلے میں مرفوع القلم ہے۔ ان شاء اللہ

④ اگر نمازِ جنازے کا وقت ہو جائے اور جنازہ پڑھنے والے کا وضو نہ ہو تو وہ کیا کرے؟
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمھیں جنازہ فوت ہونے کا ڈر ہو اور تم بے وضو ہو تو تیمّم کر کے جنازہ پڑھ لو۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۵ ح ۱۱۴۶۷، وسندہ حسن)
عطاء بن ابی رباح نے کہا: اگر تمھیں جنازہ فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمّم کر کے پڑھ لو۔ (ابن ابی شیبہ ح ۱۱۴۷۱، وسندہ صحیح)
حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا ہے۔ (ابن ابی شیبہ ح ۱۱۴۷۳، وسندہ حسن)

⑤ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں ورنہ ہار تلاش کرنے کے لئے اتنا وقت نہ لگتا اور آپ فرما دیتے کہ ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا ہے۔

⑥ باپ اپنی اولاد کو ان کی کوتاہی پر سزا دے سکتا ہے۔

⑦ تیمّم کے لئے پاک مٹی کا ہونا شرط ہے لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ چونے، سُرمے، چادر اور سرہانے وغیرہ پر بھی تیمّم ہو جاتا ہے، ان کا قول غلط ہے۔

⑧ امت پر آلِ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بہت سے احسانات ہیں۔

⑨ رسول اللہ ﷺ مشکل کشا نہیں ورنہ پانی کی کمی کا یہ مسئلہ ہی نہ ہوتا۔

⑩ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے۔

[**۳۸۵**] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

اور اسی سند کے ساتھ ام المومنین (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجِ افراد کیا۔

تحقیق سنده صحيح ، لاشك فيه

تخريج مسلم

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/۳۳۵ ح ۷۵۴، ک ۲۰ ب ۱۱ ح ۳۷) التمہید ۱۳/۹۵، الاستذکار: ۷۰۳

☆ وأخرجه مسلم (۱۱۸/۱۲۱۱) من حديث مالك به .

تفقه

① یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور بعض الناس کا اسے شاذ وضعیف کہنا مردود ہے۔
② حدیث کے صحیح مفہوم اور فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث: ۸۸

[۳۸٦] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ : كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھتے تو میں احرام باندھنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگاتی تھی اور جب احرام کھولتے تو بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۳۲۸/۱ ح ۷۳۵، ک ۲۰ ب ۷ ح ۱۷) التمهيد ۲۹٦/۱۹، وقال: ''هذا حديث صحيح ثابت'' الاستذكار: ٦٨۴

☆ وأخرجه البخاري (۱۵۳۹) ومسلم (۱۱۸۹/۳۳) من حديث مالك به .

تفقه

① احرام سے پہلے جسم اور کپڑوں پر خوشبو لگانا جائز ہے لیکن احرام کی حالت میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔
② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک آدمی سے (حالتِ احرام میں) خوشبو آ رہی ہے تو انھوں نے اسے حکم دیا کہ جا کر اسے دھولو۔ (الموطأ ۳۲۹/۱ ح ۷۳۷ وسندہ صحیح)
③ احرام سے پہلے خوش بو لگانے کے درج ذیل صحابہ بھی قائل وفاعل تھے:

عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم (مصنف ابن ابی شیبہ نیا نسخہ ج ۳ ص ۱۹۹ ح ۱۳۴۹۰، وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (التمہید: تحقیق اسامہ بن ابراہیم ۴۵/۸ وسندہ حسن، ۳۰۳/۱۹ وفیہ تحریف من المعلق)

[۳۸۷] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ : قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِفْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنَّكِ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ جب میں مکہ آئی تو میں حیض سے تھی۔ میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کی سعی کی پھر میں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: حاجی جو اعمال کرتا ہے وہ کرو سوائے اس کے

کہ پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۴۱۱ ح ۹۵۳، ک ۲۰ ب ۴۷ ح ۲۲۴، وزاد: ''ولا بين الصفا والمروة حتى تطهرى.''!!)

التمهيد ۱۹/۲۶۱، الاستذکار: ۸۹۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۶۵۰) من حديث مالك به .

تفقه

① حالتِ حیض میں بیت اللہ کا طواف (اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا) جائز نہیں ہے۔

② اختلافی مسائل میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

③ یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں آیا ہے کہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی نہ کرنا، اسے حافظ ابن عبدالبر نے وہم قرار دیا ہے۔ دیکھئے التمہید (۱۹/۲۶۱)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حائضہ عورت اگر چاہے تو حج اور عمرے کی لبیک کہے لیکن وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی اور نہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے گی۔ وہ حج کے تمام ارکان لوگوں کے ساتھ ادا کرے گی سوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی نہیں کرے گی اور پاک ہونے تک مسجد کے قریب نہیں جائے گی۔ (الموطأ ۱/۳۴۴ ح ۷۷۲ وسندہ صحیح)

[۳۸۸] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ ؟)) فَقِيلَ: إِنَّمَا قَدْ أَفَاضَتْ، قَالَ: ((فَلَا إِذًا .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو (حج کے بعد) حیض کی بیماری لاحق ہوئی تو انھوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روکنا چاہتی ہے؟ پھر کہا گیا کہ انھوں نے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر کوئی بات نہیں (چلو۔)

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۴۱۲ ح ۹۵۴، ک ۲۰ ب ۷۵ ح ۲۲۵) التمهيد ۱۹/۳۱۲، الاستذکار: ۸۹۴

☆ وأخرجہ البخاری (۱۷۵۷) من حدیث مالک بہ . ○ وفي رواية يحي بن يحي :" فَذَكَرْتُ ".

تفقہ

① اگر عورت طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) کر لینے کے بعد حیض سے بیمار ہو جائے تو اس پر طوافِ وداع کے لئے رکنا ضروری نہیں ہے۔

② نیز دیکھئے ح ۳۱۵، ۴۶۸

[۳۸۹] وَبِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ) اسماء بنت عمیس (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ بیداء کے مقام پر ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا تو ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ نہالے پھر لبیک شروع کر دے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۳۲۲ ح ۷۱۷، ک ۲۰ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۹/۳۱۳، الاستذکار: ۶۶۶

☆ وأخرجہ النسائی (۵/۱۲۷ ح ۲۶۶۴) من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک بہ ورواہ مسلم (۱۲۰۹/۱۰۹) من حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن أبیہ عن عائشہ بہ .

تفقہ

① حج پر جانے والی جس عورت کے ہاں بچے کی پیدائش ہو تو اسے چاہئے کہ نہا کر سفر شروع کر دے اور چالیس دنوں کا انتظار نہ کرے۔

② اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔

③ احرام سے پہلے نہانا سنت ہے۔

[۳۹۰] وَبِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ ابْنَةِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ .

(سیدہ) خنساء بنت خدام الانصاریہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان (کی مرضی کے بغیر اُن) کا نکاح کر دیا تھا اور وہ کنواری نہیں تھیں، انھوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بتایا تو آپ نے اس نکاح کو مردود قرار دیا تھا۔

(كَمُلَ حَدِيْثُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَحَادِيْثُ).

عبدالرحمٰن (بن القاسم) کی بیان کردہ حدیثیں مکمل ہوئیں اور یہ آٹھ حدیثیں ہیں۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ٢/٥٣٥ ح ١١٦٠، ك ٢٨ ب ١١ ح ٢٥) التمهيد ١٩/٣١٨ وقال: ''**هذا حديث صحيح مجتمع علىٰ صحته**'' الاستذكار: ١٠٨٢

☆ وأخرجه البخاري (٥١٣٨) من حديث مالك به .

تفقه

① جو عورت شادی شدہ ہو پھر اگر اس کا خاوند فوت ہو جائے یا طلاق ہو جائے یا اس کا نکاح ٹوٹ جائے تو دوسرا نکاح اس کی واضح مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

② کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر مسئلہ مردود ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي صَعْصَعَةَ : ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثُ

[**٣٩١**] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ وَيُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ .))

(سیدنا) ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، وہ اسے بار بار پڑھ رہا تھا۔ سننے والے آدمی نے صبح رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، گویا وہ اسے بہت تھوڑا عمل سمجھ رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ (سورۂ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٢٠٨ ح ٤٨٦، ك ١٥ ب ٦ ح ١٧) التمهيد ١٩/٢٢٧، الاستذكار: ٤٥٥

☆ وأخرجه البخاري (٥٠١٣) من حديث مالك به .

تفقه

① سورۃ الاخلاص بڑی فضیلت والی سورت ہے کیونکہ اسے ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے۔
② کتاب وسنت سے ثابت شدہ کسی عمل کو چھوٹا سمجھ کر ترک یا اس سے لا پرواہی نہیں کرنی چاہئے۔
③ ایک ہی صورت ساری رکعات میں دہرائی جاسکتی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۸۲

[۳۹۲] وَبِهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ : إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارفَع صَوْتَكَ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ : سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ .

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ الانصاری المازنی (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس اگر تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو پھر تم نماز کے لئے اذان کہو تو آواز بلند کرنا کیونکہ موذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اسے جن، انسان یا جو چیز بھی سنے تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گی۔ ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۹ ح ۱۴۸، ک ۳ ب ۱ ح ۵) التمہید ۱۹/۲۲۳، الاستذکار: ۱۲۷

☆ وأخرجه البخاري (۶۰۹) من حديث مالك به .

تفقه

① مؤذن کے لئے یہ بڑی فضیلت ہے کہ قیامت کے دن اُس کی آواز سننے والی ہر چیز اس کے حق میں گواہی دے گی۔
② اگر ایک ہی حدیث صحیح وحسن سندوں کے ساتھ کسی صحابی سے مرفوعاً اور موقوفاً مروی ہو تو دونوں سندیں صحیح وحسن ہوتی ہیں۔
③ اکیلے آدمی کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ اذان دے کر نماز پڑھے۔
④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((المؤذنون أطول الناس أعناقاً يوم القيامة .)) قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی یعنی ان کی بہت زیادہ عزت ہوگی۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۳۸۷، دارالسلام: ۸۵۲) .
⑤ مؤذن کی آواز جتنی بلند ہوگی اُتنا ثواب زیادہ ہوگا۔
⑥ مسجد میں بہترین قسم کا لاؤڈ سپیکر نصب کر کے اول وقت اذان دینی چاہئے۔

⑦ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو وقتوں میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بہت کم دعا رد ہوتی ہے: نماز کے لئے اذان کے وقت اور اللہ کے راستے میں صف بندی کے وقت۔ (الموطأ ۱/۷۰ ح ۱۵۰، وسندہ صحیح)

⑧ نیز دیکھئے حدیث: ۳۲۴

[۳۹۳] وَبِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں جنھیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش گرنے کی جگہ (وادیوں) میں پھرتے ہوئے فتنوں سے بھاگ کر اپنے دین کو بچاتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۰ ح ۱۸۷۷، ک ۵۴ ب ۶ ح ۱۶) التمہید ۱۹/۲۱۹، الاستذکار: ۱۸۱۳

☆ وأخرجہ البخاری (۳۳۰۰) من حدیث مالک بہ.

تفقه

① ہر وقت اپنے آپ کو فتنوں اور برائیوں سے بچانا چاہئے۔

② موجودہ دور میں جتنے کاغذی گروہ اور تنظیمیں ہیں، ان سب سے علیحدگی ضروری ہے۔

③ جس شخص کے لئے اپنا ایمان بچانا مشکل ہو تو اس کے لئے آبادی سے دوری اور بکریاں پالنا بہتر اور افضل ہے۔

عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنُ سُهَيْلٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۳۹٤] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا ؟)) فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) اور (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر (کے علاقے) پر عامل یعنی امیر بنایا تو وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم دو صاع کھجوریں دے

وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَفْعَلْ . بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا .))

کر اس قسم کی کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع دے کر دو صاع لیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، عام کھجوروں کو درہموں (رقم) کے بدلے میں بیچ دو پھر رقم سے اعلیٰ قسم کی کھجوریں خرید لو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۶۲۳ ح ۱۳۵۲، ک ۳۱ ب ۱۲ ح ۲۱ وعنده عبدالحميد وهو خطأ) التمهيد ۲۰/۵۶، الاستذكار: ۱۲۷۲

☆ وأخرجه البخاري (۲۲۰۱، ۲۲۰۲) ومسلم (۱۵۹۳/۹۵) من حديث مالك به . ٥ و في حديث يحي بن يحي : " بِالدَّرَاهِمِ "

تفقه

① اگر جنس ایک ہی ہو تو تجارت میں ایک جنس دے کر اس کے بدلے میں وہی جنس کم یا زیادہ لینا جائز نہیں ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۳۸۰

عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ : حَدِيْثَانِ

[۳۹۵] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ .

نبی ﷺ کی دو بیویوں عائشہ اور ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں احتلام کے بغیر، جماع سے حالتِ جنابت میں صبح کرتے پھر روزہ رکھتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۸۹، ۲۹۰ ح ۶۴۸ ب، ک ۱۸ ب ۴ ح ۱۰) التمهيد ۲۰/۳۱، الاستذكار: ۵۹۸

☆ وأخرجه مسلم (۱۱۰۹/۷۸) وابوداود (۲۳۸۸) من حديث مالك به .

تفقه

① اگر کسی شخص پر غسل فرض ہو تو وہ سحری کھانے کے بعد غسل کرلے، اس کے روزے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

② نیز دیکھئے حدیث:۳۰۲

[۲۹۶] وَعَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ.
وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ: لَمْ تَحْلُلْ، وَكَانَ أَهْلُهَا غَيَبًا، فَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ.))

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے اس حاملہ عورت کے بارے میں پوچھا جس کا خاوند فوت ہو جائے تو ابن عباس نے کہا: دونوں عدتوں (وضع حمل اور چار مہینے دس دن) میں سے جو بعد میں ختم ہو اسے اختیار کرے اور ابو ہریرہ نے کہا: جب بچے کو جنم دے گی تو حلال ہو جائے گی۔ پھر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) نبی ﷺ کی بیوی اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے تو اُن سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: سُبیعہ الاسلمیہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں اپنے شوہر کی وفات کے پندرہ دن بعد بچہ پیدا ہوا تو دو آدمیوں نے انھیں شادی کا پیغام بھیجا، ایک نوجوان تھا اور دوسرا بوڑھا تھا تو وہ نوجوان کی طرف مائل ہوئیں۔ پھر بوڑھے نے کہا: اس کی عدت ختم نہیں ہوئی۔ سبیعہ کے گھر والے (اُس وقت) غیر حاضر تھے اور اور بوڑھے کو یہ امید تھی کہ جب اس کے گھر والے آئیں گے تو وہ اسے اُس نوجوان پر ترجیح دیں گے۔ پھر وہ (سبیعہ رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری عدت ختم ہو گئی ہے لہٰذا تو جس سے چاہے نکاح کر لے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۵۸۹ ح ۱۲۸۶، ک ۲۹ ب ۳۰ ح ۸۳) التمهيد ۲۰/۳۳، الاستذكار: ۱۲۸۶

☆ وأخرجه النسائي (۶/۱۹۱، ۱۹۲ ح ۳۵۴۰) من حديث ابن القاسم عن مالك به.

تفقه

① اگر چہ قرآن مجید کی رُو سے اس عورت کی عدت جس کا خاوند فوت ہو جائے چار مہینے اور دس دن ہے۔
دیکھئے سورۃ البقرۃ (۲۳۴) لیکن حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔ دیکھئے سورۃ الطلاق (۴)
بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کی عدت خود بخود ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ مطلقہ ہو یا اُس کا شوہر فوت ہو گیا ہو۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو؟ انھوں نے فرمایا: جب اس کے بچے کی پیدائش ہو جائے تو وہ (دوسرے نکاح کے لئے) حلال ہو جائے گی۔ (الموطأ ۲/ ۵۸۹ ح ۱۲۸۷، وسندہ صحیح)

③ تقلید جائز نہیں ہے بلکہ ہر وقت تحقیق میں مصروف رہنا چاہئے۔

④ ثیبہ عورت اپنی مرضی سے ولی کی اجازت کے ساتھ اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۴۷۴

عَبْدُ الْكَرِيمِ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۳۹۷] مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ - فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ .))

(سیدنا) کعب بن عُجرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ (حج کے دوران میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو انھیں (کعب رضی اللہ عنہ کو) سر میں جوئیں تکلیف دے رہی تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ سر منڈوا لو اور فرمایا: تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر انسان کو دو دو مُد یا ایک بکری کی قربانی دو، ان میں سے جو بھی کرو گے وہ تمھاری طرف سے کافی ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/ ۴۱۷ ح ۹۶۵، ک ۲۰ ب ۷۸ ح ۲۳۷، ولم یذکر مجاھداً، وروایۃ ابن القاسم ھو الصواب)
التمہید ۲۰/ ۶۲، الاستذکار: ۹۰۶

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۸۶۱) من حدیث مالک بہ مختصراً ورواہ البخاری (۱۸۱۵) ومسلم (۱۲۰۱) من حدیث مجاہد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بہ۔

تفقہ

① ایک مُد چوتھائی صاع کو کہتے ہیں۔

② اگر حالتِ احرام میں کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈوانا پڑے تو اس کے کفارے میں تین روزے رکھنا ہوں گے یا چھ مسکینوں کو

کھانا کھلانا یا پھر ایک بکری کا ذبح کر کے حرم کے مساکین میں تقسیم کرنا ہوگا۔

③ احرام کے علاوہ ہر وقت سر منڈانا جائز ہے۔

نبی ﷺ نے ایک بچہ دیکھا جس کے سر کے بالوں کا بعض حصہ مونڈا ہوا تھا اور بعض چھوڑا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ((احلقوه كله أو اتركوه كله .)) اس کا سارا سر منڈوا دو یا سارا چھوڑ دو۔ (سنن ابی داود: ۴۱۹۵ وسندہ صحیح)

یہ حدیث سب لوگوں کے لئے عام ہے لیکن عورتوں کی تخصیص دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں کے لئے سر منڈانا منع ہے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۱۹۸۵، وسندہ حسن وحسنہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر ۲/۲۶۱ ح ۱۰۵۸)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینے میں قربانی کی اور اپنا سر مونڈا یعنی منڈوایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۳۷ ح ۱۳۸۸۸، وسندہ صحیح) نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۷ ص ۴۶

عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ : حَدِيْثَانِ

[۳۹۸] مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ ابْنَةَ زَيْنَبَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ لِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا .
قَالَ مَالِكٌ : وَذٰلِكَ فِي النَّوَافِلِ .

(سیدنا) ابوقتادہ الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی اُمامہ بنت زینب (رضی اللہ عنہما) کو اُٹھا کر نماز پڑھتے تھے، یہ ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس کی بیٹی تھیں پھر جب سجدہ کرتے تو اسے (زمین پر) بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اُٹھا لیتے۔
(امام) مالک نے کہا: یہ عمل نوافل میں تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۷۰ ح ۴۱۱، ک ۹ ب ۲۴ ح ۸۱) التمہید ۲۰/۹۳، الاستذکار: ۳۸۱

☆ وأخرجہ البخاری (۵۱۶) ومسلم (۵۴۳) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① صحیح مسلم میں اسی حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) ابوقتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رأيت النبي ﷺ يؤم الناس وأمامة بنت أبي العاص وهي بنت زينب بنت رسول الله ﷺ على عاتقه فإذا ركع وضعها وإذا رفع من السجود أعادها.'' میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص جو کہ آپ کی بیٹی زینب کی بیٹی تھیں

کو اپنے کندھے پر اُٹھائے ہوئے تھے پھر جب آپ رکوع کرتے تو اسے (نیچے) رکھ دیتے اور جب سجدوں سے اٹھتے تو اسے دوبارہ اُٹھا لیتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۵۴۳/۴۲، دارالسلام: ۱۲۱۳) معلوم ہوا کہ یہ نفل نماز نہیں بلکہ فرض نماز تھی۔

۲ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو عمل کثیر سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۳ فقہ حنفی کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر بچے کی حفاظت والا کوئی آدمی موجود ہو تو بچہ اٹھا کر نماز تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہے۔ دیکھئے فتاویٰ عالمگیری (عربی نسخہ ج ا ص ۱۰۷)

اور (حنفیوں کے نزدیک) کتا اٹھا کر نماز جائز ہے بشرطیکہ کتے کا منہ بندھا ہوا ہو۔ دیکھئے فتاویٰ شامی (عربی نسخہ ج ا ص ۱۵۳)!

محمد شریف تقلیدی نے درمختار پر اعتراضات کے جواب میں کتا اٹھا کر نماز پڑھنے کے جائز ہونے پر ایک حدیث سے جو استدلال کیا ہے، اسے نقل کرنے سے قلم کانپ رہا ہے۔ دیکھئے ص ۲۱، اور مشتاق علی شاہ دیوبندی کی کتاب "فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات" ص ۳۰۹

عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توہین کرنا ناقابلِ معافی جرم ہے۔ دیکھئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول"

[۳۹۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۲ ح ۳۸۷، ک ۹ ب ۱۸ ح ۵۷) التمہید ۲۰/۹۹، ۱۰۰، الاستذکار: ۳۵۷

☆ وأخرجه البخاري (۴۴۴) ومسلم (۷۱۴) من حديث مالك به .

تفقہ

۱ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

۲ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھنا جائز ہے۔ دیکھئے سنن النسائی (ج ۲ ص ۵۳۔۵۵ ح ۷۳۲ وسندہ صحیح، وھو متفق علیہ)

۳ عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی دو رکعتیں پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھ جاتے تھے تو اس پر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ اعتراض کرتے تھے۔ اس روایت کے آخر میں امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "وذلك حسن وليس بواجب" اور یہ (دو رکعتیں پڑھنا) مستحب ہے اور واجب نہیں ہے۔ (الموطأ ۱/۱۶۲ ح ۳۸۸ وسندہ صحیح)

ابوحفص عمر بن عبیداللہ بن معمر رحمہ اللہ کو حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے کہا: "أحد وجوه قريش وكرمائها ، كان جوادًا ممدحًا وولي فتوحًا كثيرة وولي البصرة لعبد الله بن الزبير ." (تاریخ دمشق ۴۸/۱۹۰)

عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ : ثَلَاثَةُ أَحَادِيثُ

[٤٠٠] مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلٰى خَيْبَرَ .

(سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر بیٹھے خیبر کی طرف رُخ کئے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۰، ۱۵۱ ح ۳۵۲، ک ۹ ب ۷ ح ۲۵) التمہید ۲۰/۱۳۱، الاستذکار: ۳۲۲

☆ وأخرجہ مسلم (۳۵/۷۰۰، دارالسلام: ۱۶۱۴) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① سواری (چاہے وہ کوئی جانور ہی ہو) پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

② سواری پر نفل نماز پڑھنے کی صورت میں قبلہ رخ ہونا فرض نہیں ہے۔

③ یحییٰ بن سعید الانصاری فرماتے ہیں: میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو سفر میں دیکھا، آپ ایک گدھے پر (بیٹھے) نماز پڑھ رہتے تھے، آپ کا رُخ قبلے کی طرف نہیں تھا، آپ اشارے سے رکوع اور سجدہ کر رہے تھے لیکن اپنا چہرہ کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے۔
(الموطأ ۱/۱۵۱ ح ۳۵۴ وسندہ صحیح)

④ گدھے پر سواری کرنا قطعاً معیوب نہیں ہے۔

⑤ یہ حدیث نبی ﷺ کی تواضع پر دلیل ہے۔ مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے حدیث: ۲۷۸

[٤٠١] وَبِهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى : هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ :

یحییٰ بن عمارہ المازنی (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے نانا عبداللہ بن زید بن عاصم سے پوچھا جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کرتے تھے؟ تو عبداللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جی ہاں، پھر انھوں

نَعَم! فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

نے وضو کا پانی منگوایا تو اپنے ہاتھوں پر ڈال کر انھیں دو دفعہ دھویا پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا۔ پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دفعہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ سر کا مسح کیا۔ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے، آپ نے سر کا مسح ابتدائی حصے سے شروع کیا پھر اسے گدی تک لے گئے پھر وہاں سے اس مقام تک واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۸ ح ۳۱، ک ۲ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۰/۱۱۳، ۱۱۴

☆ وأخرجہ البخاری (۱۸۵) ومسلم (۲۳۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس حدیث میں وضو کا طریقہ تفصیل سے مذکور ہے لیکن بعض امور کا ذکر نہیں مثلاً سر کے مسح کے بعد کانوں کا مسح کرنا چاہئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸ ح ۱۷۳، وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ سر اور کانوں کے مسح کے بعد اُلٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

② اعضائے وضو کو دو دو دفعہ دھونا اور ایک ایک دفعہ دھونا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۵۸، ۱۵۷) بعض اعضاء کو دو دفعہ اور بعض کو تین دفعہ دھونا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۸۶)

③ بہتر یہ ہے کہ درج بالا حدیث کی روشنی میں ایک ہی چلو سے منہ اور ناک میں پانی ڈالا جائے اور اگر منہ میں علیحدہ اور ناک میں علیحدہ چلو سے پانی ڈالا جائے تو بھی جائز ہے۔ دیکھئے التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ (ص ۵۸۸ ح ۱۴۱۰، وسندہ حسن)

④ وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا بھی ثابت ہے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۱۴۲) وسندہ حسن

⑤ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب مختصر صحیح نماز نبوی (ص ۵۔۸)

⑥ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا بھی ثابت ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۳۱) وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' وسندہ حسن

[۴۰۲] وَبِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :
((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .))

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم پر کوئی صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر کوئی صدقہ نہیں ہے اور پانچ وسق (غلے) سے کم پر کوئی صدقہ (عشر) نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴۴ ح ۵۷۸، ک ۱۷ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۰/۱۳۳، وقال: "هذا حديث صحيح الإسناد عند جميع أهل الحديث" الاستذکار: ۵۳۲

☆ وأخرجہ البخاری (۱۴۴۷) من حدیث مالک بہ . ورواہ مسلم (۹۷۹) من حدیث عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ بہ .

تفقه

① سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا صدقة في شئ من الزرع أو الكرم حتى يكون خمسة أوسق ولا في الرقة حتى تبلغ مئتي درهم .)) کھیتی یا انگور میں پانچ وسق سے کم میں کوئی صدقہ (ضروری) نہیں ہے اور دوسو درہم سے کم چاندی میں کوئی صدقہ نہیں ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی ۲/۳۵ وسندہ حسن، وأصلہ عند ابن ماجہ: ۱۷۹۴)

② مزید فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۹۲

عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۴۰۳] مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ [أَبِي عَمْرٍو]° مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ :
((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللّٰهُمَّ !إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا .))

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اُحد (پہاڑ) دیکھا تو فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں ان دو کالی زمینوں کے درمیان (مدینہ) کو حرم قرار دیتا ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ٢/٨٨٩ ح١٧١٠، ك٤٥ ب٣ ح١٠) التمهيد ٢٠/١٧٥، ١٧٦، الاستذكار: ١٦٤٠

☆ وأخرجه البخاري (٣٣٦٧) من حديث مالك به ورواه مسلم (١٣٦٥) من حديث عمرو بن ابي عمرو به .

٥ سقط من الأصل و استدركته من صحيح البخاري .

تفقه

① جس طرح مکہ حرم ہے اُسی طرح مدینہ بھی حرم ہے لہٰذا بعض الناس کا مدینہ کو حرم ماننے سے انکار کرنا واضح طور پر انکارِ حدیث کے مترادف ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تفقہ: ٥

② اہلِ ایمان مدینے کے پہاڑ اُحد سے محبت کرتے ہیں۔

③ اُحد پہاڑ کو کاٹنا، ختم کرنا یا اس پر تعمیرات کرنا ناجائز ہے بلکہ قیامت تک اسے اسی حالت میں چھوڑنا چاہئے۔

④ اُحد کا اہلِ ایمان سے محبت کرنا اُمورِ غیبیہ میں سے ہے جس پر اس صحیح حدیث و دیگر احادیثِ صحیحہ کی وجہ سے ایمان لانا واجب ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ١٦

عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ: حَدِيْثَانِ

[٤٠٤] مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدٰى أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ فَشَهِدَ فِيهَا الصَّلَاةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ:

((رُدِّي هٰذِهِ الْخَمِيصَةَ إِلٰى أَبِي جَهْمٍ فَإِنِّي نَظَرْتُ إِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ فَكَادَ يَفْتِنُنِي .))

ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ابوجہم بن حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شامی چادر ہدیہ کی جس پر نقوش تھے تو آپ اس میں نماز پڑھنے آئے پھر سلام کے بعد فرمایا: ابوجہم کو یہ چادر واپس کر دو کیونکہ میں نے نماز میں اس کے نقوش کی طرف دیکھا تو قریب تھا کہ یہ مجھے خشوع سے ہٹا دیتی۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/٩٧، ٩٨ ح٢١٦، ك٣ ب١٨ ح٦٧) التمهيد ٢٠/١٠٨، الاستذكار: ١٨٩

☆ وأخرجه احمد (٦/١٧٧) من حديث مالك به وصححه ابن حبان (الموارد: ٢٣٣٢)

قالوا: سقط قوله "أمه" من السند في رواية يحيىٰ وهو موجود في نسختنا من الموطأ (رواية يحيىٰ) والله اعلم .

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سادہ لباس استعمال کرنا افضل ہے۔
② مساجد وغیرہ میں جو پھولدار چٹائیاں اور قالین کی پھولدار صفیں ہوتی ہیں انھیں تبدیل کر کے سادہ چٹائیاں اور سادہ قالین بچھانا افضل ہے تاکہ نماز کے خشوع میں کمی نہ آئے۔ ③ تحفے تحائف قبول کرنا جائز بلکہ مسنون و مستحسن ہے۔
④ اگر کسی وجہ سے نماز میں دوسری طرف خیال چلا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی لیکن خشوع و خضوع میں فرق آتا ہے۔
⑤ اگر تحفے میں کوئی ایسی بات ہو جو شریعت کے خلاف ہو تو تحفہ واپس کیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۳
⑥ نماز کے علاوہ سرخ یا سیاہ اور دھاری دار چادر استعمال کرنا جائز ہے۔
⑦ شلوار قمیص کے علاوہ چادر یا رومال کا استعمال بہتر ہے جس سے بے شمار فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔
⑧ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے ورنہ اس چادر کے ہٹانے کا فائدہ نہ تھا کیونکہ عالم الغیب کے لئے دور اور نزدیک برابر ہوتا ہے۔

[٤٠٥] وَعَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيْرَةَ فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيْرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي، لَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ:

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے اُٹھ کر اپنے کپڑے پہنے پھر باہر تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی (آزاد کردہ) لونڈی بریرہ کو حکم دیا تو وہ آپ کے پیچھے بقیع (کے قبرستان) تک گئیں۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ وہاں کھڑے رہے پھر واپس تشریف لائے تو آپ سے پہلے بریرہ (رضی اللہ عنہا) نے آکر مجھے بتا دیا۔ میں نے صبح تک اس سلسلے میں آپ سے کوئی بات نہ کی پھر آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا:

((إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيْعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ.))

مجھے بقیع والوں کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے لئے دعا مانگوں۔

كَمُلَ حَدِيْثُ بَابِ الْعَيْنِ فَجَمِيْعُهُ مِائَةُ حَدِيْثٍ وَثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيْثًا.

باب عین کی حدیثیں مکمل ہوئیں جو کل ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) حدیثیں ہیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۴۲ ح ۵۷۶، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۵۵) التمہید ۲۰/۱۱۰، الاستذکار: ۵۳۰

☆ وأخرجہ النسائی (۴/۹۳ ح ۲۰۴۰) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ. وصححہ ابن خزیمۃ (اتحاف المہرۃ ۱۷/۸۰۰ ح ۲۳۲۵۴) وابن حبان (الاحسان: ۳۷۴۰) والحاکم (۱/۴۸۸) ووافقہ الذہبی ولم أر لمضعفہ حجۃ. ○ وفي رواية يحي بن يحي: "فَلَمْ".

تفقہ

① رات کو سوتے وقت مخصوص لباس پہننا جائز ہے۔

② عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے۔

③ قبرستان جا کر قبر والوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا مسنون ہے۔

④ سیدنا ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ لے گئے تا کہ اہلِ بقیع کے لئے دعائے استغفار کریں۔ پھر جب آپ قبروں کے پاس کھڑے ہوئے تو فرمایا: ((السلام عليكم يا أهل المقابر ...)) اے قبروں والو! تم پر سلام ہو... پھر آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے دنیا کے خزانے، دنیا میں ہمیشگی اور پھر جنت دی گئی ہے، میں نے دنیا کے بدلے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر آپ نے بقیع والوں کے لئے دعائے استغفار کی اور واپس تشریف لے آئے۔ پھر صبح آپ کی وہ بیماری شروع ہوگئی جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔

(مسند احمد ۳/۴۸۹ ح ۱۵۹۹۷، وسندہ حسن، حسنہ ابن عبدالبر فی التمہید ۲۰/۱۱۱، وصححہ الحاکم ۳/۵۵-۵۶ ووافقہ الذہبی)

اس روایت میں بعض راویوں پر مجہول کا اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن حبان، ابن عبدالبر اور حاکم وغیرہم سے ان کی توثیق ثابت ہے۔

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنازے جلدی لے جایا کرو کیونکہ یہ خیر ہے جسے تم آگے لے جا رہے ہو یا شر ہے جسے اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔ (الموطأ ۱/۲۴۳ ح ۵۷۷ وسندہ صحیح)

بَابُ الْقَافِ وَاحِدٌ: قَطَنُ بْنُ [وَهْبٍ]○ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٠٦] مَالِكٌ عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ [بْنِ]○○ عُوَيْمِرِ بْنِ الْأَجْدَعِ أَنَّ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اشْتَدَّ عَلَيْنَا

(سیدنا) زبیر (رضی اللہ عنہ) کے غلام یحنس (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ وہ (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس فتنے (مسلمانوں کی باہمی جنگ) کے دور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک لونڈی سلام کرنے کے لئے آئی تو کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں (مدینے سے)

الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : اقْعُدِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

نکل جانا چاہتی ہوں، ہم پر زمانہ بہت سخت ہے۔ تو (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا: اری بیوقوف بیٹھ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مدینے کی مصیبتوں اور سختیوں پر جو بھی صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس پر گواہ یا اس کا سفارشی ہوں گا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۸۵، ۸۸۶ ح ۱۷۰۳، ک ۴۵ ب ۲ ح ۳) التمہید ۲۱/۲۲، ۲۳، الاستذکار: ۱۶۳۳

☆ وأخرجه مسلم (۱۳۷۷/۴۸۲) من حديث مالك به .

o من كتب الرجال وجاء في الأصل :" قَطَنُ بْنُ وَاحِدٍ " وهو خطأ .

oo من رواية يحي بن يحي ، وجاء في الأصل :" عَنْ " وهو خطأ .

تفقه

① مدینہ طیبہ میں رہائش اور یہاں رہتے ہوئے مشکلات پر صبر کرنا انتہائی افضل کام ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ سفارش برحق ہے۔

③ مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ طیبہ تمام شہروں اور تمام علاقوں سے افضل ہے۔ ④ نیز دیکھئے ح ۸۵، ۴۷۹، ۵۱۱

بَابُ السِّيْنِ سِتَّةٌ لِجَمِيْعِهِمْ أَحَدٌ وَأَرْبَعُونَ حَدِيْثًا .

سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۰۷] مَالِكٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ • فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا حَتَّى

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) کی بہن فُریعہ بنت مالک بن سنان (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے آئیں کہ کیا وہ بنوخدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جاسکتی ہیں کیونکہ ان کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے اور جب قدوم کے مقام پر ان کے پاس پہنچ گئے تو ان

إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ قَالَتْ : فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ بِمِلْكِهِ° وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ :فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((نَعَمْ !)) قَالَتْ : فَخَرَجْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْفِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي أَوْ أَمَرَ بِي فَدُعِيتُ لَهُ فَقَالَ :((كَيْفَ قُلْتِ؟)) قَالَتْ :فَرَدَّدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي فَقَالَ : ((اُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ)) قَالَتْ : فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضٰى بِهِ .

غلاموں نے انھیں قتل کر دیا۔ فُریعہ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بنو خُدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا سکتی ہوں کیونکہ میرے خاوند نے میرے لئے اپنی ملکیت میں نہ کوئی گھر چھوڑا ہے اور نہ نان نفقہ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، پھر میں وہاں سے نکل کر حجرے یا مسجد تک پہنچی تو آپ نے مجھے بلوایا یا بلوانے کا حکم دیا پھر فرمایا: تو نے کیسے کہا تھا؟ میں نے اپنے خاوند کے بارے میں سارا قصہ آپ کی خدمت میں بیان کر دیا تو آپ نے فرمایا: اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔ تو میں نے وہاں چار مہینے دس دن عدت گزاری۔ پھر جب (سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے مجھے بلایا اور اس بارے میں پوچھا۔ تو میں نے آپ کو بتا دیا اور انھوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۹۱ ح ۱۲۹۰، ک ۲۹ ب ۳۱ ح ۸۷ وقال: سعید بن اسحاق/ والصواب: سعد بن اسحاق)، التمہید ۲۱/۲۷، الاستذکار:۱۲۰۹

☆ وأخرجہ ابوداود (۲۳۰۰) والترمذی (۱۲۰۴، وقال: ''حسن صحیح'') من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الاحسان: ۴۲۷۸/۸/ ۴۲۹۲)

٥ وفي رواية يحي بن يحي :" يملكه " .

تفقہ

① جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ اپنے گھر میں ہی عدت گزارے گی، اگر کوئی شدید شرعی عذر ہو تو ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ پس اللہ سے ڈرو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو۔ (التغابن:۱۶) کی رُو سے وہ دوسری محفوظ جگہ بھی عدت گزار سکتی ہے۔ واللہ اعلم

② فتویٰ دینے کے بعد اگر دلیل یاد آ جائے تو رجوع کرنا چاہئے۔

③ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاتے تو عمر رضی اللہ عنہ انھیں (ایامِ عدت میں) حج کرنے سے روک دیتے تھے۔

(الموطأ ۲/۵۹۲ ح ۱۲۹۱، وسندہ قوی)

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر جنگل میں رہنے والی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ اپنے رشتہ داروں کے پاس عدت گزارے گی چاہے وہ جہاں بھی رہتے ہوں۔ امام مالک نے کہا: ہمارے ہاں اسی پر عمل ہے۔ (الموطأ ۲/۵۹۲ ح ۱۲۹۳، وسندہ صحیح)

⑤ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس کا شوہر فوت ہو جائے تو جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ۷/۳۰ ح ۱۲۰۵۹، وسندہ صحیح)

یہی تحقیق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی ہے۔

دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۷/۲۹ ح ۱۲۰۵۱، ۱۲۰۵۰، والسندان صحیحان، روایۃ ابن جریج عن عطاء محمولۃ علی السماع)

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک رشتہ دار عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا تھا، کے ساتھ حج یا عمرہ کیا تھا۔

(مصنف عبدالرزاق ۷/۲۹ ح ۱۲۰۵۳، وسندہ صحیح)

اور لوگوں نے اس کا انکار (رد) کیا تھا۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۷/۴۳۶ وسندہ صحیح)

أَبُو حَازِمٍ وَاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ: سَبْعَةُ أَحَادِيثُ

[۴۰۸] مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَجَاءَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! فَصَلّٰى أَبُوبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا كَثَّرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا

(سیدنا) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کی طرف صلح کرانے کے لئے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو موذن نے آکر (سیدنا) ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) سے کہا: کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تاکہ میں اقامت کہوں؟ تو انھوں نے کہا: جی ہاں! پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے نماز پڑھانی شروع کی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے۔ آپ چلتے ہوئے (اگلی صف میں کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نماز میں ادھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے۔ جب لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجائیں پھر انھوں نے نگاہ کی تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر (سیدنا) ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے (دعا کے لئے) دونوں ہاتھ اُٹھائے اور رسول اللہ

مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ ؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَالِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيقِ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.))

ﷺ کے حکم پر اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے تمھیں حکم دیا تھا تو تم اپنی جگہ کیوں نہ ٹھہرے رہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوقحافہ کے بیٹے کی (یعنی میری) یہ طاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (کھڑے ہوکر) نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں نے تمھیں دیکھا تم کثرت سے تالیاں بجا رہے تھے؟ اگر نماز میں کوئی چیز پیش آئے تو سبحان اللہ کہنا چاہئے کیونکہ سبحان اللہ کے بعد وہ (امام) اس طرف متوجہ ہوگا اور تالیاں بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۳، ۱۶۴ ح ۳۹۱، ک ۹ ب ۲۰ ح ۶۱) التمہید ۲۱/۱۰۰

☆ وأخرجہ البخاری (۶۸۴) ومسلم (۴۲۱) من حدیث مالک بہ .

o و في رواية يحي بن يحي :" وحانت الصلاة " . oo وفي رواية يحي :" فقال " .

تفقہ

① جب نماز کا وقت فوت ہونے کا ڈر ہو تو پھر امام کا انتظار کرنے کے بجائے عارضی امام مقرر کرکے فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

② اگر شرعی عذر ہو تو صفوں میں سے گزر کر اگلی صف میں جا کر کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

③ اگر کوئی شرعی عذر یا اجتہادی خطا ہو تو نماز میں عملِ کثیر سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ نبی ﷺ نے تالیاں بجانے والے مردوں کو نماز کے اعادے کا حکم نہیں دیا تھا۔

④ نماز میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہئے اور اسی طرح آسمان کی طرف دیکھنا بھی منع ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے سامنے یا جائے نماز پر نظر رکھی جائے۔ واللہ اعلم

⑤ اہلِ ایمان کا آپس میں بعض اجتہادی امور پر اختلاف ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اختلاف کے بجائے اتفاق کی راہ نکالی جائے۔

⑥ بعض اوقات نماز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے لیکن نماز میں منہ پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں ہے۔ نماز کے بعد مطلق دعا میں منہ پر ہاتھ پھیرنا سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

دیکھئے الادب المفرد للبخاری (۶۰۹ وسندہ حسن لذاتہ وأخطأ من ضعفہ)

⑦ اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو آدمی معذور ہے لیکن واضح ثابت شدہ مسئلے یا ضروریاتِ دین میں غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو پھر معذور نہیں ہے۔

⑧ افضل کے مقابلے میں مفضول کو امامت نہیں کرانی چاہئے۔

⑨ اگر دو امام ہوں، ایک پہلے سے کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہو پھر دوسرا امام آئے اور بیٹھ کر نماز پڑھانا شروع کر دے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے رہیں گے۔

اگر امام ایک ہو اور پہلے سے بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سب لوگ بیٹھ کر ہی نماز پڑھیں گے۔

دیکھئے حدیث سابق: ۱

⑩ اس روایت سے بطریق اولیٰ اور بطریقِ قیاس ثابت ہے کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کی جگہ دوسرا قائم مقام امام بن سکتا ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۱/۱۰۴)

اس حدیث سے اور بھی بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں مثلاً اگر امام بھول جائے تو اسے لقمہ (فتحہ) دینا جائز ہے، نیز امام کے بھولنے کی صورت میں مرد حضرات تسبیح اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ مارنے کے ذریعے سے آگاہ کریں گی، افضل کی اجازت سے اُس کی موجودگی میں مفضول امامت کرا سکتا ہے اور سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے۔ وغیرہ

[۴۰۹] وَبِهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ : كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ .
قَالَ أَبُو حَازِمٍ : وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمِي ذٰلِكَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) سہل (بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔
ابو حازم (رحمہ اللہ) نے فرمایا: میں یہی جانتا ہوں کہ وہ اسے مرفوع بیان کرتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۹ ح ۳۷۷، ک ۹ ب ۱۵ ح ۴۷) التمہید ۲۱/۹۶، الاستذکار: ۳۴۷

☆ وأخرجه البخاري (۷۴۰) من حديث مالک بہ .

تفقه

① نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی احادیث متعدد صحابہ سے صحیح یا حسن اسانید کے ساتھ مروی ہیں، مثلاً:

ا: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (مسلم: ۴۰۱ و ابوداود: ۷۲۷)

۲: جابر رضی اللہ عنہ (احمد ۳/۳۸۱ ح ۱۵۱۵۶ و سندہ حسن)

۳: ابن عباس رضی اللہ عنہما (صحیح ابن حبان، الموارد: ۸۸۵ و سندہ صحیح)

۴: عبداللہ بن جابر البیاضی رضی اللہ عنہ

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی ۳/۱۶۱۰ ح ۴۰۵۴ و سندہ حسن و اوردہ الضیاء فی المختارۃ ۹/۱۳۰ ح ۱۱۴)

۵: غضیف بن الحارث رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۴/۱۰۵، ۵/۲۹۰ و سندہ حسن)

۶: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (ابوداود: ۷۵۵ و ابن ماجہ: ۸۱۱ و سندہ حسن)

۷: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ (ابوداود: ۷۵۴ و اسنادہ حسن و اوردہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ ۹/۳۰۱ ح ۲۵۷)

یہ حدیث متواتر ہے۔ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۹۸ ح ۶۸)

تنبیہ: المعجم الکبیر للطبرانی (۲۰/۷۴ ح ۱۳۹) کی جس روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے تھے اور کبھی کبھار دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اس میں خُصیب بن جحدر راوی کذاب ہے۔ (مجمع الزوائد ۲/۱۰۲، نیز دیکھئے لسان المیزان ۲/۴۸۶) لہٰذا یہ سند موضوع ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب ''نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام'' (ص ۸)

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں، آپ اگر اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ''ذراع'' (بازو) پر رکھیں گے تو دونوں ہاتھ خود بخود سینہ پر آجائیں گے۔ دیکھئے تفقہ نمبر ۸

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت، رُسغ (کلائی) اور ساعد (کلائی سے لیکر کہنی تک) پر رکھا (سنن نسائی مع حاشیۃ السندھی: ج ۱ ص ۱۴۱ ح ۸۹۰، ابوداود ج ۱ ص ۱۱۲ ح ۷۲۷) اسے ابن خزیمہ (۱/۲۴۳ ح ۴۸۰) اور ابن حبان (الاحسان: ۲/۲۰۲ ح ۴۸۵) نے صحیح کہا ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں آیا ہے: ''**یضع هذه علی صدره** ...... إلخ''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ [ہاتھ] اپنے سینے پر رکھتے تھے...... الخ

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳، واللفظ لہ، التحقیق لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۳ ح ۴۷۷ و فی نسخۃ ج ۱ ص ۳۳۸ و سندہ حسن)

② سنن ابی داود (ح ۷۵۶) وغیرہ میں ناف پر ہاتھ باندھنے والی جو روایت آئی ہے وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کی وجہ سے ضعیف ہے، اس شخص پر جرح، سنن ابی داود کے محولہ باب میں ہی موجود ہے، علامہ نووی نے کہا:

''عبدالرحمٰن بن اسحاق بالاتفاق ضعیف ہے۔'' (نصب الرایۃ للزیلعی الحنفی ۱/۳۱۴)

نیموی فرماتے ہیں: ''**وفيه عبدالرحمٰن بن إسحاق الواسطي وهو ضعيف**''

اوراس میں عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔(حاشیہ آثار السنن ح ۳۳۰)

مزید جرح کیلئے عینی حنفی کی البنایۃ فی شرح الہدایۃ (۲/۲۰۸) وغیرہ کتابیں دیکھیں، ہدایہ اولین کے حاشیہ ۱۷، (۱/۱۰۲) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

③ یہ مسئلہ کہ مرد ناف کے نیچے اور عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں کسی صحیح حدیث یا ضعیف حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے، یہ مرد اور عورت کی نماز میں جو فرق کیا جاتا ہے کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے پر، اس کے علاوہ مرد سجدے کے دوران میں بازو زمین سے اٹھائے رکھیں اور عورتیں بالکل زمین کے ساتھ لگ کر بازو پھیلا کر سجدہ کریں یہ سب اہل الرائے کی موشگافیاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے نماز کی ہیئت، تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک مرد و عورت کے لئے ایک ہی ہے، صرف لباس، آواز اور پردے میں فرق ہے کہ عورت ننگے سر نماز نہیں پڑھ سکتی اور اس کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہونے چاہئیں۔ اہلِ حدیث کے نزدیک جو فرق دلیل و نصِ صریح سے ثابت ہو جائے تو برحق ہے، اور بے دلیل و ضعیف باتیں مردود کے حکم میں ہیں۔

④ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب تحت السرۃ (ناف کے نیچے) والی روایت سعید بن زربی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: **منکر الحدیث** (تقریب التہذیب: ۲۳۰۴)

نیز دیکھئے مختصر الخلافیات للبیہقی (۱/۳۴۲، تالیف ابن فرح الاشبیلی والخلافیات مخطوط ص ۳۷ ب) اور کتب اسماء الرجال۔

⑤ بعض لوگ مصنف ابن ابی شیبہ سے ''**تحت السرۃ**'' والی روایت پیش کرتے ہیں حالانکہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اصل قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں ''**تحت السرۃ**'' کے الفاظ نہیں ہیں جبکہ قاسم بن قطلوبغا (کذاب بقول البقاعی / الضوء اللامع ۶/۱۸۶) نے ان الفاظ کا اضافہ گھڑ لیا تھا۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کہا: ''پس بے شک میں نے مصنف کے تین (قلمی) نسخے دیکھے ہیں، ان میں سے ایک نسخے میں بھی یہ (تحت السرۃ والی عبارت) نہیں ہے۔'' (فیض الباری ۲/۲۶۷)

⑥ حنبلیوں کے نزدیک مردوں اور عورتوں دونوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۲۵۱)!!

⑦ تقلیدی مالکیوں کی غیر مستند اور مشکوک کتاب ''المدونۃ'' میں لکھا ہوا ہے کہ امام مالک نے ہاتھ باندھنے کے بارے میں فرمایا: ''مجھے فرض نماز میں اس کا ثبوت معلوم نہیں'' امام مالک اسے مکروہ سمجھتے تھے۔ اگر نوافل میں قیام لمبا ہو تو ہاتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مدد دے سکتا ہے۔ (دیکھئے المدونۃ ۱/۷۶)

اس غیر ثابت حوالے کی تردید کے لئے موطأ امام مالک کی تبویب اور امام مالک کی روایت کردہ حدیثِ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہی کافی ہے۔

⑧ ہاتھ کی بڑی انگلی سے لے کر کہنی تک کے حصے کو ذراع کہتے ہیں۔

⑨ سعید بن جبیر (تابعی) فرماتے ہیں کہ نماز میں ''**فوق السرۃ**'' یعنی ناف سے اوپر (سینے پر) ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

(امالی عبدالرزاق / الفوائد لابن مندۃ ۲/۲۳۴ ح ۱۸۹۹، وسندہ صحیح)

⑩ سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں مزید تحقیق کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام'' ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب میں مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔ والحمد للہ

[٤١٠] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر سے رہیں گے جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۸۸ ح ۶۴۵، ک ۱۸ ب ۳ ح ۶) التمہید ۲۱/۹۷، الاستذکار: ۵۹۴

☆ وأخرجہ البخاري (۱۹۵۷) من حدیث مالک بہ، ومسلم (۴۸/۱۰۹۸) من حدیث أبي حازم بہ .

تفقہ

① سورج غروب ہونے کے فوراً بعد روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔

② جو لوگ جان بوجھ کر دیر سے روزہ افطار کرتے ہیں وہ خیر پر نہیں بلکہ شر پر ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لا یزال الدین ظاهرًا ما عجّل الناس الفطر لأن الیهود والنصاری یؤخرون .))

دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی تاخیر کرتے ہیں۔

(سنن ابی داود: ۲۳۵۳ وسندہ حسن، وصححہ ابن خزیمہ: ۲۰۶۰، وابن حبان، الموارد: ۸۸۹، والحاکم علیٰ شرط مسلم ۱/۴۳۱ ووافقہ الذہبی)

③ جب سورج غروب ہوا تو (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے پاس والے شخص کو برتن دے کر کہا: پیو، پھر فرمایا: شاید تم مُسَوِّفین (دیر سے روزہ افطار کرنے والوں) میں سے ہو جو کہتے ہیں: تھوڑی دیر بعد، تھوڑی دیر بعد۔؟!

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۱۳ ح ۸۹۵۸، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۴/۲۳ ح ۹۰۴۳)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے امراء کی طرف لکھ کر حکم بھیجتے تھے کہ روزہ افطار کرنے کے بارے میں مسوفین میں سے نہ ہونا اور نماز کے لئے ستاروں کے اکٹھ کا انتظار نہ کرنا۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۱۲ ح ۸۹۴۶، وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ۴/۲۱ ح ۹۰۳۱)

④ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: روزہ جلدی افطار کرنا سنت میں سے ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۱۳ ح ۸۹۵۴، وسندہ صحیح)

⑤ نبی ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں اپنی اختراع شدہ "احتیاط" کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

[۴۱۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ !إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلاً فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ !زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ ؟)) قَالَ :مَا عِنْدِي إِلاَّ إِزَارِي هٰذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسْتَ لاَ إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا)) قَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا قَالَ :((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمَ حَدِيدٍ)) فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ ؟)) قَالَ : نَعَم! سُورَةُ كَذَاوَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی جان آپ کو ہبہ کرتی ہوں پھر وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو ضرورت نہیں ہے تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو تم اسے حق مہر میں دے سکو؟ اس آدمی نے کہا: میرے پاس اس ازار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے اپنا ازار دے دو گے تو پھر تمھارے پاس کوئی ازار نہیں رہے گا، جاؤ اور کوئی چیز تلاش کرو۔ انھوں نے کہا: میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس آدمی نے تلاش کیا تو کچھ بھی نہ پایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: کیا قرآن میں سے کچھ تمھیں یاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ سورتوں کے نام لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: میں نے اس عورت کا نکاح تمھارے ساتھ اس قرآن کے عوض کر دیا جو تمھیں یاد ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰى ۲/۵۲۶ ح ۱۱۴۱، ک ۲۸ ب ۳ ح ۸) التمهيد ۲۱/۱۰۹، الاستذكار: ۱۰۶۵

☆ وأخرجه البخاري (۵۱۳۵) والترمذي (۱۱۱۴) من حديث مالك به ورواه مسلم (۱۴۲۵) من حديث أبي حازم به .

تفقه

① یہ حدیث قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت: ۵۰ کی تشریح ہے۔

④ اگر فریقین راضی ہوں تو حق مہر میں مال و دولت کا ہونا ضروری نہیں بلکہ تعلیمِ قرآن کے بدلے میں بھی نکاح ہو سکتا ہے اور اس حالت میں یہی حق مہر ہے۔

⑤ جب تعلیمِ قرآن کے بدلے میں نکاح جائز ہے تو ثابت ہوا کہ تعلیمِ قرآن پر اُجرت لینا بھی جائز ہے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف کا ایک فتویٰ ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۱۸ ص ۱۲، ۱۳) سے پیشِ خدمت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إن أحق ما أخذتم عليه أجرًا كتاب الله)) تم جس پر اُجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ مستحق کتاب اللہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۷۳۷)

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الإجارہ، باب ما یعطی فی الرقیۃ علی أحیاء العرب بفاتحۃ الکتاب، قبل ح ۲۲۷۶ میں بھی لائے ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''واستدل به للجمهور في جواز أخذ الأجرة على تعليم القرآن'' اور اس سے جمہور کے لئے دلیل لی گئی ہے کہ تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۴۵۳)

اب چند آثار پیشِ خدمت ہیں:

۱: حکم بن عتیبہ (تابعی صغیر) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ماسمعت فقيهًا يكرهه'' میں نے کسی فقیہ کو اسے (اجرتِ معلم کو) مکروہ (کراہت تحریمی) قرار دیتے ہوئے نہیں سنا۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۱۰۵، وسندہ صحیح)

۲: معاویہ بن قرہ (تابعی) رحمہ اللہ نے فرمایا: '' إني لأرجو أن يكون له في ذلك خير '' مجھے یہ امید ہے کہ اس کے لئے اس میں اجر ہوگا۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۱۰۴، وسندہ صحیح)

۳: ابوقلابہ (تابعی) رحمہ اللہ تعلیم دینے والے معلم کی اجرت (تنخواہ) میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۲۲۰ ح ۲۰۸۲۴ وسندہ صحیح)

۴: طاؤس (تابعی) رحمہ اللہ بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ایضاً، ح: ۲۰۸۲۵ وسندہ صحیح)

۵: محمد بن سیرین (تابعی) رحمہ اللہ کے قول سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/ ۲۲۳ ح ۲۰۸۳۵ وسندہ صحیح)

۶: ابراہیم نخعی (تابعی صغیر) رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ '' كانوا يكرهون أجر المعلم '' وہ (اگلے لوگ، سلف صالحین) معلم کی اجرت کو مکروہ (کراہتِ تنزیہی) سمجھتے تھے۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۱۰۶، وسندہ قوی)

اس پر استدراک کرتے ہوئے امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ، امام ابوالشعثاء جابر بن زید (تابعی) رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ بہتر وافضل یہی ہے کہ تعلیم وتدریس کی اجرت نہ لی جائے تاہم اگر کوئی شخص اجرت لیتا ہے تو جائز ہے۔

تنبیہ (۱): سب آثار کو مدنظر رکھتے ہوئے، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے قول ''يكرهون'' میں کراہت سے کراہتِ تنزیہی مراد ہے اور حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کے قول ''يكرهه'' میں کراہتِ تحریمی مراد ہے۔ واللہ اعلم

تنبیہ (۲): بعض آثار صحیح بخاری (قبل ح ۲۲۷۶) میں کچھ اختلاف کے ساتھ مذکور ہیں۔ اجرت تعلیم القرآن کا انکار کرنے والے بعض الناس جن آیات و روایات سے استدلال کرتے ہیں ان کا تعلق دو امور سے ہے:

۱: اجرتِ تبلیغ (یعنی جو تبلیغ فرض ہے اس پر اجرت لینا)
﴿ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴾ اور ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ وغیرہ آیات کا یہی مفہوم ہے۔ نیز دیکھئے ''دینی امور پر اجرت کا جواز'' (ص ۷٦)

۲: قراءت قرآن پر اجرت (یعنی نماز تراویح میں قرآن سنا کر اس کی اجرت لینا) حدیث ''اقرؤا القرآن ولا تأکلوا بہ'' وغیرہ کا یہی مطلب و مفہوم ہے۔

دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۲ ص ۴۰۰ باب فی الرجل یقوم بالناس فی رمضان فیعطی، ح ۷۷۴۲)

④ حق مہر میں کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ فریقین جس پر راضی ہو جائیں بشرطیکہ وہ کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو تو نکاح صحیح ہے۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی دس درہم (حق مہر) پر شادی کرتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: مسلمان اس سے کم اور زیادہ پر شادیاں کرتے رہے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۴/ ۱۸۷ ح ۱٦۳٦۲، وسندہ صحیح)

⑤ شوہر اپنی بیوی کو بطورِ حق مہر جو کچھ دے دیتا ہے تو وہ اس کا مالک نہیں رہتا بلکہ اس کی بیوی اس کی مالک ہو جاتی ہے۔

⑥ جس عورت کا رخصتی سے پہلے شوہر فوت ہو جائے اور حق مہر مقرر نہ ہو تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے لئے کوئی حق مہر نہیں ہے اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ وارث ہوگی اور عدت گزارے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۴/ ۳۰۱ بعد ح ۱۷۱۰٦، وسندہ صحیح)

⑦ اس حدیث سے لوہے کی انگوٹھی کا جواز ثابت ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں اسے جہنمیوں کا زیور کہا گیا ہے۔
دیکھئے سنن الترمذی (۱۷۸۵، وقال: غریب) وسنن ابی داود (۴۲۲۳) وغیرہما وھو حدیث حسن ولہ شاہد حسن عند مسدد فی مسندہ، انظر اتحاف الخیرۃ للبوصیری (٦/ ۱۱۲ ح ۵۵۸۰)
ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ عورتوں کے لئے لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے جبکہ مردوں کے لئے اسے پہننا جائز نہیں ہے۔

⑧ اگر سرپرست کی مرضی شامل ہو تو شادی کرنے والا خود بھی اپنی منگنی کا پیغام بھیج سکتا ہے۔

⑨ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں ایجاب و قبول ایک دفعہ ہی کافی ہے، اس کے لئے تین دفعہ تکرار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

⑩ امیر ہو یا غریب، ہر آدمی کو کتاب و سنت کا علم سیکھنے میں کوشاں رہنا چاہئے اور اس علم کو آگے اپنے اہل و عیال، دوستوں اور رشتہ داروں وغیرہ میں پھیلانے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

[۴۱۲] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھوڑے، عورت اور مکان میں ہوتی۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۲ ح ۱۸۸۲، ک ۵۴ ب ۸ ح ۲۱) التمہید ۲۱/۹۷، الاستذکار: ۱۸۱۸

☆ وأخرجه البخاري (۲۸۵۹) ومسلم (۲۲۲۶) من حديث مالك به .

تفقه

① معلوم ہوا کہ بدشگونی کسی چیز میں بھی نہیں ہے اور اگر ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی جن کی وجہ سے روئے زمین پر فساد بپا ہے۔

② گھوڑے سے مراد فوجیں ہیں اور گھوڑے بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

③ مزید فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۶۱، اور راقم الحروف کی کتاب ''صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' (ص ۷۰)

[۴۱۳] وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ . ((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ : لَا وَاللّٰهِ ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَا أُوثِرُ بِنَصِيْبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ : فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مشروب (یعنی دودھ) لایا گیا تو آپ نے اس میں سے پیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑی عمر کے لوگ تھے تو آپ نے لڑکے سے کہا: اگر تم مجھے اجازت دو تو ان (بڑی عمر کے) لوگوں کو یہ (بچا ہوا حصہ) دے دوں؟ اس لڑکے نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ کے جوٹھے پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا تو رسول ﷺ نے اسے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۶، ۹۲۷ ح ۱۷۸۸، ک ۴۹ ب ۹ ح ۱۸)، التمہید ۲۱/۱۲۰، ۱۲۱، الاستذکار: ۱۷۶۸

☆ وأخرجه البخاري (۵۶۲۰) ومسلم (۲۰۳۰) من حديث مالك به .

تفقه

① پینے پلانے کی چیز تحفہ دینے یا پینے پلانے میں دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے اگرچہ بائیں طرف افضل انسان بھی موجود ہوں۔

② بڑوں کی دائیں طرف چھوٹے بچے بیٹھ سکتے ہیں بہتر یہی ہے کہ انھیں بائیں طرف بٹھایا جائے۔

③ کبار علماء کی مجلس میں طالب علم بھی بیٹھ سکتے ہیں اور اسی طرح افضل کے ساتھ مفضول کا بیٹھنا جائز ہے۔

④ بہتر یہی ہے کہ اگر کسی کے پاس کھانے پینے کا تحفہ لایا جائے تو وہ اپنے ساتھ مجلس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی شریک کر لے لیکن یہ واجب یا ضروری نہیں ہے۔

⑤ شرعی حدود کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔

⑥ نیز دیکھئے حدیث سابق:۳

تنبیہ: اردو لغات میں جوٹھے کو جھوٹا لکھا جاتا ہے جب کہ ہمارے نزدیک لفظ جوٹھا زیادہ فصیح ہے۔ واللہ اعلم

[٤١٤] وَعَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ :دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَإِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوهُ إِلَيْهِ وَصَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ . فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي قَالَ : فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ :وَاللّٰهِ !إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ :آللّٰهِ ؟ فَقُلْتُ :وَاللّٰهِ !فَقَالَ : آللّٰهِ ؟ قَالَ :فَأَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ : أَبْشِرْ ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((قَالَ اللّٰهُ: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ .))

ابوادریس الخولانی (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو چمکتے دانتوں والا ایک نوجوان دیکھا اور لوگ اس کے پاس (جمع) تھے، جب کسی چیز میں ان کا اختلاف ہوتا تو اس کی طرف رجوع کرتے اور اس کی رائے (فیصلے) کی طرف رجوع کرتے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو کہا گیا: یہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر اگلی صبح میں جلدی آیا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے آ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کا انتظار کیا، وہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کے سامنے آ کر انھیں سلام کیا پھر کہا: اللہ کی قسم ! میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا اللہ کی قسم سے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم سے! انھوں نے کہا: کیا اللہ کی قسم سے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم سے! تو انھوں نے میری چادر کا کنارہ (پلو) پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: تمھارے لئے خوشخبری ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ فرماتا ہے: میری محبت ان دو آدمیوں کے لئے واجب ہوگئی جو ایک دوسرے سے میری وجہ سے محبت کرتے ہیں اور مجلس میں میرے لئے بیٹھتے ہیں اور

میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور
میرے لئے ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایة یحییٰ ۲/۹۵۳، ۹۵۴، ح ۱۸۴۳، ک ۵۱ ب ۵ ح ۱۶) التمہید ۲۱/۱۲۴، ۱۲۵، الاستذکار: ۱۷۷۹

☆ وأخرجه احمد (۲۳۳/۵) وعبد بن حمید (۱۲۵) من حدیث مالک بہ. وصححه ابن حبان (الموارد: ۲۵۱۰) والحاکم (۱۶۸/۴ـ۱۷۰) علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

تفقه

① صحابۂ کرام کا اللہ و رسول سے محبت کا جذبہ مثالی ہے۔ تقویٰ، پرہیز گاری، کتاب و سنت پر ہر وقت عمل اور دین کے لئے جان و مال کے نذرانے پیش کرنا ان کا طرۂ امتیاز ہے جس میں بعد والے ان سے بہت پیچھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تسبوا أصحابي ، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مدّ أحدكم و لا نصيفه .)) میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کے راستے میں) خرچ کردے تو میرے صحابہ کے ایک مد یا آدھ مد خرچ کئے ہوئے تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۷۳، صحیح مسلم: ۲۵۴۱)

② اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا بے حد فضیلت کا کام ہے کیونکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنے دونوں بندوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ شخص جس سے اللہ محبت کرے۔

③ کتاب و سنت میں اللہ اور رسول سے محبت کے لئے لفظ ''محبت'' آیا ہے لیکن عشق کا لفظ بالکل استعمال نہیں ہوا جبکہ بعض اہلِ بدعت موضوع و مردود روایتوں سے استدلال کرتے ہوئے عشق کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان روایات میں بھی عشق کا لفظ اللہ و رسول کے لئے نہیں آیا ہے۔ واضح رہے کہ عربی لغت و ادب میں عشق کی تعریف ''عشق مع الشهوة'' کے ساتھ کی گئی ہے۔

④ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ بادلیل بات کرتا ہے جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کو نبی کریم ﷺ کی حدیث سنائی۔ معلوم ہوا کہ اسلام دلیل کا دین ہے۔

⑤ جب کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا مقصود ہو یا ملاقات کا ارادہ ہو تو مناسب موقع پر عزت و احترام کے ساتھ مسئلہ پوچھنا چاہئے نہ کہ دن ہو یا رات بس ٹیلیفون کی گھنٹیاں بجانی شروع کردی جائیں۔!

اہلِ علم اور معزز اشخاص کے آرام اور اوقاتِ تدریس و تصنیف وغیرہ کا خیال رکھتے ہوئے ان سے رابطہ کرنا چاہئے، موجودہ دور ٹیلی کمیونیکیشن کا دور ہے لہٰذا اس کے استعمال کے لئے بھی مناسب وقت پیشِ نظر رہنا چاہئے۔

⑥ دین سیکھنے کے لئے ہمہ وقت شرعی حدود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علمائے کرام سے رابطہ رکھنا چاہئے تاکہ آدمی کتاب و سنت پر عمل کرے اور گمراہیوں سے بچ جائے۔

⑦ اکرامِ مسلم کا یہ تقاضا ہے کہ اگر خط کا جواب منگوانا ہو تو جوابی لفافہ بھی بھیجا جائے تا کہ جواب دینے والے کو تکلیف نہ ہو۔

⑧ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تھی اور یہ سند صحیح ثابت ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۱/۱۲۷) لہٰذا جو لوگ اس ملاقات کا انکار کرتے ہیں اُن کی بات صحیح نہیں ہے۔

⑨ شاگرد اپنے استاد کی خوبیاں اور سیرت وصورت دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرسکتا ہے بلکہ یہ مستحسن کام ہے تا کہ آنے والے لوگوں کا اپنے اسلاف سے تعلق قائم رہے۔

⑩ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرنا بہت افضل کام ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۱۵۵، ۳۰۳

تنبیہ: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۳۹ ص ۶۳، ۶۴

سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ: خَمْسَةُ أَحَادِيْثَ، لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤١٥] مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَسِيْرُ° مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے، محرم کے بغیر دن اور رات کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۷۹ ح ۱۸۹۹، ک ۵۴ ب ۱۴ ح ۳۷) التمہید ۲۱/۴۹، الاستذکار: ۱۸۳۵

☆ وأخرجه مسلم (۱۳۳۹/۴۲۱) من حديث مالک به. وعلقه البخاري (۱۰۸۸) ° وفي رواية يحيى بن يحيى: "تُسَافِرُ"

تفقه

① کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر لمبے سفر پر اپنے علاقے سے کسی دوسرے ایسے علاقے میں جائے جس پر شرعاً یا عرفاً سفر کا اطلاق ہوتا ہو۔ قولِ راجح میں اپنے علاقے سے باہر نکلنے کے بعد سفر شروع ہو جاتا ہے بشرطیکہ منزل گیارہ میل مسافت پر یا اس سے دور ہو۔

② اس حدیث کے مفہومِ مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ دن اور رات سے کم سفر پر عورت ضرورت کے وقت امن وامان کی حالت میں محرم کے بغیر بھی جا سکتی ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۱/۵۲)

③ سیدنا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فإني لا أخاف عليكم الفاقة فإن الله ناصركم و معطيكم حتى تسير الظعينة فيما بين يثرب والحيرة أو أكثر ، ما يخاف على مطيتها السرق.))

مجھے تم پر فاقے کا ڈر نہیں ہے کیونکہ اللہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں (کھلا رزق) عطا فرمائے گا حتیٰ کہ کجاوے پر بیٹھی ہوئی ایک عورت یثرب (مدینے) اور حیرہ (دُور کے ایک شہر) یا اس سے زیادہ کے درمیان سفر کرے گی، اسے اپنے جانور کی چوری کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ (سنن الترمذی: ۲۹۵۳ب وقال: ''ھذا حدیث حسن غریب'' وسندہ حسن لذاتہ وصححہ ابن حبان، الموارد: ۲۲۷۹)

یہ عورت حیرہ سے سفر کر کے بیت اللہ آئے گی اور طواف کرے گی۔ (صحیح بخاری: ۳۵۹۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو حج وغیرہ کے لئے عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے۔ جس عورت نے کبھی حج نہیں کیا اُس کے بارے میں حسن بن ابی الحسن (البصری) رحمہ اللہ دوسری عورت کے ساتھ جس کے ساتھ محرم ہو، حج کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۴ ح ۱۵۱۶۴، وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر اس کے ساتھ قابلِ اعتماد عورتیں ہوں تو پھر وہ ان کے ساتھ حج کے لئے سفر کر سکتی ہے۔

دیکھئے کتاب الام (ج ۲ ص ۱۱۷، باب حج المرأۃ والعبد)

أَبُو شُرَيْحٍ الكَعْبِيُّ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤١٦] وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ .))

(سیدنا) ابو شریح الکعبی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام (عزت) کرے۔ مہمان کی بہترین دعوت ایک دن اور رات ہے اور ضیافت تین دن ہے۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ میزبان کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرا رہے کہ میزبان تنگ ہو جائے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۲۹/۲ ح ۱۷۹۲، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۲ مطولاً) التمہید ۳۵/۲۱، الاستذکار: ۱۷۲۶

☆ وأخرجہ البخاری (۶۱۳۵) من حدیث مالک، ومسلم (۴۸ بعد ح ۱۷۶۲) من حدیث سعید المقبری بہ .

تفقه

① پڑوسی کی عزت وتکریم ضروری ہے۔

② میزبان کے لئے مہمان کی احسن طریقے سے ضیافت تین دن تک ہے، اس کے بعد میزبان کو اختیار ہے۔

③ اکرامِ ضیف (مہمان کی میزبانی اور عزت واحترام) کے موضوع پر حافظ ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۵ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں وہ اپنی سند کے ساتھ ایک سو بتیس حدیثیں لائے ہیں۔

④ حافظ ابن عبدالبر نے اس حدیث میں جائزتہ کے لفظ سے یہ استدلال کیا ہے کہ مہمان کی میزبانی واجب نہیں ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۱/۴۲)

اس کے مقابلے میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**ليلة الضيف حق على كل مسلم فمن أصبح بفنائه فهو عليه دين إن شاء اقتضى وإن شاء ترك .**)) میزبانی کی رات ہر مسلمان پر حق ہے پھر جو اس کے صحن میں رات گزارے تو گھر والے پر قرض ہے چاہے وہ اسے ادا کرے یا چھوڑ دے۔ (سنن ابی داود: ۳۷۵۰ وسندہ صحیح)

یہی روایت سنن ابن ماجہ (۳۶۷۷ وسندہ قوی) میں ((**ليلة الضيف واجبة .**)) مہمانی کی رات واجب ہے، کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

⑤ کسی دوسرے کے ہاں اتنے لمبے عرصے تک بطورِ مہمان قیام کرنا جائز نہیں کہ میزبان بیزار ہو جائے۔

⑥ کتاب وسنت میں اعتدال اور میانہ روی کا درس ہے۔

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[**٤١٧**] وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .))

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے اُم المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے تھے مگر ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر چار پڑھتے مگر ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

تحقیق: سنده صحیح

تخریج: متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۰ ح ۲۶۲ ک ۷ ب ۲ ح ۹) التمہید ۲۱/۶۹، الاستذکار: ۲۳۳

☆ وأخرجه البخاری (۲۰۱۳) ومسلم (۷۳۸) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز گیارہ رکعتیں ہے اور یہی نماز غیر رمضان میں تہجد کہلاتی ہے۔
اس حدیث سے درج ذیل علماء نے تراویح کا مسئلہ ثابت کیا ہے:
بخاری (صحیح بخاری مع عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۸ ح ۲۰۱۳) بیہقی (۲/۴۹۵، ۴۹۶) زیلعی (نصب الرایہ ۲/۱۵۳) ابن حجر العسقلانی (الدرایہ ۱/۲۰۳) عینی (عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۸) سیوطی (الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۸) اور ابن ہمام (فتح القدیر ۱/۴۶۷)
ابوالعباس احمد بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں: اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، انھوں نے اس (مسئلے) میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیثِ سابق سے استدلال کیا ہے۔ (المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

② مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "تعداد رکعاتِ قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ" اور احادیث سابقہ: ۳۶، ۴۱۷

عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۱۸] وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ : يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا ؟ قَالَ :وَمَا هِيَ يَاابنَ جُرَيْجٍ ؟ قَالَ :رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ [وَ]° إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ

عبید بن جریج (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے کہا:
اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسی چیزیں کرتے ہوئے دیکھا ہے جو کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی نہیں کرتا۔ انھوں نے پوچھا: اے ابن جریج! یہ کون سی چیزیں ہیں؟ میں نے کہا: آپ (طواف کے دوران میں) صرف دو یمنی رکنوں (کعبہ کی دو دیواریں جو یمن کی طرف ہیں) کو چھوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ آپ بغیر بالوں والے جوتے پہنتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ آپ زرد خضاب لگاتے ہیں اور جب آپ مکہ میں ہوتے ہیں (اور) لوگ (ذوالحجہ کا) چاند دیکھتے ہی لبیک کہنا شروع کرتے ہیں جبکہ

فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ .

آپ ترویہ کے دن (۸ ذوالحجہ) سے پہلے لبیک نہیں کہتے۔(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رہا مسئلہ ارکان کا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو یمنی ارکان چھونے کے علاوہ نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی رکن کو چھوا ہو۔ رہے بغیر بالوں والے جوتے تو میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بغیر بالوں والے جوتے پہنتے اور ان میں وضو کرتے تھے اور میں پسند کرتا ہوں کہ انھیں پہنوں ۔ رہا زرد خضاب تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں اس وجہ سے یہ خضاب لگانا پسند کرتا ہوں، رہا لبیک کہنا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو (منیٰ کی طرف ۸ ذوالحجہ کو) سواری روانہ کرنے سے پہلے لبیک کہتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۳۳ ح ۷۴۸، ک ۲۰ ب ۹ ح ۳۱) التمہید ۲۱/۷۴، الاستذکار: ۷۰۰

☆ وأخرجہ البخاری (۱۶۶) ومسلم (۱۱۸۷) من حدیث مالک بہ .

○ سقط من الأصل واستدركته من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں سبقت لے جانے والے تھے وہ نبی ﷺ کے ہر عمل سے محبت کرتے تھے۔

② ہر سوال کا دلیل سے جواب دینا اہلِ ایمان کا عظیم شعار ہے۔

③ بعض لوگ اگر کسی مسنون عمل کو ترک کر دیں تو یہ اس عمل کے متروک ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

④ جس مسئلے کا علم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لینا چاہئے۔

⑤ اہلِ حق میں بعض اجتہادی امور میں اختلاف ہو سکتا ہے اور ایسا اختلاف صحابہ و تابعین کے زمانے میں بھی ہوا ہے۔

⑥ جب کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اسے دلیل یعنی قرآن و حدیث اور اجماع سے حل کرنا چاہئے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ﴾ تاکہ جو ہلاک ہو تو دلیل دیکھ کر ہلاک ہو اور جو زندہ رہے تو دلیل

دیکھ کر زندہ رہے۔ (الانفال:۴۲) نیز دیکھئے سورۃ النحل:۶۴

⑦ بالوں کو سرخ مہندی لگانا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔ مشہور تابعی ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا... آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ الخ

(تہذیب الآثار لابن جریر الطبری تحقیق علی رضا: ۹۳۵، وسندہ صحیح، مصنف عبدالرزاق ۳/۱۸۹ ح ۵۲۶۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۹۳ ح ۱۵۵)

عامر الشعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، آپ کی داڑھی نے کندھوں کے درمیان کو بھرا ہوا تھا۔ الخ (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ۱/۱۳۷ ح ۱۵۴، وسندہ صحیح، روایۃ یحییٰ القطان عن إسماعیل بن ابی خالد عن عامر الشعبی محمولۃ علی السماع، انظر الجرح والتعدیل ۲/۱۷۵ عن ابن المدینی رحمہ اللہ بلفظ آخر وسندہ صحیح)

عتی بن ضمرہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

(تہذیب الآثار للطبرانی ص ۴۹۹ ح ۹۴۲ وسندہ صحیح)

استحباب کے دلائل وہ روایات ہیں جن میں بالوں کو رنگنے اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (۵۸۹۹) وصحیح مسلم (۲۱۰۳)

سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ

[٤١٩] وَعَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: تَقْلِيمُكَ الْأَظْفَارَ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْاِخْتِتَانُ .

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ناخن تراشنا، مونچھیں کٹوانا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف شرمگاہ کے بال مونڈنا اور ختنہ کرنا۔

تحقیق سندہ صحیح موقوف

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۱ ح ۱۷۷۴، ک ۴۹ ب ۳ ح ۳) التمہید ۲۱/۵۶، الاستذکار: ۱۷۰۶

☆ وأخرجہ البخاری فی الادب المفرد (۱۲۹۴) من حدیث مالک بہ وللحدیث لون آخر عند النسائی (۸/۱۲۹ ح ۵۰۴۷) ورواہ البخاری (۵۸۵۹) ومسلم (۲۵۷) من حدیث سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ بہ مرفوعاً والحدیثان صحیحان والحمد للہ.

تفقہ

① اس حدیث میں جن پانچ اُمور کا ذکر آیا ہے یہ دینِ فطرت میں سے ہیں۔ ناخن تراشنے ہوں یا مونچھیں کٹوانا وغیرہ ان کے لئے زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں کی حد ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لئے مونچھیں کٹوانے، ناخن

تراشنے، بغلوں کے بال نوچنے اور شرمگاہ کے بال مونڈنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔
(صحیح مسلم:۲۵۸، دارالسلام:۵۹۹)

② سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں داڑھی چھوڑنا، مسواک، ناک میں پانی ڈالنا، انگلیوں کے پورے دھونا اور استنجا کرنا بھی فطرت میں شامل کیا گیا ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم:۲۶۱، دارالسلام:۶۰۴ وسندہ حسن)

③ درج بالا حدیث اگرچہ موطأ کے نسخوں میں موقوف ہے لیکن حافظ ابن عبدالبر نے اسے صحیح سند کے ساتھ امام مالک سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (التمہید ۵۶/۲۱) نیز دیکھئے صحیح بخاری (۵۸۹۱) وصحیح مسلم (۲۵۷)

④ مونچھیں کاٹنا یا کٹوانا بہتر ہے اور افضل یہ ہے کہ اتنی مونچھیں کاٹی جائیں کہ جلد نظر آنے لگے۔
دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۵۸۸۸ تعلیقاً) الاثرم نحو المعنیٰ بحوالہ تغلیق التعلیق (۷۲/۵) وسندہ حسن

عبیداللہ بن عمر بن میسرہ القواریری رحمہ اللہ نے کہا: ایک دن سفیان بن عیینہ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے اپنی مونچھیں استرے سے مونڈ رکھی تھیں۔ (التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ۳۷۸، ۳۷۹ ح ۳۸۷، وسندہ صحیح)
معلوم ہوا کہ بعض علماء کا مونچھیں مونڈنے کو مُثلہ وغیرہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

حَدِيْثُ أَبِی النَّضْرِ وَاسْمُهُ سَالِمٌ: ثَمَانِيَةُ اَحَادِيْثُ وَلَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ وَفِی اتِّصَالِهِ نَظَرٌ.

[۴۲۰] مَالِكٌ عَنْ أَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِبْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ؟ قَالَ عَلِيٌّ: فَإِنَّ عِنْدِی ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا أَسْتَحِيْ أَنْ أَسْئَلَهُ، قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((إِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ.))

(سیدنا) مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے انھیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھیں جو اپنی بیوی کے پاس جب جاتا ہے تو اس سے مذی خارج ہوتی ہے، اس آدمی پر کیا ضروری ہے؟ (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی میری بیوی ہے لہٰذا آپ سے یہ مسئلہ پوچھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ مقداد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے ساتھ ایسی حالت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی شرمگاہ پانی سے دھوئے اور

نماز کے لئے وضو کرے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۰ ح ۲۱۳، ک ۲ ب ۱۳ ح ۵۳) التمہید ۲۱/۲۰۲، وقال: ''ھذا إسناد لیس بمتصل'' الاستذکار: ۱۸۶

☆ وأخرجہ ابوداود (۲۰۷) وابن ماجہ (۵۰۵) والنسائی (۱/۹۷ ح ۱۵۶، ۱/۲۱۵ ح ۴۴۱) من حدیث مالک بہ. ورواہ مسلم (۱۹/۳۰۳) من حدیث سلیمان بن یسار عن ابن عباس بہ وبہ صح الحدیث والحمد للہ.

تفقہ

① مسئلہ پوچھتے وقت شرم وحیا کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں لہٰذا انھوں نے حیا کا خیال رکھتے ہوئے خود یہ مسئلہ نہیں پوچھا بلکہ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ پوچھیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام ادب واخلاق سکھاتا ہے۔

② منی خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے لیکن صرف مذی خارج ہونے سے غسل نہیں بلکہ وضو واجب ہوتا ہے۔

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مذی خارج ہونے کی وجہ سے وضو کرنے کا فتویٰ دیا۔ دیکھئے الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۱ ح ۸۴ وسندہ صحیح) مذی سے وضو کے وجوب پر اجماع ہے۔ (التمہید ۲۱/۲۰۸)

④ درج بالا حدیث کی سند اگرچہ متصل نہیں ہے لیکن صحیح مسلم (۳۰۳) کی صحیح متصل حدیث کی وجہ سے یہ بھی صحیح ہے۔ والحمد للہ

⑤ مسئلہ معلوم نہ ہو تو اس کے لئے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع اور عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

⑦ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہ عالم الغیب تھے اور نہ مشکل کشا تھے۔

⑧ مسلمانوں کو نیکی اور جائز اُمور میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے۔

⑨ دینی اُمور اور نماز کی فکر میں رہنا اہلِ ایمان کا طرۂ امتیاز ہے۔

⑩ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بڑے عالم کو ہر مسئلہ ہر وقت معلوم ہو۔

أَبُوْ مُرَّةَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۲۱] وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيءٍ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ ابْنَةَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ

(سیدہ) ام ہانی بنت ابی طالب (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ میں (مکہ کی) فتح والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے کپڑے سے

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ. قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ ابْنَةُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً أَجَرْتُهُ، فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ؟ فَقَالَ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَاأُمَّ هَانِيءٍ!))

قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: وَذٰلِكَ ضُحًى.

آپ کا پردہ کر رکھا تھا تو میں نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں ابو طالب کی بیٹی اُم ہانی ہوں تو آپ نے فرمایا: اُم ہانی کو خوش آمدید۔ پھر جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں پھر فارغ ہوئے تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس آدمی فلاں بن ہبیرہ کو قتل کریں گے جسے میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی ہے ہم اسے پناہ دیتے ہیں۔ اُم ہانی نے فرمایا: اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۲ ح ۳۵۶، ک ۹ ب ۸ ح ۲۸) التمہید ۲۱/۱۸۶، الاستذکار: ۳۲۹

☆ وأخرجه البخاري (۳۵۷) ومسلم (۳۳۶/۸۲ بعد ح ۷۱۹) من حديث مالك به.

تفقه

① چاشت کی نماز مسنون ہے۔

② نہانے کے دوران میں ضروری باتیں کرنا جائز ہے۔ وضو کرتے ہوئے بھی ضروری بات کی جا سکتی ہے جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ح ۲۰۶)

③ اگر کوئی مسلمان عورت کسی کافر کو حالتِ جنگ میں امان دے دے تو اسے تسلیم کیا جائے گا اور اس کافر کی حفاظت کی جائے گی بشرطیکہ مسلمانوں کا امیر اس امان کی تائید و توثیق کر دے۔ جمہور علماء کے نزدیک عورت کی امان جائز ہے اور یہ مسلمانوں کے امیر کی تائید و توثیق سے مشروط نہیں ہے بلکہ اس کے بغیر بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

④ لوگوں سے پردے میں غسل کرنا چاہئے۔

⑤ آنے والے کو خوش آمدید کہنا مسنون ہے۔

⑥ ابن ہبیرہ کون تھا؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جعدہ بن ہبیرہ تھا۔ واللہ اعلم

بُسْرُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٢٢] وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي ؟ فَقَالَ أَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَاأَدْرِي قَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَمْ شَهْرًا أَمْ سَنَةً ؟

بسر بن سعید (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) نے انھیں (سیدنا) ابوجہیم (رضی اللہ عنہ) کی طرف یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ تو (سیدنا) ابوجہیم (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے گزرنے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ اس پر کیا (گناہ) ہے تو اس کے لئے چالیس (؟) کھڑے رہنا بہتر تھا، اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔
ابوالنضر (رحمہ اللہ، راوی) نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ انھوں نے چالیس دن فرمایا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال؟

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۵۴ ح ۳۶۲، ک ۹ ب ۱۰ ح ۳۴) التمہید ۲۱/۱۴۶، الاستذکار: ۳۳۲

☆ وأخرجہ البخاری (۵۱۰) ومسلم (۵۰۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نمازی کے آگے سے (بغیر سترے کے) گزرنا حرام ہے۔

② نافع سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کسی (نمازی) کے سامنے سے کبھی نہیں گزرتے تھے اور نہ اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے دیتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۵۵ ح ۳۶۵ وسندہ صحیح)

③ کعب الاحبار نے کہا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کے لئے زمین میں دھنس جانا نمازی کے سامنے گزرنے سے بہتر ہوتا۔ (الموطأ ۱/۱۵۵ ح ۳۶۳ وسندہ صحیح)

④ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۵

⑤ جن احادیث میں آیا ہے کہ نمازی کے سامنے سے اگر عورت یا گدھا وغیرہ گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، یہ تمام احادیث

اس حدیث کی رو سے منسوخ ہیں جس میں آیا ہے کہ ((لا یقطع الصلوٰة شيءٌ .)) نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔

(سنن الدارقطنی ۱/۳۶۷ ح ۱۳۶۵، وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۲۷۸ وحسنہ الحافظ فی الدرایہ ص ۱۷۸ ح ۲۲۱، وقال شیخنا الامام ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھی: ''الظاہر ان حدیث أنس حسن'' السمط الابریز حاشیۃ مسند عمر بن عبدالعزیز ص ۱۶ ح ۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' کان یقال: لا یقطع صلوٰة المسلم شيءٌ ''

کہا جاتا تھا کہ مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ (سنن الدارقطنی ۱/۳۶۸ ح ۱۳۶۹، وسندہ صحیح)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی سوائے کالے کتے کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۸۰ ح ۲۸۹۰ وسندہ صحیح، الحکم بن عتیبہ صرح بالسماع من خیثمۃ بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ والحمد للہ)

سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہمیں (سیدنا) ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے نماز پڑھائی، جب ہم نے ایک یا دو رکعتیں پڑھ لیں تو ہمارے سامنے سے ایک عورت گزر گئی، پس انھوں (ابن الزبیر رضی اللہ عنہ) نے اس کی کوئی پروانہ کی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۲۴ ح ۸۷۵۷ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جتنی تیری طاقت ہو روک دے۔

(الاوسط لابن المنذر ۵/۱۰۳، ۱۰۴ ات ۲۴۷۳ وسندہ صحیح، شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۴۶۳ وسندہ صحیح)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے سامنے سے ایک آدمی گزرا۔ میں نے اسے روکا پھر بھی وہ گزر گیا۔ پھر میں نے (سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: بھتیجے! اس کا تجھے کوئی نقصان نہیں ہے۔ (الاوسط لابن المنذر ۵/۱۰۴ ات ۲۴۷۶ وسندہ صحیح، شرح معانی الآثار ۱/۴۶۴، زوائد مسند احمد ۱/۷۲ ح ۵۲۳)

معلوم ہوا کہ سامنے گزرنے سے نماز ٹوٹنے والی حدیث منسوخ ہے یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کے ثواب میں کمی آتی ہے۔

منسوخیت کے لئے دیکھئے الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمی (ص ۱۱۸)

أَبُوْ سَلَمَةَ: حَدِيْثَانِ

[۴۲۳] عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ .

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے کی طرف ہوتے تھے پھر جب آپ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ سے دباتے، میں اپنے پاؤں کھینچ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۷۷ح ۲۵۵، ک ۷ ب ۱ ح ۲) التمهید ۲۱/۱۶۶، الاستذکار: ۲۲۶

☆ وأخرجه البخاري (۳۸۲) ومسلم (۵۱۲/۲۷۲) من حديث مالک به .

تفقه

① اگر نمازی کے سامنے اس کی بیوی یا محرمات میں سے کوئی ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

② بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مکہ یا مدینہ میں آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور سامنے کسی صف میں عورتیں نماز پڑھ رہی ہوتی ہیں یا کوئی عورت گزر جاتی ہے تو قولِ راجح میں ایسی حالت میں نماز ہو جاتی ہے، اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۴۲۲

③ اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ اگر اس سے خشوع وخضوع حاصل ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

④ اگر شوہر شہوت کے بغیر اپنی بیوی کو چھوئے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ یاد رہے کہ قولِ راجح میں شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا: جب چھوئے تو اس پر وضو ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۴۶ ح ۵۰۸ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۳ ح ۹۳)

⑤ صحابۂ کرام کا ابتدائی دور انتہائی غربت اور تنگ دستی کا دور تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے خزانے کھول دیئے۔ والحمدللہ

⑥ میاں بیوی کے آپس میں تعلقات انتہائی نرمی، شفقت اور محبت والے ہونے چاہئیں۔

[**٤٢٤**] وَبِهٖ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ . وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھنا شروع کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ (اب) افطار نہیں کریں گے اور افطار کرنا شروع کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے آپ (اب) روزے نہیں رکھیں گے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے شعبان کے علاوہ کسی مہینے میں سب سے زیادہ روزے رکھے ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۰۹ ح ۶۹۵، ک ۱۸ ب ۲۲ ح ۵۶) التمهید ۲۱/۱۶۴، الاستذکار: ۶۴۴

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۶۹) ومسلم (۱۱۵۶/۱۷۵) من حدیث مالک به .

تفقه

① رمضان کے علاوہ بھی دوسرے مہینوں میں کثرت سے روزے رکھنا مسنون اور بہت ثواب کا کام ہے۔

② سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس آدمی کے رمضان کے روزے رہ گئے ہوں اور دوسرا رمضان آجائے تو وہ (رمضان کے بعد) ہر روزے کی قضا بھی ادا کرے گا اور ہر روزے کے بدلے میں مسکین کو کھانا بھی کھلائے گا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۵۳ وسندہ قوی، روایۃ شعبہ عن المدلسین محمولۃ علی السماع)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو (رمضان) حاضر ہے اس کے روزے رکھے اور (بعد میں) دوسرے کے روزے رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(سنن الدارقطنی ۲/۱۹۷ ح ۲۳۲۱ وسندہ حسن وقال الدارقطنی: ''إسناد صحیح''، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۵۳)

③ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے فرمایا: جس آدمی پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو اور وہ روزے رکھنے پر قوت کے باوجود اگلے رمضان تک روزے نہ رکھے حتیٰ کہ رمضان آجائے تو اسے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا اور اس کے ساتھ قضا بھی رکھنا ہوگی۔ (الموطأ ۱/۳۰۸ ح ۶۹۱ ملخصاً وسندہ صحیح)

④ اگر بعض نوافل اور ثواب کے کاموں میں ہمیشگی نہ بھی ہو سکے تو جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل مزاجی کے ساتھ ان اُمور کو سرانجام دیا جائے۔

عُمَيْرٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۲۵] عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ :أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ :هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ .

(سیدہ) ام الفضل بنت الحارث (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ عرفات کے دن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا۔ بعض نے کہا: آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا: آپ روزے سے نہیں ہیں۔ پھر ام الفضل (رضی اللہ عنہا) نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ عرفات میں اونٹ پر کھڑے تھے تو آپ نے اسے نوش فرمالیا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۷۵ ح ۸۵۲، ک ۲۰ ب ۴۳ ح ۱۳۲) التمہید ۲۱/۱۵۷، الاستذکار: ۸۰۰

☆ وأخرجہ البخاری (۱۶۶۱) ومسلم (۱۱۲۳) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① عرفات کے دن حاجی کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ دوسرے لوگوں کے لئے اس روزے کی بہت فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ والے روزے کے بارے میں فرمایا: ((**یکفّر السنة الماضیة و الباقیة .**)) گزشتہ سال اور آنے والے سال کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۶۲، دارالسلام: ۲۷۴۷)

② سواری پر کھانا پینا جائز ہے۔

③ اہلِ حق کا آپس میں بعض مسائل میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

④ سواری پر سوار ہو کر حج کرنا جائز ہے بشرطیکہ دوسروں کو تکلیف نہ دی جائے۔

⑤ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرفات کے دن روزہ رکھتی تھیں۔ (الموطأ ۱/۳۷۵ ح ۸۵۳ وسندہ صحیح)

⑥ کھڑے ہو کر پانی وغیرہ پینا جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کھڑے ہونے کی حالت میں پیتے تھے... الخ

(مسند احمد ۲/۲۴ ح ۴۷۶۵ وسندہ حسن، وصححہ ابن الجارود: ۸۶۷ وابن حبان، الاحسان: ۵۲۲۰، یزید بن عطارد وثقہ ابن حبان وابن الجارود فھو حسن الحدیث وللحدیث شاہد صحیح عند ابن حبان، الاحسان: ۵۳۰۱، دوسرا نسخہ: ۵۳۲۵، موارد الظمآن: ۱۳۶۹، وسنن الترمذی: ۱۸۸۰، وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح غریب'')

معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت والی احادیث منسوخ ہیں یا کراہیتِ تنزیہی پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم

نَافِعٌ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۲۶] عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ : أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَأَبَوْا فَأَخَذَ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَأَكَلَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ :

(سیدنا) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (ابوقتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم مکے کے بعض راستے میں تھے تو وہ بعض ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے اور انھوں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر انھوں نے ایک گورخر (جنگلی حلال جانور) دیکھا تو اپنے گھوڑے پر چڑھ گئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انھیں ان کا کوڑا دے دیں مگر ساتھیوں نے انکار کر دیا۔ پھر انھوں نے کہا کہ ان کا نیزہ انھیں دے دیں مگر ساتھیوں نے (اس سے بھی) انکار کر

((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللّٰهُ .))

دیا تو انھوں نے خود پکڑ لیا پھر گورخر پر حملہ کر کے اسے شکار کر لیا۔ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے اس گورخر کے گوشت میں سے کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا پھر جب ان کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ سے اس (شکار) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ (حلال) کھانا ہے جو تمھیں اللہ نے کھلایا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/۳۵۰ ح ۷۹۴، ک ۲۰ ب ۲۴ ح ۷۶) التمہید ۲۱/۱۵۱، الاستذکار: ۷۴۴

☆ وأخرجہ البخاری (۲۹۱۴) ومسلم (۱۱۹۶/۵۷) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① حالتِ احرام میں شکار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص شکار کرے جو احرام میں نہیں تو اس کا کیا ہوا شکار ان لوگوں کے لئے بھی حلال ہے جو حالتِ احرام میں ہیں۔ یاد رہے کہ حالتِ احرام کے علاوہ شکار مطلقاً حلال ہے اِلا یہ کہ کوئی دلیل اسے خاص کر دے۔

② مشتبہ چیزوں سے بچنا چاہئے۔

③ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ حالتِ احرام میں ہرن کے بھونے ہوئے گوشت سے ناشتہ کرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۳۵۰ ح ۷۹۵ وسندہ صحیح)

④ جو چیز منع ہے اس میں کسی شخص سے تعاون نہیں کرنا چاہئے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ سگریٹ یا نسوار لے آؤ تو اسے یہ چیزیں لا کر نہیں دینی چاہئیں۔ یہی حکم دوسری ممنوعہ چیزوں کا بھی ہے۔

⑤ اتباعِ سنت میں صحابۂ کرام ہر وقت مستعد و ثابت قدم رہتے تھے۔

⑥ حالتِ احرام میں گوشت خرید کر کھانا جائز ہے۔

⑦ اگر کسی بات میں شک ہو تو کتاب و سنت کی طرف رجوع کر کے تصدیق کر لینی چاہئے۔

⑧ نیز دیکھئے حدیثِ سابق: ۱۷۳

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٢٧] عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُوْدُهُ قَالَ: فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ قَالَ : فَدَعَا أَبُوْ طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا تَحْتَهُ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ :لِمَ تَنْزِعُهُ ؟ فَقَالَ :لِأَنَّ فِيْهِ تَصَاوِيْرَ وَقَدْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَقَالَ سَهْلٌ: أَلَمْ يَقُلْ :((إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ ؟)) فَقَالَ :بَلٰى وَلٰكِنَّه أَطْيَبُ لِنَفْسِيْ .

عبید اللہ [بن عبداللہ] بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ (سیدنا) ابوطلحہ الانصاری (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیمار پرسی کے لئے گئے تو وہاں (سیدنا) سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ) بھی موجود تھے۔ ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک آدمی کو بلایا پھر اپنے نیچے سے بستر کی چادر نکالی تو سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: آپ نے اسے کیوں نکال دیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیونکہ اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے آپ جانتے ہیں تو سہل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ سوائے وہ نقش جو کپڑے پر ہو تو انھوں نے کہا: کیوں نہیں! لیکن یہ (کپڑا اٹھانا) میرے دل میں زیادہ پسندیدہ ہے۔

كَمُلَ حَدِيْثُ أَبِي النَّضْرِ وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَتَقَدَّمَ لَهُ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ فِي الطَّاعُوْنِ وَحَدِيْثٌ آخَرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بن يَزِيْدِ مَوْلَى الْأَسْوَدِ فِيْ صَلَاةِ الْجَالِسِ .

ابوالنضر کی (بیان کردہ) حدیثیں مکمل ہوئیں اور یہ آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان کی ایک حدیث محمد بن المنکدر (کی سند) کے ساتھ طاعون کے بارے میں گزر چکی ہے (دیکھئے ح ۸۷) اور دوسری حدیث عبداللہ بن یزید (کی سند) کے ساتھ بیٹھنے والے کی نماز کے بارے میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے ح ۳۷۸)

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيٰی ۲/۹۶۶ ح ۱۸۶۸، ک ۵۴ ب ۳ ح ۷) التمهيد ۲۱/۱۹۱، الاستذكار: ۱۸۰۴

☆ وأخرجه الترمذي (۱۷۵۰، وقال: ''حسن صحيح'') والنسائي (۸/۲۱۲ ح ۵۳۵۱) من حديث مالک به .

تفقه

① تصویر جائز نہیں ہے الا یہ کہ کپڑے پر کچھ نقش ونگار ہوں۔

② نیز دیکھئے ح ۱۲۵، ۲۶۰

③ بہتر یہی ہے کہ شک وشبہے والی چیزوں سے بچا جائے۔

④ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں، اگر کوئی بیمار ہو جائے تو بیمار پرسی کے لئے اس کے پاس جانا چاہئے۔

⑤ کتاب وسنت کے خلاف ہر بات کا دلیل کے ساتھ رد کرنا اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔

⑥ خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا بالکل صحیح ہے اور اس کا جواز کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

حَدِيْثُ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

[٤٢٨] مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُوْلٰى فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل جنابت کرے پھر پہلے وقت میں (نمازِ جمعہ کیلئے) جائے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی پیش کی اور جو دوسرے وقت میں جائے تو گویا اس نے گائے کی قربانی پیش کی اور جو تیسرے وقت میں جائے تو گویا اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی پیش کی اور جو چوتھے وقت میں جائے تو گویا اس نے ایک مرغی قربان کی اور جو پانچویں وقت میں جائے تو گویا اس نے ایک انڈا بطورِ قربانی پیش کیا پھر جب امام (خطبے کے لئے) نکلتا ہے تو فرشتے (رجسٹر بند کر کے خطبہ) ذکر سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ١/١٠١ ح ٢٢٣، ك ٥ ب ١ ح ١) التمهيد ٢٢/٢١، ٢٢، الاستذكار: ١٩٥

☆ وأخرجه البخاري (٨٨١) ومسلم (٨٥٠) من حديث مالك به .

تفقه

① جمعہ کے دن غسلِ جنابت جیسا غسل کرنا انتہائی افضل ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ٢٠٤، ٢٧١

② نمازِ جمعہ کے لئے اول وقت مسجد جانا بڑے ثواب کا کام ہے۔

③ اس حدیث میں خطبے کو ذکر کہا گیا ہے جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ خطبہ نماز نہیں بلکہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کا نام ہے لہٰذا عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی خطبہ کہنا جائز ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے شیخ ابوعمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ کی کتاب ''روح الخطبہ''

④ اونٹ کی قربانی گائے کی قربانی سے افضل ہے اور گائے کی قربانی مینڈھے کی قربانی سے افضل ہے۔ واللہ اعلم

⑤ اللہ کے راستے میں معمولی چیز بطورِ صدقہ پیش کرنے سے بھی حسبِ نیت ثواب ملے گا۔

⑥ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص عین نماز کے وقت مسجد آتا ہے اور خطبۂ جمعہ سننے سے قاصر رہتا ہے تو وہ درج بالا اجر وثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔

⑦ انڈے کی قربانی سے مراد کسی غریب مسکین کو بطورِ تحفہ یا صدقہ انڈا پیش کرنا ہے۔

⑧ حلال پرندے کا انڈا حلال ہے۔

[۴۲۹] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۸۷ ح ۱۹۲، ک ۳ ب ۱۱ ح ۴۵) التمهيد ۲۲/۱۵، الاستذكار: ۱۶۸

☆ وأخرجه البخاري (۷۸۲) من حديث مالك به .

تفقه

① ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إذا أمّن الإمام فأمّنوا)) جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔ (صحیح بخاری: ۷۸۰، صحیح مسلم: ۴۱۰، دارالسلام: ۹۱۵) لہٰذا امام سے پہلے آمین نہیں کہنی چاہئے۔

② سنت کے مطابق آمین کہنے سے بڑا ثواب ملتا ہے۔

③ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۸، ۳۲۷

[۴۳۰] وَبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم سب اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۸ ح ۱۹۴، ک ۳ ب ۱۱ ح ۴۷) التمہید ۲۲/۳۱، الاستذکار ۱/۴۷۶ ح ۱۶۹

☆ وأخرجہ البخاری (۷۹۶) ومسلم (۴۰۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① امام کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد ہی رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہنا چاہئے۔

② قولِ راجح میں امام اور مقتدی دونوں کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہنا چاہئے۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: جب وہ (امام) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو اس کے مقتدی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۵۳ ح ۲۶۰۰ وسندہ صحیح)

امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: امام کے پیچھے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ نہیں بلکہ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہنا چاہئے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۲۵۳ ح ۲۵۹۸ وسندہ صحیح)

ان دونوں اقوال میں سے امام ابن سیرین کے قول کی تائید مرفوع روایت سے ہوتی ہے۔

(دیکھئے سنن الدارقطنی ۱/۳۴۰ ح ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، وسندہ حسن) لہٰذا یہی قول راجح ہے۔

③ رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ سراً کہنا چاہئے لیکن بعض اوقات جہراً کہنا بھی جائز ہے۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو اونچی آواز کے ساتھ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۴۸ ح ۲۵۵۶ وسندہ صحیح)

④ رکوع کے بعد ''رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ'' کہنا بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۷۹۹)

⑤ نیز دیکھئے حدیث: ۵۹

[۴۳۱] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی دن میں سو دفعہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.'' کہے تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اللہ اس کے لئے سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے سو گناہ (معاف کر کے) مٹا دیئے جاتے ہیں۔ یہ (کلمات) اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور کوئی آدمی اس سے افضل عمل والا نہیں ہوتا سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ عمل کرے۔ اور جس شخص نے دن میں سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' پڑھا تو اس کے گناہ ختم (معاف) کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۹، ۲۱۰ ح ۴۹۰، ک ۱۵ ب ۷ ح ۲۰) التمہید ۱۹/۲۲، الاستذکار: ۴۵۸

☆ وأخرجه البخاري (۳۲۹۳) ومسلم (۲۶۹۱) من حديث مالك به.

تفقه

① لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. دس دفعہ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سو دفعہ کہنا افضل ترین اعمال میں سے ہیں۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے آخر میں تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس دفعہ اللّٰه أكبر، تینتیس دفعہ الحمد لله اور آخری دفعہ جس سے سو کا عدد پورا ہو جائے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(الموطأ ۱/۲۱۰ ح ۴۹۱ وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۵۹۷، دارالسلام: ۱۳۵۲، مرفوعاً وسندہ صحیح)

③ اعمال میں ذِکر کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت ہے۔

[٤٣٢] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((العُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلاَّ الْجَنَّةُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک (صغیرہ گناہوں کا) کفارہ ہوتا ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۴۶ ح ۷۸۳، ک ۲۰ ب ۲۱ ح ۶۵) التمہید ۲۲/۳۸، الاستذکار: ۷۳۳

☆ وأخرجه البخاري (۱۷۷۳) ومسلم (۱۳۴۹) من حديث مالك به .

تفقه

① حج مبرور اس مقبول حج کو کہتے ہیں جس میں کتاب وسنت کی کوئی مخالفت نہ ہوئی ہو اور نہ کسی مخلوق کو تکلیف دی گئی ہو، اس میں ریا کاری اور دکھاوا نہیں ہوتا اور صرف حلال مال خرچ کیا جاتا ہے۔

② حج کے بعد عمرے کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے آدمی کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

③ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے حج اور عمرے کے درمیان جدائی ڈالا کرو کیونکہ اس طرح سے تمھارا حج زیادہ مکمل ہوگا۔ عمرے کی تکمیل اس میں ہے کہ اسے حج کے مہینوں کے علاوہ کیا جائے۔ (الموطأ ۱/۳۴۷ ح ۷۸۵ وسندہ صحیح)

یہ قول استحباب پر محمول ہے۔

④ بعض لوگ حج کے دنوں میں اور دوسرے ایام میں تنعیم (مسجد عائشہ) سے عمرے کرتے رہتے ہیں، ان کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

[٤٣٣] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) وَقَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالغَرِقُ وَصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) وَقَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلاَّ أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے راستے پر کانٹوں والی ٹہنی دیکھی تو اسے راستے سے ہٹا دیا۔ اللہ نے اس کی قدردانی کی اور اسے بخش دیا۔

اور آپ (ﷺ) نے فرمایا: پانچ قسم کے لوگ شہید ہیں: طاعون سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، مکان گرنے سے مرنے والا

لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .))

اوراللہ کے راستے میں شہید ہونے والا۔
اور آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ اذان اور پہلی صف میں کیا (ثواب) ہے، پھر وہ قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ نہ پاتے تو قرعہ اندازی کرتے۔
اور اگر وہ جانتے کہ ظہر کی نماز کے لئے جلدی آنے میں کتنا (ثواب) ہے تو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کیا (ثواب) ہے تو ضرور آتے اگرچہ انھیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰی ۱/۱۳۱ ح ۲۹۱، ک ۸ ب ۲ ح ۶) التمهيد ۲۲/۱۱، الاستذكار: ۲۶۰، ۲۶۱

☆ وأخرجه البخاري (۶۵۲-۶۵۴) ومسلم (۱۹۱۴، ۴۳۷) من حديث مالك به ببعض الاختلاف .

تفقه

① راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا تا کہ لوگ ہر قسم کی ایذا سے محفوظ رہیں، ایسا عمل ہے جو جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

② صرف میدانِ جنگ میں قتل ہونے والا ہی شہید نہیں ہوتا بلکہ طاعون، پیٹ کی بیماری، پانی میں ڈوبنے اور مکان گرنے سے مرنے والا بھی شہید ہے بشرطیکہ اس کا عقیدہ اور اعمال صحیح ہوں۔ نیز دیکھئے ح ۳۰۱

③ اذان کہنے کی بڑی فضیلت ہے۔

④ اگلی صف میں فرض نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

⑤ عشاء اور صبح کی نمازیں باجماعت پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد میں فرمایا: جو شخص عشاء کی نماز میں حاضر ہو تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جو صبح کی نماز میں حاضر ہوا تو گویا اس نے ساری رات قیام کیا۔ (الموطأ ۱/۱۳۲ ح ۲۹۳ ملخصاً وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۶۵۶، دارالسلام: ۱۴۹۱، مرفوعاً)

⑦ نیکی کے کاموں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑧ نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔

[٤٣٤] وَبِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :
((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ فَخَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَنِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) قَالَ[فَقَالُوا]°: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا ؟
فَقَالَ :((فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اسے شدید پیاس لگی پھر اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر کر پانی پیا پھر جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا زبان نکالے پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا: جس طرح مجھے شدید پیاس لگی تھی اس کتے کو بھی پیاس لگی ہوئی ہے پھر کنویں میں اترا تو اپنے جوتے کو پانی سے بھر لیا پھر اسے اپنے منہ میں پکڑا حتیٰ کہ اوپر چڑھ آیا پھر کتے کو پانی پلایا تو اللہ نے اس کی قدردانی کی اور اسے بخش دیا۔
لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ! کیا ہمیں جانوروں کے بارے میں بھی اجر ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا: ہر زندہ جگر والے کے بارے میں اجر ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۹، ۹۳۰ ح ۹۳ ۱۷، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۳) التمہید ۲۲/۸، الاستذکار: ۱۷۲۶

☆ وأخرجہ البخاری (۲۳۶۳) ومسلم (۲۲۴۴/۱۵۳) من حدیث مالک بہ .○ من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① دینِ اسلام میں ساری انسانیت کے لئے فلاح ہی فلاح ہے۔ جانوروں بلکہ درندوں تک کو پانی پلانے کی وجہ سے رب کریم اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے۔ پاک ہے وہ رب جس کی رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے۔

② کسی مخلوق پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا اور بھوکا مار دیا تو اللہ نے اس عورت کو جہنم میں بھیج دیا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۲۳۶۵) وصحیح مسلم (۲۲۴۲، دارالسلام: ۵۸۵۴) کلاھما من حدیث مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ .

[۴۳۵] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، وہ آدمی کو اس کی نیند، کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے پس جو شخص (سفر سے) اپنا مقصد پورا کر لے تو اسے چاہئے کہ جلدی گھر واپس لوٹ آئے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيٰى ۲/۹۸۰ ح ۱۹۰۱، ک ۵۴ ب ۱۵ ح ۳۹) التمهيد ۲۲/۳۳، الاستذكار: ۱۸۳۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۰۴) ومسلم (۱۹۲۷) من حديث مالك به .

تفقه

① عام طور پر سفر میں کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے اسے عذاب کا ٹکڑا قرار دیا گیا ہے۔

② تکلیفوں پر صبر کرنا اہلِ ایمان کا طرزِ عمل ہوتا ہے۔

③ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ''سافروا تصحوا'' سفر کرو تم صحیح ہو جاؤ گے۔ مثلاً دیکھئے التمہید (۲۲/۳۷)
یہ تمام روایتیں ضعیف و مردود ہیں مثلاً ایک روایت میں ابو علقمہ عبداللہ بن عیسیٰ الفروی المدنی الاصم سخت ضعیف ہے، دوسری میں محمد بن عبدالرحمٰن بن رداد المدنی ضعیف ہے، تیسری میں قاسم بن عبدالرحمٰن الانصاری سخت ضعیف ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان ۴/۴۶۲) اور اس کی سند بھی ثابت نہیں ہے۔

④ شرعی عذر اور مناسب وجوہات کے بغیر گھر سے باہر نہیں رہنا چاہئے۔

⑤ نیند، خورد و نوش اور آرام و سکون اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں اور جسے یہ چیزیں میسر ہیں اس پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔

أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ :ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثَ

[۴۳۶] عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ، غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ .

نبی ﷺ کی دو بیویوں عائشہ اور ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احتلام کے بغیر جماع سے جنبی حالت میں صبح کرتے، پھر روزہ رکھتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۱ ح ۶۵۰، ک ۱۸ ب ۴ ح ۱۲) التمہید ۲۲/۴۶، الاستذکار: ۶۰۰

☆ وأخرجہ البخاری (۱۹۲۵، ۱۹۲۶) ومسلم (۱۹۳۱، ۱۹۳۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر رمضان میں حالتِ جنابت میں صبح ہو جائے تو روزہ رکھ کر غسل کیا جا سکتا ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث ۳۰۲، ۳۹۵

[**۴۳۷**] وَعَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ : كُنْتُ أَنَا وَأَبِي عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ : مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَقَالَ مَرْوَانُ : أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! لَتَذْهَبَنَّ إِلٰى أُمَّي الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَلَتَسْأَلَنَّهُمَا عَنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ : مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : لَيْسَ كَمَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! أَتَرْغَبُ عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ : لَا وَاللّٰهِ! فَقَالَتْ : فَأَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قَالَ : ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ : فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد دونوں مروان بن حکم کے پاس جن دنوں وہ مدینے کے امیر تھے (بیٹھے ہوئے) تھے۔ مروان کو بتایا گیا کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: جو شخص حالتِ جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مروان نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) کے پاس جا کر اُن سے یہ مسئلہ پوچھیں۔ پھر (میرے والد) عبدالرحمٰن اور میں دونوں گئے حتیٰ کہ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس پہنچے تو عبدالرحمٰن نے انھیں سلام کیا پھر کہا: اے ام المومنین! ہم مروان بن حکم کے پاس تھے کہ اسے بتایا گیا کہ ابوہریرہ فرماتے ہیں: جو شخص حالتِ جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! ایسی بات نہیں ہے جیسی کہ ابوہریرہ نے کہی ہے۔ کیا تم اس عمل سے منہ پھیرو گے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے؟ عبدالرحمٰن نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں تو انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتی ہوں کہ آپ احتلام کے بغیر حالتِ جنابت میں صبح کرتے تھے

مَا قَالَتَا فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِي فَإِنَّهَا بِالْبَابِ فَلْتَذْهَبَنَّ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنَّهُ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ فَلْتُخْبِرَنَّهُ ذٰلِكَ قَالَ: فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : لَا عِلْمَ لِي بِذٰلِكَ إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ مُخْبِرٌ .

پھر اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر ہم وہاں سے نکل کر ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بھی وہی جواب دیا جو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا تھا۔ پھر ہم وہاں سے نکل کر مروان بن حکم کے پاس آئے تو عبدالرحمٰن نے انھیں بتایا کہ عائشہ اور ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) نے یہ فرمایا ہے۔ مروان نے کہا: اے ابومحمد! میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ میرے اس جانور پر سوار ہو جاؤ جو دروازے کے باہر (کھڑا) ہے۔ پھر تم ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انھیں یہ بات بتاؤ، وہ عقیق کے مقام پر اپنی زمین میں (مصروف) ہیں۔

پھر (میرے والد) عبدالرحمٰن اور میں سوار ہو کر (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو کچھ دیر عبدالرحمٰن اُن کے ساتھ باتیں کرتے رہے پھر انھیں یہ بات بتائی تو ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مجھے (بذاتِ خود) اس کا کوئی علم نہیں ہے، مجھے تو یہ بات ایک بتانے والے (یعنی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ) نے بتائی تھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۲۹۰، ۲۹۱ ح ۶۴۹، ک ۱۸ ب ۴ ح ۱۱) التمهيد ۲۲/۳۹، ۴۰، الاستذكار: ۵۹۹

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۲۵، ۱۹۲۶) من حديث مالك به . ورواه مسلم (۷۵/۱۱۰۹) من حديث ابي بكر بن عبدالرحمٰن به .

تفقه

① اگر کوئی شخص رات کو اپنی بیوی سے جماع کرے پھر صبح کی اذان تک نہا نہ سکے بلکہ بعد میں نہا کر صبح کی نماز پڑھے تو اس دن اُس کے روزے پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اس کا روزہ بالکل صحیح ہے۔

② ضرورت کے وقت دوسرے آدمی کو قسم دی جا سکتی ہے۔

③ مسئلہ پیش آ جائے تو کوشش کرنی چاہئے کہ بڑے عالم سے پوچھا جائے تا کہ دلیل معلوم ہو جائے اور اطمینانِ قلب حاصل ہو۔

④ اگر کسی عورت کے پاس علم ہے تو ضرورت کے وقت شرعی حدود کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے وہ فتویٰ دے سکتی ہے۔

⑤ کتاب وسنت کے خلاف بات کا رد دلیل سے کرنا چاہئے۔
⑥ اگر کسی شخص سے اجتہادی خطا سرزد ہو جائے تو اچھے طریقے سے اسے تنبیہ کر کے اصلاح کرنا جائز ہے۔
⑦ ہر وقت تحقیق اور حق پر عمل کرنے اور حق کی طرف دعوت دینے میں مصروف رہنا چاہئے۔
⑧ دو یا زیادہ آدمی کہیں جائیں تو ان میں سے دوسروں کو صرف ایک کا سلام کہہ دینا کافی ہے۔
⑨ رسول اللہ ﷺ کی حدیث حجت ہے اور اس سے کبھی منہ نہیں پھیرنا چاہئے۔
⑩ مفتی کے لئے ناسخ ومنسوخ کا علم ضروری ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۳۰۲، ۳۹۵، ۴۳۶

[۴۳۸] وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ فِيْ سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ: ((تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ))
وَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: قَالَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ ثُمَّ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ صَامُوْا حِيْنَ صُمْتَ. فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْكَدِيْدِ دَعَا بِقَدَحِ مَاءٍ فَشَرِبَ وَأَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهُ.

رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال اپنے سفر میں لوگوں کو حکم دیا کہ روزے نہ رکھو، اور فرمایا: دشمنوں کے مقابلے میں طاقت حاصل کرو اور رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا۔ ابوبکر (بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ) نے کہا: جس نے مجھے یہ حدیث بیان کی، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرج کے مقام پر دیکھا کہ پیاس یا گرمی کی وجہ سے آپ کے سر پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔ پھر کہا گیا: یارسول اللہ! آپ نے روزہ رکھا ہے تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے بھی روزہ رکھا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کدید کے مقام پر پہنچے تو پانی کا ایک پیالہ منگوایا پھر آپ نے پانی پیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ افطار کرلیا۔

كَمُلَ حَدِيْثُ سُمَيٍّ وَهُوَ أَحَدَ عَشَرَ حَدِيْثًا.

سُمی (رحمہ اللہ) کی بیان کردہ حدیثیں مکمل ہوئیں اور وہ گیارہ حدیثیں ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲۹۴/۱ ح ۶۶۰، ک ۱۸ ب ۷ ح ۲۲) التمہید ۴۷/۲۲، الاستذکار: ۶۱۰

☆ وأخرجہ ابوداود (۲۳۶۵) واحمد (۴۷۵/۳) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن عبدالبر فی التمہید (۴۷/۲۲) ولبعض الحدیث شاہد فی

صحیح مسلم (۱۱۱۴)



تفقه

① اگر سفر میں روزہ رکھنا مشکل ہو تو افطار کرنا افضل ہے۔

② اگر سفر میں تکلیف نہ ہو تو روزے رکھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

③ نیز دیکھئے ح ۵۰، ۴۶۵

④ صحابۂ کرام ہر وقت اتباعِ سنت میں مستعدر ہتے تھے۔

⑤ روزے کی حالت میں نہانا اور سر پر پانی ڈالنا جائز ہے۔

⑥ اگر سفر میں کوئی مسئلہ پیش آجائے تو امیر تک بات پہنچانی چاہئے۔ یاد رہے کہ سفر میں امارت کا جواز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول اور فتوے سے ثابت ہے۔ دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی (۲۰۸/۹ ح ۸۹۱۵ وسندہ حسن) اور نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود (قلمی ج ۲ ص ۶۲۳، ۶۲۴ ح ۲۶۰۹)

تنبیہ: سفر میں امارت والی تمام مرفوع روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

حَدِيْثُ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ: وَهُوَ تِسْعَةُ أَحَادِيْثُ

[۴۳۹] مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ.))

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے تو اس کی آنکھوں کے ذریعے سے (دیکھنے کی صورت میں) جو گناہ سرزد ہوئے وہ چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں یا اسی طرح آپ نے فرمایا۔ پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے اس نے جو گناہ کئے تھے وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔
پھر جب وہ دونوں پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں سے اس نے جو گناہ کئے تھے وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۲ ح ۶۰، ک ۲ ب ۶ ح ۳۱) التمہید ۲۶۰/۲۱، الاستذکار: ۵۴

☆ وأخرجہ مسلم (۲۴۴) من حدیث مالک بہ . ٥ وفي رواية يحي بن يحي: "بِعَيْنَيْهِ".

تفقہ

① وضو کے قطروں کے ساتھ صغیرہ گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

② بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے پھرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وضو کے قطروں کے گرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے گناہ دیکھ لیتے تھے حالانکہ یہ بات بالکل بے ثبوت، جھوٹی اور باطل ہے۔ کسی صحیح یا حسن روایت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

③ جب وضو کرنے میں اتنی بڑی فضیلت ہے تو نماز پڑھنے میں کتنی بڑی فضیلت ہوگی۔ نیز دیکھئے حدیث: ۴۷۶

④ اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی باوضو رہنا ثواب اور افضل امر ہے۔

⑤ وضو کے مستعمل پانی کا ناپاک ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مستعمل پانی سے مراد برتن میں بچا ہوا پانی ہے۔

⑥ وضو عمل ہے اور عمل نیت کے بغیر نہیں ہوتا۔

[٤٤٠] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَرَأَى خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلْيَفْعَلْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی بات کی قسم کھائے پھر دیکھے کہ دوسری بات بہتر ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے کر دوسری بات کرے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۷۸ ح ۱۰۵۲، ک ۲۲ ب ۷ ح ۱۱، ولفظہ: ((من حلف بيمين فرأى غيرها خيرًا منها فليكفّر عن يمينه وليفعل الذي هو خير .))) التمہید ۲۴۳/۲۱، الاستذکار: ۹۸۷

☆ وأخرجہ مسلم (۱۶۵۰/۱۲) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① انسانی حقوق کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی نیک کام پر قسم کھائے اور بعد میں کسی دوسرے نیک کام کا ارادہ ہو جائے تو اس قسم کا کفارہ ادا کر کے دوسرا کام کرنا جائز ہے۔ یاد رہے کہ وعدہ پورا کرنا پڑے گا۔

② قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانے درجے کا کھانا کھلانا، کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ جو شخص یہ نہ پائے تو تین

روزے رکھ لے۔ دیکھئے سورۃ المائدہ آیت: ۸۹

③ کتاب وسنت کے خلاف اور فضول قسموں کا کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ توبہ کرکے اس قسم کو فوراً توڑ دینا چاہئے۔

[۴۴۱] وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلاً أُمْهِلُهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةٍ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو دیکھوں تو چار گواہ لانے تک اُسے مہلت دوں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ہاں!

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۲/ ۷۳۷ ح ۱۴۸۵، ک ۳۶ ب ۱۹ ح ۱۷، ۸۲۳/۲ ح ۱۵۹۸، ک ۴۱ ب ۱ ح ۷) التمہید ۲۵۳/۲۱، الاستذکار: ۱۴۰۹

☆ وأخرجہ مسلم (۱۴۹۸/۱۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر کوئی شخص اپنے گھر میں آنے والے کو قتل کرکے یہ کہے کہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر رہا تھا اور اس پر چار گواہ پیش نہ کرے تو اس شخص کا دعویٰ مردود ہے اور وہ قتل کا ذمہ دار ہے۔

② اسلامی حکومت کی موجودگی میں قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے۔

③ حدود قائم کرنا اسلامی حکومت کا کام ہے۔

④ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بہت غیرت مند تھے لیکن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔

⑤ غیر شادی شدہ زانی کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور جلاوطن بھی کیا جا سکتا ہے۔

⑥ شرعی حدود سے پہلے دلیل کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

⑦ شام میں ایک آدمی نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا۔ بعد میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابوحسن ہوں، اگر وہ چار گواہ نہ لائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ (الموطأ ۲/ ۷۳۷، ۷۳۸ ح ۱۴۸۶، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی علمی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

[٤٤٢] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۹۸۴ ح ۱۹۱۱، ک ۵۶ ب ۱ ح ۲) التمهيد ۲۱/۲۴۲، الاستذكار: ۱۸۴۷

☆ وأخرجه مسلم (۲۶۲۳) من حديث مالك به.

تفقه

① بعض لوگ دوسرے لوگوں کو خواہ مخواہ اور حقارت سے بُرا کہتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو نہیں دیکھتے، یہ انتہائی بُری حرکت ہے۔

② شرعی دلیل کے بغیر کسی پر جرح نہیں کرنی چاہئے لیکن یاد رہے کہ مجہول کی روایت مردود ہوتی ہے۔

③ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں کرانا چاہئے۔ اللہ کے عذاب کے ڈرانے اور اس کی رحمت سے مایوس کرنے میں فرق ہے۔

④ اس حدیث سے کفار کی مروجہ رسم ''اپریل فول'' کا رد بھی ہوتا ہے، جو اب بڑی تیزی کے ساتھ جاہل مسلمانوں میں پھیلتی جا رہی ہے۔

[٤٤٣] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں پھر ہر اس (مسلمان) بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہیں کرتا تھا سوائے اس آدمی کے جو اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان دشمنی رکھتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: ان دونوں کو پیچھے ہٹاؤ (مہلت دو) حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۰۸/۲ ح ۱۷۵۱، ک ۴۷ ب ۴ ح ۱۷) التمہید ۲۶۲/۲۱، الاستذکار: ۱۶۸۳

☆ وأخرجہ مسلم (۲۵۶۵) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① کسی شرعی عذر کے بغیر مسلمانوں کا آپس میں بائیکاٹ کرنا حرام ہے۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے اعمال ہر جمعے (یعنی ہر ہفتے) میں دو دفعہ (اللہ تعالیٰ کے سامنے) پیش ہوتے ہیں: سوموار اور جمعرات کو پھر ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اس بندے کے جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو حتیٰ کہ صلح کریں۔ (الموطأ ۹۰۹/۲ ح ۱۷۵۲، وسندہ صحیح، ورواہ مسلم: ۲۵۶۵ مرفوعاً)

③ جنت پیدا شدہ موجود ہے اور اس کے (آٹھ) دروازے ہیں۔

④ مشرک کی بخشش نہیں ہوتی بلکہ جنت اس کے لئے ہمیشہ حرام اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

⑤ بندے اپنے باہمی حقوق کا آپس میں فیصلہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

⑥ سوموار اور جمعرات کی اہمیت بھی واضح ہو رہی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

(دیکھئے سنن الترمذی: ۷۴۵ وسندہ صحیح، ۷۴۷ وسندہ حسن وصحیح مسلم: ۱۱۶۲، دارالسلام: ۲۷۵۰)

تنبیہ: پیر اور جمعرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کے اعمال کا پیش کیا جانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

⑦ نیز دیکھئے حدیث: ۷۹،۴

[٤٤٤] وَبِهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: مَا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟)) فَقَالَ: لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ . لَمْ تَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .))

اسلم (قبیلے) کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ایک رات میں سو نہ سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس وجہ سے؟ اس نے کہا: مجھے بچھو نے کاٹا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم شام کے وقت ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .)) میں اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے جو اُس نے پیدا کیا۔ پڑھتے تو ان شاء اللہ تجھے کوئی نقصان نہ ہوتا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۹۵۱/۲ ح ۱۸۳۸، ک ۵۱ ب ۴ ح ۱۱) التمہید ۲۴۱/۲۱، الاستذکار: ۱۷۷۴

☆ وأخرجه احمد (۲/۳۷۵) والبخاری فی خلق افعال العباد (۵۸) والنسائی (السنن الکبریٰ: ۱۰۴۲۵، عمل الیوم واللیلۃ: ۵۸۹) من حدیث مالک بہ ورواہ مسلم (۲۷۰۹/۵۵) من حدیث ابی صالح بہ نحو المعنیٰ.

تفقه

① صبح وشام کے اذکار میں ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .)) کی بہت اہمیت ہے کیونکہ یہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ فتنوں اور مصیبتوں اور خاص طور پر ڈنگ مارنے والی اشیاء کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان شاء اللہ

② اپنے آپ کو کثرت سے مسنون اذکار میں مصروف رکھنا چاہئے۔

③ صرف اللہ ہی مشکل کشا ہے۔

④ قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

[٤٤٥] وَبِهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَضَافَ ضَيْفًا كَافِرًا فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا ° فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَشْرَبُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کافر کی میزبانی کی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، ایک بکری کا دودھ دوھا گیا تو اس (کافر) نے (سارا) دودھ پی لیا پھر دوسری کو دوھا گیا تو اس نے (سارا) پی لیا پھر تیسری کو دوھا گیا تو اس نے پی لیا۔ حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ اس نے پی لیا پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ایک بکری کا دودھ نکالا گیا تو اس نے پی لیا پھر دوسری کا دودھ لایا گیا تو وہ پی نہ سکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۲۴ ح ۱۷۸۱، ک ۴۹ ب ۶ ح ۱۰) التمہید ۲۱/۲۶۳، ۲۶۴، الاستذکار: ۱۷۱۳

☆ وأخرجه مسلم (۲۰۶۳) من حدیث مالک بہ . ° من رواية يحي بن يحي . وجاء في الأصل: "يَسْتَمِتَّهَا".

تفقه

① اسلام کافروں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کا حکم دیتا ہے۔

② اسلام کی دعوت دینے کے لئے کفار ومبتدعین کے ساتھ صحیح العقیدہ مسلمانوں کا تعلقات قائم کرنا پسندیدہ کام ہے۔

③ کافروں کا مطمح نظر دنیاوی زندگی، کھانا پینا اور مسلمانوں کو لُوٹنا مارنا ہے۔

④ کافر کی دعوت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے کوئی شرعی یا جائز فائدہ حاصل ہو۔

⑤ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۶۷

[٤٤٦] وَبِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰـهُ الْعَبْدَ قَالَ : يَاجِبْرِيْلُ! قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ : أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ الْعَبْدَ....

قَالَ مَالِكٌ : لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذٰلِكَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو کہتا ہے: اے جبریل! میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل (علیہ السلام) اس سے محبت کرتے ہیں پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ سنو! بے شک اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس شخص سے محبت کرتے ہیں پھر اسے زمین میں (اہلِ ایمان کے نزدیک) مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اور جب (اللہ) کسی شخص سے بغض کرتا ہے تو...

(امام) مالک نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اسی طرح کی بات بغض کے بارے میں بھی ہے۔ یعنی اللہ اس سے بغض کرتا ہے۔ الخ

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۵۳ ح ۱۸۴۲، ک ۵۱ ب ۵ ح ۱۵) التمہید ۲۱/۲۳۷، الاستذکار: ۱۷۷۸

☆ وأخرجه مسلم (۲۶۳۷/۱۵۷) من حديث مالك به ورواه البخاري (۷۴۸۵) من حديث ابي صالح به .

تفقه

① جس راوی کو ثقہ محدثین کرام بالاتفاق ثقہ کہہ دیں وہ اللہ کے دربار میں بھی محبوب اور ثقہ راوی ہوتا ہے۔
نیز دیکھئے صحیح بخاری (۱۳۶۷) وصحیح مسلم (۹۴۹، دارالسلام: ۲۲۰۰)

② جس راوی کو ثقہ محدثینِ کرام بالاتفاق ضعیف و مجروح قرار دیں تو وہ راوی باطن اور حقیقت میں بھی ضعیف و مجروح ہی ہوتا ہے اور اس کی ہر روایت مردود ہوتی ہے اِلا یہ کہ کوئی ثقہ وصدوق راوی اس کی متابعت کر دے۔

③ اللہ کی محبت کے بارے میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۵۵، ۳۰۳

④ محبت کرنا اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت نامعلوم ہے۔

⑤ حصولِ محبتِ الٰہی کا واحد ذریعہ کتاب وسنت پر عمل ہے۔

[٤٤٧] وَبِهِ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُا بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ))

قَالَتْ: ثُمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

كَمُلَ حَدِيْثُ سُهَيْلٍ وَهُوَ تِسْعَةُ أَحَادِيْثَ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آتے پھر جب رسول اللہ ﷺ اسے لیتے تو فرماتے: اے اللہ! ہمارے لئے پھلوں میں برکت ڈال، اور ہمارے لئے ہمارے مدینے میں برکت ڈال، اور ہمارے صاع میں برکت ڈال اور ہمارے مُد میں برکت ڈال۔ اے اللہ! تیرے بندے، خلیل اور نبی ابراہیم (علیہ السلام) نے مکے کے لئے دعا کی اور میں تیرا بندہ اور نبی مدینے کے لئے اسی طرح دعا کرتا ہوں جیسے انھوں نے مکے کے لئے اور اس جیسی دعا کی۔ پھر آپ سب سے چھوٹا بچہ بلاتے اور اسے یہ پھل دے دیتے تھے۔

سہیل (بن ابی صالح) کی (بیان کردہ) حدیثیں مکمل ہوئیں اور وہ نو (۹) حدیثیں ہیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/ ۸۸۵ ح ۱۷۰۲، ک ۴۵ ب ۱ ح ۲) التمہید ۲۱/ ۲۶۶، ۲۶۷، الاستذکار: ۱۶۳۱

☆ وأخرجہ مسلم (۱۳۷۳) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ بھی حرم ہے۔

② رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے لئے دعا کی لیکن عراق کے بارے میں دعا نہیں کی کیونکہ وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ دیکھئے حدیث: ۱۲۰

③ ساری دنیا کے مقابلے میں مکہ اور مدینہ میں رہائش بہتر ہے۔

④ اگر کوئی نئی فصل تیار ہو تو خلیفہ، نیک آدمی اور بچوں کو پہلا پھل تحفے میں بھیجنا یا دے دینا چاہئے تا کہ وہ دعا فرمادیں۔

⑤ تحفہ وصول کرتے وقت تحفہ پیش کرنے والے کے لئے دعا کرنا مشروع اور مسنون ہے۔

⑥ نیز دیکھئے حدیث: ۱۲۰

⑦ مسلمانوں کے لئے امن وسلامتی کی دعائیں کرنا بہترین عمل ہے۔

⑧ شریعت کو مدِنظر رکھتے ہوئے چھوٹے بچوں کے ساتھ پیار ومحبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔

بَابُ الشِّينِ وَاحِدٌ شَرِيْكٌ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٤٨] مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ! فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَمُطِرْنَا مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! عَلٰى رُؤُسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.))
قَالَ : فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ .

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے لہٰذا آپ دعا فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ پھر جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک (مسلسل) بارش جاری رہی۔ پھر اس آدمی نے آکر نبی ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! گھر گر گئے، راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے اللہ! اسے پہاڑوں کی چوٹیوں، ٹیلوں، وادیوں کے درمیان اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برسا۔ پھر مدینے سے بادل اس طرح چھٹ گئے جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۱۹۱ ح ۴۵۱، ک ۱۳ ب ۲ ح ۳) التمهيد ۲۲/۶۱، الاستذكار: ۴۲۰

☆ وأخرجه البخاري (۱۰۱۶، ۱۰۱۷) من حديث مالك به .

تفقه

① خطبۂ جمعہ میں بارش کے لئے خاص طور پر دعا مانگنا جائز ہے۔
② دورانِ خطبہ خطیب کا لوگوں سے اور سائل کا ضرورت کے وقت خطیب سے باتیں کرنا جائز ہے۔
③ خطبہ غیر عربی میں جائز ہے ورنہ خطیب سے دعا کی درخواست کس طرح کی جائے گی اگر وہ عربی میں خطبہ دے رہا ہو اور سائل عجمی ہو، عربی نہ جانتا ہو؟
④ نبی کریم ﷺ کا معجزہ کہ آپ کی دعا سے بارش شروع ہوئی اور آپ کی دعا سے ہی بارش تھمی۔
⑤ بارش نہ ہونا عذاب یا آزمائش کی اقسام میں سے ہے۔
⑥ مطالبے پر دعا کی جا سکتی ہے۔
⑦ نبی ﷺ اپنی امت پر بے حد مہربان تھے۔ جو مسلمان بھی جائز دعا کا مطالبہ کرتا تو آپ اس کے لئے دعا کر دیتے تھے۔
⑧ صرف اللہ ہی مشکل کشا ہے۔
⑨ بارش برسانا صرف اللہ کا کام ہے اور اس کی مرضی کے بغیر ایک قطرہ نہیں ٹپکتا۔

بَابُ الْهَاءِ ثَلَاثَةٌ: لِجَمِيْعِهِمْ سِتَّةٌ وَثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا: حَدِيْثُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

[۴۴۹] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُوْلَ شَعَرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدِهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جِلْدِهِ كُلِّهِ .

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت فرماتے تو ابتدا میں دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز جیسا وضو کرتے پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کر کے بالوں کی جڑوں تک خلال کرتے پھر اپنے ہاتھ کے ساتھ سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے پھر سارے جسم پر پانی بہاتے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۴۴ ح ۹۶، ک ۲ ب ۱۷ ح ۶۷) التمهيد ۲۲/۹۲، الاستذكار: ۸۳

☆ وأخرجه البخاري (۲۴۸) من حديث مالك به ورواه مسلم (۳۱۶) من طريق آخر عن هشام بن عروه به وصرح بالسماع عنده وهو بريء

من التدليس والحمد للہ.

تفقہ

① غسلِ جنابت سے پہلے استنجا اور نماز والا وضو مسنون ہے لیکن اس میں سر کا مسح نہیں ہے اور پاؤں آخر میں دھونے چاہئیں۔
② نیز دیکھئے حدیث: ۳۴
③ غسل کے دوران میں سر کے بالوں کا خلال کرنا مسنون ہے۔

[٤٥٠] وَبِهِ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ : كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ ابی مصعب: ۱۴۵)

☆ وأخرجه النسائی (۱/ ۱۲۸ ح ۲۳۳، ۱/ ۲۰۱ ح ۴۱۱) والجوہری فی مسند الموطأ (۷۴۰) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۷۳۳۹) من حدیث ہشام بن عروہ بہ نحو المعنیٰ بالفاظ اُخریٰ. وصرح ہشام بالسماع عند احمد (۶/ ۱۹۳ ح ۲۵۶۰۸) وھو بریٔ من التدلیس کما تقدم فی الحدیث السابق: ۴۴۹

تفقہ

① میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھے پانی لے کر نہانا جائز ہے۔
② غسل یا وضو کے لئے پانی کی کوئی مقدار متعین نہیں۔ نیز دیکھئے حدیث: ۳۴

[٤٥١] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ : قَالَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے۔ جب حیض (کا وقت) آئے تو نماز چھوڑ دو پھر جب اس کے حساب سے دن گزر جائیں تو اپنے سے خون دھو کر نماز پڑھو۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۱/۶۱ ح ۱۳۲، ک ۲ ب ۲۹ ح ۱۰۴) التمهید ۲۲/۱۰۲، ۱۰۳، الاستذکار: ۱۱۱

☆ وأخرجه البخاری (۳۰۶) من حدیث مالک به . ٥ وفي رواية يحي بن يحي: "لَيَستُ".

تفقه

① حیض اور استحاضہ میں فرق کرنا ضروری ہے۔ حیض عورت کو حالتِ صحت میں مہینے میں مخصوص دنوں کے لئے آتا ہے جبکہ استحاضہ بیماری کا خون ہے جو حیض کے ایامِ مخصوصہ کے علاوہ آتا ہے اور بعض دفعہ یہ مسلسل جاری رہتا ہے۔ چونکہ حیض کا خون شروع کے ایام میں سیاہی مائل اور آخری ایام میں زردی مائل ہو جاتا ہے اور استحاضہ کا خون ایک ہی حالت میں یعنی سرخ رہتا ہے لہٰذا عورتیں ان دونوں میں تمیز کر کے حیض کے دنوں میں نمازیں چھوڑ دیں گی جبکہ استحاضہ کی صورت میں نمازیں پڑھتی رہیں گی۔

② مستحاضہ اسی حالت میں غسل اور وضو کر کے نماز پڑھے گی چاہے اس کے استحاضے کا خون نماز میں بھی جاری ہو لیکن یاد رہے کہ استحاضہ کے خون کے علاوہ ہر اس چیز سے مستحاضہ کا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے جس سے عام لوگوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے مثلاً ہوا کا خارج ہونا وغیرہ۔

③ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انھیں استحاضہ کا خون جاری تھا (اور) وہ غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔ (الموطأ ۱/۶۲ ح ۱۳۴، وسندہ صحیح)

سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر طُہر سے دوسرے طُہر تک غسل کرے گی اور ہر نماز کے لئے وضو کرے گی پھر اگر خون زیادہ ہو جائے تو کپڑا باندھ لے گی۔ (الموطأ ۱/۶۳ ح ۱۳۵، وسندہ صحیح)

عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: مستحاضہ پر (ہر مہینے میں) صرف ایک غسل ہے پھر اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔ (الموطأ ۱/۶۳ ح ۱۳۶، وسندہ صحیح)

④ امام مالک رحمہ اللہ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مستحاضہ استحاضے کے دنوں میں نماز پڑھے جو حیض کے ایامِ مخصوصہ کے علاوہ ہیں تو ان دنوں میں اس کے شوہر کے لئے اپنی مستحاضہ بیوی سے جماع کرنا جائز ہے۔ (الموطأ ۱/۶۳ ملخصاً مفہوماً)

⑤ اگر کسی کو کوئی مسئلہ پیش آجائے تو حق بات پوچھنے سے شرمانا نہیں چاہئے۔

⑥ نماز دینِ اسلام کا اہم رکن ہے جو حالتِ استحاضہ (بیماری) میں بھی معاف نہیں ہے۔

[٤٥٢] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اُونگھ آنے لگے تو سو جائے تا کہ اس سے نیند کا اثر ختم ہو جائے کیونکہ اگر کوئی شخص اُونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ استغفار کے بجائے اپنے آپ کو بددعائیں دینا شروع کردے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج متفق علیہ

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۱۸ ح ۲۵۶، ک ۷ ب ۱ ح ۳) التمہید ۲۲/۱۱۷، الاستذکار: ۲۲۷

☆ وأخرجہ البخاری (۲۱۲) ومسلم (۷۸۶) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اپنے آپ کو خوامخواہ تکلیف میں مبتلا رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔

② نوافل میں اپنے آپ کو صرف اس وقت تک مشغول رکھنا چاہئے جب تک طبیعت ہشاش بشاش ہو۔ تاہم نیند توڑ کر اُٹھنا اور شیطان سے جنگ کرتے ہوئے تہجد کی نماز پڑھنا فضیلت کا کام ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۸۶

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کو جتنی اللہ چاہتا نماز پڑھتے اور رات کے آخری پہر میں اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے اٹھا دیتے تھے۔

(الموطأ ۱/۱۱۹ ح ۲۵۸ وسندہ صحیح)

④ بے ہوش، پاگل اور جس کی عقل زائل ہو اس پر نماز فرض نہیں ہے اِلا یہ کہ وہ ہوش میں آجائے یا صحیح وتندرست ہو جائے۔ نیز دیکھئے سورۃ النساء: ۴۵

⑤ جو چیزیں انسان کو نماز سے مشغول کر دیتی ہیں، اپنے آپ کو ان چیزوں سے حتی الامکان دُور رکھنا واجب ہے تا کہ اطمینان و سکون سے نماز پڑھ سکے۔

⑥ واضح رہے کہ اس کا تعلق نفلی نماز سے ہے نہ کہ فرض نماز سے لہٰذا بعض سست اور غافل لوگوں کا اس حدیث کو فرض نماز سے کوتاہی پر بطورِ دلیل پیش کرنا مذموم حرکت ہے۔ ⑦ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن نیند سے ٹوٹ جاتا ہے۔

[٤٥٣] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی آخری بیماری میں) فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ° عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ :((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ .)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ : قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ° عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَهْ! إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ :مَا كُنْتُ لِأُ صِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا .

تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: یا رسول اللہ! یقیناً جب ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکیں گے آپ عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: آپ انھیں کہیں کہ اگر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکیں گے لہٰذا آپ عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی باتیں نہ کرو، تم ان عورتوں کی طرح ہو جو یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں اکٹھی ہوئی تھیں، ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حفصہ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: آپ کی طرف سے مجھے کبھی خیر نہیں پہنچی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۷۰، ۱۷۱ ح ۴۱۳، ک ۹ ب ۲۴ ح ۸۳) التمہید ۲۲/۱۲۳، الاستذکار: ۳۸۳

☆ وأخرجه البخاري (۶۷۹) من حديث مالك به . ° وفي رواية يحي بن يحي :" فَمُرْ ".

تفقه

① اُمتِ مسلمہ میں تمام صحابۂ کرام اور ان کے بعد آنے والوں مثلاً امام مہدی کے مقابلے میں سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

② مرضِ وفات میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسجدِ نبوی میں امام بنانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حکومت کے بھی امام اور خلیفہ بلافصل ہیں۔

③ مشاورت میں خیر ہے لیکن شرعی امور میں کسی کے ذاتی مشورے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

④ اگر شاگردوں یا عوام سے کتاب وسنت کے خلاف حرکت صادر ہو تو علماء اُن کے خلاف حتی الامکان تادیبی کارروائی کر سکتے ہیں۔

⑤ امامت کا مستحق افضل انسان اور کتاب وسنت کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

⑥ اگر ریا کاری اور دکھاوا نہ ہو تو نماز میں خشوع وخضوع سے رونا جائز ہے۔
⑦ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بہت نرم دل تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔
⑧ حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کبھی پیش نہیں کرنی چاہئے۔
⑨ دین کا پہنچا دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے اور اس پر عمل کرنا قیامت تک ہر مسلمان پر فرض ہے۔
⑩ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں تک دین کی بات پہنچانے میں دنیا کا کوئی شخص روک نہیں سکتا تھا لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ یا وصی مقرر کرنا ہوتا تو آپ یہ وصیت ضرور لکھواتے اور کسی کے روکے نہ رکتے۔

[٤٥٤] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا.))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور آپ بیمار تھے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی تو آپ نے اشارے سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۳۵ ح ۳۰۳، ک ۸ ب ۵ ح ۱۷) التمہید ۲۲/۱۲۱، الاستذکار: ۲۷۲
☆ وأخرجہ البخاری (۶۸۸) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① اگر امام کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے۔
② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱

[٤٥٥] وَبِهٖ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ جب آپ بڑی عمر کے ہوئے تو آپ بیٹھ کر قراءت کرتے، پھر جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر تیس یا چالیس کے قریب آیتیں پڑھتے پھر رکوع کرتے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱۳۷ ح ۳۰۸، ک ۸ ب ۷ ح ۲۲) التمهيد ۲۲/۱۲۱، الاستذكار: ۲۷۸

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۱۸) من حديث مالك به .

تفقه

① حتی الوسع نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تاہم عذر کی صورت میں فرض نماز بھی بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے۔

② رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور سب سے بڑھ کر اس کی عبادت کرنے والے تھے۔

③ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۷، ۱۱۲، ۳۷۸

[٤٥٦] وَبِهٖ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱۲۱ ح ۲۶۳، ک ۷ ب ۲ ح ۱۰) التمهيد ۲۲/۱۱۹، الاستذكار: ۲۳۴

☆ وأخرجه البخاري (۱۱۷۰) من حديث مالك به .

تفقه

① رات کی نفل نماز گیارہ رکعتیں ہیں اور جب اس میں عشاء کی فرض نماز کے بعد والی دو سنتیں شامل کی جائیں تو رات کی نماز تیرہ رکعتیں ہو جائے گی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ان تیرہ رکعتوں میں وتر اور صبح کی دو رکعتیں بھی شامل ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۴۰)

موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم: ۳۱۲، روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱/۱۲۲ ح ۲۶۵) کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تیرہ رکعتوں میں پہلی دو ہلکی رکعتیں بھی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کے بارے میں نیموی تقلیدی لکھتے ہیں: ''أي مع الركعتين بعد العشاء'' یعنی عشاء کے بعد دو رکعتوں کے ساتھ۔ (آثار السنن تحت ح ۷۷۵)

② یہ ساری نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھنی چاہئے اور آخر میں ایک وتر ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱/۲۵۴ ح ۷۳۶)

③ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث: ۳۵، ۴۱۷

[۴۵۷] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہوتا تھا جس پر عمل کرنے والا مداومت (ہیشگی) کرے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۷۴ ح ۴۲۱، ک ۹ ب ۲۴ ح ۹۰) التمہید ۲۲/۱۲۰، الاستذکار: ۳۹۱

☆ وأخرجه البخاري (۶۴۶۲) من حديث مالك به.

تفقه

① کوشش کر کے نیکی کے ہر کام میں ہمیشگی اور دوام اختیار کرنا چاہئے۔

② بعض اوقات کسی مباح و مستحب کام کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔ دیکھئے حدیث: ۴۲۴

[۴۵۸] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُوْلُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

اور اسی سند کے ساتھ ام المومنین (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ (سیدنا) حارث بن ہشام (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ مجھ پر سخت ہوتی ہے پھر یہ ختم ہوتی ہے تو میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں اور بعض اوقات فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں وہ یاد کر لیتا ہوں جو وہ بیان کرتا ہے۔

عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے سخت ٹھنڈے دن میں آپ پر وحی کا نزول دیکھا ہے پھر جب یہ وحی ختم ہوتی تو آپ کی پیشانی پر پسینہ پھوٹ رہا ہوتا تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۰۲، ۲۰۳ ح ۴۷۶، ک ۱۵ ب ۴ ح ۷) التمہید ۲۲/۱۱۲، ۱۱۳، الاستذکار: ۴۴۵

☆ وأخرجه البخاري (۲) من حديث مالک بہ .

تفقه

① وحی کی کئی قسمیں ہیں مثلاً: براہِ راست کلام، پردے کے پیچھے سے کلام یا فرشتے کے ذریعے سے۔ مثلاً دیکھئے سورۃ الشوریٰ (۵۱) اور التمہید (۲۲/۱۱۳)

حدیث بالا میں وحی کی بعض اقسام مذکور ہیں۔ نبی کا خواب بھی وحی میں سے ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خواب کی وجہ سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے ارادے سے ثابت ہے۔

② بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول سے بھاری کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

③ پاک ہے وہ ذات جس نے مکہ میں اپنا سچا رسول اور آخری نبی بھیجا، جس پر رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم و منقطع ہے۔

④ مسئلہ معلوم نہ ہو تو عالم سے پوچھ لینا چاہئے۔

⑤ فرشتے انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔

[٤٥٩] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے، لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے چھوٹا تھا۔ پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا تو سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ جب سلام پھیرا تو سورج روشن ہو چکا تھا، لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: سورج اور

آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا)) وَقَالَ :((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ! وَاللّٰهِ !مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ !وَاللّٰهِ !لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا .))

چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے انھیں گرہن نہیں لگتا۔ اگر تم یہ نشانیاں دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو، تکبیر کہو اور صدقہ کرو۔ پھر فرمایا: اے محمد (ﷺ) کی اُمت! اگر اللہ کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے تو اس پر اللہ کو سب سے زیادہ غیرت آتی ہے۔ اے محمد (ﷺ) کی اُمت! اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۸۶ ح ۴۴۵، ک ۱۲ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۲/۱۱۵، الاستذکار: ۴۱۴

☆ وأخرجه البخاری (۱۰۴۴) ومسلم (۹۰۱) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① نمازِ خسوف (گرہن والی نماز) با جماعت پڑھنی چاہئے۔

② نمازِ خسوف میں دو رکعتیں ہوتی ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں۔

③ نمازِ خسوف کے بعد خطبہ دینا اور اس میں وعظ و تذکیر مسنون ہے۔

④ سورج یا چاند کو گرہن لگنا کسی کے پیدا ہونے یا مرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ قوانینِ قدرت کے ماتحت ہے۔ مظاہرِ قدرت خواہ معمول کے واقعات ہوں، ان سے عبرت حاصل کرنا چاہئے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہونا چاہئے۔

⑤ مصیبت کے وقت دعائیں کرنے، تکبیریں کہنے اور صدقہ کرنے سے نہ صرف اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ مصائب و آلام دور کرنے کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

⑥ بہت سی مصیبتیں لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔

⑦ فضولیات اور بے فائدہ باتوں سے ہر وقت پرہیز کرنا چاہئے۔

⑧ فکرِ آخرت اور ذکرِ موت سے ہنسی مذاق ختم اور اُخروی کامیابی کا حصول مقصدِ حیات بن جاتا ہے۔

⑨ زنا کبیرہ گناہ ہے۔

⑩ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں ہے اور اسے اپنے بندوں کی بدکاری پر غیرت آتی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۱

[٤٦٠] وَبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ .

اوراسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رخ دیوار پر تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ (کرصاف کر) دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۵، ح۴۵۹، ک۱۴ب۳ ح۵) التمہید ۲۲/۱۳۶، الاستذکار: ۴۲۸

☆ وأخرجہ البخاری (۴۰۷) ومسلم (۵۴۹) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① کتاب وسنت کے مخالف امور کی حتی الوسع اصلاح کر دینی چاہئے۔

② مسجد کی صفائی کرنا سنت ہے۔

③ نبی ﷺ اپنی امت پر بے حد مہربان تھے۔

④ ہر وقت خود صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔

⑤ مسجد کی صفائی سے عزت میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس میں عظمت ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۲۰۵

[٤٦١] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ : أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ .

اوراسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس (کپڑے) پر پانی ڈال دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۶۴ ح۱۳۷، ک۲ب۳۰ ح۱۰۹) التمہید ۹/۱۰۸، الاستذکار: ۱۱۶

☆ وأخرجہ البخاری (۲۲۲) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیثِ سابق: ۵۶

② رسول اللہ ﷺ عالم الغیب، مختارِ کل اور مشکل کشا نہیں تھے۔

[٤٦٢] وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

قَالَ أَبُو الحَسَنِ: هٰكَذَا نَصُّ إِسْنَادِ الْحَدِيْثِ فِيْ كِتَابِ الصَّلَاةِ مِنْ رِوَايَةِ الدَّبَّاغِ وَمِثْلُهُ فِي النُّسْخَةِ وَفِيْ كِتَابِ عِيْسَى بْنِ [مِسْكِيْنٍ]ᐤ : هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَائِشَةَ الحَدِيْثَ .

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ میں حیض کی حالت میں (بھی) رسول اللہ ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی تھی۔

ابوالحسن (القابسی) نے کہا: دباغ کی روایت سے کتاب الصلاۃ میں اس حدیث کی سند اسی طرح ہے اور اسی طرح ایک نسخے میں ہے اور عیسیٰ (بن مسکین) کی کتاب میں عن ہشام عن ابیہ اور عن ابن شہاب عن عائشہ ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (۱/۶۰ ح ۱۳۰، ک۲ ب۲۸ ح ۱۰۲) التمہید ۲۲/۱۳۶، الاستذکار: ۱۰۹

☆ وأخرجہ البخاری (۲۹۵) من حدیث مالک، ومسلم (۲۹۷) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ .

ᐤ سقط من الأصل و السياق يقتضيه .

تفقه

① حیض کی حالت میں عورت نجس (پلید) نہیں ہوتی بلکہ نماز، روزے اور دیگر ممنوعہ امور کے علاوہ دنیا کے تمام کام کرسکتی ہے مثلاً کھانا پکانا وغیرہ۔

② بیوی پر اپنے شوہر کی خدمت کرنا واجب ہے۔

③ نبی کریم ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔

④ آیت ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ حیض والی عورتوں سے علیحدہ ہوجاؤ۔ (البقرہ: ۲۲۲) کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حائضہ عورتوں سے مکمل بائیکاٹ کرلو بلکہ اس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ اُن سے جماع نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو حدیث، اجماع اور آثار سلف صالحین کے ساتھ ہی سمجھنا پڑے گا ورنہ پھر گمراہی کے راستے کھلتے ہیں۔

⑤ بالوں کی کنگھی کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس پر بہت زیادہ وقت صرف نہ کیا جائے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (السنن النسائی ۱/۱۳۰ ح ۲۳۹، ۸/۱۳۱ ح ۵۰۵۷ وسندہ صحیح، سنن ابی داود: ۸۱)

یہ روایت استحباب و ادب پر محمول ہے، حرمت پر محمول نہیں کیونکہ سلف صالحین نے اس سے یہی مفہوم سمجھا ہے۔ نافع کو بتایا گیا کہ حسن (بصری) روزانہ کنگھی کرنے کو ناپسند کرتے ہیں تو وہ ناراض ہوئے اور فرمایا: ابن عمر (رضی اللہ عنہ) روزانہ دو دفعہ تیل لگاتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ۴/۱۵۷، وسندہ صحیح)

[٤٦٣] وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ .

(سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جن میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۲۳ ح ۵۲۴، ک ۱۶ ب ۲ ح ۵) التمہید ۲۲/۱۴۰، الاستذکار: ۴۸۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۲۷۳) من حديث مالک بہ .

تفقه

① میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب و مستحسن ہے۔

② اس پر اجماع ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں کفن دیا گیا تھا۔ (التمہید ۲۲/۱۴۳)

③ بہتر یہی ہے کہ کفن کا کپڑا سفید ہو۔ دیکھئے سنن ابی داود (۴۰۶۱ وسندہ حسن وصححہ الترمذی: ۹۹۴ وابن حبان الموارد: ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۱ والحاکم ۱/۳۵۴ علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی)

④ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تین کپڑوں میں۔ انھوں نے ایک پرانے کپڑے کے بارے میں فرمایا: اسے دھولو اور دو کپڑوں کا اضافہ کردو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم آپ کے لئے نیا کپڑا خرید لیتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: نئے کپڑے تو زندہ کے لئے ہوتے ہیں۔ الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۵۸ ح ۱۱۰۵۰، وسندہ صحیح)

⑤ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دو پرانے کپڑوں کے بارے میں فرمایا: مجھے ان دونوں کپڑوں میں کفن دینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۵۹، ح ۱۱۰۵۷، وسندہ صحیح)

⑥ امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے: چادر، دوپٹہ، لفافہ، کمر بند اور پیٹ پر کپڑے کا ٹکڑا یعنی سینہ بند۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۶۲ ح ۱۱۰۸۶، وسندہ صحیح)

پانچ کپڑوں والے اقوال درج ذیل علماء سے بھی ثابت ہیں:

محمد بن سیرین (ابن ابی شیبہ: ۱۱۰۸۵، دوسرا نسخہ ۴/۲۲۸ وسندہ صحیح) ابراہیم نخعی (ابن ابی شیبہ: ۱۱۰۹۱، وسندہ قوی)

⑦ ضرورت کے مطابق کفن میں کمی یا اضافہ کیا جا سکتا ہے لیکن یاد رہے کہ کفن پر دعائیں یا کفنی وغیرہ لکھنا ثابت نہیں ہے۔

⑧ کفن میں اسراف نہیں کرنا چاہئے تاہم کفن صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۹۴۳، دارالسلام: ۲۱۸۵)

⑨ مسائلِ کفن کی تفصیل کے لئے شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی کتاب ''کتاب الجنائز'' دیکھئے۔

⑩ شدید مجبوری اور شرعی عذر کی حالت میں کفن کے بغیر یا ادھورے کفن میں بھی میت کو دفن کیا جا سکتا ہے جیسا کہ سیدنا مصعب بن

عمیر رضی اللہ عنہ کے واقعے سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

[٤٦٤] وَبِهٖ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ . ثُمَّ تَضْحَكُ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کا بوسہ لے لیا کرتے تھے۔ پھر آپ (عائشہ رضی اللہ عنہا) ہنس پڑتی تھیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۹۲ ح ۶۵۲، ک ۱۸ ب ۵ ح ۱۴) التمہید ۲۲/۱۳۹، الاستذکار: ۶۰۲

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۲۸) من حديث مالك به .

تفقه

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

② ہنسنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے۔

③ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

④ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما دونوں روزے کی حالت میں (بیوی کا) بوسہ لینے کی اجازت دیتے تھے۔ (الموطأ ۱/۲۹۲ ح ۶۵۵ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ یہ اختیاری مسئلہ ہے یعنی اپنی شہوت پر کنٹرول رکھنے والے بڑی عمر والے شخص کے لئے اجازت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بوڑھے کے لئے روزے کی حالت میں بوسے کی اجازت دیتے اور نوجوان کے لئے مکروہ سمجھتے تھے۔ (الموطأ ۱/۲۹۳ ح ۶۵۷ وسندہ صحیح)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزے دار کو بوسہ لینے اور بیوی کے ساتھ لیٹنے سے منع کرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۲۹۳ ح ۶۵۸ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ عام شخص خاص طور پر جوان آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ روزے کی حالت میں بوسہ نہ لے۔ واللہ اعلم

⑦ ہر وقت شرم وحیا کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

⑧ تحدیثِ نعمت اور لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنا کوئی خاص واقعہ ضرورت کے پیشِ نظر سنایا جا سکتا ہے۔

⑨ دین اسلام آسان اور دینِ فطرت ہے۔

[٤٦٥] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّي رَجُلٌ أَصُوْمُ . أَفَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ .))

نبی ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو الاسلمی (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں روزے رکھتا ہوں۔ کیا میں سفر میں بھی روزے رکھوں؟ وہ کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: اگر تم چاہو تو روزے رکھو اور چاہو تو افطار کرو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۹۵ ح ۶۶۲، ک ۱۸ ب ۷ ح ۲۴، ولم يذكر عائشة رضي الله عنها في السند. !) التمهيد ۲۲/۱۴۶، الاستذكار: ۶۱۲

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۴۳) من حديث مالک به ورواه مسلم (۱۱۲۱) من حديث هشام بن عروه به .

تفقه

① ہر سفر میں روزہ افطار کرنا ضروری نہیں ہے، نیز یہ کہ سفر میں نفلی روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۵۰، ۴۳۸

[٤٦٦] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے ایک دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی بعثت سے پہلے اسے رکھا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ روزہ خود بھی رکھا اور اسے رکھنے کا حکم بھی دیا۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو اسی کے روزے فرض قرار پائے اور عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا، پس جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو چاہے اسے ترک کر دے یعنی نہ رکھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۹۹ ح ۶۷۱، ک ۱۸ ب ۱۱ ح ۳۳) التمهيد ۲۲/۱۴۸، الاستذكار: ۶۲۱

☆ وأخرجه البخاري (۲۰۰۲) من حديث مالك به .



تفقه

① عاشوراء کا روزہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔اس روزے سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
دیکھئے صحیح مسلم (۱۱۶۲، ترقیم دارالسلام: ۲۷۴۷)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نو (۹) محرم کا روزہ رکھوں گا۔دیکھئے صحیح مسلم (۱۱۳۴، دارالسلام: ۲۶۶۶)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو فرمایا: جب تم محرم کا چاند دیکھو تو گنتی شروع کر دو اور نو (۹) محرم کو روزہ رکھو۔
(صحیح مسلم: ۱۱۳۳، دارالسلام: ۲۶۶۴)

اگر کوئی کہے: کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دس محرم کو روزہ نہیں ہوگا؟ تو عرض ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
''صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود ''نو اور دس (محرم) کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۸۷/۴ وسندہ صحیح، مصنف عبدالرزاق ۷۸۳۹، السنن المأثورہ للشافعی روایۃ الطحاوی ص ۳۱۷ ح ۳۳۷)

اور یہ ظاہر ہے کہ راوی اپنی روایت کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔حافظ ابن حجر نے اسے بعض لوگوں کے قاعدے کے طور پر بطورِ الزام ذکر کیا ہے۔دیکھئے فتح الباری (۲۴۰/۴ ح ۲۱۱۱)

③ قاسم بن محمد بن ابی بکر عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔
دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (تقدیم الشیخ سعد بن عبداللہ آل حمید ج ۴ ص ۹۰ ح ۹۴۵۰ وسندہ صحیح، وسقط القاسم من النسخۃ الأخریٰ!)

[٤٦٧] وَبِهٖ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ﴾ فَمَا أَرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ، كَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

اور اسی سند کے ساتھ عروہ بن الزبیر (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے (اپنی خالہ اور) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا اور اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا: آپ کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ﴾ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) کرے۔ (البقرۃ: ۱۵۸)
میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی سعی نہ کرے تو اس

عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:
﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ ﴾.

پر کوئی گناہ نہیں ہے تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہرگز نہیں، اگر یہ بات ہوتی تو آیت اس طرح ہوتی کہ جو طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ آیت تو انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو (اسلام سے پہلے) منات (دیوی) کے لئے لبیک کہتے تھے اور منات قُدید (مقام) کے قریب تھی، وہ صفا اور مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے پھر جب اسلام آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ ﴾

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۷۳ ح ۸۴۹، ک ۲۰ ب ۴۲ ح ۱۲۹) التمهید ۲۲/۱۵۰، الاستذکار: ۷۹۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۷۹۰) من حديث مالک بہ . ○ من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل: " قالَتْ " وهو خطأ.

تفقه

① دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ عمرے اور حج میں صفا و مروہ کی سعی ضروری ہے۔ مذکورہ حدیث میں ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو اسے گناہ سمجھتے تھے۔
② بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کی جستجو میں رہنا چاہئے۔
③ حج اور سعی کے تفصیلی مسائل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''حاجی کے شب و روز''
④ کتاب و سنت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین سے بالاتفاق ثابت ہے۔
⑤ عالم خواہ کتنا ہی علوم و فنون کا ماہر ہو خطاء کا احتمال بہر حال رہتا ہے۔
⑥ مشکل مسائل میں بڑے علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور تحقیق کے بعد ہی کوئی موقف اختیار کرنا چاہئے۔

[٤٦٨] وَبِهٖ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ فَقِيْلَ لَهُ: قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ [ﷺ]○: ((لَعَلَّهَا

اور نبی ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صفیہ (رضی اللہ عنہا) کا ذکر کیا تو عرض کیا گیا: انھیں حیض کی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ رسول اللہ

حَابِسَتُنَا ؟)) فَقَالُوا لَهُ :إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ قَالَ : ((فَلَا إِذًا .)) قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ :وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذٰلِكَ فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ بِنِسَائِهِمْ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُوْلُوْنَ لَأَصْبَحَ بِمِنًى أَكْثَرُ مِنْ سِتِّ آلَافِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ أَفَاضَ ٥٥ .

(ﷺ) نے فرمایا: شاید وہ ہمیں (سفر سے) روکنے والی ہیں؟ لوگوں نے کہا: انھوں نے (افاضے وزیارت والا) طواف کرلیا ہے تو آپ نے فرمایا: پھر کوئی بات نہیں۔ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اور ہم اس بات کا ذکر کیا کرتے تھے کہ اگر عورتوں کو پہلے بھیجنا مفید نہیں ہے تو لوگ اپنی عورتوں کو کیوں بھیج دیتے ہیں؟ اگر وہی بات ہے جو یہ کہتے ہیں (کہ طواف وداع کے لئے ٹھہرنا ضروری ہے) تو منیٰ میں چھ ہزار سے زیادہ عورتیں (طواف وداع کے انتظار میں) حالتِ حیض میں پڑی ہوتیں جو سب طوافِ افاضہ کر چکی ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۱۳ ح ۹۵۷، ک ۲۰ ب ۷۵ ح ۲۲۸) التمہید ۲۲/۱۵۲، ۱۵۳، الاستذکار: ۸۹۵

☆ وأخرجه ابوداود (۲۰۰۳) من حديث مالک به وصححه ابن خزیمه (۳۰۰۲) واصله عند البخاری (۱۷۸۶) ومسلم (۱۲۱۱) بغير هٰذا اللفظ

٥ من رواية يحي بن يحي . ٥٥ وفي رواية يحي :" قَدْ أَفَاضَتْ " .

تفقه

① عورتوں کو چاہئے کہ پہلی فرصت میں طواف وسعی کرلیں تا کہ ایامِ مخصوصہ کی صورت میں طوافِ افاضہ کے لئے رکنا نہ پڑے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۳۱۵، ۳۸۸

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس خوف سے عورتوں کو طوافِ افاضہ کروا دیتی تھیں کہ کہیں انھیں حیض کی بیماری لاحق نہ ہوجائے۔
دیکھئے الموطأ (۱/۴۱۳ ح ۹۵۶ وسندہ صحیح)

④ بعض علماء کہتے ہیں کہ ایامِ حج میں مانعِ حیض ادویات لے سکتے ہیں تا کہ حیض کی بیماری سے دوچار ہونے سے بچا جاسکے۔
دیکھئے شیخ محمد بن عبدالعزیز المسند کی کتاب ''فتاویٰ برائے خواتین'' (ص ۱۵۱)
اگر اس میں عورت کا نقصان ہو تو یہ عمل جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

[٤٦٩] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ° رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ)) قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ میرے رضاعی چچا آئے اور مجھ سے (گھر میں) آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا تاکہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ تمھارا چچا ہے، اسے اجازت دے دیا کرو۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے تو دودھ نہیں پلایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تمھارا چچا ہے تمھارے پاس آ سکتا ہے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: یہ بات ہم پر پردہ فرض ہونے کے بعد کی ہے۔ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۶۰۱، ۶۰۲ ح ۱۳۱۴، ک ۳۰ ب ۲ ح ۲) التمهيد ۲۲/۱۵۴، ۱۵۵، الاستذكار: ۱۲۳۴

☆ وأخرجه البخاري (۵۲۳۹) من حديث مالك به ورواه مسلم (۱۴۴۵/۷) من حديث هشام بن عروه به.

o من رواية يحي بن يحي، وجاء في الأصل: "أُرْسِلَ" !!

تفقه

① حقیقی رشتوں کی طرح رضاعی رشتے بھی حرام ہوتے ہیں۔

② غیر محرم سے پردہ کرنا واجب ہے۔

③ حدیثِ رسول کے مقابلے میں کسی کے عقلی اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

④ ہر اختلاف میں کتاب وسنت کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

⑤ ضرورت کے وقت سائل اپنے سوال کی وضاحت طلب کر سکتا ہے۔

⑥ کسی مسئلے پر عمل پیرا ہونے سے قبل اس کی تحقیق ضروری ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"العلم قبل القول و العمل " یعنی تبلیغ کرنے اور عمل کرنے سے پہلے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ (صحیح بخاری بعد حدیث:٦٧)

⑦ نیز دیکھئے حدیث:۳۱۰

[٤٧٠] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنُ لِي وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذٰلِكَ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي الْوَلَاءَ لَهُمْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنِ اعْتَقَ)) فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ قَوْمٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ .))

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ بَرِیرہ (رضی اللہ عنہا) آئی تو کہا: میں نے اپنی آزادی کے لئے اپنے مالکوں سے نو (۹) اوقیہ چاندی پر تحریری معاہدہ کرلیا ہے، میں انھیں ہر سال ایک اوقیہ دوں گی، آپ اس سلسلے میں میری امداد کریں تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: اگر تمھارے مالک اس پر راضی ہوں تو میں انھیں نقد ادا کردوں لیکن رشتۂ ولاء میرا ہوگا۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انھیں یہ بات بتائی۔ انھوں نے اس کا انکار کردیا تو وہ اپنے مالکوں سے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس) آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بھی وہاں) بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: میں نے انھیں یہ بات کہی ہے مگر انھوں نے انکار کردیا ہے (اور کہا) کہ رشتۂ ولایت انھی کا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو پوچھا (کیا بات ہے؟) پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے انھیں بتا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے لو اور ان کا رشتۂ ولایت مان لو کیونکہ رشتۂ ولایت تو اسی کا ہوگا جو آزاد کرتا ہے۔ تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اسی طرح کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوگئے تو حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اما بعد، کیا وجہ ہے کہ لوگ ایسی شرطیں مقرر کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، جو شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ وہ ایک سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا فیصلہ سب سے زیادہ برحق ہے اور اللہ کی شرط سب سے زیادہ قوی ہے اور رشتۂ ولاء تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۸۰۰،۷۸۱ ح ۱۵۵۹، ک ۳۸ ب ۱۰ ح ۱۷) التمهيد ۲۲/۱۶۰، ۱۶۱، الاستذكار: ۱۴۸۸

☆ وأخرجه البخاري (۲۱۶۸، ۲۷۲۹) من حديث مالك، ورواه مسلم (۸/۱۵۰۴) من حديث هشام به عروة به .

تفقه

① جو کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو رشتۂ ولاء کا مالک بھی وہی ہوتا ہے۔

② صحیح حدیث حجت ہے بلکہ کتاب اللہ کے مترادف ہے کیونکہ حدیث کو بھی کتاب اللہ کہا گیا ہے۔

③ خطبے میں پہلے حمد وثنا ہونی چاہئے بعد میں لوگوں کو نصیحت کی جائے اور دینی مسائل بتائے جائیں۔

④ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں ورنہ آپ بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیوں پوچھتے؟ یادر ہے نبی ﷺ کے سوال کو اللہ تعالیٰ کے سوال پر قیاس کرنا باطل ہے کیونکہ اللہ عالم الغیب ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وهو أعلم بهم (دیکھئے ح ۳۳۰)

⑤ ہدیہ قبول کرنا مسنون ہے جیسا کہ اس حدیث کے طویل سیاق وسباق سے ثابت ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۲/۱۶۱)

⑥ مقررہ مدت تک قرض کی ادائیگی کا تحریری معاہدہ ہو اور اس سے پہلے ہی یہ قرض ادا کر دیا جائے تو معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔

⑦ اسلام نے ایسے ذرائع کی طرف ترغیب دی ہے جن سے بتدریج غلامی خود بخود ختم ہوگئی۔

⑧ ایک دوسرے کے ساتھ معروف میں تعاون کرنا اہلِ ایمان کا شیوہ ہے۔

⑨ اگر مسلمان آپس میں ایسی شرطیں طے کرلیں جو کتاب وسنت کے مخالف نہ ہوں تو ان شرطوں کا پورا کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((المسلمون على شروطهم .)) مسلمان اپنی شرطوں پر ہوتے ہیں۔

(سنن ابی داود: ۳۵۹۴ وسندہ حسن وصححہ ابن الجارود: ۶۳۷ وابن حبان، الموارد: ۱۱۹۹، نیز دیکھئے صحیح البخاری ج ۳ ص ۱۲۰ قبل ح ۲۲۷۴)

یادر ہے کہ کتاب وسنت کے صریح خلاف ہر شرط مردود ہے۔

⑩ اس حدیث سے بہت سے فقہی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے التمہید (۲۲/۱۶۰۔۱۸۹)

[۴۷۱] وَبِهِ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((نَعَمْ !)) فَتَصَدَّقَ عَنْهَا .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا: میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر انھیں بات کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کرتیں، کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو انھوں نے والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۶۰ ح ۱۵۲۸، ک ۳۶ ب ۴۱ ح ۵۳) التمہید ۲۲/۱۵۳، الاستذکار: ۱۴۵۷

☆ وأخرجہ البخاري (۲۷۶۰) من حدیث مالک، ومسلم (۱۰۰۴/۵۱ بعد ح ۱۶۳۰) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ وصححہ ابن خزیمہ (۲۵۰۰) وابن حبان (الموارد: ۸۵۷)

تفقہ

① میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے۔

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وهو ينتفع بكل ما يصل إليه من كل مسلم . سواءً كان من أقاربه أو غيرهم كما ينتفع بصلاة المصلين عليه و دعائهم له عند قبره .)) اور اسے (میت کو) مسلمان کی طرف سے پہنچنے والی ہر چیز سے نفع پہنچتا ہے، رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کی تفریق کے بغیر جیسا کہ جنازہ پڑھنے والوں اور قبر کے پاس دعا کرنے والوں کی وجہ سے اسے نفع پہنچتا ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۳۶۷)

معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف قریبی رشتہ داروں یا اولاد کی طرف سے صدقے کا ثواب پہنچتا ہے، ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے۔

③ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض جہادی سفروں میں گئے تو مدینے میں ان کی والدہ فوت ہو گئیں۔ اس سے کہا گیا: وصیت کر جاؤ۔ اس نے کہا: کس کی وصیت کروں؟ مال تو سعد کا ہے۔ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے فوت ہو گئیں جب وہ تشریف لائے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اگر میں اس (والدہ) کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہو گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فلاں فلاں باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(الموطأ ۲/۷۶۰ ح ۱۵۲۷، وصحیح سنن النسائی: ۳۴۱۷ وصححہ ابن خزیمہ: ۲۵۰۰، وابن حبان، الموارد: ۸۵۷)

④ والدین کے ایسی خواہشات کی بھی تکمیل کرنی چاہئے جو وہ زبان پر نہ لا سکے ہوں۔

⑤ صدقات کے نام پر عوام میں بہت سی بدعات کا رواج بھی ہو گیا ہے، مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی گیارہویں وغیرہ، ان بدعات سے بچنا چاہئے۔

[٤٧٢] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ :لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ : فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ : يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَ[يَا]° بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو (سیدنا) ابو بکر اور (سیدنا) بلال (رضی اللہ عنہما) کو بخار ہو گیا۔ میں ان کے پاس گئی اور کہا: اے ابا! آپ کی صحت کیسی ہے؟ اور اے بلال! آپ کی صحت کیسی ہے؟

قَالَتْ: فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ :

(سیدنا) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا بخار جب (تیز) ہوتا تو کہتے:

كُلُّ امرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ
وَالمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِراكِ نَعْلِهِ
وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ :

ہر آدمی اپنے گھر میں صبح کرنے والا ہے
اورموت اس کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے
اور (سیدنا) بلال (رضی اللہ عنہ) کا جب بخار کم ہوتا تو اپنی بلند آواز میں (مکہ کو یاد کرتے ہوئے) فرماتے:

اَلَالَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ؟
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ؟
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ؟

کاش میں جانتا کہ میں ایک رات وادی میں گزاروں گا
اور میرے اردگرد اِذخر اور جلیل کی گھاس ہوگی
اور کیا میں کسی دن مِجنہ کے پانی پر آ سکوں گا؟
اور کیا کبھی میرے لئے شامہ اور طفیل (کی پہاڑیاں) ظاہر ہوں گی؟

قَالَتْ عَائِشَةُ :فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ :
((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا وَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ .))

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا:
اے اللہ! جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں اسی طرح یا اس سے زیادہ ہمارے لئے مدینہ کو محبوب بنا اور اسے صحیح کردے، اس کے (ماپ تول کے پیمانوں) صاع اور مُد میں برکت ڈال دے اور اس کے بخار کو یہاں سے نکال کر جُحفہ لے جا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۹۰، ۸۹۱ ح ۱۷۱۴، ک ۴۵ ب ۴ ح ۱۴) التمہید ۲۲/۱۹۰، الاستذکار: ۱۶۴۴

☆ وأخرجہ البخاری (۳۹۲۶، ۵۶۷۷) من حدیث مالک، ومسلم (۱۳۷۶/۴۸۰) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ .

○ من رواية يحي بن يحي .

تفقه

① اولیاء مشکل کشا اور مختار کل نہیں ورنہ صحابۂ کرام کبھی بیمار نہ ہوتے۔
② بیمار کی بیمار پرسی کرنا مسنون ہے۔
③ اچھے اشعار پڑھنا جائز ہے۔ اس سلسلے میں اگر آواز بلند بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
④ اگر تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے آواز میں سوز و گداز پیدا ہو جائے تو جائز ہے۔

⑤ مدینہ بھی حرم ہے۔
⑥ اہلِ ایمان کے نزدیک دنیا کے تمام شہروں کے مقابلے میں مکہ اور مدینہ زیادہ محبوب ہیں۔
⑦ دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے۔
⑧ مکے اور مدینے سے محبت کرنا اہلِ ایمان کا شعار ہے۔
⑨ مکہ اور مدینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص رحمت اور برکت کا نزول ہوتا ہے۔
⑩ کفار کے لئے بددعا کی جاسکتی ہے۔

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۷۳] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ. كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَاوَجَدَ فَجْوَةً / فُرْجَةً نَصَّ. قَالَ هِشَامٌ : وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ .

عروہ بن الزبیر (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں (وہاں) بیٹھا ہوا تھا جب (سیدنا) اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا کہ حجۃ الوداع میں (عرفات سے) واپسی کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کیسے چلتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ تیز اور کشادہ قدموں سے چلتے پھر جب کھلا مقام پاتے تو مزید تیز رفتار سے چلتے۔ ہشام (بن عروہ راویٔ حدیث) نے کہا: عَنَق سے نَص زیادہ (تیز چلنا) ہوتا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۳۹۲ ح ۹۰۴، ک ۲۰ ب ۵۷ ح ۱۷۶) التمهيد ۲۲/ ۲۰۱، الاستذكار: ۸۴۴

☆ وأخرجه البخاري (۱۶۶۶) من حديث مالك به .

تفقه

① عرفات سے مزدلفہ کی طرف واپس جاتے ہوئے حتی الوسع تیز چلنا چاہئے بشرطیکہ دوسرے حاجی تکلیف محسوس نہ کریں۔
② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وادیٔ محسر سے تیزی سے گزرتے تھے۔ دیکھئے الموطأ (۱/۳۹۲ ح ۹۰۵ وسندہ صحیح)

تنبیہ: عرفات سے واپسی والے دن مغرب اور عشاء کی نمازیں عرفات میں نہیں بلکہ مزدلفہ میں پڑھنی چاہئیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٧٤] مَالِكٌ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ .

(سیدنا) مسور بن مخرمہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدہ) سبیعہ الاسلمیہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ان کے خاوند کی وفات کے کچھ دنوں بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دوسری شادی کی اجازت لینے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی، چنانچہ انھوں نے نکاح کرلیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۵۹۰ ح ۱۲۸۸، ک ۲۹ ب ۳۰ ح ۸۵ بلفظ مختلف) التمهيد ۲۲/۲۰۸، الاستذكار: ۱۲۰۶

☆ وأخرجه البخاري (۵۳۲۰) من حديث مالك به .

تفقه

① حاملہ عورت کی عدت اس کے بچے کی پیدائش سے ختم ہو جاتی ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۹۶

عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٧٥] وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ [عَنْ]° عُمَرَ بْنِ [أَبِي]° سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ .

(سیدنا) عمر بن ابی سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اس کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۱/۱۴۰ ح ۳۱۵، ک ۸ ب ۹ ح ۲۹) التمہید ۲۲/۲۰۹، الاستذکار: ۲۸۵

☆ وأخرجہ النسائی (۲/۷۰ ح ۷۶۵) من حدیث مالک بہ. رواہ البخاری (۳۵۴۔۳۵۶) ومسلم (۵۱۷) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ. ٥ من رواية يحي بن يحي . وسقط من الأصل .

تفقہ

① اگر عذر ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۲

حُمْرَانُ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٧٦] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ ابنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَآذَنَهُ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ : وَاللّٰهِ ! لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ ثُمَّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((مَا مِنِ امْرِیءٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يُصَلِّى الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا))

قَالَ مَالِكٌ : أُرَاهُ يُرِيْدُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾.

(سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام حمران (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) مقاعد (بیٹھنے کی اونچی جگہ) پر بیٹھے تو مؤذن نے آ کر نمازِ عصر کی اطلاع دی پھر آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمھیں ایک حدیث سناتا ہوں، اگر کتاب اللہ کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمھیں وہ کبھی نہ سناتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے تو اس نماز اور دوسری نماز کے درمیان (سرزد ہونے والے گناہ) معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (امام) مالک نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت مراد ہے ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے ایک حصے میں، بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (ھود: ۱۱۴)

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۰، ۳۱ ح ۵۸، ک ۲ ب ۶ ح ۲۹) التمہید ۲۲/۲۱۰، ۲۱۱، الاستذکار: ۵۱

☆ وأخرج النسائی (۱/۹۱ ح ۱۴۶) من حدیث مالک بہ مختصراً .

تفقہ

① وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

② علم پھیلانے میں بخل یا کتمانِ حق کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرہ (۱۵۹)

③ لکڑی وغیرہ کی بنی ہوئی چیز پر بیٹھ کر وضو کرنا بہتر ہے تاکہ کپڑے خراب نہ ہوں۔

④ قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے۔

⑤ احادیث بیان کرنا اور آگے پہنچانا اہلِ ایمان کا طریقہ ہے۔

⑥ نوافل ایسی عبادت ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس سلسلے میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

⑦ سنت کے مطابق وضو کرنا اور نماز پڑھنا کفارۂ گناہ کا بہترین ذریعہ ہے۔

⑧ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۳۹

زَيْنَبُ ابْنَةُ أَبِي سَلَمَةَ : حَدِيْثَانِ

[۴۷۷] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ : جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ ؟ فَقَالَ : ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ .))

ام المومنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوطلحہ الانصاری (رضی اللہ عنہ) کی بیوی اُم سلیم (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ! بے شک اللہ حق (بات بیان) کرنے میں حیا نہیں کرتا، اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل (ضروری) ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اگر وہ ''پانی'' دیکھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۵۱، ۵۲ ح ۱۱۴، ک ۲ ب ۲۱ ح ۸۵) التمہید ۲۲/۲۱۴، الاستذکار: ۹۶

☆ وأخرجہ البخاری (۲۸۲) من حدیث مالک بہ .



① عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے تاہم مردوں کی نسبت کم ہوتا ہے۔

② اگر عورت کو نیند میں احتلام ہو جائے تو اس پر نہانا (غسل) فرض ہے۔

③ حصولِ علم میں ظاہری حیا مانع نہیں ہونی چاہئے۔

④ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہر وقت کتاب وسنت پر عمل کرنے اور علم سیکھنے میں مصروف رہتی تھیں۔

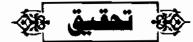
⑤ مسئلہ پوچھنے کے لئے خود جانا چاہئے یا باوثوق ذرائع سے معلوم کرا لینا چاہئے۔

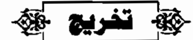
⑥ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے سارا دین بیان کر دیا ہے۔

⑦ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو پوچھنے سے شرمانا نہیں چاہئے۔

[٤٧٨] وَبِهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ .))

(سیدہ) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو ایک بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو، ہو سکتا ہے کہ بعض آدمی دوسرے کی بہ نسبت اچھے طریقے سے اپنی دلیل بیان کرنے والے ہوں تو میں جیسے سنوں اس کے مطابق ان کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس (ایسی صورت میں اگر) میں نے جس شخص کے بارے میں اس کے بھائی کے حق میں سے فیصلہ کر دیا تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے کیونکہ میں اس کے حوالے آگ کا ایک ٹکڑا کر رہا ہوں۔

 سنده صحيح

 البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۱۹ ح ۱۴۶۰، ک ۳۶ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۲/۲۱۵، الاستذکار: ۱۳۸۴

☆ وأخرجہ البخاری (۲۶۸۰) من حدیث مالک، ومسلم (۴/۱۷۱۳) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ .

تفقه

① اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بشر بلکہ خیر البشر ہونے کے ساتھ نورِ ہدایت اور سید وُلدِ آدم بنا کر بھیجا۔

② نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

③ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں کرنا چاہئے۔

④ قاضی کے فیصلے کا دارومدار گواہوں کی گواہیوں پر ہوتا ہے، اسی لئے جھوٹی گواہی کے بارے میں شدید وعید وارد ہوئی ہے۔

⑤ مسلمان بھائی کی حق تلفی کرنا کبیرہ گناہ ہے بلکہ کافروں کی حق تلفی کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ دوسرے عمومی دلائل سے ثابت ہے۔

⑥ حافظ ابن عبدالبر نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان غیب نہیں جانتے...اور انبیاء صرف اسی غیب میں سے جانتے تھے جو انھیں بذریعہ وحی سکھایا جاتا تھا۔ دیکھئے التمہید (۲۱۶/۲۲)

⑦ شرعی احکام ظواہر پر جاری ہوتے ہیں اِلا یہ کہ تخصیص کی کوئی صریح دلیل آجائے۔

⑧ بعض لوگ چرب زبانی کی وجہ سے بعض اوقات باطل بات بھی منوانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں لیکن اس عارضی کامیابی کے باوجود عنداللہ مجرم ہی رہتے ہیں۔

⑨ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا تاہم اس کے فیصلے سے چیز کی حقیقت نہیں بدلتی اور غاصب مالک نہیں بن جاتا۔

⑩ اجتہاد کرنا جائز ہے۔ مزید تفقہ اور فوائد کے لئے دیکھئے التمہید (۲۲۲/۲۲)

تنبیہ: اس حدیث سے اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً مشکوک اور حرام کاموں سے بچنا چاہئے۔ حرام اور مشکوک مال کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ صرف رزقِ حلال کھانا چاہئے۔ قاضی کے فیصلے سے حقیقت نہیں بدلتی، اس سے ناجائز جائز نہیں بن جاتا۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۷۹] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ

(سیدنا) سفیان بن زہیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یمن فتح ہوگا پھر ایک قوم آئے گی (اور مدینے سے نکلے گی) وہ اپنے گھر والوں اور ماتحت لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جانتے ہوتے۔ عراق فتح ہوگا پھر ایک قوم آئے گی جو اپنے گھر والوں اور ماتحت لوگوں کو لے کر سفر کریں گے حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہوگا اگر وہ جانتے ہوتے۔

يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ .))

اور شام فتح ہوگا پھر ایک قوم آئے گی جو اپنے گھر والوں اور ماتحت لوگوں کو لے کر سفر کریں گے اور ان کے لئے مدینہ بہتر ہوگا اگر وہ جانتے ہوتے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۸۷،۸۸۸ ح ۱۷۰۸، ک ۴۵ ب ۲ ح ۷) التمهید ۲۲/۲۲۳، الاستذکار: ۱۶۳۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۷۵) من حديث مالك ومسلم (۱۳۸۸) من حديث هشام بن عروة به .

تفقه

① مدینہ طیبہ کی فضیلت اور اہمیت واضح ہے۔

② مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں رہائش سب علاقوں میں رہائش سے بہتر ہے اور اس پر اجماع ہے۔ (التمہید ۲۲/۲۲۴)

③ رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور نبوت بالکل حق اور سچ ہے۔

④ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے کیونکہ اس میں غیب کی خبر ہے اور آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے سوائے اس کے جس کی اطلاع اللہ نے آپ کو بذریعہ وحی دی۔ (التمہید ۲۲/۲۲۴)

⑤ نیز دیکھئے ح ۸۵، ۴۰۶، ۵۱۱، اور الموطأ (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۲/۸۸۴-۸۹۰)

هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ :ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثَ

[۴۸۰] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَةِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ : سَأَلَتْ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : ((إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ لِتُصَلِّي فِيْهِ .))

(سیدہ) اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ اسے کھرچ لے پھر اس پر پانی بہادے تا کہ اس میں نماز پڑھ سکے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۶۰، ۶۱ ح ۱۳۱، ک ۲ ب ۲۸ ح ۱۰۳، وفي سنده خطأ فاحش.) التمهيد ۲۲/۲۲۸، ۲۲۹، الاستذكار: ۱۱۰

☆ وأخرجه مسلم (۲۹۱) من حديث مالك به .



① حیض کا خون نجس ہے لہٰذا اسے کھرچنا یا دھونا ضروری ہے۔

② امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو؟ انھوں نے فرمایا: نماز پڑھنے سے رُک جائے۔ (الموطأ ۱/۶۰ ح ۱۲۹، وسندہ صحیح، رواہ مالک عنہ)

③ نجاست کو جسم اور کپڑوں سے دُور کرنے کے بعد ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

④ نماز کے لئے جسم اور کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔

⑤ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے جن کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی تو آپ نے نماز ہی میں وہ جوتے اتار دیئے۔ الخ (سنن ابی داود: ۶۵۰ وسندہ صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نجاست لاعلمی میں لگی ہوئی ہو تو علم ہو جانے کے بعد نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۲/۲۴۲)

⑥ اگر نجاست والی چیز کو پانی سے دھو دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

[۴۸۱] وَبِهِ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ، أَنْ نَعَمْ! قَالَتْ: فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ - لَا أَدْرِيْ أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ - يُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ - لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ

اور اسی سند کے ساتھ (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے) روایت ہے کہ میں اُم المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس سورج گرہن کے وقت آئی تو لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ بھی کھڑی (نماز پڑھ رہی) تھیں۔ میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو انھوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: سبحان اللہ. میں نے کہا: کوئی نشانی ہے؟ تو انھوں نے (سر کے) اشارے سے جواب دیا کہ جی ہاں! پھر میں بھی کھڑی ہو گئی حتیٰ کہ مجھ پر غشی چھا گئی۔ میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: میں نے جو چیز پہلے نہیں دیکھی تھی وہ آج اس مقام پر دیکھ لی ہے حتیٰ کہ میں نے جنت اور جہنم دیکھ لیں اور مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تم لوگوں کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے،

أَسْمَاءُ - فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ :نَمْ صَالِحًا، فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ - لَا أَدْرِيْ أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُوْلُ :لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ .))

دجال کے فتنے کی طرح یا اس کے قریب۔راوی کو معلوم نہیں کہ اسماء (رضی اللہ عنہا) نے کون سے الفاظ کہے تھے۔
تم میں سے ہر آدمی کو لایا جاتا ہے پھر پوچھا جاتا ہے کہ اس آدمی کے بارے میں تُو کیا جانتا ہے؟ مومن یا موقن (یقین کرنے والا) کہتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ہمارے پاس واضح دلیلیں اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی۔ راوی کو معلوم نہیں کہ اسماء نے مومن کا لفظ کہا تھا یا موقن کا۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: اچھی طرح سو جا، ہم جانتے تھے کہ تو مومن ہے۔رہا منافق یا شکی آدمی تو وہ کہتا ہے: مجھے پتا نہیں میں تو لوگوں کو ایک بات کرتے ہوئے سنتا تو وہی کہہ دیتا تھا۔راوی کو یاد نہیں کہ اسماء نے منافق کا لفظ کہا تھا یا شکی کا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۸۸، ۱۸۹ ح ۴۴۸، ک ۱۲ ب ۲ ح ۴) التمهيد ۲۲/۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۶، الاستذكار: ۴۱۷

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۴) من حديث مالك به .

تفقه

① ضرورت کے وقت نماز میں اشارہ کرنا جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔
② کافروں اور گناہ گار مسلمانوں دونوں کے لئے عذابِ قبر برحق ہے۔
③ قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا۔
④ قبر میں سوال جواب برحق ہے۔
⑤ تقلید جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔
⑥ ضرورت کے وقت نماز پڑھنے والے سے بات کی جاسکتی ہے مثلاً یہ کہنا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد کا دروازہ بند کر دیں یا میرے پاس آجائیں۔وغیرہ
⑦ نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۱، ۴۵۹، ۴۹۶

[٤٨٢] وَبِهِ أَنَّ أَسْمَاءَ ابْنَةَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ :إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ .

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ) اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس بخار میں مبتلا کوئی عورت لائی جاتی تو وہ اس کے لئے دعا کرتیں، پانی منگواتیں پھر اس کے گریبان کے درمیان ڈالتیں اور فرماتیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ اسے (بخار کو) پانی سے ٹھنڈا کریں۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۴۵ ح ۱۸۲۴، ک ۵۰ ب ۶ ح ۱۵) التمہید ۲۲/۲۲۷، الاستذکار: ۱۷۵۹

☆ وأخرجہ البخاری (۵۷۲۴) من حدیث مالک، ومسلم (۸۲/۲۲۱۱) من حدیث ہشام بن عروۃ بہ .

تفقه

① ایسا بخار جو پانی سے ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں مریض کو پانی اور برف وغیرہ سے ٹھنڈا کرنا جائز ہے تا کہ بخار اُتر جائے اور جدید سائنس نے بھی یہ بات ثابت کردی ہے کہ اگر مریض کو بخار ہو تو ٹھنڈی پٹیاں لگائی جائیں۔

② مریض کے لئے دعا کرنا سنت ہے۔

③ نیک آدمی سے دعا کرانا اور اس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

④ رسول اللہ ﷺ رحمت للعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے اور یاد رہے کہ یہ آپ کی صفتِ خاصہ ہے جس میں دوسرا کوئی شخص آپ کا شریک نہیں ہے۔

⑤ دعا سے اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۵۴

هِشَامٌ عَنْ عَبَّادٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٨٣] مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ، يَقُوْلُ :((اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے سنا، وہ اُن کی طرف متوجہ تھیں اور آپ ان کے سینے سے ٹیک لگائے فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھ پر (اپنی رحمت کا) پردہ ڈال اور رحم فرما اور مجھے الرفیق الاعلیٰ کے ساتھ

أَلْحِقْنِي بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلَى .)) — ملا دے۔

كَمُلَ حَدِيْثُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وَثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا . — ہشام بن عروہ کی (بیان کردہ) حدیثیں مکمل ہوئیں اور یہ چونتیس حدیثیں ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج مسلم

الموطأ (رواية یحییٰ ۲۳۸/۱ ح ۵۶۵، ک ۱۶ ب ۱۶ ح ۴۶) التمہید ۲۵۴/۲۲، الاستذکار: ۵۱۹

☆ وأخرجه مسلم (۲۴۴۴) من حديث مالك به .

تفقه

① رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔

② رسول اللہ ﷺ مشکل کشا نہیں تھے۔

③ بیماری کے ایام میں مریض کی دیکھ بھال اور خدمت کرنا باعثِ اجر وثواب ہے۔

④ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ہمہ وقت اس کی رحمت کا طلب گار رہنا تقویٰ کی علامت ہے۔

⑤ تمام انبیاء اور رسول ہر قسم کے گناہ سے پاک و معصوم تھے، اس کے باوجود انبیاء و پیغمبر اللہ سے استغفار کرتے رہے اور یہ ان کی تواضع اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ داود علیہ السلام نے اپنے مزمور میں فرمایا: ''اور میرے سب گناہ مُعاف فرما۔'' (زبور باب ۲۵ فقرہ: ۱۸، بائبل عہد نامہ قدیم ص ۵۴۱)

اسی عبارت کے انگریزی متن میں لکھا ہوا ہے کہ "and forgive all my sins"

(The Bible Psalms 25:18 Page 476)

حالانکہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ انبیائے کرام ہر قسم کے گناہوں سے بالکل معصوم اور پاک تھے لہٰذا ایسی دعائیں تواضع، عاجزی اور امت کی تعلیم و تربیت پر محمول ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بعض روایتوں میں ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ .)) کے الفاظ آئے ہیں، ان کا ترجمہ کرتے ہوئے احمد یار خان نعیمی بریلوی نے لکھا: ''خدایا! میرے سارے گناہ بخش دے''

(ترجمہ مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۹۴، شائع کردہ مکتبہ اسلامیہ: ۴۰، اردو بازار لاہور)

یہ ''مکتبہ اسلامیہ'' بریلویوں کا ہے جنھوں نے اس کتاب کو پیر بھائی پرنٹرز پریس سے شائع کیا ہے۔ دوسرا مکتبہ اسلامیہ اہلِ حدیث کا ہے جس کے مالک محترم سرور عاصم صاحب ہیں، اس مکتبے نے کتابِ مذکور کو شائع نہیں کیا۔ اسے خوب سمجھ لیں۔

حدیثِ مذکور کا ترجمہ کرتے ہوئے غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا: ''اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما دے''

(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۷۵، حدیث: ۹۸۷، مطبوعہ فرید بک سٹال۔ ۳۸۔ اردو بازار لاہور نمبر ۲)

ہماری تحقیق میں حدیثِ مذکور کا مفہوم وہ نہیں بلکہ یہ ہے: ''اے اللہ! میرے اور گناہوں کے درمیان پردہ حائل کر دے۔''

هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ :حَدِيْثٌ وَاحِد

[٤٨٤] مَالِكٌ :حَدَّثَنِي هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِسْطَاسٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِنْبَرِي هٰذَا بِيَمِيْنٍ آثِمَةٍ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .))

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے اس منبر پر جھوٹی قسم کھائی تو اس نے اپنا ٹھکانا آگ میں بنالیا۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۷۲۷ ح ۱۴۷۲، ک ۳۶ ب ۸ ح ۱۰، علیٰ تصحیف فی المطبوع وھو فی النسخۃ الباکستانیۃ ص ۶۳۶ علی الصواب) التمہید ۲۲/۸۲، الاستذکار: ۱۳۹۵

☆ وأخرجہ احمد (۳/۳۴۴) والنسائی فی الکبریٰ (۳/۴۹۱ ح ۶۰۱۸) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الموارد: ۱۱۹۲) وابن الجارود (۹۲۷) والحاکم (۴/۲۹۶، ۲۹۷) ووافقہ الذہبی.

تفقہ

① جھوٹی قسم کھانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے لیکن نبی ﷺ کے منبر پر ایسی قسم کھانے کا گناہ عام جھوٹی قسموں سے زیادہ ہے۔

② کچھ گناہ بعض صورتوں میں زیادہ سنگین اور ہلاکت خیز ثابت ہوتے ہیں اور ان کی بطورِ خاص تعیین کی گئی ہے مثلاً زنا حرام ہے لیکن ہمسائی سے زنا کرنا بڑا جرم اور مہلک گناہ ہے۔ مذکورہ حدیث بھی اسی قبیل میں سے ہے۔

③ حلف اُٹھوانے کے لئے مسجد اور منبر تک لے جانا جائز ہے۔ بعض لوگ اس صورت میں قبلے کی طرف چہرہ بھی کرواتے ہیں، غالباً انھوں نے مسجد و منبر کے ساتھ ساتھ قبلے کے تقدس کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ واللہ اعلم

④ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۴۰

هِلَالُ بْنُ أُسَامَةَ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٨٥] مَالِكٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ :أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !إِنَّ

(سیدنا) عمر بن الحکم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میری ایک لونڈی میری بکریاں چراتی تھی۔ جب میں

جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِي فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ : أَكَلَهَا الذِّئْبُ، فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((أَيْنَ اللّٰهُ ؟)) فَقَالَتْ : فِي السَّمَاءِ . قَالَ لَهَا : ((مَنْ أَنَا ؟)) قَالَتْ :أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ :((أَعْتِقْهَا .))

اس کے پاس آیا تو ایک بکری گم تھی۔ میں نے اس کے بارے میں اُس سے پوچھا تو وہ بولی: اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ مجھے اس پر غصہ آیا اور میں آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہوں۔ پس میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارے۔ مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے، کیا میں اسے آزاد کردوں؟ پھر (جب وہ اپنی لونڈی لائے تو) رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان پر ہے۔ آپ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے آزاد کردو۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۲/۷۷۶، ۷۷۷ ح ۱۵۵۰، ک ۳۸ ب ۶ ح ۸) التمهيد ۲۲/ ۷۵، الاستذكار: ۱۴۷۹

☆ وأخرجه النسائي في الكبرىٰ (۴/ ۴۱۸ ح ۷۷۵۶) من حديث مالک بہ. ورواه مسلم (۵۳۷) من حديث هلال به وقال: ''معاوية بن الحكم'' وهو الصواب.

تنبیہ: روایتِ مذکورہ میں عمر کے بجائے معاویہ کا لفظ صحیح ہے یعنی اس حدیث کے راوی سیدنا معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں لکھا ہوا ہے۔

تفقه

① یہ سوال کرنا کہ ''اللہ کہاں ہے؟'' بالکل صحیح اور سنت ہے بلکہ ایمان کی کسوٹی ہے۔ یاد رہے کہ اس سوال کے جواب میں یہ کہنا کہ ''اللہ ہر جگہ بذاتہ موجود ہے'' غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ **كما يليق بجلاله و شأنه**

② اسلام میں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ مسلمانوں پر چار اماموں (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی واجب ہے اور باقی تینوں کی حرام ہے بلکہ اسلام تو اللہ و رسول پر ایمان لانے کا نام ہے۔

③ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ **كما يليق بجلاله**

④ اہلِ سنت والجماعۃ کے اکابر علماء نے اپنی تصانیف میں اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا مدلل لکھا ہے مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (کتاب التوحید باب ۲۲ ح ۷۴۱۸ تا ۷۴۲۸) وغیرہ۔ بلکہ بعض علماء نے خاص اس مسئلے علوِ باری تعالیٰ پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً المحدث الصدوق محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی کتاب العرش، حافظ ذہبی کی کتاب العلو للعلی الغفار اور حافظ ابن تیمیہ کا الرسالۃ العرشیہ

(مجموع الفتاویٰ ۶/۵۴۵۔۵۸۳) وغیرہ۔

اس عقیدے کو امام ابن خزیمہ کی کتاب التوحید اور اس جیسی دوسری کتابوں میں بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے اور تمھارے اعمال جانتا ہے۔

(کتاب التوحید لابن خزیمہ ص ۱۰۵ ح ۱۴۹، وسندہ حسن لذاتہ، عاصم بن ابی النجو والقاری حسن الحدیث وباقی السند صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو بذاتہ ہر جگہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ عرش پر مستوی مانتے تھے۔

⑥ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو (سیدنا) ابوبکر (الصدیق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ آسمان پر زندہ ہے اُسے موت نہیں آئے گی۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۲۰۲ وسندہ حسن، الرد علی الجہمیہ للامام عثمان بن سعید الدارمی: ۷۸)

⑦ مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے شاگرد اور مشہور مفسرِ قرآن ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵ھ) نے کہا: ''**هو فوق العرش وعلمه معهم أينما كانوا** '' وہ عرش پر ہے اور اس کا علم اُن کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہوں۔

(تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۸ ص ۱۰، وسندہ حسن، السنہ لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۵۹۲)

⑧ امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ہم اپنے رب کو کس طرح پہچانیں؟ تو انھوں نے فرمایا: وہ ساتویں آسمان پر عرش پر ہے، اپنی مخلوق سے (ذات کے لحاظ سے) جدا ہے۔ (کتاب الرد علی الجہمیہ للامام عثمان بن سعید الدارمی: ۶۷ وسندہ صحیح)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**نعرف ربنا فوق سبع سموات على العرش استوى بائناً من خلقه ولا نقول كما قالت الجهمية: أنه هاهنا، وأشار إلى الأرض .** '' ہم جانتے ہیں کہ ہمارا رب سات آسمانوں سے اوپر عرش پر مستوی ہے، اپنی مخلوق سے جدا ہے، ہم جہمیوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ یہاں ہے اور انھوں نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔

(عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی ص ۱۸۵، ۱۸۶، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ص ۲۰ ح ۲۸، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۷ دوسرا نسخہ ص ۵۳۸، تیسرا نسخہ ص ۳۰۳، محمد بن عبدالرحمٰن ھو السامی بالسین المہملہ)

⑨ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (صاحب الموطأ) نے فرمایا: ''**اللّٰه عزوجل في السماء وعلمه في كل مكان ، لا يخلو من علمه مكان .** '' اللہ عزوجل آسمان پر ہے اور اس کا علم ہر مکان پر (محیط) ہے، اس کے علم سے کوئی مکان باہر نہیں۔

(الشریعۃ للآجری ص ۲۸۹ ح ۶۵۲ وسندہ حسن لذاتہ، مسائل ابی داود ص ۲۶۳)

⑩ اس عقیدے کے بارے میں سلف صالحین کے بے شمار اقوال ہیں۔ آخر میں صحیح ابن خزیمہ کے مولف امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا قول پیشِ خدمت ہے، انھوں نے فرمایا: جو شخص اس کا اقرار نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے تو وہ اپنے رب کا کافر ہے، اسے توبہ کرائی جائے ورنہ اس کی گردن ماردی جائے اور گندگی کے کسی ڈھیر پر پھینک دیا جائے۔ الخ

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۸۴ ح ۱۸۷، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ص ۲۸۵)

تنبیہ: یاد رہے کہ گردن مارنا، قتل کرنا اور سزائیں دینا مسلمان حکمرانوں کا کام ہے۔
اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے مزید دلائل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''علمی مقالات'' (ج ا ص ۱۳)

بَابُ الْوَاوِ وَاحِدٌ . وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٨٦] مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ : بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمَائَةٍ وَأَنَا فِيْهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجَمَعَ ذٰلِكَ كُلَّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٌ قَالَ : فَكَانَ يَقُوْتُنَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ وَلَمْ تُصِبْنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ : وَمَا تُغْنِيْ تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ : لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَيْثُ فَنِيَتْ قَالَ : ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصِبْهُمَا .

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل کی طرف تین سو صحابہ کا ایک دستہ بھیجا اور ان کا امیر (سیدنا) ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) کو بنایا، میں بھی ان میں تھا۔ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ راستے میں زادِ راہ ختم ہو گیا تو ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے حکم دیا کہ لشکر میں باقی ماندہ خوراک اکٹھی کی جائے۔ پھر یہ ساری خوراک اکٹھی کر لی گئی تو کھجوروں کی دو تھیلیاں ہوئیں۔ اسے ہم بطورِ خوراک روزانہ تھوڑا تھوڑا استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ یہ بھی ختم ہو گئیں اور ہمیں صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ (وہب بن کیسان رحمہ اللہ راوی نے) کہا: میں نے پوچھا: ایک کھجور سے کیا ہوتا تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: جب یہ بھی ختم ہو گئی تو پھر ہمیں اس کی قدر محسوس ہوئی۔ پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ٹیلے کی مانند ایک (بڑی) مچھلی پڑی تھی تو اس لشکر نے اٹھارہ راتیں اس میں سے کھایا۔ پھر (سیدنا) ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے حکم دیا کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی جائیں۔ جب پسلیاں کھڑی کی گئیں تو انھوں نے حکم دیا کہ ایک اونٹنی پر کجاوہ رکھا جائے، چنانچہ وہ ان کے نیچے سے گزر گئی اور ان سے لگی نہیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۹۳۰، ۹۳۱ ح ۹۴۷، ک ۴۹ ب ۱۰ ح ۲۴) التمهيد ۲۳/۱۱، وقال: "هذا حديث صحيح مجتمع على صحته".

الاستذكار: ۱۷۲۷

☆ وأخرجه البخاري (۲۴۸۳) ومسلم (۱۹۳۵/۲۱) من حديث مالك به.

تفقه

① وہ مچھلی جو سمندر میں مرجائے (طافیہ) وہ حلال ہے۔

② مخلوق میں سے کوئی بھی مشکل کشا نہیں ہے یعنی اسباب کے بغیر کوئی کسی کی مشکل حل نہیں کرسکتا۔

③ صحابۂ کرام غیب نہیں جانتے تھے، انھوں نے راہِ جہاد میں مشکلات کا سامنا کیا۔

④ خلیفۃ المسلمین کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کی دعوت اور اہلِ اسلام کے دفاع کے لئے عسکری دستے روانہ کرے۔

⑤ مصیبت میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے۔

⑥ سفر میں زادِ راہ لینا مسنون ہے۔

⑦ خلیفہ اور اس کے مامورین کو چاہئے کہ ہر وقت مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی میں مصروف رہیں۔

بَابُ الْيَاءِ سَبْعَةٌ: لِجَمِيْعِهِمْ خَمْسَةٌ وَثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا

يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: لَهُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ حَدِيْثَانِ .

[٤٨٧] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ بِهَا بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ .

(سیدنا) براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو آپ نے اس میں والتین والزیتون (سورت) کی تلاوت فرمائی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۷۹، ۸۰ ح ۱۷۲، ک ۳ ب ۵ ح ۲۷ نحو المعنیٰ) التمهيد ۲۲۳/۲۳، الاستذكار: ۱۴۹

☆ وأخرجه النسائي (۱۷۳/۲ ح ۱۰۰۱) من حديث مالك به ورواه مسلم (۱۷۶/۴۶۴) من حديث يحيیٰ بن سعيد الانصاري به ورواه البخاري (۷۶۷) من حديث عدي بن ثابت به.

تفقه

① نماز میں مسنون قراءت پڑھنا بہتر ہے۔
② نمازِ عشاء میں دوسری سورتیں بھی ثابت ہیں مثلاً سورۃ الانشقاق وغیرہ۔
③ دوسری نمازوں کی بنسبت عشاء میں چھوٹی سورتیں تلاوت کرنی چاہئیں۔

[٤٨٨] وَبِهِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ يَزِيْدَ الْخَطْمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

(سیدنا) ابوایوب الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۴۰۱ ح ۹۲۶، ک ۲۰ ب ۶۵ ح ۱۹۸) التمہید ۲۳/۲۲۵، الاستذکار: ۸۶۶

☆ وأخرجہ البخاری (۴۴۱۴) من حدیث مالک بہ۔

تفقه

① حج کے دن عرفات میں مغرب کی نماز نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھنی چاہئیں۔ یہی سنتِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے۔
② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں اکٹھی کر کے مزدلفہ میں پڑھتے تھے۔
③ نیز دیکھئے حدیث: ۱۹۰

الْأَعْرَجُ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٨٩] وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ فِيْهِمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

(سیدنا) عبداللہ بن بحینہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد (تشہد میں) بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے۔ جب نماز مکمل ہوئی تو دو سجدے کئے پھر ان کے بعد سلام پھیرا۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ١/٩٦، ٩٧ ح ٢١٥، ك ٣ ب ١٧ ح ٦٦) التمهيد ٢٣/٢٢٦

☆ وأخرجه البخاري (١٢٢٥) من حديث مالك به .

تفقه

① اگر نماز میں بھول جائیں تو دو سجدے کیے جاتے ہیں جنھیں سجدۂ سہو بھی کہا جاتا ہے۔

② سجدۂ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی۔ نیز دیکھئے ح ۱۲۸، ۱۵۶

③ بعض لوگ تشہد پڑھ کر صرف ایک طرف سلام پھیرتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے۔

④ شیعوں کے ایک مشہور امام ابن بابویہ القمی (متوفی ۳۸۱ھ) لکھتے ہیں:

''إن الغلاة والمفوضة لعنهم الله ينكرون سهو النبي صلّى الله عليه وآله وسلم يقولون لو جاز أن يسهو عليه السلام في الصلاة جاز أن يسهو في التبليغ لأن الصلوة عليه فريضة كما أن التبليغ عليه فريضة وهذا لا يلزمنا .... وليس سهو النبي صلى الله عليه وآله وسلم كسهونا لأن سهوه من الله عزوجل وإنما أسهاه ليعلم أنه بشر مخلوق فلا يتخذ ربًا معبودًا دونه وليعلم الناس بسهوه حكم السهو متى سهوا وسهونا عن الشيطان ... ''

اللہ غالیوں اور مفوضہ پر لعنت کرے وہ نبی ﷺ کے سہو کا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر آپ علیہ السلام سے نماز میں سہو ہونا جائز ہے تو تبلیغ میں سہو ہونا بھی جائز ہے کیونکہ آپ پر جس طرح تبلیغ فرض ہے اُسی طرح نماز بھی فرض ہے۔ اور یہ ہمیں لازم نہیں آتا... نبی ﷺ کا سہو ہماری سہو کی طرح نہیں ہے کیونکہ آپ کا بھولنا تو اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اس نے آپ کو صرف اس لئے بھلایا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ بشر مخلوق ہیں تا کہ آپ کو اللہ کے علاوہ رب معبود نہ بنالیا جائے اور لوگوں کو جب سہو ہو تو آپ کے سہو سے سہو کا حکم معلوم ہو جائے اور ہمارا بھولنا شیطان کی طرف سے ہے... (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۳۴)

مُحَمَّدٌ التَّيْمِيُّ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٤٩٠] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ التَّمَّارِ عَنِ الْبُيَاضِيِّ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ :

((إِنَّ الْمُصَلِّي مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيْهِ بِهِ

البیاضی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں کی آوازیں قراءت کی وجہ سے بلند تھیں تو آپ نے فرمایا:

نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے لہٰذا اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا سرگوشی کرتا ہے اور ایک دوسرے پر جہر

وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ .)) کے ساتھ قرآن نہ پڑھو۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۸۰ ح ۱۷۷، ک ۳ ب ۶ ح ۲۹) التمہید ۲۳/۳۱۵، الاستذکار: ۱۵۳

☆ وأخرجہ احمد (۴/۳۴۴) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن عبدالبر وللحدیث شاہد عند ابی داود (۱۳۳۲) وسندہ صحیح.

تفقہ

① مسجد میں اگر نمازیوں کو تکلیف ہو تو اونچی آواز سے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے۔

② مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

③ اگر دوسرے لوگ موجود ہوں اور سوئے ہوئے ہوں یا اپنی نمازوں میں مصروف ہوں تو پھر تہجد کی نماز میں قراءت سراً افضل ہے۔ نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھ کر تشریف لاتے یا مہمانوں کے پاس آتے تو آہستہ سے سلام کہتے جسے سویا ہوا سن نہ سکتا اور بیدار سن لیتا تھا۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۰۵۵، دارالسلام: ۵۳۶۲)

معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے اور آپ ﷺ اپنی اُمت پر بے حد مہربان تھے۔

④ نماز اللہ کے ساتھ سرگوشی، قراءتِ قرآن اور اذکار وادعیہ مسنونہ کا نام ہے۔

⑤ اونچی قراءت کی مناسبت سے دو حوالے پیشِ خدمت ہیں:

اشرفعلی تھانوی نے کہا: ''میرے نزدیک: اِذَا قُرِئَ الْقُرانُ فَاسْتَمِعُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو۔ تبلیغ پر محمول ہے اس جگہ قراءت فی الصلوۃ مراد نہیں۔ سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے تو اب ایک مجمع میں بہت آدمی مل کر قرآن پڑھیں تو کوئی حرج نہیں۔'' (الکلام الحسن جلد دوم ص ۲۱۲)

قاری سعید الرحمٰن دیوبندی اپنے والد عبدالرحمٰن کاملپوری سے، وہ اشرفعلی تھانوی صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے نمازِ جمعہ کے بارے میں جہاں اکثر شرائط مفقود ہوں فرمایا: ''ایسے موقعہ پر فاتحہ خلف الامام پڑھ لینا چاہئے تاکہ امام شافعیؒ کے مذہب کے بناء پر نماز ہو جائے۔'' (تجلیات رحمانی ص ۲۳۳ طبع اول)

مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ

[٤٩١] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کی

يَقُوْلُ :((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرَى شَيْئًا ثُمَّ تَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرَى شَيْئًا ثُمَّ تَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَتَمَارَى فِي الْفُوْقِ.))

نسبت، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنے عمل کو ان کے عمل کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے (لیکن) وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ تم تیر کی انّی (پھل) دیکھو تو اس میں کچھ (خون وغیرہ) نہ پاؤ، اگر تیر کی لکڑی دیکھو تو اس میں بھی کچھ نہ پاؤ، اگر اس کا پر دیکھو تو اس میں کچھ نشان نہ پاؤ اور تیر کے سوفار (جہاں کمان کی تان ٹکتی ہے) کے بارے میں شک کرو (کہ اس میں کوئی اثر ہے یا نہیں۔)

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۲۰۴، ۲۰۵ ح ۴۷۹، ک ۱۵ ب ۴ ح ۱۰) التمہید ۲۳/۳۲۰، وقال: ''هذا حديث صحيح الإسناد ثابت''.
الاستذکار: ۴۴۸

☆ وأخرجه البخاري (۵۰۵۸) من حديث مالك به .

تفقه

① اس حدیث میں خارجیوں تکفیریوں کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت حق اور سچ ہے۔

③ کتاب و سنت کو صرف سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں سمجھنا چاہئے، جو لوگ سلف صالحین کے خلاف اپنے فہم سے کتاب و سنت کو سمجھنے کا نظریہ رکھتے ہیں تو یہ خوارج اور اہلِ بدعت ہیں۔

④ روئے زمین پر اسلام کا دعویٰ کرنے والوں میں سب سے شریر لوگ خوارج اور تکفیری ہیں جو صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

⑤ قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے۔

⑥ اسلامی حکومت (جس نے کتاب و سنت کو نافذ کر رکھا ہے) کے خلاف خروج جائز نہیں ہے اگرچہ خلیفہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔

⑦ مسلمان کو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں وہ گمراہ ہو کر اللہ کے غضب کا مستحق نہ ہو جائے۔

⑧ ہر وقت علمائے حق سے رابطہ قائم رکھنا چاہئے۔

⑨ بدعات سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ عمل غارت ہو جاتا ہے۔

⑩ اگر عقائد ونظریات کتاب وسنت کے مطابق نہ ہوں تو اعمال کے انبار بھی ذرا بھر حیثیت نہیں رکھتے۔

[٤٩٢] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى ابْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ، إِذَا حِمَارٌ وَحْشِيٌّ عَقِيْرٌ فَذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّهُ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ)) فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! شَأْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ، بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيْهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلاً أَنْ يَقِفَ عِنْدَهُ لَا يُرِيْبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى تَجَاوَزَهُ ○.

(سیدنا) البہزی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ جانے کے لئے (مدینے سے) نکلے اور آپ حالتِ احرام میں تھے۔ جب آپ روحاء (کے مقام) پر پہنچے تو وہاں ایک گورخر زخمی حالت میں کونچیں کٹا ہوا پڑا تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک یا اسے شکار کرنے والا آجائے۔ پھر بہزی (رضی اللہ عنہ) آگئے جو اس کے مالک یا شکار کرنے والے تھے تو انھوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ اسے لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کردیں پھر آپ چلے حتیٰ کہ رویثہ اور عرج کے درمیان اُثایہ (مقام پر) پہنچے تو دیکھا کہ ایک ہرن سر جھکائے سائے میں کھڑا ہے اور اسے ایک تیر لگا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ لوگوں میں سے کوئی اسے نہ چھیڑے حتیٰ کہ لوگ یہاں سے آگے چلے جائیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۵۱ ح ۷۹۷، ک ۲۰ ب ۲۴ ح ۷۹) التمہید ۲۳/۳۴۱، الاستذکار: ۷۴۹

☆ وأخرجہ النسائی (۵/۱۸۲، ۱۸۳ ح ۲۸۲۰) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ. وصححہ ابن حبان (الموارد: ۹۸۳)

○ وفي رواية يحي بن يحي: " حَتّٰى يُجَاوِزَهُ."

تفقه

① فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۵۳

② اگر شکار کرنے والا احرام میں نہ ہو تو اس کا کیا ہوا شکار احرام والے شخص کے لئے بھی حلال ہے۔

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۴۹۳] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ :أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :آخِرُ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ : إِذَا نُفِسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَجَاءَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ : أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ هُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ :((قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ .))

سلیمان بن یسار (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) کا ایسی عورت کے بارے میں اختلاف ہوا جس کے ہاں اس کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچے کی پیدائش ہوئی۔ ابن عباس نے کہا: دونوں عدتوں میں سے جو بعد میں ختم ہو یعنی چار مہینے اور دس دن عدت گزارے گی اور ابوسلمہ نے کہا: اس کے بچے کی پیدائش ہوگئی لہٰذا اُس کی عدت ختم ہوگئی۔ پھر ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو فرمایا: میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں پھر انھوں نے یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام کریب (رحمہ اللہ) کو نبی ﷺ کی بیوی ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف بھیجا۔ پھر اس (کریب) نے آکر انھیں بتایا کہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: سبیعہ الاسلمیہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ان کے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کی پیدائش ہوئی تو انھوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: تمھاری عدت ختم ہوگئی ہے لہٰذا جس سے چاہو نکاح کرلو۔

تحقيق صحيح

تخريج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۵۹۰ ح ۱۲۸۹، ک ۲۹ ب ۳۰ ح ۸۲) التمہید ۲۳/۱۵۰، الاستذکار: ۱۲۰۷

☆ وأخرجہ النسائی (۶/۱۹۳ ح ۳۵۴۴) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ. ورواہ مسلم (۱۴۸۵/۵۷، دارالسلام: ۳۷۲۳) من حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری بہ. ورواہ البخاری (۴۹۰۹)

تفقه

① حاملہ عورت کی عدت طلاق اور شوہر کی وفات دونوں صورتوں میں وضعِ حمل ہے۔
② اختلاف کے صورت میں کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا۔
③ مسائل میں اختلاف ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں لیکن ترجیح کتاب وسنت سے ثابت شدہ مسائل ہی کو دی جائے گی۔
④ نیز دیکھئے حدیث:۳۹۶

عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سِتَّةُ أَحَادِيْثَ

[٤٩٤] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ .

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز (اس قدر اندھیرے میں) پڑھتے کہ پھر عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۵ ح۴، ک۱ ب۱ ح۴) التمهيد ۲۳/۳۸۵، الاستذکار:۴
☆ وأخرجه البخاري (۸٦۷) ومسلم (٦۴۵) من حديث مالک به .

تفقه

① صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنی چاہئے۔
② عورتوں کے لئے چادر اوڑھنا ضروری ہے۔
③ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ مردوں سے پردہ کرے۔
④ عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔
⑤ نیز دیکھئے حدیث:۴۵

[٤٩٥] وَبِهِ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ

اور اسی سند کے ساتھ (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت اُن سے مانگنے آئی تو کہا: اللہ تجھے عذابِ قبر سے بچائے تو عائشہ (رضی اللہ عنہا)

قُبُوْرِهِمْ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَ بِالشَّمْسِ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَي الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامَ طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے اللہ کی پناہ، پھر ایک صبح آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے، سورج کو گرہن لگا تو آپ دوپہر سے پہلے واپس آ کر حجروں کے پاس سے گزرے پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کی، آپ نے بہت لمبا قیام کیا پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر اُٹھ کر (دوبارہ) لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر (رکوع سے سر) اُٹھایا تو سجدہ کیا۔ پھر (دوسرا) لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر اُٹھ کر لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر (رکوع سے سر) اُٹھایا تو سجدہ کیا پھر (نماز سے) فارغ ہوئے تو جو اللہ نے چاہا بیان کیا پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۸۷، ۱۸۸ ح ۴۴۷، ک ۱۲ ب ۱ ح ۳) التمهيد ۲۳/۳۹۱، الاستذكار: ۴۱۶

☆ وأخرجه البخاري (۱۰۴۹، ۱۰۵۰) من حديث مالك به .

تفقه

① اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور گناہ گاروں کے لئے عذابِ قبر برحق ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۱، ۴۵۹، ۴۸۱

[۴۹۶] وَبِهٖ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ عورتوں نے آج کل جو باتیں نکال لی ہیں، اگر رسول اللہ ﷺ

مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ .
قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ :
أَوَ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ؟ قَالَ : فَقَالَتْ عَمْرَةُ :
نَعَمْ !

دیکھتے تو انھیں مسجد (جانے) سے روک دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔ یحییٰ (بن سعید الانصاری، راوی) نے عمرہ (بنت عبدالرحمٰن رحمہما اللہ) سے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا؟ تو انھوں نے کہا: جی ہاں!

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۹۸ ح ۴۶۹، ک ۱۴ ب ۶ ح ۱۵) التمہید ۲۳/ ۳۹۴، الاستذکار: ۴۳۸

☆ وأخرجه البخاری (۸۶۹) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① اگر عورتیں مسجدوں میں شرعی امور کا خیال نہ رکھیں تو خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ ایسی عورتوں کو بطورِ تنبیہ مسجدوں میں جانے سے روک دے۔

② عورتوں کے لئے مسجدوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں مسجد نبوی میں نمازیں پڑھتی تھیں۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إذا استأذنكم نساؤكم بالليل إلى المساجد فأذنوا لهن .)) جب تم سے تمھاری بیویاں رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انھیں اجازت دے دو۔

(صحیح بخاری: ۸۶۵، صحیح مسلم: ۴۴۲، دارالسلام: ۹۸۹)

ایک دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر ہم اس دروازے کو عورتوں کے لئے چھوڑ دیں؟ (خاص کر دیں؟)..... پھر اس دروازے سے (سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہ وفات تک کبھی داخل نہیں ہوئے۔ (سنن ابی داود: ۵۷۱ وسندہ صحیح)

ایک دفعہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا کہ ہم تو عورتوں کو مسجد جانے سے منع کریں گے ورنہ یہ اسے (شرارت کا) بہانہ بنالیں گی۔ یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور مارا اور فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ نہیں!

(صحیح مسلم: ۴۴۲، دارالسلام: ۹۹۲۔۹۹۴)

[٤٩٧] وَبِهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ :
خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ
مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینے سے) نکلے تو ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں اور ہمارا صرف حج کا ارادہ تھا پھر جب

مِنْ مَكَّةَ، أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ . فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ .

قَالَ يَحْيٰى: فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ .

ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کے جانور نہیں ہیں، اگر اس نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر لی ہے تو احرام کھول دے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: پھر قربانی والے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

یحییٰ (بن سعید الانصاری) نے کہا: پھر میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد کے سامنے بیان کی تو انھوں نے فرمایا: عمرہ نے تمھیں یہ حدیث بالکل اصل کے مطابق سنائی ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۹۳ ح ۹۰۷، ک ۲۰ ب ۵۸ ح ۱۷۹) التمہید ۲۳/۳۵۶، الاستذکار: ۸۴۷

☆ وأخرجہ البخاری (۱۷۰۹) من حدیث مالک بہ ۔

تفقه

① جس شخص کے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوں اور وہ حج کے مہینوں میں حج کی نیت سے مکہ پہنچ جائے تو اگر چاہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور بعد میں حج تمتع کرے تو ایسا کرسکتا ہے۔

② گائے کا گوشت حلال ہے اور کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ گائے کا گوشت مضر ہے۔ اس سلسلے میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے جن روایات کو صحیح قرار دیا ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔

③ نیز دیکھئے حدیث: ۳۸

[۴۹۸] وَعَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ زُرَارَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيْبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ

حبیبہ بنت سہل الانصاریہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ وہ ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ صبح (کی نماز) کے لئے نکلے تو اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس حبیبہ بنت سہل

إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ :((مَنْ هٰذِهِ ؟)) فَقَالَتْ : أَنَا حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ فَقَالَ :((مَا شَأْنُكِ ؟)) فَقَالَتْ : لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ - لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((هٰذِهِ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ)) فَقَالَتْ حَبِيْبَةُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كُلُّ مَا أَعْطَانِيْ فَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتٍ :((خُذْ مِنْهَا.))
فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا .

(رضی اللہ عنہا) کو پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں تو آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا: میں اور ثابت بن قیس (اکٹھے) نہیں رہ سکتے۔ ثابت بن قیس ان کے خاوند تھے۔ پھر جب ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حبیبہ بنت سہل نے جو اللہ کو منظور تھا تذکرہ کیا ہے۔ پھر حبیبہ نے کہا: یارسول اللہ! انھوں نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس موجود ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: اس سے لے لو۔ تو انھوں نے اس سے لے لیا (اور اسے ایک طلاق دے دی) اور حبیبہ اپنے گھر میں (عدت گزارنے کے لئے) بیٹھ گئیں۔

تحقیق صحيح

تخریج

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۵۶۴ ح ۱۲۲۸، ک ۲۹ ب ۱۱ ح ۳۱) التمهيد ۲۳/۳۶۷ وقال: ''وهو حديث ثابت مسند متصل'' الاستذكار: ۱۱۴۸

☆ وأخرجه ابوداود (۲۲۲۷) من حديث مالك، والنسائي (۶/۱۶۹ ح ۳۴۹۲) من حديث ابن القاسم عن مالك به. وصححه ابن حبان (الموارد: ۱۳۲۶)

تفقه

① اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو اور شوہر طلاق نہ دے تو عورت دعویٰ خلع کر سکتی ہے۔

② اہلِ ایمان کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے۔

③ خلع میں بیوی کو اپنے حق مہر وغیرہ سے دستبردار ہونا پڑے گا اور شوہر کے جائز مطالبے کو پورا کرنا ہوگا۔

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے اپنے خاوند کو ہر چیز دے کر خلع کرایا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (الموطأ ۲/۵۶۵ ح ۱۲۲۹، وسندہ صحیح)

⑤ خلع کرنے والی کی وہی عدت ہے جو طلاق شدہ کی عدت ہے۔ (الموطأ ۲/۵۶۵ ح ۱۲۳۰، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ من قولہ وسندہ صحیح)

⑥ امام شعبی نے فرمایا: ہر خلع جس میں فدیہ لیا جائے، ایک طلاق بائن ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۱۱۱ ح ۱۸۴۳۵، وسندہ صحیح)

امام زہری نے فرمایا: وہ ایک طلاق بائن ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۱۱۲/۵ ح ۱۸۴۳۸، وسندہ صحیح)

مکحول نے فرمایا: ہر فدیہ دینے والی کو اپنے آپ پر حق ہے، وہ اگر خود نہ چاہے تو اپنے شوہر کے پاس واپس نہیں جا سکتی۔

(ابن ابی شیبہ ۱۱۲/۵ ح ۱۸۴۴۰، وسندہ صحیح)

[٤٩٩] وَبِهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ :مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيتُ :الْقَطْعُ فِيْ رُبعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

نبی ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: نہ تو لمبا وقت گزرا ہے اور نہ میں بھولی ہوں: چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (کی چوری) میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۸۳۲/۲ ح ۱۶۱۹، ک ۴۱ ب ۷ ح ۲۴) التمہید ۳۸۰/۲۳، الاستذکار: ۱۵۴۷

☆ وأخرجه النسائي (۷۹/۸ ح ۴۹۳۱) من حديث مالك به .وله حكم المرفوع وللحديث شواهد عند البخاري (۶۷۹۱) ومسلم (۱۶۸۴) وغيرهما.

تفقہ

① چوری کا نصاب چوتھائی دینار یعنی تین درہم ہے۔ اس سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۴۶

بَشِيرُ بْنُ يَسَارٍ : حَدِيثَانِ

[٥٠٠] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بَشِيْرِ ابْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنٰى خَيْبَرَ، صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

(سیدنا) سوید بن نعمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے حتیٰ کہ جب خیبر کے نزدیک الصہبا (مقام) پر پہنچے تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر زادِ سفر منگوایا گیا تو ستوؤں کے علاوہ کچھ بھی نہ ملا۔ پس آپ نے حکم دیا تو انھیں پانی میں بھگویا گیا پھر آپ نے اور ہم نے کھایا۔ آپ مغرب (کی نماز) کے لئے اُٹھے تو کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۶ ح ۴۸، ک ۲ ب ۵ ح ۲۰) التمہید ۲۳/۱۷۶، وقال: ''هذا حديث صحيح إسناده ثابت معناه''

☆ وأخرجہ البخاری (۲۰۹) من حدیث مالک بہ.

تفقہ

① اونٹ کے گوشت کی تخصیص کے علاوہ آگ پر پکی ہوئی ہر حلال چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

② سفر میں کھانے پینے کا سامان اکٹھا رکھنے میں برکت ہے۔

③ صالحین واولیاء ہوں یا عوام، کوئی شخص بھی زادِ سفر سے بے نیاز نہیں ہے لہٰذا اس سے ان صوفیہ کا رد ہوتا ہے جو تدبیر کو توکل کے منافی سمجھتے ہیں۔

④ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۰

[۵۰۱] وَبِهِ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ نِيَارٍ أَنَّهُ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَضْحٰى فَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَعُوْدَ بِضَحِيَّةٍ أُخْرٰى، فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ: لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْهُ.))

(سیدنا) ابو بردہ بن نیار (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے عید الاضحیٰ کے دن اپنی قربانی کو رسول اللہ ﷺ کی قربانی (یعنی نمازِ عید) سے پہلے ذبح کر دیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ دوبارہ قربانی کرو۔ ابو بردہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے پاس صرف ایک جذع (بکری کا ایک سالہ بچہ) ہے تو انھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمھارے پاس جذع کے سوا کچھ بھی نہیں ہے تو اسے ہی ذبح کر دو۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۸۳ ح ۱۰۶۳، ک ۲۳ ب ۳ ح ۴) التمہید ۲۳/۱۸۰، الاستذکار: ۹۹۷

☆ وأخرجہ الدارمی (۱۹۶۹) من حدیث مالک بہ ولہ شواہد عند البخاری (۹۵۵) ومسلم (۱۹۶۱) وغیرہما.

تفقہ

① نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

② بکری کے اس بچے کو جذعہ کہتے ہیں جو آٹھ یا نو ماہ کا ہو گیا ہو۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۲۴۳)

نہ ملنے کی صورت میں بھیڑ کے جذعے کی قربانی جائز ہے۔

③ عبادات اور اُمورِ تقرب الی اللہ کی قبولیت میں شرعی حدود کی موافقت ضروری ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی کے دن کے علاوہ دو دن قربانی ہوتی ہے۔ (الموطأ ۲/۴۸۷ ح ۱۰۷۱، وسندہ صحیح)

⑤ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: قربانی سنت ہے، واجب نہیں اور میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی مال و دولت ہونے کے باوجود اسے ترک کرے۔ (الموطأ ۲/۴۸۷ بعد ح ۱۰۷۳)

⑥ نیز دیکھئے حدیث: ۱۰۵، ۱۰۶

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ حَبَّانَ : ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثُ

[۵۰۲] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ :إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ :إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ! قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ وَقَالَ :لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ :لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ !

يَعْنِي الَّذِيْ يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ .

(سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلے کی طرف رُخ کرو اور نہ بیت المقدس کی طرف۔ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تھا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف رُخ کئے قضائے حاجت کر رہے تھے۔ پھر انھوں نے (واسع بن حبان رحمہ اللہ سے) فرمایا: ہوسکتا ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو سُرینوں پر نماز پڑھتے ہیں؟ (واسع بن حبان رحمہ اللہ نے کہا) میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا۔

(امام مالک نے فرمایا:) یعنی وہ شخص جو سجدہ کرتا ہے تو زمین سے بلند نہیں ہوتا بلکہ زمین سے چمٹے ہوئے سجدہ کرتا ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (رواية يحيیٰ ۱/۱۹۳، ۱۹۴ ح ۴۵۷، ک ۱۴ ب ۲ ح ۳) التمهيد ۲۳/۳۰۳ مختصراً، الاستذكار: ۴۲۶

☆ وأخرجه البخاري (۱۴۵) من حديث مالك به .

تفقه

① اسی حدیث کی دوسری سند میں آیا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قاعدًا علی لبنتین'' یعنی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا... آپ دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۹)

معلوم ہوا کہ قضائے حاجت (پیشاب وغیرہ) بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے، بصورتِ دیگر ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثلاث من الجفاء: أن یبول الرجل قائمًا ...))

تین چیزیں ظلم میں سے ہیں: (اول) یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے...

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۱/۱۳۶ ح ۵۴۷ وسندہ حسن)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

(کشف الاستار ۱/۱۳۰ ح ۲۴۴ وسندہ صحیح)

② اگر چھت پر چڑھنے سے پڑوسیوں کے ہاں پردہ مجروح نہ ہو اور ان کی ناراضی یا کسی شرعی مخالفت کا ڈر نہ ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی اپنے گھر کی چھت پر چڑھا جا سکتا ہے ورنہ ایسا کام اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

③ سجدے کی حالت میں زمین سے چمٹنا جائز نہیں ہے۔

④ نیز دیکھئے حدیث: ۱۲۴

[۵۰۳] وَبِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا فِي الشَّامِ يُدْعَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، قَالَ الْمُخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.))

ابن محیریز (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ بنو کنانہ کے ایک آدمی مُخدَجی نے شام میں ابو محمد کو کہتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہے۔ مُخدَجی نے کہا کہ پھر میں (سیدنا) عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا۔ جب میں ان کے آمنے سامنے آیا تو وہ مسجد کو جا رہے تھے پھر میں نے انھیں ابو محمد والی بات بتائی تو عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابو محمد نے غلط کہا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس جو شخص (قیامت کے دن) انھیں لے کر آئے گا، اُس نے ان کے حق کا استخفاف کرتے ہوئے ان میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کیا ہوگا تو اللہ کا اس کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

اور جو شخص ان کے حق کا استخفاف کرتے ہوئے انھیں
لے کر نہیں آئے گا تو اس کے ساتھ اللہ کا کوئی وعدہ
نہیں ہے۔ اگر چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو
جنت میں داخل کر دے۔

تحقیق سندہ حسن

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۳ ح ۲۶۷، ک ۷ ب ۳ ح ۱۴) التمہید ۲۳/۲۸۸، الاستذکار: ۲۸۳

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۴۲۰) والنسائی (۱/۲۳۰ ح ۴۶۲) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (موارد الظمآن: ۲۵۲، ۲۵۳) ولہ شاہد عند أبي داود (۴۲۵) والحدیث بہ صحیح۔

تفقہ

① وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''إن الوتر لیس بحتم کالصلوة ولکنہ سنة فلا تدعوہ'' نماز کی طرح وتر فرض و واجب نہیں ہے لیکن یہ سنت ہے پس اسے نہ چھوڑو۔ (سنن الدارمی ۱/۳۷۱ ح ۱۵۸۷، وسندہ حسن، مسند احمد ۱/۱۰۷)

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الوتر حق فمن شاء أوتر بخمس ومن شاء أوتر بثلاث ومن شاء أوتر بواحدة.)) وتر حق ہے پس جو چاہے پانچ وتر پڑھے اور جو چاہے تین وتر پڑھے اور جو چاہے ایک وتر پڑھے۔

(سنن النسائی ۳/۲۳۸ ح ۱۷۱۲، وسندہ صحیح)

خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا: ''وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباس وغیرہما صحابہؓ اس کے مقر اور مالکؒ و شافعیؒ واحمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا...'' (براہین قاطعہ ص ۷)

③ بعض نمازیں ترک کرنے والا کافر بمعنی امتِ مسلمہ سے خارج و مرتد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

④ نماز اچھی طرح سنت کے مطابق پڑھنی چاہئے اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

⑤ مخالف کا دلیل کے ساتھ رد کرنا بہترین طریقہ ہے۔

⑥ جب کسی مسئلے میں اشتباہ ہو تو عالم سے پوچھ لینا چاہئے۔

⑦ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اس حدیث میں تفقہ کی یہ دلیل ہے کہ لوگوں کو علم کی تحقیق میں پوری کوشش سے مصروف رہنا چاہئے تاکہ صحیح بات اور دلیل معلوم ہو جائے اور تقلید ترک کر دینی چاہئے جس (یعنی تقلید) سے علم ختم ہو جاتا ہے۔ (التمہید ۲۳/۲۸۹)

⑧ نوافل کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہئے تاکہ فرائض کی کوتاہی نوافل سے پوری ہو جائے۔

[٥٠٤] وَبِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنْ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ : تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَوْمَ خَيْبَرَ وَأَنَّهُمْ ذَكَرُوْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ :((صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ)) فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ :فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيْهِ خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُوْدَ، مَا يُسَاوِيْنَ دِرْهَمَيْنِ .

(سیدنا) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ خیبر والے دن ایک آدمی فوت ہو گیا اور انھوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا۔ پھر زید نے کہا کہ آپ نے انھیں فرمایا: اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو، یہ سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ پھر (زید نے) کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے ساتھی نے مالِ غنیمت میں سے خیانت کی ہے۔ (زید نے) کہا کہ ہم نے اس کا سامان کھولا تو اس میں یہودیوں کے منکوں میں سے چند منکے تھے جو دو درہموں کے بھی برابر نہیں تھے۔

تحقیق صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۲/۴۵۸ ح ۱۰۱۰، ک ۲۱ ب ۱۳ ح ۲۳ بسند مختلف وعندہ: ''یوم حنین'' وھو وھم کما فی التمھید ۲۳/۲۸۶، والاستذکار: ۱۴/۱۹۴) التمھید ۲۳/۲۸۵، الاستذکار: ۹۴۷

☆ وأخرجہ البیھقی (۹/۱۰۱) من حدیث مالک بہ ببعض الاختلاف. ورواہ ابوداود (۲۷۱۰) من حدیث یحیٰی بن سعید الانصاری عن ابی عمرۃ عن زید بن خالد بہ وسندہ حسن لذاتہ وصححہ ابن الجارود (۱۰۸۱) وابن حبان (الاحسان: ۴۸۳۳، نسخۃ أخریٰ: ۴۸۵۳) والحاکم علی شرط الشیخین (۲/۱۲۷) ووافقہ الذہبی. وأخطأ من ضعفہ.

تفقہ

① مالِ غنیمت میں سے خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے بلکہ ہر چیز میں خیانت حرام ہے۔

② اگر مرنے والے نے کتاب و سنت کی مخالفت کی ہو تو اس کی نمازِ جنازہ کو ترک کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

③ عالم ہو یا مجاہد اس کی گرفت ہو سکتی ہے لہٰذا ہر وقت اپنے آپ کو کتاب و سنت کی مخالفت اور گناہوں سے بچانا چاہئے۔

④ کفر اور شرک نہ ہو تو گناہ انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتے ورنہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو یہ نہ فرماتے: اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔ دیکھئے التمھید (۲۳/۲۸۷)

⑤ مشکوک آدمی اور اس کے سامان کی بوقتِ ضرورت تلاشی لی جا سکتی ہے۔

عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۰۵] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَكْرَهِ وَالْمَنْشَطِ وَلَا نُنَازِعُ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُوْلَ أَوْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

(سیدنا) عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس چیز پر بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے چاہے آسانی ہو یا تنگی، چاہے خوش ہوں یا ناخوش، اور حکمرانوں سے جنگ نہیں کریں گے۔ ہم جہاں بھی ہوں گے حق کہیں گے اور حق پر ثابت قدم رہیں گے۔ ہم اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروانہیں کریں گے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج البخاري

الموطأ (رواية يحيٰ ۲/۴۴۵ ح ۹۹۰، ک ۲۱ ب ۱ ح ۵) التمهيد ۲۳/۲۷۱، الاستذكار: ۹۲۹

☆ وأخرجه البخاري (۷۱۹۹، ۷۲۰۰) من حديث مالك به .

تفقہ

① رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ کی بیعت اور ہر دور میں قیامت تک آپ کی اطاعت ہر حال میں فرض ہے۔

② دینِ اسلام میں نبی ﷺ اور صحیح العقیدہ مسلمان اصحابِ اقتدار (اولی الامر منکم) کی بیعت کے علاوہ تیسری کسی بیعت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

③ حق پر ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہئے خواہ ساری دنیا اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

④ مسلمان اہلِ ایمان حکمرانوں کے خلاف جنگ یا تصادم نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((**كلمة عدل عند إمام جائر**)) یعنی افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ انصاف بیان کیا جائے۔

(مسند احمد ۵/۲۵۶ ح ۲۲۲۰۷، وسندہ حسن لذاتہ، ابن ماجہ: ۴۰۱۲)

⑤ سیدنا عبادہ بن الصامت البدری الانصاری رضی اللہ عنہ بہت زیادہ فضیلت کے حامل صحابی تھے۔

⑥ کتاب وسنت پر عمل کے دوران میں لوگوں کے اعتراضات کی کوئی پروانہیں کرنی چاہئے۔

⑦ سختی میں صبر اور کشادگی میں شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

⑧ اہلِ ایمان نہ آسانی وخوشی میں ایمان کا سودا کرتے ہیں اور نہ تنگی وغمی میں متزلزل ہوتے ہیں۔

أَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۰۶] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ° لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَجِدُوْنَ مَا يَتَحَمَّلُوْنَ عَلَيْهِ، فَيَخْرُجُوْنَ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ فَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی اُمت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو مجھے یہ پسند تھا کہ میں کسی جہادی دستے سے پیچھے نہ رہوں جو اللہ کے راستے میں نکلتا ہے لیکن میرے پاس تمھاری سواری کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس سواریاں ہیں تاکہ وہ (اللہ کے راستے میں) نکلیں اور لوگوں کو اس میں تکلیف ہوگی کہ وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں قتال کروں تو قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو قتل کیا جاؤں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحیٰی ۲/۴۶۵ ح ۱۰۲۷، ک ۲۱ ب ۱۸ ح ۴۰) التمہید ۲۳/۲۲۷، الاستذکار: ۹۶۴

☆ وأخرجہ النسائی فی الکبریٰ (۵/۲۵۹ ح ۸۸۳۵) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۲۹۷۲) ومسلم (۱۸۷۶/۶) من حدیث یحیٰی بن سعید الانصاری بہ . ° وفي رواية يحي بن يحي: " وَلٰكِنِّيْ " .

تفقہ

① اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بہت افضل عمل ہے۔

② شرعی عذر کے بغیر کمانڈر کو خود میدانِ جنگ سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔

③ یہ ممکن ہے کہ اللہ کا رسول اور نبی میدانِ جنگ وغیرہ میں شہید ہو جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أشد الناس عذابًا يوم القيامة رجل قتله نبي أو قتل نبيًا وإمام ضلالة وممثل من الممثلين .)) قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس کو ہوگا: جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا اور گمراہی کا امام اور مجسمہ یا تصویر بنانے والا۔ (مسند احمد ۱/۴۰۷ ح ۳۸۶۸ وسندہ حسن)

④ یہ کہنا بلا دلیل اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے کہ نبی اور رسول قتل نہیں ہو سکتے۔

⑤ جہاد کے لئے اپنا مال خرچ کرنا چاہئے تا کہ صحیح العقیدہ مجاہدین اس سے سواریاں اور سامانِ جہاد خرید سکیں۔

⑥ جہاد قیامت تک حتی الوسع جاری رہے گا۔

⑦ اس حدیث میں شہادت فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اس کی تمنا کی ترغیب ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۲۱۵

سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۰۷] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى [عَنْ]° سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ!)) فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُوْدِيَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ! إِلَّا الدَّيْنَ، كَذٰلِكَ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ.))

(سیدنا) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا: یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کے راستے میں اس حالت میں قتل ہو جاؤں کہ میں صبر کرنے والا، نیتِ خالص والا، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہوا تو کیا اللہ میری خطائیں معاف فرما دے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! پھر جب وہ آدمی پیٹھ پھیر کر واپس چلا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا یا بلانے کا حکم دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: تو نے کیسے کہا تھا؟ اس نے اپنی بات دوبارہ کہی تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: جی ہاں! سوائے قرض کے، اسی طرح مجھے جبریل نے کہا ہے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۶۱ ح ۱۰۱۸، ک ۲۱ ب ۱۴ ح ۳۱) التمہید ۲۳/۲۳۱، الاستذکار: ۹۵۵

☆ وأخرجہ النسائی (۶/۳۴ ح ۳۱۵۸) من حدیث ابن القاسم عن مالک بہ. ورواہ مسلم (۱۸۸۵/۱۱۷) من حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری بہ . ° من رواية يحي بن يحي و جاء في الأصل: "بْنِ سَعِيْدِ" وهو خطأ .

تفقہ

① جبریل علیہ السلام نبی ﷺ پر قرآن کے علاوہ حدیث بھی بطورِ وحی لاتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں "إلا الدَّين" سے واضح ہے لہٰذا حدیث بھی وحی ہے۔

سیدنا حسان بن عطیہ رحمہ اللہ (مشہور تابعی) نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام (ایسے) سنت لے کر نازل ہوتے جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور آپ کو سنت اسی طرح سکھاتے جس طرح آپ کو قرآن سکھاتے تھے۔ (المراسیل لابی داود: ۵۳۶ وسندہ صحیح، السنۃ للمروزی ص ۳۳ ح ۱۰۲، وسندہ صحیح)

② قرض کبھی معاف نہیں ہوتا الا یہ کہ قرض خواہ خود معاف کر دے۔

③ نیک اعمال سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

④ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

''وكلّ من اللّٰه إلاما قام عليه الدليل فإنه لا ينطق عن الهوى ﷺ وشرف وكرم.'' سب اللہ کی طرف سے ہے سوائے اس کے جس (کی تخصیص) پر دلیل قائم ہو کیونکہ آپ ﷺ (اپنی) خواہش سے نہیں بولتے، اللہ آپ کو شرف وکرم سے نوازے۔ (التمہید ۲۳/ ۲۴۱)

عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ : حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۵۰۸] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ : فَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ حَتَّى قَطَعْتُ الدِّرْعَ قَالَ : فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي قَالَ : فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ : مَا بَالُ النَّاسِ؟ فَقَالَ : أَمْرُ اللّٰهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ تَرَاجَعُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً، لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ))قَالَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ :مَنْ يَشْهَدُلِي، ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ :((مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً،

(سیدنا) ابوقتادہ بن ربعی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم حنین والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے پھر جب ہمارا (کافروں سے) سامنا ہوا تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی، میں نے مشرکوں میں سے ایک آدمی دیکھا جس نے ایک مسلمان کو نیچے گرایا ہوا تھا تو میں پیچھے سے آیا اور اس کے کندھے پر تلوار کا وار کیا حتیٰ کہ میں نے اس کی زرہ کاٹ دی، پس وہ میری طرف آیا تو مجھے بھینچ کر دبالیا حتیٰ کہ میں نے موت کی خوشبو سونگھی یعنی مجھے مرنے کا خوف ہوا۔ پھر وہ مر گیا تو مجھے چھوڑ دیا۔ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کا حکم ہے۔ پھر لوگ واپس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی (کافر) کو قتل کیا ہے (اور) اس کے پاس دلیل ہے تو مقتول کا سامان اسے ہی ملے گا لہٰذا میں نے کھڑے ہو کر کہا: میری گواہی کون

لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ.)) قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَالَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ ؟))

فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيْلِ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ))

قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: فَأَعْطَانِيْهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِيْ سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے دوسری دفعہ فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہے (اور) اس کے پاس دلیل ہے تو اس کا سامان اسے ہی ملے گا۔ لہٰذا میں نے کھڑے ہو کر کہا: میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری دفعہ کہا تو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوقتادہ! کیا بات ہے؟ تو میں نے آپ کو سارا قصہ سنایا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! انھوں نے سچ کہا ہے اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ یا رسول اللہ! آپ انھیں راضی کریں کہ یہ سامان مجھے دے دیں تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ایسا فیصلہ نہیں کریں گے کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور مقتول کا سامان تجھے دے دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انھوں (ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا ہے، تم اس مقتول کا سامان (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو) دے دو۔ ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اس نے سامان مجھے دے دیا تو میں نے زرہ بیچ کر بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا۔ یہ اسلام میں پہلا مالِ غنیمت تھا جو میری جائیداد بنا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۵۴، ۴۵۵ ح ۱۰۰۵، ک ۲۱ ب ۱۰ ح ۱۸) التمہید ۲۳/۲۴۲، الاستذکار: ۹۴۲

☆ وأخرجہ البخاری (۳۱۴۲) ومسلم (۱۷۵۱) من حدیث مالک بہ۔

تفقه

① میدانِ جنگ میں دست بدست لڑائی میں جو مسلمان کسی کافر کو قتل کرے تو اس کافر کا سامان مسلمان کو ملتا ہے۔

کفار سے لڑائی (جہاد) کی بدولت حاصل ہونے والا مال غنیمت کہلاتا ہے جسے خلیفہ کی طرف سے مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

② زمین وجائیداد خریدنا جہاد اور تقوے کے خلاف نہیں ہے۔

③ غزوۂ حنین کے شروع میں صحابۂ کرام کو شکست کا سامنا کرنا پڑا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے فتح میں تبدیل کردیا۔

④ شرعی عذر یا جنگی تدبیر کے پیشِ نظر میدانِ جنگ سے محدود و مؤقت پسپائی ہوسکتی ہے۔

⑤ سیدنا ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ بہت بہادر اور سچے انسان تھے۔ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر قرار دیا ہے۔

⑥ مسلمان بھائی کی مدد کرنا مجاہدین کا طرۂ امتیاز ہے۔

⑦ ثقہ راوی کی توثیق کرنی چاہئے جیسا کہ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل سے ثابت ہے۔ اس کے مفہومِ مخالف سے معلوم ہوا کہ مجروح راوی پر جرح کرنا جائز ہے۔

⑧ اہلِ اقتدار کو چاہئے کہ ہر صاحبِ حق تک اس کا حق پہنچانے میں ہر ممکن تعاون کریں۔

⑨ زمینوں کی خرید وفروخت کا کاروبار جائز ہے بشرطیکہ اس میں دھوکا، بدنیتی اور فراڈ وغیرہ نہ ہو۔

⑩ اپنا حق لینا ہر مسلمان کا بنیادی حق ہے۔

وَاقِدُ بْنُ سَعْدٍ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۰۹] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ.

(سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنازے (دیکھ کر) کھڑے ہو جاتے تھے پھر آپ (جنازہ دیکھنے کے باوجود) بیٹھے رہتے تھے۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۲۳۲ ح ۵۵۲، ک ۱۶ ب ۱۱ ح ۳۳) التمہید ۲۳/۲۶۰، الاستذکار: ۵۰۶

☆ وأخرجہ ابوداود (۳۱۷۵) من حدیث مالک، ومسلم (۹۶۲) من حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری بہ.

تفقہ

① معلوم ہوا کہ جنازہ گزرنے پر کھڑا ہونے والا حکم منسوخ ہے۔ دیکھئے حافظ ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) کی کتاب: اعلام العالم بعد رسوخہ بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخہ (ص ۲۹۷)

② سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تو کوئی آدمی بھی اجازت کے بغیر نہیں بیٹھتا تھا۔ (الموطأ ۱/۲۳۳ ح ۵۵۴ وسندہ صحیح)

ابوحازم سلمان الاشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حسن بن علی، ابوہریرہ اور ابن الزبیر (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ پیدل چل رہا تھا، وہ جب قبر کے پاس پہنچے تو کھڑے باتیں کرتے رہے پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو بیٹھ گئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۹ ح ۱۱۵۱۶، وسندہ صحیح)

سمعان ابویحییٰ (قابلِ اعتماد راوی) سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہ) اور ایک آدمی کو دیکھا، وہ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۱۰ ح ۱۱۵۱۹، وسندہ صحیح)

أَبُو بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ :حَدِيثٌ وَاحِدٌ

[۵۱۰] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مفلس (دیوالیہ) ہو جائے پھر کوئی آدمی اپنا مال بعینہ (بالکل اسی طرح) اس کے پاس پالے تو وہ دوسروں کی بہ نسبت اس مال کا زیادہ حقدار ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۶۷۸ ح ۱۴۲۰، ک ۳۱ ب ۴۲ ح ۸۸) التمہید ۲۳/۱۶۹، الاستذکار: ۱۳۴۱

☆ وأخرجہ ابوداود (۳۵۱۹) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۲۴۰۲) ومسلم (۱۵۵۹) من حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری بہ .

تفقه

① حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ اگر کسی شخص کا مال ایسے شخص کے پاس ہو جو دیوالیہ ہو چکا ہے تو مال کا اصل مالک اپنا مال واپس لے سکتا ہے۔

② اپنا حق وصول کرنا ہر مسلمان کا بنیادی حق ہے۔

③ سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کا ایک غلام دیوالیہ ہو گیا تو (سیدنا) عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا مقدمہ لایا گیا، عثمان (رضی اللہ عنہ) نے فیصلہ کیا کہ جس نے (اس کے) دیوالیہ ہونے سے پہلے اپنا حق لے لیا ہے تو وہ اسی کا ہے اور جو شخص اپنا سامان پہچان لے تو وہ اسی کا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۴۶ وسندہ صحیح، صحیح البخاری قبل ح ۲۴۰۲)

أَبُوْ الْحُبَابِ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۱۱] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک بستی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں کو کھاتی (یعنی ان پر غالب آتی) ہے۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور یہ مدینہ ہے (بُرے) لوگوں کو اس طرح باہر نکال دیتی ہے جیسے بھٹی لوہے کا زنگ وغیرہ باہر نکال دیتی ہے۔

تحقيق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۸۸۷ ح ۱۷۰۵، ک ۴۵ ب ۲ ح ۵) التمہید ۲۳/۱۷۰، الاستذکار: ۱۶۳۵

☆ وأخرجه البخاري (۱۸۷۱) ومسلم (۱۳۸۲) من حديث مالك به .

تفقه

① مدینہ طیبہ فضیلت والی بستی ہے لہٰذا جس آدمی کے پاس استطاعت ہو تو اس کے لئے مدینہ میں رہائش اختیار کرنا بہتر ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث: ۸۵، ۴۰۶

أَبُوْ سَلَمَةَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۱۲] مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ ابْنَ رِبْعِيٍّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ

(سیدنا) ابوقتادہ بن ربعی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا اگر کوئی شخص (خواب میں) ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہے تو بائیں طرف تین دفعہ تھتکار دے۔ جب نیند سے بیدار ہو تو اس کے شر سے پناہ مانگے۔ ان شاء اللہ یہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ) نے کہا: میں ایسے

عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا كُنْتُ لأُبَالِيْهَا .

خواب دیکھا کرتا تھا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے پھر جب میں نے یہ حدیث سُنی تو مجھے ان کی کوئی پروانہیں رہی۔

كَمُلَ حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ سِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ حَدِيْثًا .

یحییٰ بن سعید (الانصاری) کی (بیان کردہ) حدیثیں مکمل ہوگئیں اور یہ چھبیس (۲۶) حدیثیں ہیں۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۵۷ ح ۱۸۴۹، ک ۵۲ ب ۱ ح ۴) التمہید ۲۳/۱۴۷، الاستذکار: ۱۷۸۶

☆ وأخرجہ النسائی فی الکبریٰ (۴/۳۸۳ ح ۷۶۲۷) من حدیث مالک بہ ورواہ البخاری (۵۷۴۷) ومسلم (۲۲۶۱) من حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری بہ .

تفقہ

① بُرا خواب دیکھنے کی صورت میں اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھتکارنے کے بعد شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ ان شاء اللہ کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

② ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ ہر وقت حدیث پر عمل کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

③ اچھا خواب اپنے قابلِ اعتماد دوست کو ہی سنانا چاہئے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۹۸۵) اور تفقہ سابق: ۴

④ بُرا خواب کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۹۸۵، ۷۰۴۴، ۷۰۴۵)

⑤ کئی خواب شیطانی بھی ہوتے ہیں اور نیک آدمیوں کو بھی بعض اوقات شیطانی خواب آسکتے ہیں۔

⑥ حدیث اہلِ ایمان کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۱۲۱، ۱۲۷

يُوْسُفُ بْنُ يُوْنُسَ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۱۳] مَالِكٌ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ يُوْنُسَ بْنِ حِماسٍ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَتُتْرَكُنَّ الْمَدِيْنَةُ عَلٰى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْكَلْبُ فَيُغَذِّي عَلٰى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ .))

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ اچھی حالت میں ہونے کے باوجود چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ (مسجد میں) کتا داخل ہوکر مسجد کے بعض ستونوں یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس زمانے میں پھل کس

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَلِمَنْ يَكُوْنُ الثَّمَرُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ ؟ قَالَ: ((لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ .))

لئے ہوں گے؟

آپ نے فرمایا: خوراک کے پیچھے پھرنے والے پرندوں اور درندوں کے لئے ہوں گے۔

تحقيق حسن

تخريج

الموطأ (روایۃ ۲/۸۸۸ ح ۱۷۰۸، ک ۴۵ ب ۲ ح ۸) التمہید ۲۴/۱۲۱، الاستذکار: ۱۶۳۸

☆ وأخرجه ابن حبان فی صحیحه (الاحسان ۸/۲۷۱ ح ۶۷۳۵) من حدیث مالک به وسنده ضعیف وللحدیث شواهد عند البخاری (۱۸۷۴) ومسلم (۱۳۸۹) وغیرهما وهو بها حسن والحمد لله .

تفقه

① قیامت سے پہلے اہلِ مدینہ پر کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے جس کی وجہ سے مدینہ طیبہ (ایک مرتبہ) اُجڑ جائے گا۔
② کتوں کا مسجد میں داخل ہونا اور پیشاب کرتے پھرنا تباہی کی علامت ہے۔
③ اپنی پوری کوشش کر کے مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔
④ اہلِ مدینہ کو شرعی عذر کے بغیر مدینہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔
⑤ قیامت سے پہلے آخری دور میں درندوں اور پرندوں کی بہتات ہوگی۔
⑥ یہ حدیث علاماتِ نبوت میں سے ہے۔
⑦ نبی کریم ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔ دیکھئے حدیث: ۵۰۷
⑧ حدیث بھی وحی ہے۔

يَزِيْدُ بْنُ رَوْمَانَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۱٤] مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رَوْمَانَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ : أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وُجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ

اس صحابی سے روایت ہے جنھوں نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی۔ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بنالی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا پھر آپ نے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر

انْصَرَفُوْا وَصَفُّوا وُجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ .

آپ کھڑے رہے اور انھوں نے خود دوسری رکعت پڑھ لی پھر (سلام پھیر کر) چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف بنالی۔ دوسرے گروہ نے آکر آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جو کہ آپ کی نماز میں سے باقی رہ گئی تھی پھر آپ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی نماز پوری کی پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج متفق علیه

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۸۳ ح ۴۴۱، ک ۱۱ ب ۱ ح ۱) التمہید ۲۳/۱۳۱، الاستذکار: ۴۱۰

☆ وأخرجہ البخاري (۴۱۲۹) ومسلم (۸۴۲) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① نمازِ خوف میں نماز پڑھنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً ایک رکعت پڑھنا یا دو رکعتیں پڑھنا وغیرہ۔

② ہر وقت مسلمانوں کو دفاع میں ثابت قدم رہنا چاہئے۔

③ نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے اِلا یہ کہ کتاب وسنت میں تخصیص کی کوئی دلیل ہو مثلاً حائضہ کے لئے حالتِ حیض میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

④ نمازِ خوف کے مختلف طریقے مختلف حالتوں پر محمول ہیں جن پر حسبِ ضرورت عمل کیا جائے گا۔

⑤ نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے جب نمازِ خوف کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: ایک گروہ کے ساتھ امام آگے ہوگا پھر امام انھیں ایک رکعت پڑھائے گا۔ ان کے اور دشمن (کافروں) کے درمیان دوسرا گروہ ہوگا جنھوں نے نماز نہیں پڑھی پھر جب پہلا گروہ ایک رکعت پڑھ لے تو پیچھے جا کر دوسرے گروہ کی جگہ کھڑے ہو جائیں گے جنھوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہیں پھیریں گے۔ جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آگے آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں گے پھر امام دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے گا تو ہر گروہ انفرادی طور پر اپنی اپنی ایک رکعت پوری کرے گا، اس طرح ان کی بھی دو دو رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر حالتِ خوف شدید ہو تو کھڑے کھڑے یا سواریوں پر قبلہ رخ ہوتے ہوئے یا بغیر قبلہ رخ کے نماز پڑھیں گے۔ نافع نے کہا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کرتے تھے۔ (الموطأ ۱/۱۸۴ ح ۴۴۳ وسندہ صحیح)

يَزِيْدُ بْنُ الهَادِيْ: حَدِيْثَانِ

[۵۱۵] مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الهَادِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ :خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهُ أَنِّيْ قُلْتُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلاَّ وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلاَّ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ .)) فَقَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ . فَقُلْتُ: بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فَقَالَ:صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بنَ أَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ:مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ ؟ فَقُلْتُ :مِنَ الطُّوْرِ فَقَالَ: لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ إِلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلاَّ لِثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ:إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وإِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا وَإِلٰى مَسْجِدِ إِيلِيَا أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ .)) يَشُكُّ أَيُّهُمَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ؟ ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِيْ مَعَ

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں طُور (پہاڑ) کی طرف گیا تو (واپسی پر) میری ملاقات کعب الاحبار سے ہوئی تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے تورات سے باتیں بتائیں اور میں نے اسے نبی ﷺ کی حدیثیں سنائیں۔ میں نے اسے یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے اور اسی میں (جنت سے) اُتارے گئے اور اسی میں اُن کی توبہ قبول کی گئی اور اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت بپا ہوگی۔ ہر جانور جمعہ کے دن صبح کے وقت سورج کے طلوع ہونے تک قیامت سے ڈرتے ہوئے کان لگا کر سننے کی کوشش کرتا ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے اور اس دن میں ایک ایسا وقت ہے جب مسلمان بندہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔

کعب نے کہا: یہ ہر سال میں ایک دن ہوتا ہے تو میں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہر جمعہ کو یہ ہوتا ہے۔ پھر کعب نے تورات پڑھی تو کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر میری ملاقات (سیدنا) بصرہ بن ابی بصرہ الغفاری (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی تو انھوں نے کہا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا: طُور سے۔ تو انھوں نے کہا کہ اگر میری ملاقات آپ کے جانے سے پہلے ہوتی تو آپ وہاں نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین

كَعْبٍ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لَهُ :قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ :كَذَبَ كَعْبٌ، قَالَ فَقُلْتُ: ثُمَّ قَرأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فَقَالَ: بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ :

قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ ؟

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰـهِ بْـنُ سَلَامٍ : هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: كَيْفَ تَكُوْنُ آخِرَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ)) وَتِلْكَ سَاعَةٌ لَا يُصَلِّيْ فِيْهَا ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ :أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ ؟)) قَالَ فَقُلْتُ :بَلٰى!

فَقَالَ: هُوَ ذٰلِكَ .

مسجدوں کے علاوہ (نماز یا ثواب کے لئے) سفر نہیں کیا جاتا: مسجدِ حرام، یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد ایلیا یا بیت المقدس کی طرف۔

راوی کو مسجد ایلیا یا بیت المقدس کے لفظ میں شک ہے (اور دونوں سے مراد ایک ہی مسجد ہے یعنی مسجد اقصیٰ)

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات (سیدنا) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی تو میں نے انھیں کعب کے ساتھ اپنی مجلس کے بارے میں بتایا اور جمعے کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی وہ بتائی اور کہا کہ کعب نے کہا: یہ وقت ہر سال میں ایک دن ہوتا ہے تو انھوں نے کہا: کعب نے غلط کہا ہے۔ میں نے کہا: پھر کعب نے تورات پڑھی تو کہا کہ بلکہ یہ (وقت) ہر جمعے کو ہوتا ہے تو عبداللہ (بن سلام رضی اللہ عنہ) نے کہا: کعب نے سچ کہا ہے۔ پھر عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مجھے علم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے؟ میں نے کہا: آپ مجھے بتا دیں اور بتانے میں بخل نہ کریں۔

تو عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ جمعے کے آخری وقت ہوتی ہے۔ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یہ آخری وقت کس طرح ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان بندہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے، اور اس وقت تو نماز نہیں پڑھی جاتی ؟ تو (سیدنا) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو وہ نماز پڑھنے تک نماز میں ہی (شمار) ہوتا ہے؟ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں نے کہا: ہاں! فرمایا تھا تو انھوں نے کہا: تو یہی (مطلب) ہے۔

تحقیق سنده صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۱۰۸۔۱۱۰ ح ۲۳۹، ک ۵ ب ۷ ح ۱۶) التمہید ۲۳/۳۶، ۳۷، الاستذکار: ۲۱۰

☆ وأخرجہ ابوداود (۱۰۴۶) والترمذی (۴۹۱) من حدیث مالک بہ وقال الترمذی: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن خزیمہ (۱۷۳۸) وابن حبان (الموارد: ۱۰۲۴) والحاکم (۱/۲۷۸، ۲۷۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی .

تفقہ

① ثواب کے لئے تین مسجدوں کے علاوہ کسی مقام یا جگہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ یاد رہے کہ علم سیکھنے اور دنیاوی ضرورتوں کے لئے سفر کرنا بالکل جائز ہے، شاہ ولی اللہ الدہلوی لکھتے ہیں:

''والحق عندي أن القبر ومحل عبادة ولي من أولياء الله والطور كل ذلك سواء في النهي والله أعلم .''

اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ قبر، کوہِ طور اور اللہ کے ولی کی عبادت گاہ (بیٹھک، چلہ گاہ) سفر کی ممانعت میں سب برابر ہیں۔ واللہ اعلم

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۹۲)

معلوم ہوا کہ قبروں اور مزعومہ مقاماتِ مقدسہ کی طرف (اجر وثواب کی نیت سے) سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

② اہلِ ایمان کی دعوت وتبلیغ اور عام گفتگو کا دارومدار کتاب وسنت پر ہوتا ہے۔

③ جمعہ کا دن سب سے افضل دن ہے۔

④ اصلاحِ عمل اور افہام وتفہیم کی خاطر دلائل کے ساتھ مباحثہ ومناظرہ کرنا جائز ہے۔

⑤ حدیث بھی وحی ہے کیونکہ قیامت کا وقوع اور جانوروں کا پناہ مانگنا غیب سے ہے جس کا علم وحی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

⑥ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، اس سے اجتہادی غلطی ہوسکتی ہے۔

⑦ خلوصِ نیت اور ادب واحترام کے ساتھ ایک دوسرے کو نصیحت کرنا پسندیدہ امر ہے۔

⑧ صحابۂ کرام نبی ﷺ کی حدیث کو حجت سمجھتے تھے۔ اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پہلے یہ حدیث معلوم ہوتی تو وہ ہرگز کوہ طور کی طرف سفر نہ کرتے۔

⑨ مخالف کو مطمئن کرنے کے لئے تائیدی دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں اور اسی طرح اس کی تسلیم شدہ کتاب یا دلیل کا حوالہ بطورِ الزام پیش کیا جاسکتا ہے۔

⑩ قولِ راجح میں جمعہ کے دن عصر کے بعد مغرب تک کا وقت دعا کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے لہٰذا اسے غنیمت سمجھتے ہوئے کثرت سے اذکار وادعیہ میں مصروف رہنا چاہئے۔ واضح رہے کہ دعا صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہئے۔

تنبیہ: احادیث وآثار میں تورات سے مراد ضروری نہیں کہ مروجہ بائبل والی تورات ہو بلکہ تلمود اور اسرائیلی روایات پر بھی مسلمانوں کے ہاں لفظ تورات کا اطلاق ہوتا تھا۔

[٥١٦] وَبِهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْوُسُطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيْحَتِهَا مِنْ اِعْتِكَافِهِ قَالَ :((مَنْ كَانَ اعتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي صَبِيْحَتِهَا فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَالتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الآخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ))
قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ :فَأَمْطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَنَظَرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَبِيْنِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ المَاءِ والطِّيْنِ فِيْ صُبْحِ وَاحِدٍ وَعِشْرِيْنَ .

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کرتے تھے پھر ایک سال آپ نے اعتکاف کیا حتیٰ کہ اکیسویں (۲۱/ رمضان) کی رات ہوئی جس کی صبح آپ اعتکاف سے نکلتے تھے، آپ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو وہ آخری عشرے میں بھی اعتکاف کرے کیونکہ میں نے اس (قدر کی) رات کو دیکھا ہے پھر بھلا دیا گیا ہوں اور میں نے دیکھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی پر سجدہ کر رہا تھا لہٰذا اسے آخری عشرے میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو۔

ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی جو ٹپکنے لگی تھی۔

ابوسعید (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر اکیسویں (۲۱) کی صبح کو پانی اور مٹی کا اثر تھا۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج البخاري

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۱/۳۱۹ ح ۷۰۹، ک ۱۹ ب ۶ ح ۹) التمہید ۲۳/۵۱، الاستذکار: ۶۵۸

☆ وأخرجہ البخاری (۲۰۲۷) من حدیث مالک بہ .

تفقه

① تینوں عشروں میں اعتکاف جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ آخری عشرے میں اعتکاف کیا جائے تا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل ہو سکے۔

② سجدہ کرتے وقت پیشانی کو خاک آلود ہونے سے بچانا نہیں چاہئے۔

③ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی تواضع اور عاجزی کی اعلیٰ دلیل ہے۔

④ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی کا فرش کچا تھا۔

⑤ لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۲۸۳

⑥ اعتکاف سنت ہے۔

⑦ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، بعض اوقات وہ بھی کوئی دلیل بھول سکتا ہے۔

⑧ اعتکاف ایک عشرے سے کم مثلاً ایک دن کا بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۱۴۴) وصحیح مسلم (۱۶۵٦، دارالسلام: ۴۲۹۴) پورا مہینہ اعتکاف بھی جائز ہے۔

⑨ سجدے میں پیشانی اور ناک زمین پر رکھنا ضروری ہے۔

يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۱۷] مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ .

نبی ﷺ کی بیوی (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مردار کی کھال سے دباغت دینے کے بعد فائدہ اُٹھایا جائے۔

تحقیق حسن

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۴۹۸ ح ۱۱۰۱، ک ۲۵ ب ٦ ح ۱۸) التمہید ۲۳/۷۵، ۷٦ وقال: "ھذا حدیث ثابت من جھة الإسناد" الاستذکار: ۱۰۳۳

☆ وأخرجه ابوداود (۴۱۲۴) وابن ماجه (۳٦۱۲) من حدیث مالک، والنسائی (۷/۱۷٦ ح ۴۲۵۷) من حدیث ابن القاسم عن مالک به. وأم محمد وثقها ابن حبان وابن عبدالبر فحدیثها حسن والسند حسن .

تفقہ

① حلال مردہ جانور کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

② نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۲

يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ :ثَلَاثَةُ أَحَادِيْثَ

[۵۱۸] مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوْءَةَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ))
قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟
قَالَ: أَيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ .

ازدشنوءہ (قبیلے) کے ایک صحابی (سیدنا) سفیان بن ابی زہیر (رضی اللہ عنہ) مسجد کے دروازے کے پاس لوگوں سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کھیت اور مویشیوں کے بغیر کتا پالے تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کی کمی ہوتی ہے۔
(سیدنا السائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے) کہا: کیا آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، (سیدنا سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: جی ہاں! اس مسجد کے رب کی قسم! (میں نے سنا ہے۔)

تحقیق سنده صحيح

تخریج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۹۶۹/۲ ح ۱۸۷۳، ک ۵۴ ب ۵ ح ۱۲) التمهيد ۲۳/ ۲۷، الاستذكار: ۱۸۰۹
☆ وأخرجه البخاري (۲۳۲۳) ومسلم (۱۵۷۶) من حديث مالك به .

تفقه

① کھیت، مویشیوں اور شکاری کتے کے علاوہ کوئی کتا پالنا جائز نہیں ہے۔
② ضرورت کے وقت سچی قسم کھانا جائز ہے۔
③ جس طرح اعمال صالحہ سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اسی طرح گناہوں اور شریعت کی مخالفت سے نیکیاں ضائع بھی ہو جاتی ہیں۔
④ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۵۶

[۵۱۹] وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ السُّلَمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ

(سیدنا) عثمان بن ابی العاص الثقفی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: مجھے ایسی تکلیف ہے جو قریب ہے کہ مجھے ہلاک

الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُثْمَانُ : وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ فَقَالَ لِي :((اِمْسَحْ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ: أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ))

قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ .

کردے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ (بیماری والی جگہ پر) پھیرواور سات دفعہ کہو:

''أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ''

میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس شر سے جسے میں پاتا ہوں۔

انھوں نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ نے میری تکلیف دُور فرما دی۔ میں مسلسل اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اسی کا حکم دیتا ہوں۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيیٰ ۲/۹۴۲ ح ۱۸۱۸، ک ۵۰ ب ۴ ح ۹) التمهيد ۲۹/۲۳، الاستذكار: ۱۷۵۳

☆ وأخرجه ابوداود (۳۸۹۱) والترمذي (۲۰۸۰) من حديث مالك به وقال الترمذي: ''هٰذا حديث حسن صحيح'' ورواه مسلم (۲۲۰۲) من حديث نافع بن جبير به . ٥ من رواية يحي بن يحي وجاء في الأصل :'' عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ...'' !

تفقه

① بیماری کا علاج کرانا سنت سے ثابت ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بیماری سے شفا دینے والا وہی ہے۔

② بیماری کے علاج کے لئے حکیم، طبیب اور ڈاکٹر کے پاس جانا اور اسی طرح مسنون اور غیر شرکیہ وغیر بدعیہ اذکار پڑھنے والے کے پاس جانا صحیح ہے۔

③ اللہ کی صفات مخلوق نہیں ہیں کیونکہ ان کے ساتھ اللہ سے پناہ مانگنا جائز ہے جبکہ مخلوق کے ساتھ اللہ سے پناہ مانگنا جائز نہیں ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۹/۲۳)

④ دم اور دعا کے ذریعے سے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مصیبتیں دور فرما دیتا ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ پر ہر وقت یقین کامل اور ایمان رکھنا چاہئے۔

⑥ ایسے عامل حضرات کے لئے لمحۂ فکریہ ہے جو لوگوں کو اپنا مرید بنانے کے چکر میں رہتے ہیں، انھیں چاہئے کہ عوام کو مسنون دم و اذکار سکھائیں تاکہ لوگ کتاب وسنت پر گامزن رہیں۔

[٥٢٠] وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ :سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :
((لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيْبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةُ إِلَّا قُصَّ بِهَا أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ .))
لَا يَدْرِيْ يَزِيْدُ أَيَّتَهُمَا قَالَ عُرْوَةُ ؟

نبی ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے چاہے ایک کانٹا ہی ہو وہ تو اس کی خطاؤں کا قصاص یا کفارہ بن جاتی ہے۔
یزید (بن خصیفہ) نے کہا کہ معلوم نہیں کہ عروہ (بن الزبیر) نے کیا الفاظ کہے تھے: قصاص یا کفارہ؟

تحقیق سندہ صحیح

تخریج مسلم

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۴۱ ح ۱۸۱۵، ک ۵۰ ب ۳ ح ۶) التمہید ۲۳/۲۵، الاستذکار: ۱۷۵۵

☆ وأخرجہ مسلم (۲۵۷۲/۵۰) من حدیث مالک بہ .

تفقہ

① مصیبتوں اور بیماریوں پر صبر کرنے سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یعنی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیماری کے ساتھ اجر نہیں لکھا جاتا..... لیکن وہ گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔
(التمہید ۲۳/۲۶ وسندہ صحیح)

يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ :حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[٥٢١] مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ قَالَ :قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ :أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ثُمَّ قَالَ :سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى هٰذِهِ الْأَعْوَادِ .

(سیدنا) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) نے (مدینہ میں) منبر پر فرمایا: اے لوگو! جسے اللہ دے اُسے روکنے والا کوئی نہیں اور جس سے اللہ روک لے، اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی بزرگی والے کی بزرگی اسے نفع نہیں دیتی۔ جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کا تفقہ (سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔
پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس منبر پر یہ کلمات سنے ہیں۔

تحقیق سندہ صحیح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۰۰،۹۰۱ ح ۱۷۳۲،ک ۴۶ ب ۲ ح ۸) التمہید ۲۳/۷۸،الاستذکار:۱۶۶۹

☆ وأخرجہ البخاری فی الادب المفرد (۶۶۲) من حدیث مالک بہ .

○ من رواية يحي بن يحي . وجاء في الأصل :" عَنْ عَبْدِ بْنِ كَعْبٍ " وهو خطأ .

تفقہ

① صرف اللہ مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔

② وہ شخص خیر وہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کا تفقہ اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رہے کہ کتاب وسنت اور اجماع کے بغیر خیالات کے ہوائی قلعے تعمیر کرتے ہوئے غیر وقوعہ اور غیر ممکنہ مسائل گھڑنا تفقہ نہیں بلکہ تفقہ کے ساتھ مذاق ہے۔مثلاً حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر امام قرآن مجید دیکھ کر قراءت کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

دیکھئے الہدایہ (ج ۱ ص ۱۳۷، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا)

جبکہ یہ ثابت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (اور عورتوں) کی تراویح میں ایک غلام قرآن مجید دیکھ کر امامت کراتا تھا۔دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۳۳۸ ح ۷۲۱۶ وسندہ صحیح) المصاحف لابن ابی داود (ص ۲۲۰) مصنف عبدالرزاق (۲/۴۲۰) صحیح بخاری (قبل ح ۶۹۲) اور تغلیق التعلیق (۲/۲۹۱)

اس کے مقابلے میں ابن نجیم المصری (حنفی) لکھتے ہیں:"ولو نظر المصلي إلى المصحف و قرأ منه فسدت صلاته ، لا إلى فرج المرأة بشهوة لأن الأول تعليم و تعلم فيها لا الثاني "اور اگر نمازی قرآن دیکھ کر اس میں سے قراءت کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، کسی عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ پہلی بات تو تعلیم وتعلم ہے اور دوسری تعلیم وتعلم نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۲۴، الفن السادس)

یہ کیسا فضول تفقہ ہے جس کے بھروسے پر بعض لوگ اپنے آپ کو فقیہ سمجھ بیٹھے ہیں۔!!

③ حدیث حجت ہے۔

④ صحابہ وخلفاء کا یہ طریقہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث علانیہ بیان کرتے تھے۔معلوم ہوا کہ صحابہ تابعین بالاتفاق حدیث کو حجت سمجھتے تھے۔

⑤ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص شامل نہ ہوئی تو کسی بزرگ کو اس کی بزرگی قطعاً فائدہ نہیں دے گی۔

ذِكْرُ حَدِيْثِ رَجُلٍ ذُكِرَ بِكُنْيَتِهِ وَلَمْ يُتَّفَقْ عَلٰى تَسْمِيَتِهِ وَهُمْ ثَلَاثَةٌ: لَهُمْ أَرْبَعَةُ أَحَادِيْثَ.

أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَرَ: حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۲۲] مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيْرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، قَالَ سَعِيْدٌ: فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ: خَشِيْتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ: أَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ! قَالَ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ.

سعید بن یسار (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مکے کے راستے میں سفر کر رہا تھا، پھر جب مجھے صبح کا ڈر ہوا تو میں نے (سواری سے) اُتر کر وتر پڑھا اور انھیں جا ملا تو (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: مجھے صبح کا ڈر ہوا تو میں نے اُتر کر وتر پڑھ لیا۔ انھوں نے فرمایا: کیا تمھارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! ضرور ہے۔ انھوں نے فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ۱/۱۲۴ ح ۲۶۸، ک ۷ ب ۳ ح ۱۵) التمهيد ۲۴/ ۱۳۷، الاستذكار: ۲۳۹

☆ وأخرجه البخاري (۹۹۹) ومسلم (۷۰۰/۳۶) من حديث مالك به .

تفقه

① وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

② ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنانے میں مستعدر رہنا چاہئے۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ زبردست متبع سنت اور جلیل القدر صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ

④ سواری پر نوافل پڑھنے جائز ہیں۔

⑤ مخاطب سے سوال کر کے اسے قائل کرنا جائز ہے۔

⑥ نیز دیکھئے حدیث: ۵۰۳

⑦ جانوروں پر سواری کرنا جائز ہے۔
⑧ رسول اللہ ﷺ کی سنت جو کہ احادیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، حجت اور معیارِ حق ہے۔
⑨ بہتر یہ ہے کہ نمازِ وتر رات کے آخری پہر پڑھی جائے لیکن وتر فوت ہو جانے کے خوف سے عشاء کے بعد پڑھنا بھی بالکل صحیح اور جائز ہے۔
⑩ ہر مسئلہ ہر عالم کو معلوم ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جلیل القدر ثقہ علماء سے بھی بعض باتیں مخفی رہ سکتی ہیں۔

أَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ: حَدِيْثَانِ

[۵۲۳] مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ ذُكِرَ الْإِزَارُ: فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟
قَالَ : ((تُرْخِي شِبْرًا))
قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : إِذَنْ يَنْكَشِفُ عَنْهَا ؟
قَالَ : ((فَذِرَاعًا لَا تَزِدْ عَلَيْهِ .))

صفیہ بنت ابی عبید (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازار کا ذکر کیا تو نبی ﷺ کی بیوی اُم سلمہ نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! عورت کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک بالشت ازار لٹکالے۔ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: پھر تو پاؤں ننگے ہو جائیں گے!؟ آپ نے فرمایا: پھر ایک ہاتھ لٹکالے۔ اس سے زیادہ نہ لٹکائے۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج

الموطأ (روایۃ یحییٰ ۲/۹۱۵ ح ۱۷۶۵، ک ۴۸ ب ۶ ح ۱۳) التمہید ۲۴/۱۴۷، الاستذکار: ۱۶۹۷
☆ وأخرجہ ابوداود (۴۱۱۷) من حدیث مالک بہ وصححہ ابن حبان (الموارد: ۱۴۵۱) ○ وفي رواية يحي : " لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ " .

تفقہ

① عورت کے پاؤں ننگے نہیں ہونے چاہئیں، اس سے معلوم ہوا کہ اسے غیر مردوں سے اپنا چہرہ بھی چھپانا چاہئے۔ اس کے لئے یہی افضل ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔
② مردوں کے لئے ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا جائز نہیں ہے۔ دیکھئے حدیث: ۱۳۸
③ مردوں کے احکام میں عورتیں اور عورتوں کے احکام میں مرد شامل ہیں اِلا یہ کہ تخصیص کی دلیل ہو تو وہ حکم مستثنیٰ ہو جائے گا جیسا کہ عورتوں کے لئے سر منڈانا جائز نہیں ہے۔
④ نمازوں میں بھی عورتوں کو اپنے قدم چھپانے چاہئیں۔ دیکھئے التمہید (۲۴/۱۴۸)

⑤ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو علم نہ ہونے کی صورت میں عالم سے پوچھ لینا چاہئے۔
⑥ ازواجِ مطہرات اور صحابیات کے دلوں میں بھی کتاب وسنت پر عمل کرنے کا زبردست جذبہ تھا۔

[۵۲۴] وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحى .

(سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں کاٹنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا۔

تحقیق سنده صحيح

تخریج مسلم

الموطأ (رواية يحيٰ ۹۴۷/۲ ح ۱۸۲۸، ک ۵۱ ب ۱ ح ۱) التمهيد ۱۴۲/۲۴، الاستذكار: ۱۷۶۴
☆ وأخرجه مسلم (۲۵۹/۵۳) من حديث مالك به .

تفقه

① داڑھی رکھنا فرض ہے۔
② مونچھیں تراشنا اور منڈوانا دونوں طرح صحیح ہے۔ امام سفیان بن عیینہ المکی رحمہ اللہ نے مونچھیں منڈوائی تھیں۔
دیکھئے التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ (ح ۳۸۷ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ح ۳۱۱)
ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا) مغیرہ بن شعبہ کی مونچھیں مسواک رکھ کر کاٹ دی تھیں یا انھیں کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ (سنن ابی داود: ۱۸۸، وسندہ صحیح) مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بڑی مونچھیں تھیں۔
سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعض خاص موقعوں پر مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔ (العلل ومعرفۃ الرجال: ۱۵۰۷، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۲/۳۲۷ ح ۱۵۸۹)
نیز دیکھئے طبقات ابن سعد (۳۲۶/۳ وسندہ صحیح) بہتر یہی ہے کہ مونچھوں کو مونڈنے کے بجائے تراشا جائے۔
③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے آثار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا اور قینچی نہ لگانا افضل ہے تاہم ایک مشت سے زیادہ کو کاٹنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

أَبُوْ لَيْلٰى : حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

[۵۲۵] مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرَجُلٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ

(سیدنا) سہل بن ابی حثمہ (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قوم کے بزرگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں بھوک کی وجہ سے خیبر گئے تو محیصہ نے آکر بتایا کہ عبداللہ بن سہل قتل ہو گئے اور انھیں کنویں یا چشمے کے

جُهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرِ بِئْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ: أَنْتُمْ واللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا: واللّٰهِ!مَا قَتَلْنَاهُ فَأَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ)) فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا: إِنَّا وَاللّٰهِ!مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ: ((أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ)) فَقَالُوْا: لَا، قَالَ: ((أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ ؟)) قَالُوْا: لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ ، فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ، قَالَ سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ .

پاس پھینک دیا گیا ہے۔ پھر وہ یہودیوں کے پاس آئے تو کہا: اللہ کی قسم! تم نے انھیں (عبداللہ بن سہل کو) قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے انھیں قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں یہ بات بتائی پھر وہ اور ان کے بڑے بھائی حویصہ (رضی اللہ عنہ) اور عبدالرحمٰن بن سہل (رضی اللہ عنہ) آپ (ﷺ) کے پاس آئے تو محیصہ جو خیبر گئے تھے باتیں کرنے کی کوشش کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے محیصہ سے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو، بڑی عمر والے کو بات کرنے دو تو حویصہ نے بات کی پھر محیصہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا تو وہ تمھارے ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔ آپ نے یہودیوں کی طرف لکھ بھیجا تو انھوں نے جوابی تحریر میں کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن کو کہا: کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بنتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تمھارے لئے یہودی قسم کھائیں؟ انھوں نے کہا: وہ مسلمان نہیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے دیت عطا فرمائی، آپ نے ان کی طرف ایک سو اونٹنیاں بھیجیں حتیٰ کہ وہ ان کے گھر میں داخل کی گئیں۔

سہل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ان میں سے سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

تحقیق سنده صحيح

تخريج متفق عليه

الموطأ (رواية يحيىٰ ٢/ ٨٧٧، ٨٧٨ ح ١٦٩٦، ک ٤٤ ب ١ ح ١) التمہید ٢٣/ ١٥٠، ١٥١، الاستذکار: ١٦٢٥

☆ وأخرجه البخاري (۱۹۲ے) ومسلم (۱۲۶۹/۶) من حديث مالک بہ .o وفي رواية يحي بن يحي :" وَرِجَالٌ" .

تفقه

① شروع دن سے یہود اور تمام کفار مسلمانوں کے پکے دشمن ہیں۔

② شروع اسلام میں مسلمان بے حد غریب تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رزق کے خزانے کھول دیئے۔

③ اپنے گمان پر یقین ہو تو قسم کھائی جا سکتی ہے لیکن فیصلہ دلیل پر ہی ہوگا، قسم وگمان پر نہیں ہوگا اِلا یہ کہ قسم کا مطالبہ کیا جائے۔

④ آدابِ مجلس کا خیال رکھنا چاہئے مثلاً بڑی عمر والے یا بڑے عالم کے مقابلے میں خود خاموش رہ کر سنیں اور انھیں گفتگو کرنے دیں۔

⑤ مظلوم مسلمانوں کا دفاع کرنا اسلامی حکومت کا حق ہے۔

⑥ اگر مدعا علیہ انکار کردے تو اس کے خلاف گواہوں اور ثبوت کے بغیر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

⑦ اصولِ حدیث کا ایک مسئلہ ہے کہ راوی کے عادل (یعنی ثقہ) ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے یعنی کافر ومشرک عادل و ثقہ نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے اس اصول کی تصدیق ہوتی ہے۔

⑧ اگر قاتل کا سراغ نہ مل سکے تو سرکاری خزانے سے مقتولین کو دیت ادا کی جا سکتی ہے۔

⑨ کفار اگر خیانت یا زیادتی کریں یا خیانت وزیادتی وغیرہ کا شبہ ہو جائے اور قرائن بھی اس کی تائید کرتے ہوں تو ان سے معاہدہ توڑا یعنی فسخ کیا جا سکتا ہے۔

⑩ مدعا علیہ اگر صراحت کے ساتھ قسم کھا کر الزام انکار کردے تو بری ہو جاتا ہے اِلا یہ کہ اس کے خلاف واضح دلیل وثبوت پیش کر دیا جائے۔

ذِكْرُ حَدِيثِ مَالِكٍ عَمَّنْ لَمْ يُسَمِّهِ : وَهُمَا حَدِيثَانِ فِي مَوْضِعَيْنِ

[۵۲۶] مَالِكٌ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحُبَابِ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ جَمِيْعًا وَالزَّهْوُ وَالرُّطَبُ جَمِيْعًا.

(سیدنا) ابوقتادہ الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور انگور ملا کر نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے اور گدر اور تازہ کھجور (رطب) ملا کر نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے۔

تحقيق صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۸۴۴/۲ ح ۱۶۳۹، ک ۴۲ ب ۳ ح ۸) التمهيد ۲۰۵/۲۴، الاستذكار: ۱۵۶۷

☆ وأخرجه النسائي في الكبرىٰ (تحفة الاشراف: ۱۲۱۱۹) من حديث مالک به وللحديث شواهد منها حديث البخاري (۵۶۰۱) ومسلم (۱۹۸۶) وبه صح الحديث .

تفقه

① چونکہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اور بعض اوقات کھجور اور انگور کی بنی ہوئی نبیذ میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا سدِ ذرائع اور شبہ سے بچنے کے لئے ایسی نبیذ (شربت) بنانے اور پینے سے منع کر دیا گیا ہے۔

② اسلام پوری انسانیت کی خیر خواہی کا دین ہے۔

③ روایتِ مذکورہ میں ثقہ سے کیا مراد ہے؟ واضح نہیں ہے لیکن السنن الکبریٰ للنسائی (بحوالہ تحفۃ الاشراف ۲۶۱/۹ ح ۱۲۱۱۹) اور تمہید (۲۰۶/۲۴) میں اسی حدیث کو عمرو بن الحارث (ثقہ) نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے بیان کر رکھا ہے اور اس کے صحیح شواہد بھی ہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ

④ نیز دیکھئے حدیث: ۱۳۶، ۲۴۸

[۵۲۷] وَعَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنُوا لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ .))

(سیدنا) ابو موسیٰ الاشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت لینا تین دفعہ ہے، اگر وہ (گھر والے) اجازت دیں تو اندر داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔

تحقيق صحيح

تخريج

الموطأ (رواية يحيىٰ ۹۶۳/۲ ح ۱۸۶۳، ک ۵۴ ب ۱ ح ۲) التمهيد ۲۰۲/۲۴، الاستذكار: ۱۷۹۹

☆ وأخرجه ابو القاسم الجوهري في مسند الموطأ (۸۴۶) من حديث مالک به. وله شواهد عند البخاري (۶۲۴۵) ومسلم (۲۱۵۳) وغيرهما وهو بها صحيح.

تفقه

① اگر کوئی شخص کسی رشتہ دار یا دوست وغیرہ کے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہو تو پہلے تین دفعہ اجازت مانگے، اجازت ملنے کے بعد ہی وہ گھر میں داخل ہو سکتا ہے لیکن یاد رہے کہ اپنے ذاتی گھر میں داخل ہونے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اِلا یہ کہ کوئی

عذرِ شرعی ہو۔

② روایتِ مذکورہ میں ثقہ سے مراد مخرمہ بن بکیر بن عبداللہ بن الاشج ہیں جو عام طور پر اپنے والد کی کتاب سے روایت کرتے تھے اور کتاب سے روایت قولِ راجح میں صحیح ہوتی ہے الا یہ کہ تخصیص کی کوئی دلیل ثابت ہو جائے۔

③ دینِ اسلام میں ہر انسان کی عزت اور شخصی زندگی کا تحفظ بدرجۂ اتم موجود ہے۔

④ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اجازت اور انھیں سلام کہنے کے بغیر داخل نہ ہو جاؤ، یہ تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم نصیحت پکڑتے ہو۔ (سورۃ النور: ۲۷)

درج بالا حدیث اس آیتِ کریمہ کی تشریح ہے۔

ترجمہ ختم ہوا۔ **والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات و صلّى الله على نبينا محمد و آله و صحبه أجمعين.**

باجوڑئی (بیت امیر محمد و حافظ شیر محمد) بیاڑ۔ تحصیل کلکوٹ ضلع دیر بالا۔ صوبہ سرحد

[۱۷/ جولائی ۲۰۰۷ء بوقت ایک بج کر دس منٹ دن۔ والحمدللہ]

انتهت حواشي التفقه والحمد لله

(۲۷/ مارچ ۲۰۰۸ء حضرو۔ ضلع اٹک، پاکستان)

حافظ زبیر علی زئی

فهارس

فهرس الآيات

أطراف الأحاديث والآثار

فهرس الرواة

فهرس الأبواب

بَابُ النُّونِ : ثَلَاثَةٌ لِجَمِيْعِهِمْ سِتَّةٌ وَسَبْعُونَ حَدِيْثًا

بَابُ الصَّادِ ثَلَاثَةٌ

بَابُ الضَّادِ وَاحِدٌ

بَابُ العَيْنِ: سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا لِجَمِيْعِهِمْ فِيْهِ مِائَةُ حَدِيْثٍ وَسَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا.

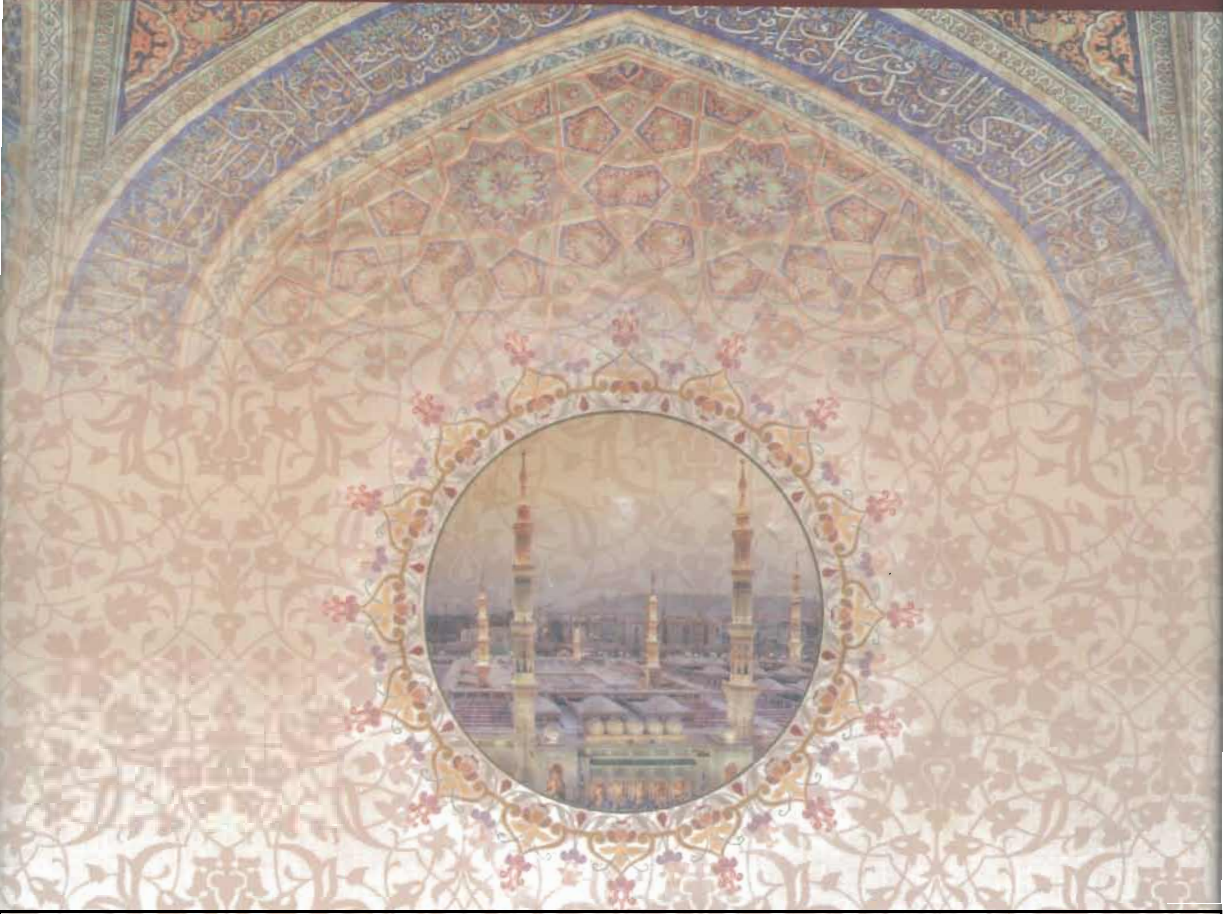
بَابُ الشِّينِ وَاحِدٌ

بَابُ الْهَاءِ ثَلَاثَةٌ: لِجَمِيْعِهِمْ سِتَّةٌ وَثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا

بَابُ الْوَاوِ وَاحِدٌ

بَابُ الْيَاءِ سَبْعَةٌ: لِجَمِيْعِهِمْ خَمْسَةٌ وَثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا

انتهى الكتاب والحمد للّٰه رب العالمين



موطأ امام مالک

روایۃ ابن القاسم